بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب المسائل

(جلدِ اول)

طہارت، نماز

[نظر ثانی واضافہ شدہ اشاعت]

مرتب:

مفتی محمد سلمان منصور پوری

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر

المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد

تقسیم کار:

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ

نام کتاب: کتاب المسائل (۱)

مرتب: مفتی محمد سلمان منصور پوری

کتابت وتزئین: محمد اسجد قاسمی مظفر نگری

صفحات: ۵۹۰

قیمت: ۳۰۰/روپیہ

اشاعتِ اول: جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ مطابق مئی ۲۰۰۸ء

نظرِ ثانی: جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ مطابق مئی ۲۰۱۳ء

ناشر: المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد

09412635154 - 09058602750

تقسیم کار: فرید بک ڈپو (پرائیویٹ لمٹیڈ) دہلی

011-23289786 - 23289159

خیر کثیر

یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْراً کَثِیْراً ○

(البقرۃ: ۲۷۹)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سمجھ عنایت فرما دیتے ہیں اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی۔

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْراً یُّفَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ.

(بخاری شریف ۱/۱۶، مختصر بیان العلم ۳۳)

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب (نظرِ ثانی)

نحمدہٗ ونصلي علی رسولہ الکریم! اما بعد:

یہ بندۂ ناتواں تہہ دل سے بارگاہِ رب العزت میں شکر گذار ہے کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے ''کتاب المسائل'' کے نام سے ضروری پیش آمدہ دینی مسائل کو آسان انداز میں جمع کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی، اور پھر اسے قبولیت سے سرفراز فرمایا۔ فالحمد للہ والشکر کلہ للہ۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن آج سے چھ سال قبل ۱۴۲۹ھ میں شائع ہوا تھا، اس کے بعد سے متعدد کتب خانوں سے اس کی مسلسل اشاعت ہورہی ہے، شروع سے ہی ارادہ تھا کہ اس پر نظرِ ثانی، تصحیح اور مزید ضروری مسائل کے اضافہ کا کام کیا جائے، مگر احقر کی مسلسل مصروفیات اس ارادہ کو جلد پورا کرنے میں حائل ہوتی رہیں؛ تاہم احقر درمیان میں وقت نکال کر جزئیات یکجا کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ نیز قارئین کی طرف سے تحریری، زبانی اور فون پر برابر کتاب کے متعلق مراجعت کا سلسلہ جاری رہا، اور بعض مخلص حضرات نے ناصحانہ طور پر کتاب میں موجود بعض اغلاط ومسامحات کی نشان دہی فرماکر شکریہ کا موقع بخشا، جس پر احقر بہت ممنون ہے، **فجزاهم اللّٰه تعالىٰ أحسن الجزاء۔**

بالخصوص جامعہ شیخ الاسلام شیخو پور اعظم گڈھ کے بالغ نظر مفتی حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب اعظمی زید مجدہم ومد ظلہم نے محبِّ مکرم جناب مولانا ضیاء الحق خیر آبادی مدظلہ کے توسط سے ''کتاب المسائل'' کی تینوں جلدیں حاصل کیں اور ان کی ایک ایک سطر اور ایک ایک مسئلہ کا بغور مطالعہ کرکے اپنی حد تک اصلاح کی کوشش فرمائی، اور مسامحات کی نشان دہی کرکے مفید مشوروں سے نوازا۔ الغرض آخری حد تک دلچسپی لے کر کتاب کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش فرمائی۔ احقر موصوف کی اس کرم فرمائی پر تہہ دل سے مشکور ہے، اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آں موصوف کو دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائیں، آمین۔

اسی طرح محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مفتی ومحدث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد نے بھی کئی اہم فروگذاشتوں کی طرف توجہ دلائی، اور جب موصوف کو یہ معلوم ہوا کہ احقر نظر ثانی کا کام کررہا ہے تو آپ نے اپنا تیار کردہ ضروری مسائل پر مشتمل ایک مسودہ احقر کے حوالہ کیا کہ احقر اس میں سے مسائل منتخب کرلے، چناں چہ موصوف کے مسودہ سے بھی استفادہ کیا گیا۔ **فجزاهم الله تعالىٰ أحسن الجزاء۔**

کتاب کے نئے ایڈیشن میں جابجا نئے مسائل کا اضافہ کیا گیا ہے، اور ''کتاب الجنائز'' جو پہلے جلد اول میں شامل تھا، اب اسے دوسری جلد کے آغاز میں لگادیا گیا ہے؛ تاکہ صفحات کا توازن برقرار رہے۔

کتاب کے حوالوں کی مراجعت میں طلبۂ شعبۂ افتاء مدرسہ شاہی (۱۴۳۳-۱۴۳۴ھ) نے پوری دل چسپی سے حصہ لیا، وہ سب بھی شکریہ کے قابل ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اجر جزیل سے نوازیں، اور علم وعمل سے بہرہ ور فرمائیں، آمین۔

اخیر میں قارئین سے گذارش ہے کہ دورانِ مطالعہ اگر کوئی غلطی سامنے آئے تو احقر مرتب کو مطلع فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں، اور مرتب، اس کے والدین، اساتذۂ کرام اور اس کتاب کی تیاری میں جن جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کے مصنفین کے حق میں اسے صدقۂ جاریہ بنادیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۹؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ

۱؍ مئی ۲۰۱۳ء بروز بدھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب (طبعِ اول)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور بے پایاں انعام ہے کہ اس عاجز وجہول بندہ کو دین کے ضروری مسائل ایک خاص ترتیب سے جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اس پر یہ بندۂ ناتواں جس قدر بھی شکر بجالائے کم ہے۔

''کتاب المسائل'' کے عنوان سے مسائل ودلائل کا یہ سلسلہ جولائی ۱۹۹۹ء سے جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے مقبول دینی واصلاحی رسالہ ماہنامہ ''ندائے شاہی'' میں شروع کیا گیا تھا، الحمدللہ اب تک اس کی ۵۵؍قسطیں شائع ہوچکی ہیں۔

رسالہ میں اشاعت سے افادۂ عام کے علاوہ ایک اہم مقصد یہ بھی پیش نظر تھا کہ یہ مسائل عام حضرات اہل علم وافتاء کی نظر سے گزریں، اور وہ اگر کسی غلطی پر متنبہ کریں تو اصلاح کی جائے، چناں چہ متعدد مرتبہ ایسی نوبت آئی اور بعض احباب واکابر نے تحریری طور پر اپنی آراء اور شبہات پیش کئے، جن کا سنجیدگی اور انصاف کا جائزہ لیا گیا، اور جہاں اپنی غلطی محسوس ہوئی تو بلاتکلف اس سے رجوع کیا گیا، ایسے سبھی حضرات کا احقر تہہ دل سے مشکور ہے۔ **فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء۔**

چوں کہ طہارت ونماز کے اکثر ابواب ومسائل کی اشاعت ہوچکی ہے؛ اس لئے ارادہ ہوا کہ ان کو کتابی شکل میں یکجا کردیا جائے؛ تاکہ فائدہ مزید عام اور تادیر ہو، چناں چہ اس مقصد سے تمام مسائل پر ازسرنو گہری نظر ڈالی گئی، جابجا مسائل اور مضامین کا اضافہ کیا گیا، نیز حوالہ جات کی

مراجعت کی گئی، اور مزید کتابوں کے حوالے دئے گئے، کہیں کہیں حوالے کی عبارتوں میں تبدیلی کرتے ہوئے زیادہ منطبق عبارتیں لگائی گئیں۔ الغرض ہر اعتبار سے کتاب کو مزین کرنے کی کوشش کی گئی، جس کا اندازہ قارئین خود لگالیں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، حضرات والدین مکرمین کی مستجاب دعاؤں اور حضراتِ اساتذۂ عظام کی بے پایاں شفقتوں اور عنایاتِ کریمانہ کا ثمرہ ہے، ورنہ تو یہ ناکارہ اپنی ناکارگی اور تساہل پسند طبعیت کی بنا پر اس خدمت کی انجام دہی سے یقیناً قاصر تھا، مگر ربِ کریم کی نوازش کا شکر کیسے ادا کیا جائے کہ اس نے ہر طرح کے ظاہری اسباب سے سرفراز فرمایا، انہی اسباب میں سے ایک بڑا سبب دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد سے احقر کی خادمانہ وابستگی بھی ہے کہ اس شعبہ سے متعلق ہوکر کام کرنے کا بھرپور موقع ملا اور قدم قدم پر دارالافتاء سے وابستہ طلبۂ عزیز کا گراں قدر تعاون شاملِ حال رہا۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائیں، آمین۔

شروع ہی سے اس کام کو آگے بڑھانے میں محبِّ مکرم جناب مولانا مفتی ابوجندل صاحب قاسمی زید علمہ استاذِ حدیث ومفتی مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ ضلع مظفرنگر نے بے انتہاء دلچسپی لی۔ موصوف نے نہ صرف پورے مسودہ پر گہری نظر ڈالی؛ بلکہ گراں قدر اضافات اور مفید مشوروں سے بھی نوازا۔

نیز احقر اپنے رفیق مکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی زید مجدہم مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کا بھی بے حد مشکور ہے کہ موصوف نے اپنی مصروفیت کے باوجود تقریباً پوری کتاب کا گہری نظر سے جائزہ لیا، بعض غلطیوں کی نشان دہی فرمائی اور قیمتی مشوروں سے نوازا۔

علاوہ ازیں عزیز مکرم مولانا مفتی قاری محمد عفان صاحب منصورپوری زید فضلہ استاذ مدرسہ شاہی مرادآباد اور فاضل گرامی مولانا مفتی محمد مناظر نعمانی زید فضلہ فاضل افتاء مدرسہ شاہی وسابق مفتی جامعہ ضیاء العلوم پونچھ جموں وکشمیر نے بھی تصحیح وتنقیح میں نمایاں حصہ لیا۔

مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگری نے کمپیوٹر کتابت اور تزئین وتہذیب میں اپنی مہارتِ فن کا بہترین نمونہ پیش کیا، جس پر وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ **فجزاهم الله أحسن الجزاء۔**

عاجزانہ گزارش

بہر حال یہ ٹوٹی پھوٹی کاوش جو صرف ایک دینی ضرورت سمجھ کر محض رضائے خداوندی کے لئے اسی کی توفیق سے انجام دی گئی، اب قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ غلطی اور بھول چوک سے بری ہونے کا کون دعویٰ کرسکتا ہے اور خاص کر یہ راقم الحروف تو علم وعمل اور فہم وفراست ہر اعتبار سے انتہائی کمزور ہے؛ اس لئے سبھی قارئین سے عاجزانہ گذارش ہے کہ وہ اس کتاب میں اگر کسی طرح کی بھی کوئی قابلِ اصلاح بات پائیں، تو احقر کو ضرور مطلع فرمائیں، حق سامنے آنے پر احقر کو رجوع کرنے اور تصحیح کرنے میں انشاء اللہ کبھی تامل نہ ہوگا۔

اور اخیر میں یہ عرض ہے کہ آئندہ اس کام کو جاری رکھنے کے لئے ایک مجلس ترتیب بنادی گئی ہے، جو درج ذیل تین افراد پر مشتمل ہے: (۱) مفتی محمد عفان منصور پوری (۲) مفتی ابوجندل قاسمی (۳) مفتی محمد مناظر نعمانی۔ تاکہ اگر یہ راقم مرتب باحیات نہ بھی رہے تب بھی یہ مجلس اس کتاب کی نگرانی اور ترمیم وتنسیخ کا کام انجام دیتی رہے۔

اے اللہ! محض اپنے فضل سے اس کتاب کو اپنی خالص رضا کا ذریعہ بنادے، اور منصوبہ کے مطابق اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرما، اور اس کے مرتب اور اس کے سب معاونین کو آخرت میں سرخ روئی نصیب فرما، آمین یا رب العالمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

۱۶؍ مئی ۲۰۰۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقَدِّمَہ

کتاب الطہارت

پانی کے مسائل

نجاست وطہارت

پاکی کے طریقے

وضو کے مسائل

نواقضِ وضو

غسل کے مسائل

جنابت کے احکام

تیمّم کا بیان

موزوں پر مسح کا بیان

زخم پر مسح کے مسائل

معذور کے احکام

حیض ونفاس کا بیان

کتاب الصلوٰۃ

اذان واقامت کے مسائل

شرائطِ نماز

ستر کے احکام

مسائلِ استقبالِ قبلہ

نیت کے مسائل

نماز کے فرائض

نماز کے واجبات

فوت شدہ نمازوں کی قضا کا بیان

مسائل سجدۂ سہو

نماز کی سنتیں

نماز کے آداب و مستحبات

نماز کا مسنون طریقہ

مکروہاتِ نماز

مکروہاتِ تحریمیہ

مکروہاتِ تنزیہیہ

نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں

امامت و جماعت کے مسائل

مدرک، لاحق، اور مسبوق سے متعلق مسائل

صف بندی سے متعلق مسائل

مسائلِ وتر

مسائلِ جمعہ

مسائل خطبۂ جمعہ

عیدین کے مسائل

سنن ونوافل سے متعلق مسائل

مسائلِ تراویح

سجدۂ تلاوت

نمازِ مسافر

نماز مریض

تقریب:

مخدومِ مکرم، والدِ معظم، امیر الہند حضرت مولانا قاری **سید محمد عثمان** صاحب منصور پوری زید مجد ہم

استاذ حدیث دار العلوم دیوبند وصدر جمعیۃ علماء ہند

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

شریعتِ اسلامیہ (جو انسانی فطرت کے عین مطابق واقع ہوئی ہے) کی نظر میں طہارت، پاکیزگی وصفائی ستھرائی کی بڑی اہمیت ہے، ایک طرف وہ نماز اور طوافِ کعبہ جیسی عبادت کی صحت کی شرط ہے، تو دوسری جانب طہارت کو حدیثِ پاک میں شطر الایمان یا نصف الایمان فرمایا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ طہارت و پاکیزگی ایمان کا خاص جزو اور اس کا اہم ترین شعبہ ہے اور قرآنِ کریم میں پاک وصاف رہنے والوں کی تعریف میں فرمایا گیا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ. (البقرۃ: ۲۲۲)

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک وصاف رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

اس لئے ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ طہارت کے مسائل معلوم کرے۔ طہارت کی دو قسمیں ہیں: (۱) طہارتِ ظاہرہ (۲) طہارتِ باطنہ۔ باطنی طہارت کا مطلب ہے کہ اپنے اعضاء وجوارح کو گناہوں سے پاک رکھنا اور قلب کو برے اعتقادات وخیالات سے صاف کرنا وغیرہ۔ اور ظاہری طہارت کی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تین قسمیں بیان فرمائی ہیں:

(۱) ایک حدث سے طہارت یعنی جن حالتوں میں غسل یا وضو واجب یا مستحب ہے، ان حالتوں میں غسل یا وضو کرکے شرعی طہارت و پاکیزگی حاصل کرنا۔

(۲) دوسرے ظاہری نجاست (جس کو خبث کہتے ہیں) سے جسم یا اپنے کپڑوں یا جگہ کو پاک کرنا۔

(۳) تیسرے جسم کے مختلف حصوں میں جو گندگیاں اور میل کچیل پیدا ہوجاتا ہے اس کی صفائی کرنا۔ (حجۃ اللہ البالغہ ابواب الطہارۃ ۱/۱۷۳)

زیرِ نظر کتاب کا دوسرا موضوع ''نماز'' ہے، جو اسلام کی مہتم بالشان عبادت ہے، اس عبادت کو احادیثِ شریفہ میں کفر واسلام کے مابین امتیازی نشانی قرار دیا گیا ہے، یہ عبادت دین کا اہم ستون ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّلاَةَ أَعْظَمُ الْعِبَادَاتِ شَأْناً وَأَوْضَحُهَا بُرْهَاناً، وَأَشْهَرُهَا فِيْ النَّاسِ وَأَنْفَعُهَا فِي النَّفْسِ، وَبِذٰلِکَ اعْتَنىٰ الشَّارِعُ بِبَيَانِ فَضْلِهَا وَتَعْيِيْنِ أَوْقَاتِهَا وَشُرُوْطِهَا وَأَرْكَانِهَا وَآدَابِهَا وَرُخَصِهَا وَنَوَافِلِهَا اعْتِنَاءً عَظِيْماً لَمْ يَفْعَلْ مِثْلَهُ فِيْ سَائِرِ أَنْوَاعِ الطَّاعَاتِ وَجَعَلَهَا مِنْ أَعْظَمِ شَعَائِرِ الدِّيْنِ.

(حجة الله البالغة)

تمام عبادتوں میں نماز کی شان سب سے بڑی ہے، اور مؤمن کے ایمان کی سب سے واضح دلیل ونشانی ہے، اور لوگوں میں سب سے زیادہ معروف ومشہور عبادت ہے، اور نفس انسانی کو تمام عبادتوں سے زیادہ فائدہ پہنچانے والی ہے، اسی وجہ سے شارع نے اس کی فضیلت بیان کرنے، نیز اس کے اوقات کی تعیین اور اس کی شرائط وارکان وآداب، اور اس کی رخصتوں اور نوافل کے بیان کرنے کا اتنا زبردست اہتمام فرمایا ہے کہ طاعات کی بقیہ انواع کے بیان کے موقع پر شارع نے یہ اہتمام نہیں فرمایا ہے، اور نماز کو دین کے شعائر میں سے ایک اہم شعار بنا دیا ہے۔

نماز کی اس عظمتِ شان کی وجہ سے شریعتِ اسلامیہ میں اس سے متعلق احکام ومسائل کی بڑی تفصیل ہے، جس کو فقہاء کرام عموماً ''باب اوقات الصلاۃ'' سے شروع کرکے ''کتاب الجنائز''

پر مکمل کرتے ہیں، ان مسائل کو جان کر ایک مسلمان اس عظیم الشان فریضہ کی ادائیگی بہتر سے بہتر انداز میں کر کے فلاح وکامرانی سے ہم کنار ہوسکتا ہے۔

بڑی مسرت کی بات ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ عزیزم مولوی مفتی سید محمد سلمان منصور پوری سلمہ کو یہ سعادت ملی ہے کہ طہارت ونماز سے متعلق بہت سے ضروری مسائل باب وار اور باحوالہ مع عبارات کتبِ فقہیہ یکجا کر دئے ہیں، جو عام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ اہل علم ومفتیانِ کرام کے لئے بھی بڑے فائدہ کی چیز ہے۔

دلی دعا ہے کہ خداوند کریم آں عزیز کی اس علمی وفقہی خدمت کو قبول فرما کر اس کا نفع عام وتام فرمائیں، اور ذخیرۂ آخرت بنائیں، آمین۔

احقر محمد عثمان منصور پوری عفی عنہ
خادم تدریس دارالعلوم دیوبند
۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

تقریظ:

رفیق مکرم حضرت مولانا مفتی **شبیر احمد** صاحب قاسمی مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

الحمد للّٰہ الذی جعل نفراً لیتفقه فی الدین والصلاۃ والسلام علی خاتم النبیین لا نبی بعدہٗ. اما بعد:

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ ایک ہونہار عالم اور دارالعلوم دیوبند کے نمایاں اور مؤقر فاضل ہیں، ان کا فقہی ذوق خود ان کی اس کتاب سے ناظرین کو معلوم ہوجائے گا۔ احقر نے زیر نظر کتاب کو تقریباً مکمل دیکھا ہے، بعض مقامات میں مشورہ دیا ہے، جس کو انہوں نے بہت اچھے انداز سے قبول بھی فرمایا اور ترمیم بھی فرمادی۔

اور اس کتاب کا ہر مسئلہ مع حوالہ مدلل لکھا گیا ہے اور اکثر مسائل کو مدلل کرنے کے لئے کتبِ فقہ اور کتبِ حدیث کی عربی عبارات بھی نیچے درج کردی گئی ہیں اور ان میں سے اکثر مسائل کو بالترتیب ''ندائے شاہی'' میں بھی شائع کیا گیا ہے، اور عوام وخواص نے ان کو دادِ تحسین سے نوازا ہے۔

کتاب الطہارت کا حصہ پہلے الگ سے شائع ہوچکا تھا، مگر بعد میں ترمیم واضافہ کرکے اسی میں شامل کردیا ہے، اب یہ کتاب ''کتاب الطہارت سے کتاب الجنائز'' تک مکمل ضخیم جلد کی شکل میں شائع ہورہی ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ سے ہر طبقہ کے لوگوں کو مسائلِ شرعیہ میں نمایاں رہنمائی حاصل ہوگی، خاص کر نئے مسائل کو بھی نہایت سلیس انداز سے مدلل لکھا گیا ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے، اور آخرت کے لئے اجر وثواب کا ذخیرہ بنائے، آمین۔

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

دارالافتاء مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۱؍ذی قعدہ ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقہ کی تعریف

تفقہ کے معنی جاننے کے آتے ہیں۔ اور اصولیین کی اصطلاح میں فقہ کا اطلاق "تفصیلی دلائل سے منتخب کردہ جزئیات کو جان لینے" پر ہوتا ہے، جب کہ فقہاء ہر ایسے شخص کو فقیہ کہنا روا سمجھتے ہیں جس کو جزئی مسائل کے احکامات یاد ہوں، اور اہلِ حقیقت اولیاء اللہ کے نزدیک فقیہ وہ شخص ہے جس کے علم و عمل میں مطابقت پائی جائے۔ حضرت حسن بصریؒ کا مقولہ مشہور ہے کہ فقیہ وہ ہے جو (۱) دنیا سے اعراض کرنے والا (۲) آخرت کی طرف رغبت رکھنے والا (۳) اور اپنے عیوب سے باخبر ہو۔ (مستفاد درمختار مع الشامی ۱/۱۱۸-۱۱۹)

دین میں تفقہ فرضِ کفایہ ہے

تفقہ میں مہارت پیدا کرنا امت پر فرضِ کفایہ ہے، ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں ایسے ماہر علماء ومفتیان کا وجود ناگزیر ہے جو ضرورت کے وقت امت کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَوْ لاَ نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوْا فِيْ الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ. (التوبہ ۱۲۲)

سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تاکہ دین میں سمجھ پیدا کریں، اور تاکہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب ان کی طرف لوٹ کر آئیں تاکہ وہ بچتے رہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تفقہ حاصل کرنے کے لئے اگر سفر کرنا پڑے تو اس کی بھی ہمت کی جائے۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کی مجلس مبارکہ علم کا سرچشمہ ہوتی تھی اور آپ کا علمی فیضان سفر و حضر ہر جگہ جاری رہتا تھا۔ اسی فیضان سے استفاضہ کے لئے خاص جماعت کو آپ کے ساتھ سفر کرنے کا حکم دیا گیا، اور یہ حکم قیامت تک باقی رہے گا اور جو نائبین رسول علماء وفقہاء موجود رہیں گے ان سے علمی وفقہی استفادہ کا سلسلہ برابر جاری رہے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۴/۲۱۰)

فقہ سراپا خیر ہے

تفقہ فی الدین اللہ تعالیٰ کا بے نظیر انعام ہے، جس کو یہ دولت مل جائے وہ یقیناً ''خیر کثیر'' سے بہرہ ور ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْراً كَثِيْراً. (البقرة ۲۷۹)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سمجھ عنایت فرما دیتے ہیں اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی۔

مشہور مفسر حضرت مجاہد اور ضحاک رحمہما اللہ وغیرہ نے آیت میں ''حکمت'' سے تفقہ مراد لیا ہے، اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْراً يُّفَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ. (بخاری شریف ۱۶/۱ ی، مختصر بیان العلم ۳۳)

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔

نیز ایک روایت میں پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِيْ الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِيْ الإِسْلاَمِ إِذَا فَقُهُوْا. (الفقيه والمتفقه ١٤)

تم لوگوں کو کانوں (معدنیات کے ذخائر) کی طرح پاؤ گے، ان میں جو لوگ زمانۂ جاہلیت میں باوقار سمجھے جاتے تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی افضل اور باوقار رہیں گے بشرطیکہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔

معلوم ہوا کہ اسلام میں معیار شرافت ''دین کی سمجھ'' ہے، ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس معیار کو حتی الوسع حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر علیہ السلام سے سوال کیا کہ دو شخص ہیں ایک تو وہ ہے جو مسلسل اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا ہے، اور دوسرا شخص وہ ہے جو فرائض کے علاوہ نوافل وغیرہ کا اہتمام نہیں کرتا لیکن وہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیتا ہے (ان دونوں میں افضل کون ہے؟) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اس عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ درجہ کے شخص پر''۔ (الفقیہ والمتفقہ ۲۴)

اور ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''سب سے افضل عبادت ''فقہ'' ہے اور سب سے افضل دین پرہیزگاری اور ورع وتقویٰ ہے''۔ (الفقیہ والمتفقہ ۲۸)

اور ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ ''سب سے افضل علم وہ ہے جس کے لوگ محتاج ہوں''۔ (الفقیہ والمتفقہ ۴۱)

اور ظاہر ہے کہ دنیا میں اہل ایمان کے لئے سب سے زیادہ ضرورت مسئلہ مسائل جاننے کی ہے اس لئے یہی علم اس حدیث کی رو سے سب سے افضل کہلائے جانے کے لائق ہے۔

فقہ میں اشتغال افضل ترین عبادت ہے

دینی مسائل کا سیکھنا سکھانا، اور نت نئے مسائل کے احکامات معلوم کرنا اور امت کی رہنمائی کرنا افضل ترین عبادت ہے، اس لئے کہ اس عمل کا نفع ساری امت تک متعدی اور رہتی دنیا تک باقی رہنے والا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

مَا عُبِدَ اللّٰهَ بِشَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ فِقْهٍ فِيْ الدِّيْنِ وَلَفَقِيْهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ وَلِكُلِّ شَيْءٍ عِمَادٌ وَعِمَادُ الدِّيْنِ اَلْفِقْهُ.

تفقہ فی الدین سے بڑھ کر کسی عمل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی جاسکتی (کیوں کہ مقبول عبادت کے لئے علم صحیح ضروری ہے جس کا ذریعہ تفقہ ہی ہے) اور ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار

عابدوں سے بڑھ کر ہے،اور ہر چیز کا ایک ستون ہوتا ہےاور دین کا ستون تفقہ فی الدین ہے۔ (شامی مقدمہ ۱۲۳، البیھقی فی السنن الکبریٰ ۱/۱۰۲، الدار القطنی ۳/۷۹)

اورایک روایت میں ہے کہ ’’فقہی مجلس میں شرکت کا ثواب ساٹھ سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے‘‘۔(الفقیہ والمتفقہ ۲۰)

تفقہ سے دین میں تصلب نصیب ہوتا ہے

جس شخص کو فقاہت کی دولت نصیب ہوجاتی ہےاس کا سینہ دینی مسائل واحکام کے لئے پوری طرح منشرح ہوجاتا ہے،پھر نہ تو وہ حالات سے مرعوب ہوتا ہےاور نہ کوئی لالچ یادھمکی اسے راہِ حق سے ہٹنے پر مجبور کرتی ہے بلکہ وہ ذہنی طور پر پوری یکسوئی کے ساتھ دین پرعمل کرتا ہےاوراس کے برخلاف جوشخص نراعابد ہواوروہ ضروری دینی علم سےمحروم ہوتو اس کے لئےحق پرثابت قدم رہنا بہت مشکل ہوتا ہے وہ بہت جلد حالات اورفتوحات سےمتاثر ہوجاتا ہےحتی کہ بسا اوقات گمراہی میں بھی مبتلا ہوجاتا ہے،نبی اکرمﷺ نے اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے۔

لَوُ أَنَّ هٰذِهٖ وَقَعَتُ عَلٰى هٰذِهٖ يَعُنِىُ السَّمَاءَ عَلٰى الْأَرُضِ وَزَالَ كُلُّ شَيْءٍ عَنُ مَكَانِهٖ مَا تَرَكَ الْعَالِمُ عِلُمَهٗ وَلَوُ فُتِحَتِ الدُّنُيَا عَلٰى عَابِدٍ لَتَرَكَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ تَعَالٰى. (الفقیہ والمتفقہ ۲۴)

اگر یہ یعنی آسمان اس یعنی زمین پرگر پڑےاور ہر چیز اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو پھر بھی عالم اپنے علم کو نہ چھوڑے گا اوراگرنرے عابد پر دنیا کے دہانے کھول دئے جائیں تو وہ اپنے پروردگار کی عبادت چھوڑ بیٹھے گا۔

اس لئے ضروری ہے کہ عالم اورفقیہ اپنے موقف میں ثابت قدم ہواور راہِ حق سے سرِمو بھی انحراف نہ کرے۔

فقہاء روحانی معالج ہیں

عبید اللہ بن عمرونقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سلیمان اعمشؒ کے پاس کوئی مسئلہ پوچھنے آیا اتفاق سے وہاں حضرت امام ابوحنیفہؒ بھی تشریف فرما تھے۔حضرت اعمشؒ نے امام

صاحبؒ سے فرمایا کہ آپ کی اس مسئلہ کے بارے میں کیا رائے ہے؟ امام صاحبؒ نے اپنی رائے بتادی، اس پر حضرت اعمش نے پوچھا کہ یہ جواب آپ نے کہاں سے دیا؟ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اُس روایت سے جو آپ نے ہم سے بیان کر رکھی ہے۔ یہ سن کر حضرت اعمش بول اٹھے: **نحن صیادلة و أنتم أطباء** (یعنی ہم تو محض دوا فروش ہیں اور تم لوگ (فقہاء) طبیب ہو)۔ (الفقیہ والمتفقہ ۱/۶ ۳)

تفقہ باعثِ عزت ہے

دین میں تفقہ اور حلت وحرمت کا علم انسان کو عزت بخشتا ہے، اور اس سے انسان کو جو عزت ملتی ہے وہ کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ حضرت ابو العالیہؒ فرماتے ہیں کہ میں استاذ معظم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ تخت پر تشریف فرما رہتے اور آپ کے ارد گرد خاندان قریش کے لوگ موجود ہوتے آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے تخت پر اپنے ساتھ بٹھایا کرتے تھے، آپ کی اس عزت افزائی کو دیکھ کر قریش کے لوگ ناگواری محسوس کرتے، چناں چہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بھی اس کا احساس ہوگیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ”اسی طرح یہ علم شریف آدمی کی شرافت میں اضافہ کرتا ہے اور غلام شخص کو تخت نشین بنا دیتا ہے“۔ (الفقیہ والمتفقہ ۱/۴۰)

حضرت عطاء ابن رباحؒ مکہ معظّمہ میں ایک عورت کے غلام تھے آپ کے چہرے کی رنگت سیاہ تھی اور آپ کی ناک باقلا کی پھلی کے مانند تھی (یعنی بدصورت تھے، مگر علمی وفقہی مقام یہ تھا کہ) ایک مرتبہ اموی بادشاہ امیر المؤمنین سلیمان بن عبد الملک اپنے دو بیٹوں کے ساتھ آپ سے ملنے آئے آپ نماز پڑھنے میں مشغول تھے، اس لئے وہ لوگ انتظار میں بیٹھ گئے، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کی طرف متوجہ ہوئے، امیر المؤمنین ان سے حج کے مسائل پوچھتے رہے اور آپ بے رخی سے جواب دیتے رہے پھر سلیمان نے اپنے بیٹوں سے کہا: ”یہاں سے چلو اور دیکھو علم دین سیکھنے میں آنا کانی مت کرنا؛ اس لئے کہ آج اس کالے غلام کے سامنے بیٹھنے سے جو میری ذلت ہوئی ہے اسے میں کبھی نہ بھول پاؤں گا“۔ (الفقیہ والمتفقہ ۴۰)

تو معلوم ہوا کہ علم فقہ کا تعلق خوبصورتی یا عالی نسبی سے نہیں ہے بلکہ جو شخص بھی علم دین میں

کمال اور فقہ میں مہارت پیدا کرلے گا وہ لوگوں کی نظر میں باعزت ہوجائے گا، تاریخ کے ہر دور میں اس کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اس لئے ہر طالب علم کو بالخصوص دین میں اختصاص پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

محمد بن قاسم ابن خلاد کہتے ہیں کہ "یہ بات معروف ہے کہ اسلام میں کسی کو کمتر سمجھنا جائز نہیں ہے، اسلام میں فضیلت اور شرافت کا معیار دین داری اور پرہیزگاری ہے، اور اگر اس پرہیزگاری کے ساتھ نسبی شرافت بھی مل جائے تو سونے پر سہاگہ ہے"۔ (الفقیہ والمتفقہ ۴۰)

صاحب "البحر الرائق" علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَإِنَّ الْفِقْهَ أَشْرَفُ الْعُلُوْمِ قَدْراً وَأَعْظَمُهَا أَجْراً وَأَتَمُّهَا عَائِدَةً وَأَعَمُّهَا فَائِدَةً وَأَعْلاَهَا مَرْتَبَةً وَأَسْنَاهَا مَنْقَبَةً، يَمْلأُ الْعُيُوْنَ نُوْراً وَالْقُلُوْبَ سُرُوْراً وَالصُّدُوْرَ انْشِرَاحاً، هٰذَا لِأَنَّ مَا بِالْخَاصِّ وَالْعَامِّ مِنَ الاسْتِقْرَارِ عَلٰى سُنَنِ النِّظَامِ وَالاسْتِمْرَارِ عَلٰى وَتِيْرَةِ الاجْتِمَاعِ وَالالْتِيَامِ إِنَّمَا هُوَ بِمَعْرِفَةِ الْحَلالِ مِنَ الْحَرَامِ وَالتَّمْيِيْزُ بَيْنَ الْجَائِزِ وَالْفَاسِدِ مِنَ الْوُجُوْهِ وَالأَحْكَامِ، بُحُوْرُهُ ذَاخِرَةٌ وَرِيَاضُهُ نَاضِرَةٌ وَنُجُوْمُهُ زَاهِرَةٌ وَأُصُوْلُهُ ثَابِتَةٌ وَفُرُوْعُهُ نَابِتَةٌ لا يَفْنٰى بِكَثْرَةِ الإِنْفَاقِ كَنْزُهُ

علم فقہ مرتبہ کے اعتبار سے سب سے اشرف، اجر کے اعتبار سے سب سے اعظم، نفع کے اعتبار سے سب سے کامل، فائدہ کے اعتبار سے سب سے عام، رتبہ کے اعتبار سے سب سے بلند، تعریف کے اعتبار سے سب سے زیادہ چمک دار ہے، یہ علم آنکھوں کو روشنی، دلوں کو سرور اور شرح صدر سے نوازتا ہے، اور معاملات میں وسعت اور سہولت کی راہیں کھولتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر خاص وعام کا فطری نظام پر کاربند رہنا اور اتفاق واتحاد کی راہ پر گامزن ہونا وہ حلال وحرام کی معرفت، جائز اور ناجائز درمیان امتیاز کرنے پر موقوف ہے۔ اس علم کے سمندر ٹھاٹھیں مارنے والے ہیں، اور اس کے باغیچے تروتازہ اور اس کے ستارے چمک دار ہیں، اس کے ضابطے ثابت شدہ اور اس کی جزئیات روزافزوں ہیں

وَلاَ يَبْلٰى عَلٰى طُوْلِ الزَّمَانِ عِزُّهٗ الخ، وَأَهْلُهٗ قِوَامُ الدِّيْنِ وَقِوَامُهٗ وَبِهِمُ ائْتِلاَفُهٗ وَانْتِظَامُهٗ وَإِلَيْهِمُ الْمُفْزِعُ فِي الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْيَا وَالْمَرْجَعُ فِي التَّدْرِيْسِ وَالْفَتْوٰى.

(الأشباه والنظائر مطبوعه ديوبند ۱۳-۱۸)

زیادہ خرچ کرنے سے اس کا خزانہ کم نہیں ہوتا، اور لمبا زمانہ گزرنے کے باوجود اس کی عزت میں فرق نہیں آتا، اور اہل فقہ (علماء ومفتیان) دین کے محافظ اور اس کے نگراں ہیں، انہی سے دین کا انتظام واہتمام وابستہ ہے، اور دنیا اور آخرت میں انہی کی طرف جائے پناہ ہے، اور درس وافتاء میں انہی کی ذات مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

عزت کا مقام تو یہ ہے

امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مکہ کی وادی ابطح میں اپنی مجلس جمائی اور حجاج کی جماعتیں آپ کے سامنے سے گذرنے لگیں آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے ''قرظہ'' بھی تھے، ایک قافلہ گذرا اس میں ایک نوجوان شخص شعر گنگنا رہا تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ عبداللہ بن جعفرؓ ہیں، آپ نے فرمایا انہیں جانے دو، پھر دوسرا قافلہ گذرا اس میں بھی ایک جوان اشعار پڑھ رہا تھا، معلوم کیا کہ یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ عمر بن ابی ربیعہ ہیں، آپ نے ان کو بھی جانے کا حکم دیا، اس کے بعد ایک بڑی جماعت گذری جس میں ایک صاحب تھے جن سے لوگ حج کے مسائل پوچھ رہے تھے، کوئی کہہ رہا تھا کہ میں نے سر منڈانے سے پہلے رمی کر لی؟ اور کوئی پوچھ رہا تھا کہ میں نے رمی سے پہلے سر منڈا لیا؟ وغیرہ۔ (اور وہ سب کو جواب دے رہے تھے) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ جواب ملا کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ''واللہ دنیا اور آخرت کی عزت وشرافت تو یہی ہے'' (کہ انسان کو دینی مرجعیت حاصل ہو جائے)۔ (الفقیہ والمتفقہ ۴۱)

اس لئے اس شرافت کو حاصل کرنے کے لئے جتنی بھی تگ ودو اور جدوجہد کی جائے وہ کم ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

إِذَا مَـا اعْتَـزَّ ذُوْ عِـلْـمٍ بِعِلْـمٍ فَـعِـلْـمُ الْـفِـقْـهِ أَوْلَىٰ بِـاعْتِـزَازٖ

فَكَمْ طِيْبٍ يَفُوْحُ وَلَا كَمِسْكٍ وَكَمْ طَيْـرٍ يَـطِيْـرُ وَلَا كَبَـازِيٖ

ترجمہ: اگر کوئی علم والا کسی علم سے عزت حاصل کرے تو علم فقہ عزت دلانے میں سب سے زیادہ کارگر ہے، اس لئے کہ کتنی ہی خوشبوئیں پھیلتی ہیں لیکن مشک کی طرح نہیں ہوتیں، اور کتنے ہی پرندے اڑتے ہیں مگر شکرہ کی طرح نہیں اڑتے۔

اور دوسرے شاعر نے کہا:

وَخَيْـرُ عُـلُوْمٍ عِـلْـمُ فِقْـهٍ لِأَنَّـهُ يَـكُـوْنُ إِلَـىٰ كُـلِّ الْـعُـلُوْمِ تَوَسُّلاً

فَـإِنَّ فَـقِيْهـاً وَاحِـداً مُتَـوَرِّعـاً عَلَىٰ أَلْفِ ذِیْ زُهْدٍ تَفَضَّلَ وَاعْتَلَىٰ

ترجمہ: علوم میں سب سے بہتر علم فقہ ہے کیوں کہ وہ تمام علوم تک پہنچنے کا ذریعہ ہے (اس لئے کہ فقیہ کے لئے لغت واشتقاق سے لے کر تفسیر وحدیث اور دیگر علوم کا جاننا لازم ہے) اور اس لئے کہ ورع وتقویٰ سے متصف ایک فقیہ ایک ہزار نرے زاہدوں سے بڑھ کر فضیلت رکھتا ہے۔ (در مختار مع الشامی ۱/۱۲۲-۱۲۳)

نیز یہ اشعار بھی قابل لحاظ ہیں جو امام محمدؒ کی طرف منسوب ہیں:

تَـفَـقَّـهْ فَـإِنَّ الْـفِـقْـهَ أَفْضَلُ قَـائِدٍ إِلَـى الْبِـرِّ وَالتَّقْوىٰ وَأَعْدَلُ قَاصِدٍ

وَكُـنْ مُسْتَفِيْـداً كُـلَّ يَـوْمٍ زِيَـادَةً مِنَ الْفِقْهِ وَأسْبَحْ فِيْ بُحُوْرِ الْفَوَائِدٖ

فَـإِنَّ فَـقِيْهـاً وَاحِـداً مُتَـوَرِّعـاً أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٖ

ترجمہ: (۱) تفقہ حاصل کرو کیوں کہ فقہ نیکی اور تقویٰ کی طرف لے جانے والا بہترین رہنما اور آسان راستہ ہے۔

(۲) اور ہر روز فقہ سے استفادہ میں زیادتی کر کے علمی فوائد ولطائف کے سمندروں میں غوطہ زنی کیا کرو۔

(۳) اس لئے کہ ایک صاحب ورع وتقویٰ فقیہ شیطان پر ایک ہزار نرے عبادت گزاروں پر بھاری ہے۔

مذکورہ اشعار میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں وہ مبنی برحقیقت ہیں اس لئے کہ تمام علوم اسلامیہ کا منتہی اور مرجع ''علم فقہ'' ہے، بقیہ تمام علوم تفقہ حاصل کرنے کے ذرائع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لغت نحو اور اشتقاق سے لے کر حدیث وتفسیر کا علم اسی لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ حلال وحرام کے بارے میں امتیاز ہو جائے اور دینی اعتبار سے کیا عمل صحیح ہے اور کیا غلط ہے؟ اس کا پتہ چل جائے۔ اور یہ بات فقہ ہی سے حاصل ہوسکتی ہے، نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دیگر کسی علم کے لئے فقہ میں مہارت ضروری نہیں لیکن کامل فقیہ بننے کے لئے دیگر علوم میں مہارت بھی لازم ہے۔ فقیہ صحیح معنی میں وہی ہوسکتا ہے جو نہ صرف علوم عربیہ پر دستگاہ رکھتا ہو بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حدیث وتفسیر، آثارِ صحابہ اور اقوال سلف پر بھی گہری نظر رکھنے والا ہو، یعنی علوم نقلیہ وعقلیہ کا جامع ہو اسی پر درحقیقت ''فقیہ'' کا اطلاق کیا جاسکتا ہے، اس کے برخلاف جو صرف ناقل کے درجہ میں ہو وہ ''فقیہ'' نہیں بلکہ ''ناقل فقہ'' ہے۔

مسائل جانے بغیر چارہ نہیں

ایک مسلمان ہر بات سے مستغنی ہوسکتا ہے؛ لیکن مسائل شرعیہ کے لازمی علم سے نہ کبھی کوئی مستغنی ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے؛ اس لئے کہ طہارت کا معاملہ ہو یا نماز کا، روزہ یا حج کا معاملہ ہو یا زکوۃ کا، نکاح طلاق کا مسئلہ ہو یا وراثت کا، بہرحال مسائل سے واقفیت حاصل کرنی ناگزیر ہوگی، اس کے بغیر کوئی مسلمان اسلام کے مطابق نہ تو اپنی ذمہ داریاں ادا کرسکتا ہے اور نہ ہی اپنے حقوق حاصل کرسکتا ہے۔

اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ضروری دینی مسائل سے غافل نہ رہے، اور جب بھی کوئی بات پیش آئے اور اس کے علم میں نہ ہو تو وہ اسے معلوم کرنے کی کوشش کرے، خواہ زبانی ہو یا پڑھ کر ہو، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لاَ تَعْلَمُوْنَ. (النحل: ٤٣) سو پوچھ لو جان کار لوگوں سے اگر تم کو علم نہ ہو۔

اسی مقصد سے یہ مجموعہ مسائل مرتب کیا گیا ہے؛ تا کہ مسائل تک بآسانی رسائی ہو سکے، فقہی کتابوں کے حوالہ جات بھی ہر مسئلہ کے ساتھ لکھ دئے گئے ہیں؛ تا کہ اعتماد میں اضافہ ہو اور اہل علم وارباب افتاء اور طلبہ فقہ کے لئے مراجعت میں آسانی ہو۔ ظاہر ہے کہ تمام مسائل کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا؛ کیوں کہ جزئیات فقہ بے شمار ہیں، تاہم کوشش کی گئی ہے کہ ہر باب سے متعلق اہم مسائل جمع ہو جائیں۔ اور ارادہ ہے کہ انشاء اللہ آئندہ کی اشاعتوں میں حسب ضرورت مسائل وجزئیات میں اضافہ کیا جاتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے قبول فرمائیں اور امت کے لئے نافع بنائیں، آمین۔

کتاب الطہارت

□ پاکی کے منتخب ضروری مسائل

آیتِ وضو

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ ط وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ط وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَیْدِیْكُمْ مِّنْهُ ط مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (المائدہ: ٦) ○

○

اے ایمان والو! جب تم نماز کو اٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو بھی (دھوؤ) کہنیوں سمیت، اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیر و اور (دھوؤ) اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو، تو (سارا بدن) پاک کرو، اور اگر تم بیمار ہو، یا حالتِ سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو، یا تم نے بیویوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے، تو تم پاک زمین سے تیمّم (کرلیا) کرو، یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو اس (زمین پر) سے، اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں؛ لیکن اس کو (یعنی اللہ تعالیٰ کو) یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے، اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تمام فرمائے؛ تا کہ تم شکر ادا کرو۔ (حضرت تھانویؒ)

پانی کے مسائل

پانی ایک انمول نعمت

پانی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، قرآنِ پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جا بجا اس نعمت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ایک جگہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَهُوَ الَّذِىٓ أَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْراً ۢ بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ○ لِّنُحْيِىَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتاً وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ أَنْعَاماً وَّأَنَاسِىَّ كَثِيْراً ○

(الفرقان: ۴۸-۴۹)

اور وہی ہے کہ اپنی بارانِ رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ بشارت لے کر آتی ہیں، اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کرنے کی چیز ہے؛ تا کہ اس کے ذریعہ سے مردہ زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چوپاؤں اور بہت سے آدمیوں کو سیراب کردیں۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے:

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ ○ (الأنفال: ۱۱)

اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا؛ تا کہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو (حدثِ اصغر واکبر سے) پاک کردے۔

یہ پانی جہاں پیاس مٹانے کا کام کرتا ہے وہیں ظاہری اور حکمی نجاست دور کرنے کا بھی سب سے بڑا ذریعہ ہے؛ اس لئے اس نعمت کی قدر دانی اور شکر گزاری لازم ہے۔

پانی اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آب رسانی کا جو نظام بنایا ہے اس کے اعتبار سے پانی کو اصالۃً طہوریت کی صفت حاصل ہے؛ اسی لئے آیت بالا میں اسے طہور قرار دیا گیا، اب اگر پانی میں نجاست کا حکم لگے گا تو کسی عارض کی وجہ سے لگے گا، ورنہ اصالۃً پانی پاک ہے۔ اسی لئے روایات میں وارد ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک کنواں تھا جسے ''بئر بضاعۃ'' کے نام سے جانا جاتا تھا، یہ مدینہ منورہ کے نشیبی جانب واقع تھا، جس کی وجہ سے

جب بارشیں ہوتی تھیں تو شہر کا پانی اس پر سے ہوکر گزرتا تھا، جس میں ہر طرح کی گندگیاں شامل ہوتی تھیں؛ تاہم چوں کہ یہ کنواں بڑے سوت والا تھا؛ اس لئے جب اس سے باغات کی سینچائی شروع ہوتی تو اس کا سارا پانی نکل جاتا تھا اور اس کی نجاستیں باقی نہیں رہتی تھیں، پھر بھی لوگوں کو اشکال تھا کہ ہم اس سے وضو کریں یا نہ کریں؟ چناں چہ اس بارے میں سوال کرنے پر پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لاَ يُنَجِّسُهُ شَيْئٌ. (ترمذی شريف ۱/۲۱، حديث: ۷۰)

پانی اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہے اسے کوئی چیز (مستقل طور پر) ناپاک نہیں کرسکتی۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہن میں یہ اشکال تھا کہ سمندر کا پانی جس میں بے شمار مخلوقات رہتی ہیں اور وہ اسی میں مرتی ہیں اور گل سڑ کر ختم ہو جاتی ہیں، ایسے پانی کا استعمال درست ہے یا نہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ. (ترمذی شريف ۱/۲۱، حديث: ۷۳)

سمندر کا پانی ہی پاک کرنے والا ہے؛ (اس لئے کہ) اس کا مردار (مچھلی) حلال ہے۔

اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اشکال کو ختم فرمادیا کہ چوں کہ سمندری جانوروں میں بہنے والا خون نہیں ہوتا؛ لہٰذا ان کے پانی میں مرجانے کے باوجود وہ پانی ناپاک بھی قرار نہیں دیا جائے گا۔

تاہم اگر پانی میں نجاست اتنی غالب آ جائے کہ اس کے اوصاف کو بدل دے تو اس پر نجاست کا حکم لگادیا جاتا ہے۔ چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ إِلَّا مَا غُلِبَ عَلٰى رِيْحِهٖ أَوْ عَلٰى طُعْمِهٖ. (دار قطني ۱/۲۱ حديث: ۴۲، مكتبه دار الإيمان سهارنپور)

پانی پاک کرنے والا ہے الا یہ کہ وہ پانی جس کی بو یا ذائقہ پر (نجاست کا) غلبہ ہوجائے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''پانی کو صرف وہی چیز نجس کرسکتی ہے جو اس کی بو یا ذائقہ کو بدل دے''۔ (دارقطنی ۱/۲۲، حدیث: ۴۴)

البتہ اگر پانی مقدار میں کم ہو (جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے) تو پھر وہ معمولی نجاست گرنے سے بھی ناپاک ہو جاتا ہے، جیسا کہ روایات میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوکر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں ڈالنے سے منع فرمایا۔ (مسلم شریف ۱/۱۳۶، حدیث: ۲۷۸)

نیز ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب وغیرہ کرنے کی ممانعت فرمائی، اس سے حضراتِ فقہاء نے ماء قلیل کی نجاست کا حکم مستنبط فرمایا ہے۔

بہرحال ذیل میں پانی سے متعلق چند ضروری اور منتخب مسائل تحریر کئے جاتے ہیں:

پانی کی قسمیں

طہارت ونجاست کے اعتبار سے پانی کی درج ذیل پانچ قسمیں ہیں:

(۱) طاہر مطہر: یعنی وہ پانی جو خود بھی پاک ہو اور پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو، جیسے: ماء مطلق جس کے ساتھ کوئی دوسری چیز شامل نہ ہو، مثلاً دریا اور نہر یا چشمہ کا پانی وغیرہ۔

(۲) طاہر مطہر مکروہ: جیسے وہ قلیل پانی جس میں پالتو بلی، کھلی مرغی اور چوہے وغیرہ منہ ڈال دیں، (اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسرا غیر مکروہ پانی موجود ہو تو اس پانی کو استعمال کرنا مکروہ تنزیہی ہے؛ لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی اور پانی موجود نہیں ہے تو اس سے طہارت حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں)

(۳) طاہر غیر مطہر: یعنی وہ پانی جو بذاتِ خود پاک ہو؛ لیکن وہ حدث کو پاک کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، (یعنی اس سے دوبارہ وضو اور غسل معتبر نہ ہو) جیسے: ماء مستعمل جس سے کسی حدثِ حکمی کو زائل کیا گیا ہو، نیز عبادت کی نیت سے وضو پر وضو یا کھانے کے لئے ہاتھ دھونے سے ٹپکنے والے پانی کا بھی یہی حکم ہے۔ (البتہ ماء مستعمل سے نجاست حقیقیہ زائل کی جاسکتی ہے مثلاً ناپاک کپڑا دھویا جاسکتا ہے)

(۴) نجس: یعنی وہ پانی جس میں کوئی نجاست مل گئی ہو، اب اگر وہ ماء قلیل ہے تو نجاست پڑتے ہی پورا پانی نجس ہو جائے گا، اور اگر ماء کثیر ہے تو نجاست کا حکم اس وقت ہوگا جب کہ نجاست کا اثر (ذائقہ، رنگ یا بو) پانی میں ظاہر ہو جائے۔

(۵) مشکوک پانی: یہ وہ پانی ہے جس میں گدھے یا خچر نے منہ ڈالا ہو، اس کا حکم یہ ہے کہ دیگر پاک پانی رہتے ہوئے اس سے وضو وغیرہ نہ کرے اور اگر دیگر پانی موجود نہ ہو تو اس سے وضو کرلے؛ لیکن بعد میں تیمّم بھی کرے۔ **أما المیاہ علی خمسة أقسامٍ: طاهرٌ مطهرٌ غیر مکروهٍ: وهو الماء المطلق. وطاهرٌ مطهرٌ مکروهٌ: فهو ما شرب منه الهرة ونحوه وکان قلیلاً. وطاهرٌ غیر مطهرٍ: وهو ما استعمل لرفع حدث أو لقربةٍ الخ. والرابع: ماءٌ نجسٌ: وهو الذی حلت فیه نجاسةٌ الخ. والخامس: ماءٌ مشکوکٌ**

فـي طهـوريتهٖ، وهو ما شرب منه حمار أو بغلٌ. (مراقی الفلاح ۸-۱۱) **فلو كان الماء مستـعـملاً كـفىٰ في إزالة النجاسات على المفتى بهٖ.** (حـاشية شرح وقاية ۱/۱۲۲، الدر المختار ۱/۳۷، شامی زکریا ۱/۳۵۳، کراچی ۱/۲۰۱)

ماءطاہرمطہرکی قسمیں

جو پانی پاک ہواور پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہواس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ماءجاری: یعنی ایسا پانی جو دیکھنے میں جاری ہواوراس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ کم ازکم تنکےکو بہالےجائے۔ **والـجـاری هو ما يعدّ جارياً عرفاً، وقيل ما يذهب بتبنة، والأول أظهر، والثانی أشهر.** (درمختار زکریا ۱/۳۳٤)

(۲) ٹھہرا ہوا کثیر پانی: یعنی وہ پانی جواگر چہ ٹھہرا ہوا ہو؛ لیکن وہ دیکھنے والے کی نظر میں کثیر ہو، (جس کا اندازہ دس ہاتھ لمبائی چوڑائی مطابق ۲۲۵ رمربع فٹ سے لگایا گیا ہے)(الاوزان المحمودہ ۱۰۱) مثلاً بڑا حوض یا بڑی ٹنکی ۔یہ کثیر ٹھہرا ہوا پانی بھی ماءجاری کے حکم میں ہوتا ہے۔ **وكـذا يـجوز براكد كثير كذٰلک الخ، والمعتبر فی مقدار الراكد أكبر رأی المبتلى به فيه الخ، لكن فی النهر: وأنت خبير بأن اعتبار العشر أضبط ولا سيما فی حق من لا رأي له من العوام فلذا أفتى به المتأخرون الأعلام.** (درمختار زکریا ۱/۳۳۹-۳٤۱)

(۳) ٹھہرا ہوا قلیل پانی: یعنی ایسا پانی جس کی مقدار دہ دردہ سے کم ہو، جیسے: کنواں یا چھوٹی ٹنکی ۔ **أما القليل فينجس وإن يتغير.** (درمختار زکریا ۱/۳۳۲)

ماءجاری کاحکم

جو پانی جاری ہو، جیسے نہراور ندی یا جاری کے حکم میں ہو، جیسے بڑا حوض یا تالاب تو اس میں نجاست گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا؛ تا آں کہ وہ نجاست اس کے رنگ ذائقہ اور بوکو نہ بدل دے۔ **ويـجـوز بـجـار وقعت فيه نجاسة والجاری هو ما يعد جارياً عرفاً – إلى قوله – إن لم ير أی يعلم أثره.** (درمختار بیروت ۱/۲۹۸-۲۹۹، زکریا ۱/۳۳٤-۳۳۵)

ماء جاری کی گہرائی کتنی ہو؟

ماء جاری کی گہرائی اگر اس قدر ہے کہ اگر اس میں تنکا یا پتہ ڈالا جائے تو وہ بہہ پڑے تو یہ پانی جاری ہے، اور اگر اتنی رفتار بھی پانی میں نہ ہوتو وہ جاری نہیں کہلائے گا۔ **وقال بعضهم : إذا كان بحالٍ لو ألقي فيه تبن أو ورقٌ يذهب بهٖ فهو جارٍ، وإن كان بخلافه فليس بجارٍ.** (المحيط البرهاني ۲۳۸/۱، ومثله في الشامي زكريا بحثاً ۳۳٤/۱)

ماء جاری میں نجاست نظر آ رہی ہو

اگر جاری پانی میں نجاست نظر آ رہی ہوتو اس کے قریب سے وضو کرنا جائز نہیں ہے؛ بلکہ اتنی دور سے پانی لیا جائے جہاں اس نجاست کا اثر نہ پہنچے۔ **فإن كانت النجاسة مرئيةً فإنه لا يتوضأ من الموضع الذي فيه النجاسةُ وإنما يتوضأ من موضع اٰخر.** (المحيط البرهاني ۲۳۹/۱)

ماء جاری کا نجاست پر سے گزرنا

اگر پانی کی نالی میں کوئی نجاست اس طرح گر گئی کہ اکثر پانی اس نجاست سے گذر کر آگے آ رہا ہے (مثلاً کسی مردار کی لاش اس میں پھنس گئی) تو آگے آنے والا سب پانی ناپاک سمجھا جائے گا۔ اسی طرح مثلاً چھت میں پرنالے کے سرے پر نجاست اٹک گئی اور بارش کا سب پانی اس نجاست سے گذر کر آ رہا ہے تو پرنالے سے گرنے والا پانی ناپاک سمجھا جائے گا۔ اس کے برخلاف اگر اکثر پانی نجاست سے نہیں گذرتا، مثلاً نالی بہت چوڑی ہے اور لاش اس کے ایک جانب پھنسی ہوئی ہے یا چھت پر نجاست کسی ایک جانب ہے پرنالے کے سرے پر نہیں ہے تو پرنالے سے بہنے والا بارش کا پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ **وفي الطحاوي والنوازل: لو كان القدر الذي يلاقي الجيفة من الماء دون الذي لا يلاقي الجيفة جازالتوضؤ أسفل منه وإن كان مثله أو أكثر لايجوز الخ. وإن كانت العذرة عند الميزاب إن كان الماء كله أو أكثر أو نصفه يلاقي العذرة فهو نجسٌ وإلّا فهو طاهرٌ.** (المحيط البرهاني ۲۳۹/۱-۲٤۰، شامي زكريا ۳۳٦/۱)

بڑے حوض کا رقبہ

بڑا حوض جو ماء جاری کے حکم میں ہوتا ہے اور جو نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا اس کا مدار اگرچہ پانی کی کثرت پر ہے؛ لیکن فقہاء نے سہولت کے لئے اس کا اوپری رقبہ کم از کم دس ہاتھ لمبائی چوڑائی (برابر ۴۰ رذراع مربع) متعین کیا ہے، جس کی پیمائش نئے پیمانوں کے اعتبار سے ۲۲۵ رمربع فٹ یا ۲۰ رمربع میٹر ہے۔ (الاوزان المحمودہ ۱۰۱) **وأنـت خبيـر بـأن اعتبـار العشـر أضبط ولا سيما فی حق من لا رأي لـه مـن العوام فلهذا أفتی به المتأخرون الأعلام: أی فـی الـمـربـع بـأربعيـن، وفـی المدور بستة وثلاثين، وفی المثلث من كل جانب خمسة عشر وربعاً وخمساً بذراع الكرباس.** (درمختار بيروت ۳۰۵/۱، زكريا ۳٤۱/۱- ۳٤۲)

حوض کی گہرائی

حوض کی گہرائی کم از کم اتنی ہونی چاہئے کہ چلو سے پانی لینے میں زمین نہ کھلنے پائے۔ **الـمعتبر فی العمق أن يكون بحال لا ينحسر بالاغتراف هو الصحيح .** (الهداية ۳۷/۱، هنديه ۱۸/۱، شامی كراچی ۱۹۳/۱، البحر الرائق كوئٹه ۷۷/۱)

حوض میں نجاست گرجائے؟

اگر کسی بڑے حوض میں ایسی نجاست گرجائے جو پڑنے کے بعد دکھائی نہیں دیتی، جیسے پیشاب خون وغیرہ، تو اس کے چاروں طرف سے وضو کرنا درست ہے۔ اور اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو نظر آتی ہے جیسے مردار جانور، تو اس کے قریب سے وضو نہ کرے؛ لیکن دوسری جانب سے وضو کرسکتا ہے؛ البتہ اگر اتنی مقدار میں نجاست گرجائے کہ پورے حوض کا رنگ یا ذائقہ یا بو بدل جائے تو سارا حوض ناپاک ہوجائے گا۔ **ثـم الـنـجـاسة إذا وقـع فـی الحوض الكبير كيف يتـوضـأ مـنه؟ فنقول النجاسة لا تخلو إما أن تكون مرئية أو غير مرئيةٍ، فإن كـانـت مـرئيةً كـالـجيفة ونحوها ذكر فی ظاهر الرواية أنه لا يتوضأ من الجانب**

الـذى وقـع فيـه الـنجاسة؛ ولكن يتوضأ من الجانب الآخر الخ. ومشائخنا بوراء الـنهـر فـصـلـوا بيـنهما ففى غير المرئية أنه يتوضأ من أي جانبٍ كان، كما قالوا جـميعاً فى الماء الجارى وهو الأصح؛ لأن غير المرئية لا يستقر فى مكان واحدٍ بل ينتقل لكونهٖ مائعاً سيالاً بطبعهٖ. (بدائع الصنائع ۱/ ۲۲۱، حلبی کبیر ۹۹)

نجاست کا اثر پانی میں ظاہر ہوجائے

نجاست کی وجہ سے اگر پانی کا رنگ، ذائقہ اور بو بدل جائے تو پانی ناپاک ہوجاتا ہے، خواہ پانی کم ہو یا زیادہ۔ وبتـغيـر أحـد أوصَـافهٖ من لون أوطعم أو ريح ينجس الكثير ولو جارياً إجماعاً. (درمختار مع الشامی بیروت ۱/ ۲۹٦، زکریا ۱/ ۳۳۲)

ماءِ قلیل میں نجاست گر جائے

ماءِ قلیل (جو دہ در دہ سے کم ہو) کسی بھی نجاست کے گرنے سے ناپاک ہوجاتا ہے، اگر چہ اس کا کوئی وصف نہ بدلا ہو، مثلاً بڑی بالٹی یا ٹب میں ایک قطرہ پیشاب گر جائے تو وہ ناپاک ہوجائے گا اگر چہ پیشاب کا اثر ظاہر نہ ہو۔ أما القليل فينجس وإن لم يتغير.

(درمختار بیروت ۱/ ۲۹٦، زکریا ۱/ ۳۳۲)

خون والا جانور پانی میں گر کر مر جائے

اگر ماءِ قلیل (مثلاً کنواں، ٹنکی یا مٹکا وغیرہ) میں ایسا جانور گر کر مر جائے، جس میں خون ہوتا ہے تو وہ پانی ناپاک ہوجائے گا۔ (مثلاً کبوتر، چڑیا، چوہا وغیرہ) ويـنجس الماء القليل بموت مـائـى مـعـاش بـرى مـولـد فى الأصح. (درمختار) أى من الروايتين لأن له نفسًا سائلة. (شامی بیروت ۱/ ۲۹٦، زکریا ۱/ ۳۳۱)

پانی میں مرا ہوا جانور پایا گیا

اگر کوئی مردہ جانور (جس میں بہنے والا خون پایا جاتا ہو) ماءِ قلیل میں پایا جائے اور اس کے

گرنے کا وقت معلوم ہوجائے تو جس وقت سے گرا ہے، اسی وقت سے پانی ناپاک کہا جائے گا، اور اگر گرنے کے وقت کا صحیح علم نہ ہوسکے اور وہ جانور ابھی پھولا پھٹا نہ ہو، تو احتیاطاً جس دن سے علم ہوا ہے اس سے ایک دن اور ایک رات پہلے کی نمازیں لوٹائی جائیں۔ نیز اس صورت میں جو کپڑے وغیرہ دھوئے گئے ہوں وہ بھی ناپاک سمجھے جائیں گے۔ **ویحکم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع إن علم.** (درمختار بیروت ۱/٤ ۳۳، زکریا ۱/ ٥ ۳۷) **وإلا فمذ يوم وليلة إن لم ينتفخ ولم يتفسخ.** (تنوير الأبصار) **وفي الهداية ومختصر القدوري: أعادوا صلاة يوم وليلة إذا كانوا توضؤا منها وغسلوا كل شئ أصابه ماؤها.** (شامی بیروت ۱/ ٥ ۳۳، زکریا ۱/ ٦ ۳۷)

پھولا پھٹا جانور پانی میں ملا

اگر ماءِ قلیل میں خون والا جانور اس حال میں پایا جائے کہ وہ پھول اور پھٹ گیا ہوا ور اس کے گرنے کا وقت صحیح معلوم نہ ہو تو احتیاطاً تین دن اور تین راتوں کی نمازیں لوٹائی جائیں گی۔ **ومذ ثلاثة أيام ولياليها إن انتفخ أو تفسخ استحساناً.** (درمختار بیروت ۱/ ۳۳۵، زکریا ۱/ ۳۷۷)

چوہے یا بڑی چھپکلی کی دُم پانی میں گر جائے

چوہا یا بڑی چھپکلی جن میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے اگر ان کی دُم کٹ کر ماءِ قلیل میں گر جائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا؛ لیکن اگر چھپکلی چھوٹی ہو جس میں بہتا ہوا خون نہ ہو، جیسا کہ ہمارے یہاں عام طور پر گھروں میں پائی جاتی ہے، تو اس کی دم گرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۵۱/۵) **ولهذا لو وقع ذنب فارة ينزح الماء كله.** (شامی بیروت ۱/ ۳۲۷، المحیط البرهانی ۱/ ۲٥٦) **وكذا الوزغة إذا كانت كبيرةً.** (حلبی کبیر ۱٦٦)

پانی میں مینگنی گر جائے

ماءِ قلیل میں اگر بکری وغیرہ کی تر یا خشک مینگنی گر جائے تو وہ پانی ناپاک ہوجائے گا۔ **فلو وقعت في غير زمان الحلب فهو كوقوعها في سائر الأواني فتنجس في الأصح.**

(شامی بیروت ۱/ ۳۳۸، زکریا ۱/ ۳۸۰)

پانی میں غیر خونی جانور گر جائے

اگر پانی میں کوئی ایسا جانور گر کر مر جائے جس میں بہتا خون نہیں ہوتا تو اس کی وجہ سے پانی ناپاک نہیں ہوگا، جیسے: مچھر، پسو، بچھو، مکھی وغیرہ۔ **ویجوز رفع الحدث بما ذکر وإن مات فیه أی الماء ولو قلیلاً غیر دموي کزنبورٍ وعقربٍ وبقٍّ.** (درمختار بیروت ۲۹٤/۱، زکریا ۳۲۹/۱)

پانی میں چھوٹی چھپکلی گر کر مر گئی

اگر پانی میں ایسی چھوٹی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا، گر کر مر جائے تو اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا (یہی حکم بچھو اور دیگر چھوٹے حشرات الارض کا بھی ہے) **یجب أن یعلم أن ما لیس له دم سائلٌ إذا مات فی الماء أو مائعٍ اٰخر سوی الماء لا یوجب تنجس ما مات فیه بریاً کان أو مائیاً عندنا، والأصل فیه ما رویٰ سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ أن رسول اللّٰه ﷺ سئل عن إناء فیه طعام أو شرابٌ یموت فیه ما لیس له دمٌ سائلٌ، فقال: ”هو الحلال أکله وشربه والوضوء بهٖ“. وهٰذا نص فی الباب.** (المحیط البرهانی ۲۷۰/۱)

چھوٹی چھپکلی پانی میں مر کر پھول پھٹ گئی

اگر چھوٹی چھپکلی پانی میں مر کر پھول پھٹ جائے اور اس کے اجزاء پانی میں مل جائیں تو پانی ناپاک تو نہ ہوگا؛ البتہ ایسے پانی کا پینا مکروہِ تحریمی ہے؛ اس لئے کہ چھپکلی کا کھانا حلال نہیں، اور مذکورہ پانی پینے سے اس کے اجزاء پیٹ میں چلے جانے کا عین امکان ہے۔ **ویستوي الجواب بین المتفسخ وغیره في طهارة الماء ونجاسته إلا أنه یکره شرب المائع الذي تفسخ فیه؛ لأنه لا یخلو عن أجزاء ما یحرم أکله.** (بدائع الصنائع ۲۳۲/۱)

پانی میں رہنے والے جانوروں کا حکم

جن جانوروں کی زندگی کا مدار پانی پر ہے جیسے مچھلی، سمندری مینڈک، کیکڑا وغیرہ تو ان کی موت

سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ إن الحیوانات التی لا تعیش إلاَّ فی الماء – إلی قوله – إذا ماتت هٰذه الحیوانات فی الماء لا یتنجس الماء. (المحیط البرهانی ۱/۲۷۱، درمختار زکریا ۱/۳۳۰-۳۳۱)

دریائی پرندہ پانی میں مرجائے

پانی پر پڑنے والے دریائی پرندے جیسے سرخ آب اورمرغابی وغیرہ اگر پانی میں مرجائیں اور پانی کم مقدار میں ہوتو ان کی موت کی وجہ سے پانی ناپاک ہوجائے گا۔ أما الحیوانات التی لا تعیش فی البر والماء جمیعاً وله دم سائلٌ کالطیر المائی إن مات فی غیر الماء ینجسه الخ، وإن مات فی الماء فقد روی الحسن بن زیاد عن أبی حنیفةؒ أنه ینجس الماء. (المحیط البرهانی ۱/۲۷۲، درمختار زکریا ۱/۳۳۱، حلبی کبیر ۱۶۵)

خشکی کا مینڈک پانی میں گرکرمرجائے

اگر خشکی میں رہنے والا مینڈک اتنا بڑا ہو کہ اس میں بہتا ہوا خون پایا جاتا ہو، وہ اگر کنویں میں گرکرمرجائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا؛ البتہ اگر چھوٹی سی مینڈکی ہوجس میں بہنے والا خون نہیں ہوتا، تو اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ والضفدع البریُّ إذا مات فی الماء إن کان کبیراً له دم سائلٌ ینجس الماء، وإن کان صغیراً لیس له دم سائلٌ لا ینجس الماء. (المحیط البرهانی ۱/۲۷۲، شامی زکریا ۱/۳۳۱)

کچھوا پانی میں گرکرمرگیا

سمندری کچھوا جس میں دم مسفوح نہ پایا جائے اگر وہ ماءِ قلیل میں مرجائے یا پھول پھٹ جائے تو اس سے پانی ناپاک نہ ہوگا؛ لیکن وہ کچھوا جو خشکی میں پیدا ہوتا ہے اور خشکی ہی میں رہتا ہے اور کبھی پانی میں بھی چلا جاتا ہے، تو اس میں دمِ مسفوح موجود ہوتا ہے، اس کا حکم خشکی کے مینڈک کے مانند ہوگا۔ وہ اگر ماءِ قلیل میں گرکرمرجائے یا پھول پھٹ جائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔ وإن کان له دم سائل فإن کان بریاً ینجس بالموت وینجس المائع الذي یموت فیه سواء کان ماء أو غیره، وسواء مات في المائع أو في غیره، ثم وقع فیه کسائر الحیوانات

الـدموية؛ لأن الدم السائل نجس فينجس ما يجاوره إلا الآدمي إذا كان مغسولاً؛ لأنه طـاهـر، ألا يـرىٰ أنـه تجوز الصلوٰة عليه، وإن كان مائياً كالضفدع المائي والسرطان ونـحـو ذٰلك فإن مـات فـي الماء لا ينجسه في ظاهر الرواية. (بدائع الصنائع ۱/۱ ۲۳)

ويستوي الجواب بين المتفسخ وغيره في طهارة الماء ونجاسته. (بدائع الصنائع ۱/۱ ۲۳۲)

جنبی کا پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنا

جنبی یا حیض والی عورت اگر پانی میں ہاتھ ڈال دے اور اس کے ہاتھ میں کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہو تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ الـمـحـدث أو الـجـنـب إذا أدخل يده في الإنـاء للاغتراف وليس عليها نجاسة لا يفسد الماء يعني لا ينجس ولا يصير مستعملاً.

(حلبی کبیر ۱۵۲، قاضی خاں ۱/۱۵)

بندر کا پانی میں ڈبکی لگانا

اگر بندر وغیرہ نے پانی میں اتنی ڈبکی لگائی کہ اس کا لعاب پانی میں ملنے کا یقین ہو جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا؛ اس لئے کہ بندر کا شمار درندوں میں ہے اور درندوں کا جھوٹا ناپاک ہوتا ہے۔ والـقـسـم الثـانـي سـورٌ نـجسٌ – إلى قوله – والقرد لتولد لعابها من لحمها وهـو نجسٌ. (طحطاوی ۱۸) وإن وصـل لـعـاب الـواقع إلى الماء أخذ الماء حكمه طهارة ونجاسة وكراهة. (طحطاوی ۲۵)

ٹنکی یا کنویں میں پرندوں کی بیٹ

ٹنکی یا کنویں وغیرہ کو پرندوں وغیرہ کی بیٹ سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے؛ لیکن اگر انتظام کے باوجود پرندے پانی میں بیٹ کردیں تو ضرورۃً پانی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا؛ تا آں کہ نجاست کا اثر غالب نہ ہوجائے۔ ولا نـزح فـي بـول فارةٍ فـي الأصـح الـخ. ولابخرء حـمـامٍ وعـصـفـورٍ وكذا سباع طيرٍ في الأصح لتعذر صونها عنه. (درمختار وحققه الشامی بحثاً بیروت ۱/۳۳۷، زکریا ۱/۳۷۹، المحیط البرہانی ۱/۱ ۲۶)

استعمال شدہ پانی کا حکم

وضو یا غسل میں جو پانی استعمال ہوتا ہے اگر اس میں ظاہری نجاست شامل نہ ہو تو وہ اگرچہ خود پاک ہے؛ لیکن اس سے دوبارہ طہارت حاصل کرنا یعنی وضو اور غسل کرنا درست نہیں؛ البتہ ناپاک کپڑا وغیرہ اس سے پاک کیا جاسکتا ہے۔ **وهو طاهر – إلى قوله – وحكمه أنه ليس بطهور لحدث بل لخبث على الراجح المعتمد. (درمختار) أى نجاسة حقيقة فإنه يجوز إزالتها بغير الماء المطلق من المائعات.** (شامی بیروت ۱/۳۱۴، زکریا ۱/۳۵۳)

مستعمل پانی کا کپڑوں میں لگ جانا

اگر وضو یا غسل کا مستعمل پانی کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ **وأما ما مسح بالمنديل أو تقاطر على الثوب فهو مستعملٌ إلا أنه لا يمنع جواز الصلاة لأن ماء المستعمل طاهر عند محمدؒ.** (البحر الرائق ۱/۱۶۹، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۵/۱۲۵)

مردے کے غسل میں استعمال شدہ پانی کا حکم

میت کو غسل دینے کے لئے جو پانی استعمال ہوا ہو وہ ناپاک ہے؛ لہٰذا اگر مردے کو غسل دیتے وقت کپڑوں پر زیادہ چھینٹیں آجائیں تو کپڑے بھی ناپاک ہوجائیں گے۔ **وإنما أطلق محمد نجاستها لأنها لا تخلو عن النجاسة غالباً، أقول قد يقال إنه مبنى على ما هو قول العامة واعتمده فى البدائع من أن نجاسة الميت نجاسة خبث لأنه حيوان دموي لا نجاسة حدث.** (شامی بیروت ۱/۳۱۱، زکریا ۱/۳۴۹)

غسلِ جنابت کے وقت اگر بدن کا پانی برتن میں گر جائے

غسلِ جنابت کے دوران اگر بالٹی وغیرہ میں کوئی قطرہ گر جائے تو اس سے پانی اور برتن

ناپاک نہ ہوگا، بشرطیکہ بدن پر ظاہری نجاست نہ ہو، اور اگر بدن کا مستعمل پانی بڑی مقدار میں بہہ کر بالٹی میں چلا جائے تو یہ سب پانی طہارت کے قابل نہ رہے گا۔ **جنب اغتسل فانتضح من غسله شئ في إناءه لم يفسد عليه الماء، أما إذا كان يسيل منه سيلانا أفسده.**

(عالمگیری ۲۳/۱، حلبی کبیر ۱۵۳)

دھوپ سے گرم پانی کا حکم

جو پانی دھوپ میں قصداً گرم کیا گیا ہو اس سے وضو یا غسل کرنا مکروہ تنزیہی ہے؛ اس لئے کہ اس سے سفید داغ کے مرض کا اندیشہ ہے، اسی بنا پر حدیث میں اس سے ممانعت وارد ہے۔ **عن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها قالت: نهیٰ رسول اللّٰه ﷺ أن يتوضأ بالماء المشمس أو يغتسل به. وقال: ''إنه يورث البرص''.** (دار قطنی حدیث: ٨٤) **قال الشامي بحثاً: فقد علمت أن المعتمد الكراهة عندنا لصحة الأثر وإن عدمها رواية، والظاهر أنها تنزيهية عندنا أيضاً.** (شامی زکریا ۳۲۵/۱)

راستہ کی چھینٹوں کا حکم

برسات وغیرہ کے زمانہ میں راستوں کی جو چھینٹیں کپڑوں پر لگ جاتی ہے، ان کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص ہو جس کو کسی ضرورت سے بار بار ایسے کیچڑ والے راستوں پر جانا پڑتا ہو اور اس کے لئے ہر مرتبہ کپڑوں کا دھونا دشوار ہو تو ایسے شخص کے حق میں ضرورۃً راستہ کی چھینٹیں معاف ہیں اگر چہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہوں؟ اور انہی کپڑوں کے ساتھ اس کی نماز درست ہو جائے گی؛ لیکن اگر کوئی ایسا شخص ہو جس کو بار بار راستوں میں آنے جانے کی ضرورت نہ ہو، اور وہ ان چھینٹوں سے بچ سکتا ہو تو ایسے شخص کے لئے تھوڑی بہت چھینٹیں تو معاف ہوں گی؛ لیکن اگر بہت زیادہ چھینٹیں ایسے شخص کے کپڑوں پر لگ جائیں تو ان کو معاف قرار نہیں دیا جائے گا، پس انہیں دھو کر ہی اس کے لئے ان کپڑوں میں نماز پڑھنا درست ہوگا۔ **وطين الشوارع عفو وإن ملأ الثوب للضرورة، ولو مختلطاً بالعذرات وتجوز الصلوٰة معه الخ. بل الأشبه**

المنع بالقدر الفاحش منه إلا لمن ابتلي به بحيث يجيء ويذهب في أيام الأوحال في بلادنا الشامية؛ لعدم انفكاك طرقها من النجاسة غالباً مع عسر الاحتراز بخلاف من لا يمر بها أصلاً في هٰذه الحالة فلا يعفى في حقه، حتى أن هٰذا لا يصلي في ثوب ذاك. (شامی زکریا ۱/ ۵۳۱، کراچی ۱/ ۳۲٤)

برسات میں سڑکوں پر بہنے والے پانی کا حکم

تیز بارش میں سڑکوں پر بہنے والا پانی اگر نجاست ملنے کی وجہ سے اس کا رنگ یا بو بدل جائے، جیسا کہ عموماً شہروں کی گلی کوچوں میں ابتدائی بارش کے وقت دیکھا جاتا ہے تو یہ پانی ناپاک ہوگا، اگر یہ بدن یا کپڑوں میں لگ جائے تو اس کا پاک کرنا ضروری ہوگا؛ لیکن اگر تیز بارش دیر تک ہوتی رہی، جس کی بنا پر گندگی بہہ کر آگے چلی گئی، اور پانی صاف ستھرا نظر آنے لگا، یا پہلے ہی سے سڑک صاف ستھری تھی، اس پر پانی بہہ پڑا، یا گاؤں دیہات کے کچے راستوں پر بارش کا پانی مٹی میں مل کر بہنے لگا تو اس پانی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا، اور اس کا حکم ماء جاری کی طرح ہوگا۔ **سئل أبو نصر عن ماء الثلج الذي يجري على الطريق، وفي الطريق سرقين ونجاسات يتبين فيه أيتوضأ به؟ قال: متى ذهب أثر النجاسة ولونها جاز، وفي الحجة: ماء الثلج والمطر يجري في الطريق إذا كان بعيداً من الأرواث يجوز التوضي به بلا كراهة.** (فتاویٰ تاتارخانية ۱/ ۲۹۸ رقم: ٤۸۱) **وبتغير أحد أوصافه من لون أو طعم أو ريح ينجس الكثير ولو جارياً إجماعاً. أما القليل فينجس وإن لم يتغير.** (درمختار مع الشامي زكريا ۱/ ۳۳۲)

نجاست وطہارت

پاکی کی اہمیت

شریعت اسلامی میں طہارت اور پاکی کی بڑی اہمیت ہے؛ اس لئے کہ نماز جیسی اہم ترین اسلامی عبادت کی صحت طہارت پر موقوف ہے، اگر طہارت ہی نہ ہوتو یہ عبادت معتبر نہیں ہوتی، ارشاد نبوی ہے:

مِفْتَاحُ الصَّلاۃِ الطُّھُوْرُ. نماز کی چابی طہارت ہے۔

(ترمذی شریف ۲/۱)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

لَا تُقْبَلُ صَلاۃٌ بِغَیْرِ طَھُوْرٍ. کوئی نماز بغیر طہارت کے معتبر نہیں ہے۔

(ترمذی شریف حدیث: ۱)

طہارت کی عظمت بیان کرتے ہوئے ایک حدیث میں آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الطُّھُوْرُ شَطْرُ الْإِیْمَانِ. پاکی آدھا ایمان ہے۔

(مسلم شریف ۱۱۸/۱)

نیز قرآنِ کریم میں قبا کے باشندوں کی طہارت پسندی کی تعریف میں یہ آیت نازل ہوئی:

فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَھَّرُوْا ط وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ ○ (التوبہ: ۱۰۸) اس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو، اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔

اور ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے پاکی حاصل کرنے والے سے اپنی محبت کا اظہار ان الفاظ سے فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ○ (البقرۃ: ۲۲۲) بے شک اللہ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں گندگی سے بچنے والے۔

نیز پاکی ناپاکی کے باقاعدہ احکامات نازل ہوئے، نجاستوں کو زائل کرنے، استنجاء کرنے، وضو، غسل اور تیمّم کے طریقے اہمیت کے ساتھ عمل کر کے بتائے گئے، جن کی تفصیلات کتب حدیث وفقہ میں موجود ہیں، جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شریعت میں طہارت ونظافت کا کتنا اہم اور بلند مقام ہے۔ احادیث مبارکہ

میں خاص کر ان مقامات کی نشان دہی کی گئی ہے جن میں عموماً احتیاط نہیں کی جاتی، اور بتایا گیا ہے کہ یہ معمولی سمجھی جانے والی لاپرواہی کتنے بڑے عذاب کا ذریعہ بن سکتی ہے، چناں چہ حدیث میں ہے کہ آں حضرت ﷺ کا گزر دو قبروں پر ہوا، آپ نے فرمایا کہ: ''ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے، اور یہ عذاب کسی ایسے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا جس کو تم بڑا سمجھتے ہو؛ بلکہ ایک کو پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے پر عذاب ہو رہا ہے اور دوسرے کو چغل خوری کی سزا مل رہی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف ۱؍۴۲)

اور دوسری جگہ ارشادِ نبوی ہے: ''پیشاب سے بچو؛ اس لئے کہ اکثر عذابِ قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے''۔ نیز فرمایا: ''پیشاب سے بچتے رہو؛ اس لئے کہ قبر میں سب سے پہلے اسی کی وجہ سے عذاب ہوگا''۔ (مظاہر حق ۱؍۱۳۵)

اسی طرح متعدد احادیث میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے یا ایسی جگہ پیشاب کرنے کی سخت ممانعت وارد ہوئی ہے، جہاں پیشاب کی چھینٹیں کپڑوں پر لگنے کا امکان ہو۔ الغرض نجس چیز سے دور رہنے کا حکم دیا گیا؛ اس لئے بہت ضروری ہے کہ ہم پاکی ناپاکی کے مسائل سے اچھی طرح واقف ہوں، اور اپنے گھروں میں طہارت کا ماحول بنائیں۔ اسی مقصد سے ذیل میں چند منتخب مسائل بالترتیب بیان کئے جارہے ہیں:

چھت سے ٹپکنے والے پانی کا حکم

اگر چھت پر جابجا نجاست پڑی ہوئی ہو اور اسی درمیان بارش ہونے لگے اور چھت سے پانی نیچے ٹپکنے لگے، تو اس میں قدرے تفصیل ہے: (۱) اگر بارش مسلسل موسلا دھار ہو رہی ہے اور اسی درمیان میں چھت ٹپکنی شروع ہوگئی تو یہ ماء جاری کے حکم میں ہے اور پاک ہے، جب تک بارش ہوتی رہے گی اس ٹپکنے والے پانی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا۔ (۲) اور بارش رک جانے کے بعد یہ دیکھا جائے گا کہ پوری چھت پر ناپاکی ہے یا بعض حصہ پر ہے، اگر پوری چھت یا اکثر حصہ پر ناپاکی موجود ہے تو ٹپکنے والا پانی ناپاک ہے، اور اگر بعض حصہ پر ناپاکی ہے تو ٹپکنے والا پانی ناپاک نہیں کہا جائے گا۔ **لٰکن الصحیح أنه ینظر فی الذی یسیل من السقف و الثقب إن کان مطراً دائماً لم ینقطع بعد فما سال من الثقب فهو طاهرٌ، و أما إذا انقطع المطر و سال من السقف شئ فما سال فهو نجسٌ.** (المحیط البرهانی ۱/۲٤۰)

پاک آدمی کا کنویں یا ٹنکی میں اترنا

اگر کوئی باوضو شخص پانی لینے یا صفائی کرنے یا کسی اور غرض سے کنویں یا ٹنکی میں اترے اور

اس کے بدن پر کوئی نجاست نہ لگی ہو تو اس کے باہر آنے سے کنویں یا ٹنکی کے پانی کو نکالنا ضروری نہیں ہے۔ **أما القسم الذی لا یستحب فیه نزح بعض الماء فی الآدمی الطاهر إذا دخل فی البئر لطلب الدلو أو للتبرد، ولیس علی أعضاءه نجاسة، وخرج منها حیاً. وهٰذا جواب ظاهر الروایة.** (المحیط البرهانی ۲۵۳/۱، درمختار زکریا ۳۶۹/۱)

انڈے کا چھلکا پاک ہے

مرغی وغیرہ کا انڈا اگر پانی میں گرجائے تو اس سے پانی ناپاک نہ ہوگا؛ اس لئے کہ انڈے کا ظاہری چھلکا بہرحال پاک ہے۔ **البیضة إذا وقعت من الدجاجة فی الماء أو فی المرقة لا تفسده.** (حلبی کبیر ۱۵۰)

دودھ دوہتے ہوئے بکری کی مینگنی بالٹی میں گرگئی

اگر بکری کا دودھ دوہتے ہوئے مینگنی دودھ کے برتن میں گرجائے اور پھر اسے فوراً نکال کر پھینک دیا جائے تو دودھ ناپاک نہ ہوگا۔ **وإذا حلب شاةٌ أو ضأنٌ فوقع بعرةٌ فی المحلب حکی عن المتقدمین من المشائخ رحمهم اللّٰه تعالیٰ أنهم توسعوا فی ذٰلک إذا رمی عن ساعته.** (المحیط البرهانی ۲۶۱/۱، درمختار زکریا ۳۸۰/۱)

اڑتے ہوئے جانوروں کی بیٹ کا حکم

اڑتا ہوا کوئی پرندہ خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم ہو، وہ اگر کپڑے پر بیٹ کردے تو وہ ناپاک نہیں ہے، اسی حالت میں نماز پڑھنا درست ہے۔ **وأما زرق ما لا یؤکل لحمه نحو سباع الطیور کالصقر والباز وغیرهما من الحدأة وأشباهها فهو طاهرٌ فی قول أبی حنیفة وأبی یوسف رحمهما اللّٰه تعالیٰ.** (المحیط البرهانی ۳۶٤/۱، درمختار زکریا ۳۷۹/۱)

چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب کا حکم

چمگادڑ کی بیٹ اور اس کا پیشاب ناپاک نہیں ہے؛ اس لئے کہ اس سے بچنا دشوار ہے۔

وبـول الـخفاش و خرء ہٗ ليس بشئ لأنه لا يستطاع الامتناع عنه. (المحيط البرهاني ۳۶۷/۱، درمختار زکریا ۵۲۳/۱)

ناپاک خشک زمین پر تر پیر رکھنا

اگرخشک ناپاک زمین یادری پر بھیگا پیر رکھ لیا اور رُک کر کھڑا نہیں ہوا؛ بلکہ چلتا رہا اور نجاست کا اثر پیر پر ظاہر نہیں ہوا، تو اس کے پیر ناپاک نہیں ہوئے۔ اور اگر رک کر کھڑا ہو گیا جس کی وجہ سے نجاست کا اثر ظاہر ہو گیا تو پیر ناپاک ہو جائیں گے۔ **وإذا وضع رجله على أرض نجسةٍ أو علـى لبـد نجسٍ إن كان الرجل رطباً والأرض أو اللبد يابساً وهو لم يقف عليه بل مشـىٰ لا يتـنجس رجله.** (المحيط البرهاني ۳۶۸/۱) **نـام أو مشـى على نجاسةٍ إن ظهر عينها تنجس وإلاَّ لا.** (درمختار مع الشامی زکریا ۵۶۰/۱، ھندیہ ۴۷/۱)

تر زمین پر خشک پیر رکھنا

اور اگر پیر خشک تھے؛ لیکن زمین یا فرش ناپاک اور تر تھا اور اس نے اس پر پیر رکھ دیا اور تری کا اثر پیر پر ظاہر ہو گیا تو پیر ناپاک ہو جائے گا، اور اگر معمولی نمی آئی تو نجاست کا حکم نہ ہوگا۔ **ولـو كان الـرجل يابساً والأرض رطبةً فظهرت الرطوبة للرجل يتنجس رجله.** (المحيط البرهاني ۳۶۸/۱، درمختار مع الشامی زکریا ۵۶۰/۱) **ولا تعتبر النداوة هو المختار.** (ھندیہ ۴۷/۱)

ناپاک ڈھیلا دریا میں مارنے سے پڑنے والی چھینٹوں کا حکم

اگر کسی شخص نے نجس ڈھیلا جاری پانی یا دریا میں مارا جس سے پانی کی چھینٹیں اڑ کر اس کے کپڑوں پر لگیں، تو یہ دیکھا جائے گا کہ اڑنے والی چھینٹوں میں نجاست کا اثر ہے یا نہیں، اگر اثر ظاہر ہو تو کپڑا ناپاک قرار دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ **سـئـل خلف رحمه اللّٰه عمن ألقىٰ حجراً مـلطخاً بالعذرة في نهر كبير جارٍ فارتفعت قطراتٌ من الماء فأصابت ثوبه، قال: إن كـان ذٰلک مـن الماء المتصل بالحجر فسد، وإن كان ذٰلک من غير ذٰلک**

الـماء فلا بأس به. (الـمحيط البرهاني ۳٦۹/۱) **لـو وقـعت أي النجاسة في نهرٍ فأصاب ثوبه إن ظهر أثرها تنجس وإلا لا.** (درمختار زکریا ۵٦۰/۱، حلبی کبیر ۱۹۰)

ناپاک کپڑے کی چھینٹوں کا حکم

ناپاک کپڑا دھوتے ہوئے اگر کچھ معمولی چھینٹیں بدن یا کپڑوں پر لگ جائیں تو وہ معاف ہیں، ان سے بدن ناپاک نہ ہوگا؛ البتہ احتیاط سے دھونا چاہئے؛ لیکن اگر ناپاک چھینٹیں بالٹی یا لوٹے میں گر جائیں تو وہ پانی ناپاک ہوجائے گا۔ **البـول الـمنتضح قدر رؤس الإبر معفو للضرورة وإن امتـلأ الثـوب كـذا فـي التبيين الخ. هٰذا إذا كان الانتضاح على الثياب والأبدان، أما إذا انتضح في الماء فإنه ينجسه ولا يعفى عنه الخ.** (عالمگیری ٤٦/۱، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۷٤/۱)

مٹی کا تیل اور پٹرول پاک یا ناپاک

مٹی کا تیل اور پٹرول (جب کہ ان میں کوئی اور نجاست نہ ملی ہو) فی نفسہٖ پاک ہے اس سے کپڑا وغیرہ دھونا درست ہے؛ البتہ اس سے وضو اور غسل کرنا درست نہیں ہے۔ **یـجـوز رفـع نـجـاسةٍ حـقيقيةٍ عن محلها بماء ولو مستعـملاً وبـكـل مائعٍ طاهرٍ قالعٍ للنجاسة ينعصر بالعصر.** (التنویر مع الدرالمختار بیروت ٤٤۲/۱، زکریا ۵۰۹/۱-٤۱۰، فتاویٰ محمودیه ۲۱/۷)

حالتِ جنابت کا پسینہ

حالتِ جنابت میں نکلنے والا پسینہ پاک ہے، وہ اگر کپڑوں کو لگ جائے یا ماءِ قلیل میں ٹپک جائے تو کپڑا اور پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ **فسؤر آدمي مـطـلـقـاً ولـو جنباً أو كافرًا طاهرٌ بلا كراهةٍ.** (درمختار بیروت ۳٤۰/۱، زکریا ۳۸۱/۱) **وحكم عرق كسؤر.** (درمختار بیروت ۳٤۵/۱، زکریا ۳۸۹/۱)

مچھر، جوں اور کھٹمل کا خون

مچھر، مکھی، کھٹمل، جوں وغیرہ کا خون لگنے سے کپڑا وغیرہ ناپاک نہیں ہوتا؛ کیوں کہ ان میں

بہنے کے لائق خون نہیں پایا جاتا۔ **ودم البق والبراغيث والقمل والكتان طاهر وإن كثر.** (هنديه ٤٦/١)

گوبر کی راکھ پاک ہے

جلنے کے بعد اپلوں (سکھایا ہوا گوبر) کی راکھ پاک قرار دی گئی ہے؛ لہٰذا اس کی آگ میں پکی ہوئی روٹی بھی پاک ہے۔ **إن النار مطهرة للروث والعذرة فقلنا بطهارة رمادها تيسيراً.** (الأشباه والنظائر قديم ١٢٧) **لا يكون نجساً رماد قذرٍ وإلا لزم نجاسة الخبز في سائر الأمصار (درمختار) وفي الشامي بحثاً: فمفاده أن عموم البلوىٰ علة اختيار القول بالطهارة المعللة بانقلاب العين فتدبر.** (شامی کراچی ٣٢٦/١، زکریا ٥٣٣/١)

مٹی کے گارے میں گوبر ملانا

اگر پاک مٹی کے ساتھ گوبر ملا کر گارا بنایا جائے یا اس سے زمین لیپی جائے تو اس گارے پر بر بنائے ضرورت ناپاکی کا حکم نہیں لگے گا۔ **بخلاف السرقين إذا جعل فيه الطين لأن في ذٰلک ضرورةً.** (شامی زکریا ٤٢٩/٢، فتاویٰ تاتارخانية زکريا ٤٣٤/١)

سیمینٹ کے مسالہ میں ناپاک پانی ملانا

اگر ناپاک پانی سے سیمینٹ کو گھول کر مسالہ بنایا جائے تو اس مسالہ کو ضرورۃً ناپاک نہیں کہیں گے۔ **والتراب الطاهر إذا جعل طيناً بالماء النجس أو عكسه، والفتوىٰ على أن العبرة للطاهر أيهما كان.** (الأشباه والنظائر قديم ١٢٨)

ناپاک ایندھن سے گرم کئے ہوئے پانی کا حکم

ناپاک لکڑی سے گرم شدہ پانی ناپاک نہیں ہے، اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴/ ۱۴۷)

چوہے کی مینگنی کھانے میں ملی

اگر چوہے کی مینگنی پکے ہوئے چاول یا سالن میں ملی تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ مینگنی ٹھوس ہے یا گھل گئی ہے، اگر ٹھوس ہے تو اسے نکال کر پھینک دیا جائے اور کھانا کھالیا جائے، اور اگر گھل گئی ہے تو جب تک اس کا رنگ یا ذائقہ کھانے میں ظاہر نہ ہو تو اس کھانے کو ناپاک نہیں کہا جائے گا؛ البتہ اگر اس کے اثرات ظاہر ہو جائیں مثلاً بو آنے لگے تو پھر کھانا ناپاک قرار دیا جائے گا۔ **خبز وجد في خلاله خرء فارةٍ فإن كان الخرء صلباً رمى به وأكل الخبز، ولا يفسد خرء الفارةِ الدهن والماء والحنطة للضرورة إلا إذا ظهر طعمه أو لونه في الدهن ونحوهٖ لفحشهٖ وإمكان التحرز منه حينئذٍ.** (درمختار کراچی ۷۳۲/۶، مسائل شتی)

گیہوں کے ساتھ مینگنی پس جائے

اگر گیہوں کے ساتھ چوہے کی دو چار مینگنی پس گئیں تو آٹا ناپاک نہ ہوگا؛ لیکن اگر اتنی زیادہ مینگنی پس گئیں کہ اس کا رنگ یا ذائقہ ظاہر ہوگیا تو آٹا ناپاک ہوجائے گا۔ **في القهستاني عن المحيط: خرء الفارة لا يفسد الدهن والحنطة المطحونة مالم يتغير طعمها، قال أبو الليث: وبهٖ نأخذ.** (شامی زکریا ۴۵۴/۱۰، حلبی کبیر ۱۵۰)

ہینڈ پمپ اور ناپاکی کے ٹینک میں کتنا فصل ہونا چاہئے؟

بیت الخلاء کے ٹینک سے کنواں یا ہینڈ پمپ (یا سمرسیبل) وغیرہ اتنے فاصلہ پر ہونا چاہئے کہ ناپاکی کا اثر نکالے جانے والے پانی میں ظاہر نہ ہو، اس کی مقدار فقہاء نے کم از کم پانچ ہاتھ لکھی ہے؛ لیکن یہ حتمی نہیں ہے، اصل مدار اثر ظاہر نہ ہونے پر ہے۔ اگر ناپاکی کا اثر واضح طور پر ظاہر ہوجائے تو نکالا جانے والا پانی ناپاک ہوگا، اور اگر اثر ظاہر نہ ہو تو ناپاک نہ ہوگا (موجودہ دور میں اچھے قسم کے موٹر اور ہینڈ پمپ کے پائپ اتنے گہرے لگائے جاتے ہیں کہ اوپر کی نجاستوں کا کوئی اثر ان کے پانی میں ظاہر نہیں ہوتا؛ اس لئے ان سے لیا جانے والا پانی پاک ہے) **قال شمس**

الأئمة الحلوانيؒ: ليس هٰذا بتقديرٍ لازم بل الشرط أن يكون بينهما برزخٌ يمنع خلوص طعم البالوعة أو ريحها إلى ماء البئر ولا يقدر هٰذا بالذرعان حتى إذا كان بينهما عشرة أزرعٍ، وكان يوجد فى البئر أثر البالوعة فماء البئر نجسٌ، وإن كان بينهما ذراع واحدٌ وكان لا يوجد أثر البالوعة فى البئر فماء البئر طاهرٌ.

(المحيط البرهانی ۲٦۷/۱، درمختار و شامی زکریا ۳۸۱/۱)

آدمی کا جھوٹا پاک ہے

آدمی کا لعاب اور اس کا جھوٹا شرعاً پاک ہے اور اس میں مسلمان، کافر، وضو، بے وضو، حائضہ، غیر حائضہ میں کوئی فرق نہیں، بشرطیکہ منہ میں کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہو۔ **أما الطاهر الذی لا كراهة فيه فسؤر الاٰدمی الخ، ويستوى فيه المسلم والكافر عندنا الخ، ولذا يستوى فيه الطاهر والمحدثُ والجنبُ والحائضُ مما روي عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: إن رسول اللّٰه ﷺ كان يشرب من الإناء الذي شربت فيه وأنا حائض، وربما كان يضع فمه على موضع فمي.** (رواه مسلم في كتاب الحيض رقم: ٤٥٣، وأبوداؤد في الطهارة رقم: ٢٢٦، وابن ماجة في الطهارة وسننها ٦٣٥، المحيط البرهاني ٢٨٢/١ – ٢٨٣، درمختار و شامی زکریا ۳۸۱/۱)

سونے والے کی رال کا حکم

سونے والے شخص کے منہ سے نکلنے والی رال پاک ہے۔ **لعاب النائم طاهر.** (عالمگیری ٤٦/١) **كماء فم النائم فإنه طاهرٌ مطلقاً به يفتى.** (درمختار بیروت ۲۳۹/۱، زکریا ۲٦٦/۱)

میت کا لعاب ناپاک ہے

انتقال کے بعد میت کے منہ سے جو پانی وغیرہ نکلے وہ شرعاً ناپاک ہے۔ **بخلاف ماء فم الميت فإنه نجس.** (درمختار بیروت ۲۳۹/۱، درمختار زکریا ۲٦٦/۱، هندیه ٤٦/۱)

دودھ پیتے بچے کا پیشاب ناپاک ہے

دودھ پیتے بچہ کا پیشاب بھی اسی طرح ناپاک ہے جیسا کہ بڑے آدمی کا پیشاب ناپاک

ہوتا ہے؛ البتہ حدیث میں دودھ پیتے بچہ کے پیشاب کے پاک کرنے کے طریقہ میں قدرے تخفیف کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ بڑے آدمی کے پیشاب کو پاک کرنے کے لئے تو رگڑنے اور اچھی طرح نچوڑنے کی ضرورت پڑتی ہے، جب کہ بچہ کے پیشاب کو پاک کرنے کے لئے اوپر سے پانی بہادینا کافی ہے، زیادہ مبالغہ کی ضرورت نہیں۔ **عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها قالت: اتی رسول اللّٰہ ﷺ بصبی یرضع فبال فی حجرہ فدعا بماءٍ فصبه علیه.** (مسلم شریف ۱/۱۳۹) **وفی فتح الملهم: قال محمد رحمه اللّٰہ تعالیٰ وبهٰذا نأخذ، تتبعه إیاہ غسلاً حتی تنقیه، وهو قول أبی حنیفة رحمه اللّٰہ تعالیٰ.** (فتح الملهم ۱/۴۵۰، وهٰکذا فی شرح النووی علی المسلم ۱/۱۳۹، شامی زکریا ۱/۵۲۳)

دودھ پیتے بچہ کی قے کا حکم

دودھ پیتے وقت بچہ اگر منہ بھر کر قے کردے تو شرعاً نجس ہے؛ لہٰذا اگر وہ کپڑوں وغیرہ میں لگ جائے تو اسے دھوئے بغیر نماز درست نہ ہوگی۔ **وهو نجسٌ مغلظٌ ولو من صبیٍ ساعة ارتضاعه هو الصحیح لمخالطة النجاسة، ذکرہ الحلبی.** (درمختار بیروت ۱/۲۳۹، زکریا ۱/۲۶۶) **وفی الفتح: صبیٌ ارتضع ثم قاء فأصاب ثیاب الأم إن کان ملأ الفم فنجس، فإذا زاد علی قدر الدرهم منع.** (شامی بیروت ۱/۲۴۴، زکریا ۱/۵۱۰، حلبی کبیر ۱۲۹)

آدمی کی کھال کا حکم

آدمی کی کھال حکماً ناپاک ہے اگر اس کا کوئی ٹکڑا ماءِ قلیل میں گر جائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا؛ البتہ آدمی کی ہڈی یا دانت وغیرہ یا ایسے اجزاء جن میں زندگی کے آثار ظاہر نہیں ہوتے وہ پاک ہیں، ان کے پانی میں گرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا۔ **وجلد الآدمی إذا وقع منه مقدار ظفر فی الماء یفسد الماء لأنه نجس الخ. وفی فتاویٰ قاضی خان: عظم الإنسان إذا وقع فی الماء لا یفسدہ لأنه طاهر بجمیع أجزائه الخ. قال الحلبی بحثاً: فیجب**

أن يحمل على أن المراد جميع أجزائہ التی لا تحلها الحياة. (حلبی کبیر ۱۵۴-۱۵۵)

مردار کی ہڈی اور بال کا حکم

مردار جانور کی ہڈی، پٹھے، سینگ، بال اور کھر وغیرہ جن میں زندگی کے آثار نہیں ہوتے، پاک ہیں، بشرطیکہ ان میں چربی یا خون وغیرہ کی چکناہٹ نہ ہو۔ **وعصب الميتة وعظمها وقرنها وريشها وشعرها وصوفها وزلفها وكذا حافرها ومخلبها وكل ما تحله الحياة منها طاهر إذا لم يكن عليها دسومةٌ.** (حلبی کبیر ۱۵۴)

پالتو بلی کے جھوٹے کا حکم

اگر پالتو بلی پانی یا کھانے کی کسی چیز میں منہ ڈال دے تو وہ پانی ضرورۃً ناپاک تو نہیں ہوتا؛ لیکن مکروہ ہوتا ہے، بہتر یہ ہے کہ اس پانی سے وضو نہ کیا جائے، تاہم اگر وضو کرلیا تو درست ہوجائے گا؛ (لیکن اگر بلی چوہا کھا کر فوراً کسی برتن میں منہ ڈال دے تو وہ برتن اور پانی وغیرہ قطعاً ناپاک ہوجاتا ہے)۔ **وذكر في صلاة الأصل المستحب أن لا يتوضأ بسؤر الهرة، وإن توضأ بہٖ أجزأہٗ.** (المحیط البرهانی ۲۸۶/۱، حلبی کبیر ۱۶۸) **إذا أكلت فارةً وشربت من إناء على فورها ذٰلک يتنجس الماء بلا خلافٍ.** (المحیط البرهانی ۲۸۷/۱، درمختار زکریا ۳۸۳/۱، حلبی کبیر ۱۶۹، فتاویٰ تاتارخانیة زکریا ۳۵۲/۱)

جنگلی بلی کے جھوٹے کا حکم

جنگلی بلی کا جھوٹا مطلقاً ناپاک ہے؛ لہٰذا اگر وہ پانی میں منہ ڈال دے تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔ **إذ الوحشي سؤرها نجس.** (طحطاوی علی مراقی الفلاح ۸)

بلی کا جھوٹا کھانا کھانا

اگر بلی نے دودھ کی پتیلی میں منہ ڈال کر کچھ پی لیا یا پلیٹ میں رکھے ہوئے سالن میں سے کچھ کھالیا، تو یہ بچا ہوا کھانا کھانا یا دودھ پینا مکروہ ہے، بہتر ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے۔ **الهرة**

إذا أكلت بعض الطعام كره للرجل أن يأكل الباقي. (المحيط البرهانی ۲۸۸/۱، درمختار زکریا ۳۸٤/۱، فتاویٰ تاتارخانية زکریا ۳٥۲/۱)

ہاتھی دانت پاک ہیں

ہاتھی دانت شرعاً پاک ہیں؛ لہٰذا اس کا استعمال اور بیع وشراء سب جائز ہے۔ **وعظمه طاهر يجوز بيعه والانتفاع به الخ.** (حلبی کبیر ۱٥٤)

مرغی کا پانی کے برتن میں منہ ڈالنا

مرغی کے جھوٹے کے بارے میں درج ذیل تفصیل ہے:

الف:- اگر اس بات کا یقین یا غالب گمان ہو کہ اس کی چونچ میں کسی نجاست کا کوئی اثر نہیں ہے، جیسا کہ عام طور پر پنجروں میں بند مرغیوں کا حال ہوتا ہے تو ایسی مرغیوں کے پانی میں چونچ ڈالنے سے پانی ناپاک یا مکروہ نہ ہوگا۔

ب:- اگر اس بات کا یقین یا غالب گمان ہو کہ ان کی چونچ میں ناپاکی لگی ہوئی ہے، مثلاً وہ مرغی اسی وقت نجاست کھا کر آئی ہو، تو ایسی مرغی کے پانی میں منہ ڈالنے سے وہ پانی بلاشبہ ناپاک ہوجائے گا۔

ج:- اور اگر مرغی کھلی پھرنے والی ہو، وہ پاک چیزیں بھی کھاتی ہو اور نجاست بھی کھا جاتی ہو، اور بظاہر نجاست کا اثر چونچ پر نمایاں نہ ہو، تو ایسی مرغیوں کا استعمال کردہ پانی مشکوک ہے، اور اس کا استعمال مکروہ کہلائے گا۔ **وسؤر الدجاجة المخلاة التي تجول في القاذورات، ولم يعلم طهارة منقارها من نجاسته فكره سؤرها للشك، فإن لم يكن كذٰلك فلا كراهة فيه بأن حبست فلا يصل منقارها القذر.** (مراقی الفلاح) **وقال الطحطاوي: فتثبت الكراهة للاحتمال، حتى لو تيقن ذٰلك عند شربها كان سؤرها نجساً اتفاقاً.** (حاشية الطحطاوي على المراقي ۱۸، شامی زکریا ۳۸۳/۱)

پانی میں چیل یا کوّے کا منہ ڈال دینا

اگر چیل یا کوّے نے ماءِ قلیل میں منہ ڈال دیا ہے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کی چونچ میں ناپاک چیز کا اثر ہو، مثلاً قریب میں کسی مردار کو نوچ کھا رہے ہوں اور پھر آ کر پانی میں چونچ ڈال دیں تو یہ پانی مشکوک ہوجائے گا، اور اس کا استعمال مکروہ ہوگا؛ لیکن اگر اس بات کا یقین ہو کہ ان کی چونچ پر ناپاکی کا اثر نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس پانی کو ناپاک اور مشکوک نہیں کہا جائے گا۔

وسؤر سباع الطير كالصقر والشاهين والحدأة والرخم والغراب مكروه؛ لأنها تخالط الميتات والنجاسات فأشبهت الدجاجة المخلاة حتى لو تيقن أنه لا نجاسة على منقارها لا يكره سؤرها، وكان القياس نجاسته لحرمة لحمها، كسباع البهائم؛ لكن طهارته استحسانٌ. (حاشية الطحطاوي ١٩)

جگالی کا حکم

گائیں بھینس وغیرہ کے جگالی کرتے وقت منہ میں جو جھاگ آتے ہیں راجح قول کے مطابق یہ نجس ہیں؛ لہٰذا یہ اگر کپڑے پر لگ جائیں یا پانی میں گر جائیں تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔ (تفصیل دیکھیں: احسن الفتاویٰ ۲/۸۸) **وجرّته كزبله (درمختار) وفي الشامية: وظاهره الميل الى إعطاء الجرة حكم هٰذا القيئ أخذاً من التعليل.** (درمختار مع الشامي زكريا ١/ ٥٦٤)

حرام مال سے بنے ہوئے کنویں وغیرہ کے پانی کا حکم

حرام اور ناجائز مال خرچ کر کے کنواں تعمیر کیا گیا ہو یا نل لگایا گیا ہو اس نل اور کنویں کا پانی پاک ہے، اس سے پینا اور اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱/ ۱۹۷، امداد الفتاویٰ ۳/ ۳۰۵) یعنی حرام فعل سے طہارت کا حکم متأثر نہ ہوگا؛ البتہ حرام مال لگانے والے گنہ گار رہوں گے، یہی حکم سودی پیسہ یا فاحشہ عورت کی کمائی سے بنائی گئی ٹنکی وغیرہ کا ہے۔

○❖○

پاکی کے طریقے

تطہیر کی صورتیں

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احادیثِ شریفہ میں جہاں طہارت کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے وہیں نجاست سے پاکی حاصل کرنے کے احکام وآداب بھی واضح فرمائے ہیں، چناں چہ روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ کچھ یہودیوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو طعنہ دیا کہ تمہارے پیغمبر تو چھوٹی سے چھوٹی چیز سکھلاتے ہیں، یہاں تک کہ قضاء حاجت کے وقت بیٹھنے کا طریقہ بھی بتلاتے ہیں، یہ سن کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ:

أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَأَنْ لاَ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ وَأَنْ لاَ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِأَقَلَّ مِنْ ثَلاَثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ أَوْ عَظْمٍ. (ابوداؤ شریف ۳/۱ حدیث: ۷، مسلم شریف ۱۳۰/۱ حدیث: ۲۶۲)

جی ہاں! نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ہمیں پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنے سے منع فرمایا ہے اوراس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ ہم دائیں ہاتھ سے استنجاء کریں، نیز اس بات سے بھی روکا ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص تین ڈھیلے سے کم میں استنجاء کرے یا لید یا ہڈی سے ہم استنجاء کریں۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی، اوراستنجاء سے پہلے استبراء کی تلقین کی نیز آپ نے تطہیر کے طریقے بتائے مثلاً کھال کی پاکی کا طریقہ یہ بتلایا کہ وہ دباغت سے پاک ہوجاتی ہے۔ نیز آپ نے منی کو پاک کرنے کے لئے رگڑنے کا طریقہ بتلایا۔ اسی طرح دودھ پیتے بچے کے پیشاب سے پاکی کا طریقہ بتلایا۔ اور مٹی کے پاک کرنے کے طریقے بھی امت کو بتلائے، وغیرہ۔ جن کی تفصیلات صحیح احادیث میں موجود ہیں۔

انہی نصوص کو سامنے رکھ کر حضراتِ فقہاء نے ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کے لئے امکانی طور پر درج ذیل صورتیں تجویز کی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) دھونا: (غَسْلٌ) جیسے ناپاک کپڑا وغیرہ پانی یا پاک بہنے والی ایسی چیز سے دھونا جو میل کچیل کو ہٹانے

کی صلاحیت رکھے۔

(۲) ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء: (اِسْتِنْجَاءٌ) سبیلین سے نکلنے والی نجاست اگر اپنے مخرج سے نہ پھیلے یا قلیل مقدار میں پھیلے، تو ڈھیلے وغیرہ سے پونچھنے سے بھی طہارت کا حکم ہوتا ہے۔

(۳) پونچھنا: (مَسْحٌ) کسی ٹھوس چیز مثلاً تلوار، شیشہ وغیرہ پر اگر نجاست لگ جائے تو اسے پونچھ کر بھی پاک کیا جا سکتا ہے۔

(۴) سوکھنا: (جَفَافُ الْأَرْضِ) یہ طریقہ زمین کے ساتھ خاص ہے، کہ زمین اور اس سے ملحق چیزیں (مثلاً گھاس پھوس، درخت وغیرہ) سوکھنے سے بھی پاک ہو جاتی ہیں، جب کہ نجاست کا اثر ان پر ظاہر نہ رہے۔

(۵) کھودنا: (حَفْرٌ) اگر زمین ناپاک ہو جائے تو اس کے پاک کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ناپاک حصہ کو کھود کر الگ کر دیا جائے۔

(۶) چھیلنا: (نَحْتٌ) جیسے لکڑی اگر ناپاک ہو جائے تو متأثرہ حصہ چھیلنے سے بھی وہ پاک ہو جاتی ہے۔

(۷) انقلابِ ماہیت: (قَلْبُ الْعَيْنِ) جیسے شراب سرکہ بن جائے یا خنزیر نمک بن جائے یا نجاست راکھ بن جائے وغیرہ۔

(۸) دباغت: (دَبْغٌ) خنزیر اور آدمی کے علاوہ تمام جانوروں کی کھالیں دباغت سے پاک ہو جاتی ہیں۔

(۹) شرعی طور پر ذبح کرنا: (ذَكَاةٌ) اگر کسی جانور کو (خنزیر اور آدمی کے علاوہ) شرعی طور پر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے تو دم مسفوح نکلنے کے بعد اس کی کھال اور اگر جانور ماکول اللحم ہو تو اس کے سب اجزاء بشمول گوشت پوست پاک ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) کھرچنا: (فَرْكٌ) سوکھی ہوئی گاڑھی منی اگر کپڑوں میں لگ جائے تو اسے کھرچ کر دور کر دینے سے بھی کپڑا پاک ہو جاتا ہے، (البتہ اگر منی تر ہو یا ایسی رقیق ہو کہ کھرچی نہ جا سکے یا کپڑے کے بجائے بدن کے کسی حصہ پر لگ جائے تو کھرچنا کافی نہیں ہے؛ بلکہ دھونا لازم ہے)

(۱۱) رگڑنا: (دَلْكٌ وَحَتٌّ) اگر نجاست خشک ہو اور آنکھوں سے نظر آنے والی ہو تو اس کو رگڑنا اور ملنا لازم ہے کہ اس کا اثر جاتا رہے۔

(۱۲) ناپاک ماءِ قلیل میں پاک پانی داخل کر کے اسے جاری کرنا: (دُخُولٌ) مثلاً بالٹی کا پانی ناپاک ہو گیا تو اس میں ٹنکی کا پاک پانی چلا دیا تا آں کہ بالٹی کا پانی بھر کر بہنے لگا تو یہ سب پانی ماء جاری کے حکم میں ہو کر پاک ہو جائے گا۔

(۱۳) کنویں کا پانی خشک ہو جانا: (تَغَوُّرٌ) ناپاک کنویں سے جس قدر پانی نکالنا واجب ہو اس قدر

پانی اگر خود بخود خشک ہو جائے تو بھی کنواں پاک ہو جاتا ہے۔

(۱۴) دھنا: (نَـدْفٌ) اگر روئی کے گدے وغیرہ میں معمولی نجاست لگ جائے تو دھننے سے بھی وہ گدا پاک ہو جاتا ہے (البتہ اگر نجاست زیادہ ہو تو محض دھننے سے پاکی حاصل نہ ہوگی)

(۱۵) کنویں کا پانی نکالنا: (نَزْحٌ) اگر کنواں ناپاک ہو جائے تو حسبِ تفصیل مقررہ مقدار میں پانی کھینچنے سے وہ پاک قرار دیا جاتا ہے۔

(۱۶) آگ میں جلانا: (نَـارٌ) بعض چیزیں آگ میں جلانے سے بھی پاک ہو جاتی ہیں، جب کہ آگ نجاست کے اثر کو جلا ڈالے، یا ماہیت کو بدل ڈالے، جیسا کہ اپلے راکھ میں تبدیل ہو جاتے ہیں (بعض فقہاء کے نزدیک درحقیقت یہ شکل بھی انقلابِ ماہیت میں داخل ہے)

(۱۷) جوش دینا: (غَلْیٌ) جیسے ناپاک تیل کو تین مرتبہ الگ الگ پاک پانی ملا کر جوش دینا۔

(۱۸) دھار لگانا: (تَـمْـوِيْـهٌ) مثلاً کوئی چھری ناپاک پانی کے ساتھ دھار لگانے سے نجس ہو جائے تو اس کی پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ پاک پانی سے اس کو دھار لگائی جائے۔

(۱۹) چاٹ لینا: (لَـحْـسٌ) مثلاً دودھ پیتا بچہ دودھ پیتے ہوئے ماں کے پستان پر الٹی کر دے، پھر اسے اچھی طرح چاٹ لے، تو اس کے چاٹ لینے سے پستان پاک قرار دی جائے گی۔ (شامی زکریا ۱/۵۱۰) (یہ شکل بھی دراصل غسل کی ہی ایک صورت ہے) والتفصیل فی العالمگیریہ ۱/۴۲-۴۵، شامی زکریا باب الانجاس ۱/۵۱۷-۵۱۹، فتاویٰ عثمانی جدید ۱/۳۱۸-۳۱۹ وغیرہ)

اس سلسلہ کی مزید ضروری تفصیلات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

ناپاک کپڑے کو کس قدر نچوڑنا ضروری ہے؟

اگر کپڑے میں نجاست جذب ہو جائے تو اس کو پاک پانی سے دھو کر تین مرتبہ نچوڑنا شرط ہے اور تیسری مرتبہ نچوڑنے میں اپنی پوری طاقت استعمال کی جائے کہ اس سے پانی کا ٹپکنا بند ہو جائے تو کپڑا پاک ہو جائے گا، اور اگر اتنی قوت سے نہیں نچوڑا تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔ **الثوب النجس إذا غسل ثـلاثـاً وعـصـر فی کل مرةٍ ثم تقاطر منه قطرةً فأصاب شيئاً قال ینظر إن عصر فی المرة الثـالثة عـصـراً بـالـغ فيه حتی صار بحال لو عصر لم یسل منه الماء فالثوب طاهر والید طاهرة، ومـا تـقـاطـر طاهر، وإن لم یبالغ فی العصر بالمرة الثالثة وکان الثوب بحال لو**

عصر سال فالثوب نجس واليد نجس وما تقاطر نجس. (المحیط البرھانی ۳۷۹/۱)

بدن کی طہارت کا طریقہ

آدمی کا بدن یا کوئی سخت چیز اگر ناپاک ہوجائے تو اس پر سے نجاست زائل کرکے تین مرتبہ پے درپے پانی بہانا کافی ہے۔ **إذا أصابت النجاسة البدن يطهر بالغسل ثلاث مرات متواليات لأن العصر متعذر فقامت التوالي في الغسل مقام العصر.** (المحیط البرھانی ۳۸۱/۱)

کارپیٹ یا قالین کو پاک کرنے کا طریقہ

کارپیٹ، قالین یا بڑا فرش جسے نچوڑا نہ جاسکے وہ اگر ناپاک ہوجائے، تو اس کی پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ اسے تین مرتبہ دھویا جائے اور ہر مرتبہ دھوکر اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ اس سے پانی ٹپکنا بند ہوجائے، (پوری طرح سوکھنا ضروری نہیں) تین مرتبہ ایسا کرنے سے وہ فرش وغیرہ پاک قرار دیا جائے گا، ایسے فرش سے پانی سکھانے کے لئے وائپر اور صفائی مشین سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ **وما لا ينعصر يطهر بالغسل ثلاث مراتٍ والتجفيف في كل مرة؛ لأن للتجفيف أثراً في استخراج النجاسة. وحد التجفيف أن يخليه حتى ينقطع التقاطر ولا يشترط فيه اليبس، هكذا في محيط السرخسي.** (عالمگیری ۴۲/۱)

ناپاک لنگی پہن کر غسلِ جنابت

اگر کسی شخص نے ناپاک لنگی پہن کر غسلِ جنابت کیا اور بدن پر اچھی طرح پانی بہایا اور لنگی پر بھی پانی بہا کر ہاتھ سے نچوڑ دیا اور ظاہری نجاست اچھی طرح رگڑ کر دور کردی، تو بدن کے ساتھ لنگی بھی پاک ہوجائے گی۔ **إذا صب الماء على الإزار وأمرّ الماء بكفيه فوق الإزار فهو أحسن وأحوط وإن لم يفعل يجزئه.** (المحیط البرھانی ۳۷۸/۱، حلبی کبیر ۱۸۴)

ناپاک لنگی پہن کر تالاب میں ڈبکی لگالی

اگر ناپاک لنگی پہن کر پانی میں ڈبکی لگالی اور لنگی کو نچوڑ لیا اور نجاست کی جگہ اچھی طرح دھو لی،

تو بدن کے ساتھ لنگی بھی پاک ہوجائے گی اور اگر نہیں نچوڑا تو لنگی ناپاک رہے گی۔ **وکذٰلک إذا غمسه غمسةً واحدةً فی إناء أو نهر جار وعصره فإن ذٰلک یطهره، وإن غمسه غمسةً واحدةً سابغةً لم یطهره، قال الحاکم الشهید: یرید به إذا لم یعصره.** (المحیط البرهانی ۱/۳۷۸)

چٹائی کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر چٹائی بانس کی بنی ہوئی ہے تو اس کے اوپر سے تین مرتبہ پانی بہانے اور نجاست صاف کرنے سے چٹائی پاک ہوجائے گی؛ اس لئے کہ بانس کی چٹائی میں نجاست کے اثرات اندر تک جذب نہیں ہوتے؛ لیکن اگر چٹائی گھاس پھوس یا کھجور وغیرہ کے پتوں کی بنی ہوئی ہے، تو تین مرتبہ اسے دھویا جائے گا اور ہر مرتبہ دھونے کے بعد نچوڑا جائے گا، اور نچوڑنے کی شکل یہ ہے کہ اس کو کسی بھاری چیز کے نیچے دبا دیا جائے یا ایک مرتبہ دھونے کے بعد اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ اس سے قطرے ٹپکنا بند ہوجائیں؛ تاکہ اس میں جذب شدہ پانی نچڑ جائے، تین مرتبہ ایسا کرنے سے وہ چٹائی پاک ہوجائے گی۔ **حصیر أصابته نجاسة فإن کانت یابسة لا بد من الدلک حتی یلین وإن کانت رطبة إن کان الحصیر من قصب أو ما أشبه ذٰلک فإنه یطهر بالغسل ولا یحتاج فیه إلی شیٔ اٰخر الخ. وإن کان الحصیر من بردی أو ما أشبه ذٰلک یغسل ثلاثاً فیوضع علیه شیٔ ثقیل أو یقوم علیه إنسان حتی یخرج الماء من أثقابه.** (المحیط البرهانی ۱/۳۸۲-۳۸۳) **یغسل ثلاثاً ویجفف فی کل مرةٍ بأن یترک حتی ینقطع التقاطر منه.** (حلبی کبیر ۱۸۶)

ناپاک برتن کو پاک کرنے کا طریقہ

جو برتن ایسی چیز کا بنا ہوا ہو جس میں نجاست جذب نہیں ہوتی، مثلاً لوہا، المونیم، اسٹیل، پلاسٹک وغیرہ، اگر وہ ناپاک ہوجائے تو تین مرتبہ یا اتنی مرتبہ جس میں نجاست زائل ہونے کا غالب گمان ہوجائے، لگاتار دھونے سے وہ برتن پاک ہوجائے گا، بشرطیکہ نجاست کا رنگ بو وغیرہ باقی نہ ہو۔ **فی شرح الطحاوی رحمه اللّٰه تعالیٰ: أنه لا توقیت فی إزالة النجاسة إذا أصابت الحجر أو**

الآجر أو شيئاً آخر من الأواني بل يغسله إلى مقدار ما يقع في أكبر رأيه أنه قد طهر. ويشترط مع ذٰلک أن لا يوجد منه طعم النجاسة ولا رائحتها ولا لونها، وأما إذا وجد أحد هٰذه الأشياء لا يحكم بالطهارة. (المحيط البرهاني ٣٨٣/١، شامي زكريا ٥٤١/١)

ناپاک کورے گھڑے کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر مٹی کا کورا گھڑا یا نئی ہانڈی ناپاک ہوجائے کہ تر نجاست اس میں جذب ہوجائے تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ پانی سے دھویا جائے اور ہر مرتبہ دھونے کے بعد اتنی دیر اسے الٹ کر رکھ دیا جائے کہ اس سے پانی ٹپکنا بند ہوجائے اور اس کی تراوٹ نظر نہ آئے، تین مرتبہ یہ عمل کرنے سے اس کو پاک قرار دیا جائے گا۔ ويغسل الأجر والخذف الجديد بالماء ثلاثاً ويجفف في كل مرة ويطهر وحد التجفيف أن يترک في كل مرة حتى ينقطع التقاطر ويذهب الندوة ولا يشترط اليبس. (المحيط البرهاني ٣٨٣/١، درمختار زكريا ٥٤١/١)

واشنگ مشین سے دھلائی

موجودہ دور میں رائج دھلائی (واشنگ) مشینوں میں کپڑے دھونا درست ہے اور اس مشین کے سکھانے والے حصہ (SPIN DRAI) میں کپڑے ڈالنے کے بعد تین مرتبہ پانی بہا کر مشین کے ذریعہ تین مرتبہ نچوڑنے سے کپڑے پاک ہوجاتے ہیں، مشین سے نکال کر الگ سے پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فعلم بهذا أن المذهب اعتبار غلبة الظن وأنها مقدرة بالثلاث لحصولها به في الغالب وقطعاً للوسوسة. (شامي بيروت ٤٦٨/١، زكريا ٥٤٠/١، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۸۷/۲)

دھوبی کا دھویا ہوا کپڑا

ناپاک کپڑا دھوبی کے یہاں دھلوانے سے پاک ہوجاتا ہے جب کہ پاکی کا گمان غالب ہو، خواہ دھوبی غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ (فتاویٰ دار العلوم ۳۵۵/۱، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۲۷/۵، میرٹھ ۳۰۷/۸)

ڈرائی کلین سے دھلائی کا حکم

ڈرائی کلین مشین میں چوں کہ ہر طرح کے کپڑے ایک ساتھ پٹرول سے دھوئے جاتے ہیں اس لئے ان کی پاکی میں شک پیدا ہو جاتا ہے؛ لہٰذا حکم یہ ہے کہ ڈرائی کلین کے لئے جو پاک کپڑا دیا جائے گا وہ دھلنے کے بعد بھی پاک رہے گا، اور جو ناپاک کپڑا دیا جائے گا وہ دھلنے کے بعد بھی ناپاک رہے گا، ڈرائی کلین سے اس کی کیفیت نہیں بدلے گی۔ (احسن الفتاویٰ ۲/۸۳) اس لئے بہتر ہے کہ گھر میں پاک کرنے کے بعد ہی کپڑا ڈرائی کلین کے لئے دیا جائے۔

نجس تیل سر یا بدن پر لگ گیا

ناپاک تیل اگر سر یا بدن پر لگا لیا تو قاعدہ کے مطابق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا، صابن وغیرہ لگا کر تیل کو پوری طرح چھڑانا ضروری نہیں ہے۔ **وإن أصاب الدهن النجس الجلد وتشرب أی سری الدهن فی الجلد أو أدخل الرجل يدهٗ فی السمن النجس – إلى قوله – ثم غسل ثلاث مراتٍ طهر الجلد الخ، والثوب الخ، واليد الخ، وإن بقی أثر الدهن فهو عفوٌ.** (حلبی کبیر ۱۷۲، المحیط البرهانی ۱/ ۳۷۷، درمختار مع الشامی زکریا ۱/ ۵۳۷، مراقی الفلاح ۱۶۰، بهشتی زیور ۲/ ۶)

ناپاک رنگ میں رنگا ہوا کپڑا

اگر کپڑے کو ناپاک رنگ میں رنگا گیا، تو اس کی پاکی کی شکل یہ ہے کہ اسے اس قدر دھویا جائے کہ اس سے گرنے والے پانی میں رنگ کا اثر ظاہر نہ ہو، اس کے بعد اسے تین مرتبہ پاک پانی میں بھگو کر نچوڑ دیا جائے۔ **إن المرأة إذا خضبت يدها بحناء نجسة أو الثوب إذا صبغ بصبغ نجس غسلت يدها وغسل الثوب إلى أن يصفو ويسيل منه ماء أبيض، ثم يغسل بعد ذٰلک ثلاثاً ويحكم بطهارة يدها وبطهارة الثوب بالإجماع.**

(المحیط البرهانی ۱/ ۳۷۶)

ناپاک مہندی بدن پر لگائی

اگر ناپاک مہندی ہاتھ پیر میں لگالی تو تین مرتبہ انہیں خوب مَل مَل کر دھوئے کہ صاف پانی گرنے لگے تو ہاتھ پیر پاک ہوجائیں گے، مہندی کا رنگ چھوٹنا ضروری نہیں ہے۔ **ولا یضر بقاء أثر کلون وریح لازم فلا یکلف في إزالته إلی ماء حار أو صابون ونحوه بل یطهر ما صبغ أو خضب بنجس بغسله ثلاثاً والأولی غسله إلی أن یصفو الماء (درمختار) ونقل الشامي عن الخانیه: وینبغي أن لایطهر ما دام یخرج الماء ملوناً بلون الحناء.** (شامي مطلب في حکم الصبغ الخ بیروت ۱/٤٦٦، زکریا ۱/٥۳۷، حلبي کبیر ۱۷۳)

آنکھ میں ناپاک سرمہ

اگر ناپاک سرمہ یا کاجل آنکھ میں لگالی اور وہ آنکھ کے اندر ہی رہی، تو طہارت کے لئے اس کا پونچھنا یا دھونا ضروری نہیں ہے، ہاں آنکھ سے باہر آکر پھیل جائے تو اسے دھونا لازم ہوگا۔ **وقد صرحوا بأنه لو اکتحل بکحلٍ نجسٍ لا یجب غسله.** (شامي بیروت ۱/٤٦۷، شامي زکریا ۱/٥۳۹، طحطاوی زکریا ٦۳، البحر الرائق ۱/٤٦)

ڈھیلے سے استنجاء

اگر سبیلین سے نکلنے والی نجاست مخرج سے بالکل تجاوز نہ کرے یا مقدار درہم سے کم تجاوز کرے، تو اس کی طہارت کے لئے مٹی کے ڈھیلے کا استعمال بھی کافی ہے۔ **وقوله ما لم یتجاوز المخرج قید لتسمیته استنجاءً.** (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ٤٤)

ٹشو پیپر (جاذب) کا حکم

جو حکم ڈھیلے سے استنجاء کرنے کا ہے وہی حکم ٹشو پیپر کے ذریعہ استنجاء کرنے کا بھی ہے؛ اس لئے کہ یہ پیپر لکھنے وغیرہ میں استعمال نہیں ہوتا؛ بلکہ اسے استنجاء وغیرہ ہی کے مقصد سے بنایا جاتا ہے۔ **ویسن أن یستنجي بحجر منق الخ، ونحوه من کل طاهر مزیل بلا ضرر.**

(مراقی الفلاح) كالمدر وهو طين يابس والتراب والخلقة البالية والجلد الممتهن. (طحطاوی علی المراقی ٤٥)

پانی سے استنجاء کب لازم ہے؟

اگر نجاست مخرج سے ایک درہم تک تجاوز کر جائے تو پانی سے ازالہ نجاست واجب ہوگا، ڈھیلے وغیرہ کا استعمال کافی نہیں۔ وإن تجاوز المخرج وكان المتجاوز قدر الدرهم لا يسمىٰ استنجاءً، ووجب ازالته بالماء أو المائع لأنه من باب ازالة نجاسة (مراقی الفلاح) فلا يكفي مسحه بالحجر. (طحطاوی علی المراقی ٤٤)

ڈھیلے اور پانی کو جمع کرنا سنت ہے

بہتر اور مسنون ہے کہ استنجاء میں اولاً ڈھیلے وغیرہ کا استعمال کرے اس کے بعد پانی سے طہارت حاصل کرے (اس لئے کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس عمل پر اہل قباء کی تحسین وتعریف فرمائی ہے)۔ والأفضل فی كل زمانٍ الجمع بين استعمال الماء والحجر مرتباً فيمسح الخارج ثم يغسل المخرج لأن اللّٰه أثنى على أهل قباء باتباعهم الأحجار الماء فكان الجمع سنةً على الإطلاق فی كل زمانٍ وهو الصحيح وعليه الفتوىٰ.

(مراقی الفلاح ٤٥)

استبراء ضروری ہے

مرد کے لئے پیشاب کے بعد استبراء ضروری ہے، یعنی اس بات کا طبعی اطمینان ہوجانا چاہئے کہ پیشاب کے قطرات آنے بند ہوگئے، اس اطمینان کے بارے میں لوگوں کی عادتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کسی کو چند قدم چلنے سے، کسی کو کھانسنے سے، کسی کو زمین پر پیر مارنے سے، کسی کو زور لگانے سے اور کسی کو دیر تک بیٹھنے سے یہ اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ طبعی اطمینان کے بعد ہی استنجاء کیا جائے۔ (واضح ہو کہ عورت کو پیشاب کے بعد استبراء کی ضرورت نہیں ہوتی)

والاستبراء واجب حتى يستقر قلبه على انقطاع العود كذا فى الظهيرية، قال بعضهم: يستنجي بعد ما يخطو خطوات وقال بعضم: يركض برجلهٖ على الأرض ويتنحنح الخ. والصحيح أن طباع الناس مختلفة فمتیٰ وقع فی قلبهٖ أنه تم استفراغ ما في السبيل يستنجي. (عالمگیریہ ۱/۴۹) **لا استبراء عليها بل كما فرغت تصبر ساعة لطيفة ثم تستنجي.** (شامی زکریا ۱/۵۵۸)

وہم کا مریض کیا کرے؟

جس شخص کو پیشاب کے قطرات کے بارے میں وہم رہتا ہو اسے چاہئے کہ استبراء کی عام صورتیں اپنانے کے بعد عضو کو نچوڑ کر استنجاء کرلے، اس کے بعد بھی اگر وہم باقی رہے تو اس کی ہرگز پرواہ نہ کرے اور اٹھنے سے قبل سبیلین پر پانی کی چھینٹیں دے لے؛ تاکہ وسوسہ کو ہٹانے میں مدد ملے پھر کچھ محسوس ہو تو اس کی طرف دھیان نہ دے۔ **ولو عرض له الشيطان كثيراً لا يلتفت إلى ذٰلک كما في الصلاة، وينضح فرجه بماء حتى لو راىٰ بللاً حمله على بلة الماء، هٰكذا فى الظهيرية.** (عالمگیری ۱/۴۹)

استنجاء کے وقت قبلہ رخ نہ ہو

قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف چہرہ کرنا یا پیٹھ کرنا سخت منع ہے، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، اور اگر کسی جگہ قبلہ رخ قدمچے بنے ہوئے ہوں اور مجبوری ہو تو جہاں تک ممکن ہو رخ پھیر کر بیٹھنا چاہئے، حتی کہ بچہ کو بھی قبلہ رخ کرکے پیشاب پاخانہ نہیں کرانا چاہئے۔ **وكره استقبال القبلة بالفرج فى الخلاء واستدبارها، وإن غفل وقعد مستقبل القبلة يستحب له أن ينحرف بقدر الامكان، كذا فى التبيين. ولا يختلف هٰذا عندنا فى البنيان والصحراء، كذا فى شرح الوقاية. ويكره للمرأة ان تمسك ولدها للبول والتغوط نحو القبلة.** (عالمگیری ۱/۵۰)

استنجاء سے متعلق چند آداب

قضاء حاجت کے وقت پسندیدہ باتوں میں سے چند ذیل میں درج ہیں:

(۱) استنجاء کی جگہ میں سر ڈھک کر جانا چاہئے۔ (۲) بیت الخلاء میں داخلہ سے پہلے یہ دعا پڑھے: ''اللّٰهم إني أعوذ بک من الخبث والخبائث''۔ (اے اللہ! میں آپ سے گندگی سے اور گندی صفت والوں سے پناہ کا طالب ہوں) وغیرہ۔ (۳) بیت الخلاء میں جاتے وقت پہلے بایاں قدم اندر رکھے۔ (۴) بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں قدم باہر نکالے۔ (۵) بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھے: ''غفرانک! الحمد للّٰه الذي أخرج عني ما یؤذیني وأبقیٰ ما ینفعني''. (اے اللہ! میں آپ کی مغفرت کا طالب ہوں، تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے نقصان دہ چیزوں کو میرے اندر سے نکال دیا اور نفع بخش چیزوں کو باقی رکھا) إذا أراد دخول الخلاء یستحب له أن یدخل بثوبٍ غیر ثوبه الذی یصلی فیه الخ.

(عالمگیری ۱/ ۵۰، شامی زکریا ۱/ ۵۵۹)

استنجاء کے وقت کے چند مکروہات

قضاء حاجت کے وقت ناپسندیدہ باتوں میں سے چند یہ ہیں:

(۱) کھڑے کھڑے پورا ستر کھول دینا۔ (۲) بیت الخلاء میں گفتگو کرنا۔ (۳) بیت الخلاء میں رہتے ہوئے زبان سے اللہ کا ذکر کرنا؛ البتہ اگر چھینک آئے تو دل دل میں الحمد للہ کہہ سکتا ہے۔ (۴) اپنی شرم گاہ کو بلا ضرورت دیکھنا۔ (۵) سبیلین سے نکلنے والی نجاست کو غور سے دیکھنا۔ (۶) نجاست کی جگہ میں تھوکنا یا ناک سنکنا۔ (۷) بیت الخلاء میں بلا ضرورت کھنکھارنا۔ (۸) بیت الخلاء میں بیٹھے ہوئے بدن کے کسی حصہ سے کھیل کرنا۔ (۹) قضاء حاجت کے وقت آسمان کی طرف نظر کرنا۔ (۱۰) بلاضروت دیر تک بیت الخلاء میں بیٹھے رہنا۔ (۱۱) جاری یا ٹھہرے ہوئے پانی میں یا کسی جانور کے بل یا سوراخ میں پیشاب یا پاخانہ کرنا۔ (۱۲) نہر، کنویں یا حوض کے کنارے

قضاء حاجت کرنا۔ (۱۳) پھل دار درخت کے نیچے گندگی پھیلانا۔ (۱۴) جس سایہ کی جگہ میں لوگ بیٹھتے ہوں وہاں غلاظت کرنا۔ (۱۵) عام راستہ میں قضاء حاجت کرنا۔ (۱۶) قبرستان میں قضاء حاجت کرنا۔ (۱۷) مسجد، عیدگاہ یا عیدگاہ کے قریب گندگی پھیلانا۔ (۱۸) کھڑے ہوکر بلا عذر پیشاب کرنا، وغیرہ۔ (تلخیص: عالمگیری ۱/۵۰، شامی زکریا ۱/۵۵۹)

چمڑے کے موزے اور جوتے کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر چمڑے کے موزے یا جوتے کو نجاست لگ جائے تو اس کو پاک کرنے میں تفصیل ہے:

(۱) اگر ایسی نجاست ہے جو جسم والی نہیں ہوتی مثلاً پیشاب یا شراب وغیرہ، تو ایسی صورت میں اس موزے یا جوتے کو دھونا ضروری ہے، چاہے نجاست تر ہو یا سوکھ چکی ہو، بغیر دھوئے پاک نہیں ہوسکتی (۲) اور اگر کوئی ایسی نجاست ہے جو آنکھوں سے نظر آنے والی ہے، جیسے ترلید، تو اگر اسے مٹی یا اینٹ سے رگڑ کر اس طرح صاف کرلیا جائے کہ نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے، تو مفتی بہ قول کے مطابق موزہ اور جوتا پاک ہوجائے گا۔ (۳) اور اگر نجاست خشک ہو جیسے بکری کی مینگنی یا اونٹ کی مینگنی تو اسے محض رگڑنے سے موزہ وغیرہ پاک قرار دیا جائے گا۔ **وإذا أصابت النجاسة خفا أو نعلاً فإن لم يكن لها جرم كالبول والخمر فلا بد من الغسل رطباً كان أو يابساً الخ، وأما التي لها جرم – إلى قوله – وعن أبي يوسفؒ أنه إذا مسحه في التراب أو الرمل على سبيل المبالغة يطهر وعليه فتوىٰ مشائخنا رحمهم اللّٰه تعالىٰ للبلوىٰ والضرورة، وإن كانت النجاسة يابسةً يطهر بالحتّ والحك عند أبي حنيفةؒ وأبي يوسفؒ.** (المحيط البرهاني ۱/۳۸۵، درمختار و شامی زکریا ۱/۵۱۰-۵۱۱)

تلوار، چھری اور آئینہ وغیرہ پاک کرنے کا طریقہ

چکنی تلوار، چھری اور شیشہ میں اگر نجاست لگ جائے تو انہیں دھوکر بھی پاک کیا جاسکتا ہے، اور اگر پاک کپڑے سے نجاست کو پونچھ کر صاف کردیا جائے تو بھی پاکی کا حکم ہوگا؛ لیکن اگر مذکورہ

اشیاء کھردری یا منقش ہوں کہ ان کی ریخوں میں نجاست رہ جانے کا امکان ہو تو وہ محض پونچھنے سے پاک نہ ہوں گی؛ بلکہ دھونا اور نجاست کے اثرات دور کرنا ضروری ہوگا۔ **إذا وقع علی الحدید الصقیل الغیر الخشن کالسیف والسکین والمرآة ونحوها نجاسةٌ من غیر أن یموه بها فکما یطهر بالغسل یطهر بالمسح بخرقة طاهرةٍ، هٰکذا فی المحیط. ولا فرق بین الرطب والیابس ولا بین ما له جرم وما لا جرم له، کذا فی التبیین. وهو المختار للفتویٰ، کذا فی العنایة. ولو کان خشناً أو منقوشاً لا یطهر بالمسح.** (عالمگیری ۱/۴۳)

ناپاک زمین کو پاک کرنے کا طریقہ

ناپاک زمین ویسے تو محض سوکھنے اور نجاست کا اثر زائل ہونے سے بھی پاک ہوجاتی ہے؛ لیکن اگر اسے فوری طور پر پاک کرنے کی ضرورت ہے تو درج ذیل طریقے اپنائے جاسکتے ہیں:

(۱) اگر زمین کا کھودنا ممکن ہو تو نجاست سے متأثرہ جگہ کو کھود کر علیحدہ کردیا جائے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ کھود کر نیچے کے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کردیا جائے۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ اگر زمین نرم ہے کہ پانی اس میں جذب ہوجاتا ہے تو اس کے اوپر سے پانی بہادیا جائے، اور جب پانی جذب ہوجائے تو زمین پاک ہوجائے گی۔

(۴) اور اگر زمین سخت ہو کہ پانی جذب نہ کرے تو اوپر سے پانی ڈال کر اس پانی کو وہاں سے ہٹادیا جائے، مثلاً وائپر سے نچوڑ دیا جائے تو یہ جگہ تو پاک ہوجائے گی؛ لیکن جو پانی وہاں سے ہٹایا جائے گا وہ ناپاک رہے گا۔ **وجفاف أرضٍ الخ، وقلبها بجعل أعلی الأرض أسفل.** (شامی زکریا ۱/۵۱۷) **وتطهر أرض بخلاف نحو بساطٍ بیبسها أی جفافها ولو بریحٍ وذهاب أثرها کلونٍ وریحٍ.** (درمختار زکریا ۱/۵۱۲-۵۱۳) **وإذا أصابت النجاسة الأرض فإن کانت رخوة طهرت بالصب علیها لأنها تتشرب فصار بمنزلة العصر فی الثوب، وإن کانت صلبة فإن رفع الماء عن موضع النجاسة طهر ذٰلک**

المكان ويتنجس الموضع الذى انتقل ذٰلک الماء إليه الخ. (المحيط البرهانى ۱/ ۳۸۱)

ناپاک فرش کو پاک کرنے کا طریقہ

سمینٹڈ یا پتھر کے فرش کا حکم بھی زمین کے مانند ہے، اگر اس پر پیشاب یا کوئی تر نجاست لگ گئی، تو سوکھنے اور نجاست کا اثر زائل ہونے سے اس کی پاکی کا حکم ہوگا۔ اور فوری طور پر پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر پانی بہا کر وائپر اور پونچھے سے خشک کر دیا جائے یا بالٹی یا پائپ سے اتنا زیادہ پانی بہا دیا جائے کہ نجاست کے اثرات زائل ہونے کا یقین ہو جائے تو بھی فرش پاک ہو جائے گا۔ **وحكم اٰجرٍ ونحوہٖ كلبن وفروشٍ الخ كذٰلک أى كأرضٍ فيطهر بجفافٍ.** (درمختار زکریا ۱/ ۵۱۳) **البول إذا أصاب الأرض واحتيج إلى الغسل يصب الماء عليه ثم يدلک وينشف ذٰلک بصوف أو خرقةٍ فإذا فعل ذٰلک ثلاثاً طهر، وإن لم يفعل ذٰلک ولٰكن صب عليه ماء كثير حتى عرف أنه زالت النجاسة ولا يوجد فى ذٰلک لون ولا ريح، ثم ترک حتى نشفته الأرض كان طاهراً.** (المحيط البرهانى ۱/ ۳۸۲)

گھاس پھوس اور درخت وغیرہ کا حکم

جو چیزیں زمین کے ساتھ متصل رہتی ہیں مثلاً گھاس اور درخت وغیرہ، ان کا حکم بھی زمین ہی کے مانند ہے، سوکھنے سے ان کو پاک قرار دیا جاتا ہے جب کہ نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو۔ **وشجر وكلأٍ قائمين فى أرض كذٰلک أى كأرضٍ فيطهر بجفافٍ، وكذا كل ما كان ثابتاً فيها لأخذه حكمها باتصاله بها.** (درمختار زکریا ۱/ ۵۱۳)

زمین سے الگ رکھے ہوئے پتھر کا حکم

جو پتھر زمین سے علیحدہ ہو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ایسا پتھر ہے جو کھردرا ہے اور اس میں نجاست جذب ہونے کی صلاحیت ہے جیسے کہ چکی کا پاٹ، تو سوکھنے سے اس کی طہارت کا حکم ہوگا؛ لیکن اگر ایسا پتھر ہے جو چکنا ہے اور اس میں نجاست کو جذب کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو وہ

سوکھنے سے پاک نہ ہوگا؛ بلکہ اسے دھونا لازم ہے۔ **قال الشامی بحثاً: بخلاف الحجر فإنه علی أصل خلقتہٖ فأشبه الأرض بأصلہٖ وأشبه غیرها بانفصاله عنها، فقلنا: إذا کان خشناً فهو فی حکم الأرض لأنه یتشرب النجاسة، وإن کان أملس فهو فی حکم غیرها؛ لأنه لا یتشرب النجاسة، واللّٰه أعلم.** (شامی زکریا ۵۱۴/۱)

ناپاک سوکھی زمین سے تیمّم درست نہیں

جو زمین یا اس سے ملحق شئ سوکھنے کی وجہ سے حکماً پاک قرار دی گئی ہو اس پر تیمّم کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ یہ زمین اگرچہ بذاتِ خود پاک ہے؛ مگر مطہر بننے کے لائق نہیں ہے۔ **لا لتیمم بها؛ لأن المشروط لها الطهارة وله الطهوریة.** (درمختار زکریا ۵۱۳/۱، فتاویٰ تاتارخانیة زکریا ۳۷۷/۱)

ناپاک زمین سوکھنے کے بعد پھر تر ہوگئی

اگر ناپاک زمین یا اس سے ملحق کوئی چیز سوکھنے کی وجہ سے پاک قرار دی گئی تھی بعد ازاں وہ پھر پانی وغیرہ پڑنے کی وجہ سے تر ہوگئی، تو اس تری کی وجہ سے اسے ناپاک نہیں کہا جائے گا، حتیٰ کہ اس پر گرنے والے پانی کی چھینٹیں اگر کپڑے پر لگ جائیں تو کپڑا ابھی ناپاک نہ ہوگا۔ **وإذا طهرت الأرض بجفاف ثم أصابها الماء، الصحیح أنها لا تعود نجساً، ولو رش علیها الماء وجلس علیها لا بأس بہٖ.** (عالمگیری ۴۴/۱، حلبی کبیر ۱۵۶)

ناپاک مٹی سے پکائے گئے گھڑے وغیرہ کا حکم

جو گھڑا یا برتن ناپاک مٹی سے بنا کر پکایا گیا ہو تو پکنے کے بعد وہ پاک ہوجاتا ہے، بشرطیکہ اس میں نجاست کا اثر ظاہر نہ رہے۔ **کطین تنجس فجعل منه کوزٌ بعد جعله علی النار یطهر إن لم یظهر فیه أثر النجس بعد الطبخ.** (درمختار زکریا ۵۲۰/۱) **الطین النجس إذا جعل منه الکوز أو القدر فطبخ یکون طاهراً هٰکذا فی المحیط.** (عالمگیری ۴۴/۱)

ناپاک تیل یا مردار چربی سے بنے ہوئے صابن کا حکم

ناپاک چربی یا تیل کو جب صابن میں ملایا جاتا ہے تو اس کی ماہیت بدل جاتی ہے؛ لہٰذا اس طرح سے بنا ہوا صابن پاک ہے اور اس کا استعمال درست ہے۔ **جعل الدهن النجس في صابونٍ يفتىٰ بطهارته؛ لأنه تغير، والتغير يطهر عند محمدؒ ويفتىٰ به للبلوىٰ.**

(شامی زکریا ۱/۵۱۹، البحر الرائق ۱/۲۲۷، تاتارخانية زکریا ۱/۴۳۷ رقم: ۱۱۰۱)

کپڑا دھونے یا کھانا پکانے کے بعد ٹنکی کی ناپاکی کا پتہ چلا

اگر ٹنکی سے کھانا پکایا گیا یا کپڑے اور برتن دھوئے گئے بعد میں پتہ چلا کہ ٹنکی میں نجاست گری ہوئی ہے، تو (صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے) اس کھانے اور کپڑے وغیرہ پر ناپاکی کا حکم نہیں لگائیں گے؛ لہٰذا اس کھانے کا استعمال کرنا اور کپڑوں کا پہننا وغیرہ درست ہوگا۔ **ومنذ ثلاثة أيام ولياليها إن انتفخ وقالا منذ وجد (شرح وقاية) وفي الحاشية: وفي المجتبى كان ركن الأئمة الصباعي يفتي بقول أبي حنيفة فيما يتعلق بالصلاة، وبقولهما فيما سواه يعني في غسل الثوب والبدن والأواني وغير ذٰلک مما وصل إليه ذٰلک الماء.** (حاشية شرح وقاية ۱/۸۵)

ناپاک ٹنکی کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر پانی کی ٹنکی کسی وجہ سے ناپاک ہو جائے تو اس میں سے ناپاک چیز (اگر نظر آنے والی ہو) کو نکال کر موٹر چلا دیا جائے اور نیچے سے سب ٹنکیاں کھول دی جائیں، گویا اوپر سے پانی داخل ہوتا رہے اور نیچے سے نکلتا رہے، تو یہ سب پانی ماء جاری کے حکم میں ہو کر پاک ہو جائے گا، تاہم احتیاط یہ ہے کہ ٹنکی کا تین گنا پانی بہا کر پھر اسے استعمال کیا جائے۔ **ففي الحوض الصغير إذا كان يدخل فيه الماء من جانب ويخرج من جانب يجب أن يكون هٰكذا لأن هٰذا ماء جار، والماء الجاري يجوز التوضؤ فيه وعليه الفتوىٰ.** (المحیط البرهاني ۱/۲۵۱، درمختار زکریا ۱/۳۳۸) **وقيل ثلاثة أمثاله.** (شامی زکریا ۱/۳۴۵، احسن الفتاویٰ ۲/۴۹)

زمین دوز ٹنکی کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر زیر زمین پانی کا ٹینک ناپاک ہوجائے تو اس کے پاک کرنے کی دو شکلیں ہیں: ایک شکل یہ ہے کہ اس میں پانی مسلسل بھرا جائے تا آں کہ وہ بھر کر اوپر سے بہنے لگے، تو یہ ماء جاری کے حکم میں ہوگا۔ اور دوسری شکل یہ ہے کہ اس ٹینک میں ایک طرف سے پانی جاری کر کے دوسری طرف سے موٹر چلا کر پانی کھینچنا شروع کردیں، تو بھی یہ ماء جاری شمار ہوگا اور سب ٹنکی اور پائپ پاک قرار دئے جائیں گے۔ (احسن الفتاویٰ ۲/۴۹) **ففی الحوض الصغیر إذا کان یدخل فیه الماء من جانب ویخرج من جانب یجب أن یکون هٰکذا لأن هٰذا ماء جار، والماء الجاری یجوز التوضؤ فیه وعلیه الفتویٰ.** (المحیط البرهانی ۱/۲۵۱)

دستی نل پاک کرنے کا طریقہ

اگر دستی نل کے پائپ میں نجاست گر جائے تو اس کی پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ جتنا پانی اس کے اندر رہے وہ نکال کر مزید اتنا پانی کھینچا جائے کہ جس سے پورا پائپ تین بار دھل سکتا ہو۔ اور ایک آسان صورت یہ بھی ہے کہ نل کے اوپر سے اتنا پانی ڈالا جائے کہ پائپ بھر کر اوپر سے پانی بہنے لگے۔ **إن دلواً تنجس فأفرغ فیه رجلٌ ماءاً حتی امتلأ وسال من جوانبه، هل یطهر بمجرد ذٰلک ام لا؟ والذی یظهر لی الطهارة أخذاً مما ذکرنا الخ.**

(رد المحتار زکریا ۱/۳۴۶، احسن الفتاویٰ ۲/۵۱)

چوہیا کنویں میں گر کر زندہ نکل گئی

اگر چوہیا کنویں میں گر کر زندہ باہر آ گئی تو پانی ناپاک نہیں ہوگا؛ لیکن بہتر ہے کہ بیس ڈول کے بقدر پانی نکال دیا جائے۔ **إن کان الواقع فأرة یستحب لهم أن ینزحوا عشرین دلواً.**

(المحیط البرهانی ۱/۲۵٤، درمختار زکریا ۱/۳٦۹)

چوہا تیل میں گر کر زندہ نکل آیا

چوہا اگر تیل میں گر کر زندہ نکل آئے تو اس سے تیل ناپاک نہیں ہوگا، تاہم اس کے استعمال

کوفقہاء نے مکروہ قرار دیا ہے۔ **فأرة أخرجت من حب أو جرة وهي حية يكره شربه والوضوء منه وإن فعلوا جاز.** (تاتارخانية ۱/ ۳۳۳ رقم: ٦٢٦، هندية ۱/ ٢٤)

بلی کنویں کے پانی سے گذر گئی

اگر بلی کنویں یا ٹنکی کے پانی میں داخل ہوکر زندہ نکل گئی تو بہتر ہے کہ ۴۰ر ڈول کے بقدر پانی نکال دیا جائے۔ **وإن كان الواقع سنوراً أو دجاجة مخلاةً يستحب لهم أن ينزحوا أربعين دلواً.** (المحيط البرهاني كوئٹه ۱/ ٢٥٤، درمختار زكريا ۱/ ٣٧٢)

مرغی کنویں میں گرگئی

اگر کھلی ہوئی مرغی (جو ہر طرح کی پاک ناپاک غذا کھاتی ہے) کنویں میں گر جائے اور پھر زندہ نکل آئے، تو ۴۰ر ڈول پانی نکالنا مستحب ہے۔ **وإن كان الواقع سنوراً أو دجاجة مخلاة يستحب لهم أن ينزحوا أربعين دلواً لأن سؤر هٰذه الحيوانات مكروهةٌ.**

(المحيط البرهاني ۱/ ٢٥٤، درمختار زكريا ۱/ ٣٧٢)

ناپاک آدمی کنویں میں اتر گیا

اگر ایسا شخص جس کے اعضاء پر نجاست لگی ہوئی ہو، مثلاً اس نے ڈھیلے سے استنجاء کر رکھا ہو، کنویں میں اتر جائے تو اس کی وجہ سے پورا پانی ناپاک ہوجائے گا اور سب پانی نکالنا ضروری ہوگا۔ **وكذلك لو دخل في البئر جنب أو محدثٌ لطلب الدلو وعلى أعضائه نجاسةٌ بأن لم يكن مستنجياً أو كان مستنجياً بالحجر ينزح جميع الماء.**

(المحيط البرهاني ۱/ ٢٥٥، درمختار زكريا ۱/ ٣٥٤)

کنویں میں بہنے والی نجاست گر جائے

اگر کنویں میں ایک قطرہ بھی ناپاک چیز گر جائے تو پورا پانی ناپاک ہوجائے گا، اور سارا پانی نکالنا ضروری ہوگا۔ **ومتى وقع في البئر نجسٌ مائعٌ يوجب نزح ماء البئر كلهٖ – إلى قولهٖ – كما**

لو وقع فيه قطرة من خمرٍ أو بولٍ. (المحيط البرهانی ۲۵٦/۱، درمختار زکریا ۳٦٦/۱-۳٦۸)

کنویں میں پاک آدمی ڈوب کر مر گیا

اگر کوئی پاک آدمی کنویں میں ڈوب کر اسی میں مر گیا، تو پورے کنویں کا پانی نکالنا لازم ہے، خواہ لاش پھولی پھٹی ہو یا نہ پھولی پھٹی ہو۔ **وکذٰلک إذا وقع فیها اٰدمی طاهر ومات فیها یجب نزح جمیع ماء البئر کله انتفخ أو لم ینتفخ.** (المحيط البرهانی ۲۵٦/۱، درمختار زکریا ۳٦۸/۱- ۳۷۲)

کنویں میں بکری گر کر مر گئی

اگر بکری کنویں میں گر کر مر گئی تو پورا پانی ناپاک ہوگیا؛ اس لئے سب پانی نکالنا ضروری ہے۔ **وکذٰلک لو کان الواقع فی البئر شاةً أو کلباً ومات وانتفخ أو لم ینتفخ وجب نزح الماء کله.** (المحيط البرهانی ۲۵٦/۱، درمختار زکریا ۳٦۸/۱- ۳۷۲)

کتا کنویں میں گھس کر زندہ نکل آیا

اگر کتا کنویں میں گرا اور اس کا لعاب پانی میں مل گیا، پھر وہ زندہ نکل آیا تب بھی پورے کنویں کا پانی نکالنا ضروری ہے۔ **الکلب إذا وقع فی الماء وأُخرِجَ حیاً إن أصاب فمه الماء فهو من جملة القسم الأول یجب نزح جمیع الماء.** (المحيط البرهانی ۲۵٦/۱، کوئٹه ۱۱۱/۱)

کنویں میں چوہیا یا چڑیا مر گئی

اگر کسی کنویں میں چوہیا یا چڑیا گر کر مر گئی تو اگر اسے پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے، تو کم از کم ۲۰/ ڈول کے بقدر پانی نکالنا کافی ہے، اور اس سے زائد ۳۰/ ڈول تک نکال لے تو بہتر ہے؛ واضح ہو کہ پانی نکالنے کی ابتداء مردہ چڑیا یا چوہیا کو نکالنے کے بعد معتبر ہوگی۔ **إذا ماتت فارة أو عصفورةٌ فی البئر فأخرجت حین ماتت قبل أن تنتفخ فإنه ینزح منها**

عشرون دلواً إلى ثلاثين بعد إخراج الفأرة والعصفور فالعشرون على سبيل الحتم والزيادة على سبيل الاحتياط. (المحيط البرهانی ۲۵۷/۱، کوئٹہ ۱۱۱/۱، درمختار وشامی زکریا ۳۶۸/۱-۳۷۳)

بلی یا مرغی کنویں میں گر کر مر گئی

اگر بلی یا مرغی کنویں میں گر کر مر جائیں اور انہیں پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو چالیس سے پچاس ڈول تک نکالے جائیں گے۔ **وإذا كان الواقع في البئر سنوراً أو دجاجةً أخرجت ساعة ما ماتت فيه ينزح أربعون أو خمسون دلواً في ظاهر الرواية.** (المحيط البرهانی ۲۵۷/۱، درمختار زکریا ۳۷۲/۱)

موٹر سے کنواں یا ٹنکی خالی کرنا

جن صورتوں میں بیس تیس ڈولنے نکالنے یا کنویں یا ٹنکی کو خالی کرنے کا حکم ہے اس میں ڈول کی قید اندازہ کے لئے ہے، اصل مقصود اس مقدار کا پانی نکالنا ہے؛ لہٰذا یہ مقصد اگر بڑے ڈول سے یا موجودہ دور میں موٹر پمپ سے حاصل ہوجائے، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں؛ بلکہ یہ زیادہ آسان ہے۔ **مستفاد: ولو جاءوا بدلوٍ عظيمٍ يسع عشرين دلواً بدلوهم فاستقوا به جاز. وقال القدوریؒ: وهو أحب إليّ.** (المحيط البرهانی ۲۶۵/۱)

ناپاک چیز کنویں میں گر گئی مگر نکالنا ممکن نہ ہو تو کیا کریں؟

اگر کوئی ذی جرم ناپاک چیز کنویں میں گر گئی؛ لیکن کنواں گہرا ہونے کی وجہ سے اس کا نکالنا ممکن نہ ہو، تو ایسی صورت میں اگر اس چیز کو نکالے بغیر کنویں کا سب پانی خالی کرالیا جائے تو بھی کنواں پاک ہوجائے گا۔ **عظم تلطخ بنجاسةٍ ووقع في البئر ولم يمكن استخراجه فإن نزحوا ماء ها فقد طهرت.** (المحيط البرهانی ۲۶۷/۱)

ناپاک گیہوں وغیرہ کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر نجس پانی یا پیشاب وغیرہ پڑنے سے گیہوں ناپاک ہوجائے اور نجاست کو جذب کر کے

پھول جائے، تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں پاک پانی میں اتنی دیر رکھا جائے کہ وہ پانی کو جذب کر لے پھر نکال کر انہیں سکھا لیا جائے، تین مرتبہ یہی عمل کرنے سے وہ گیہوں پاک قرار دئے جائیں گے۔ **الحنطة إذا أصابتها خمر وتشربت فيها وانتفخت من الخمر فغسلها عند أبي يوسفؒ أن ينقع في الماء حتى يتشرب كما تشرب الخمر ثم يجفف يفعل كذٰلك ثلاث مراتٍ ويحكم بطهارتها عند أبي يوسفؒ.** (المحيط البرهاني ۱/۳۸۳، شامي زكريا ۱/۵٤۱) (اور اگر گیہوں میں نجاست گری؛ لیکن وہ پھولے نہیں تو تین مرتبہ دھونا کافی ہے، سکھانے کی ضرورت نہیں)۔ (المحيط البرهاني ۱/۳۸۳)

آٹے میں نجاست گرگئی

اگر آٹے میں کوئی تر نجس چیز گرگئی تو جہاں تک اس نجاست کا اثر پڑے گا وہ آٹا ناپاک ہوجائے گا اور اس کو پاک کرنے کی کوئی شکل نہیں۔ **الدقيق إذا أصابه خمر لم يؤكل وليس لهٰذا حيلة.** (المحيط البرهاني ۱/۳۸٤)

تیل یا گھی وغیرہ کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر بہنے والے تیل یا گھی میں نجاست گر جائے، تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں اتنی ہی مقدار پانی ڈال کر اچھی طرح ہلایا جائے یا آگ پر پکا کر چھوڑ دیا جائے، تا آں کہ تیل اور پانی ممتاز ہوجائے تو تیل یا گھی کو اوپر سے نکال لیا جائے، اس کے بعد پھر پانی ڈال کر اسی طرح حرکت دی جائے اور چھوڑ دیا جائے، تین مرتبہ ایسا ہی کیا جائے۔ **ويطهر لبن وعسل ودبس ودهنٌ يغلىٰ ثلاثاً. (درمختار) وقال الشامي نقلاً عن فتاوىٰ الخيرية: إن لفظة "فيغلى" ذكرت في بعض الكتب والظاهر أنها من زيادة الناسخ فإنا لم نر من شرط لتطهير الدهن الغليان مع كثرة النقل في المسئلة والتتبع لها إلا ان يراد به التحريك مجازاً.** (شامي كراچي ۱/۳٣٤، زكريا ۱/۵٤۳)

کھال کو پاک کرنے کا طریقہ

خنزیر اور آدمی کی کھال کے علاوہ ہر جانور کی کھال دباغت دینے سے پاک ہوجاتی ہے اور

دباغت کی کئی شکلیں ہیں: (۱) کسی کیمیکل وغیرہ سے دباغت دی جائے (۲) کھال کو مٹی میں دبا کر چھوڑ دیا جائے، تاآں کہ اس کی رطوبت جاتی رہے (۳) کھال کو دھوپ میں چھوڑ دیا جائے جس سے اس کی رطوبت خشک ہوجائے (۴) کھال کو ہوا میں سکھالیا جائے۔

مذکورہ طریقوں میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار کر کے کھال کو پاک کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی جانور کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے (خواہ اس کا گوشت حلال ہو یا نہ ہو) تو دم مسفوح نکلنے کے بعد اس کی کھال پاک قرار دی جائے گی؛ البتہ خنزیر ایسا جانور ہے جو پورا کا پورا نجس العین ہے اس کا کوئی جزء کسی طرح پاک نہیں ہوسکتا۔ **وکل إهاب دبغ فقد طهر الخ. إلا جلد الخنزير لنجاسة عينه والآدمي لكرامته الخ. كل حيوانٍ إذا ذبح بالتسمية طهر جلده ولحمه وشحمه وجميع أجزائه، سواء كان مأكول اللحم أو غير ماكول اللحم الخ. إن الأصح طهارة جلده دون لحمه الخ. والدباغة على ضربين: حقيقة وحكمية: فالحقيقة أي يدبغ بشئ طاهرٍ من الأدوية المعدة للدبغ الخ. وأما الحكمية فأن يخرج الجلد عن حكم الفساد بالتتريب الخ. أو بالتشميس أو بإلقائه في الريح.** (حلبی کبیر ۱۵۳-۱۵۵)

ناپاک روئی کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر روئی یا گدا یا لحاف وغیرہ ناپاک ہوجائے تو اس کی ایک شکل تو یہی ہے کہ اسے پانی میں اچھی طرح دھو کر نچوڑ لیا جائے، اور دوسری شکل یہ ہے کہ اگر نجاست غالب نہ ہو، مثلاً آدھے حصہ سے کم میں یہ نجاست ہو تو روئی کو دھننے سے بھی زائل ہوسکتی ہے؛ لیکن اگر نجاست کی مقدار آدھے حصہ سے زائد ہو تو ایسی روئی دھننے سے پاک نہیں ہوسکتی؛ بلکہ دھونا لازم ہوگا۔ **ندف قطن محلوج نجس كان مقداراً لا يذهب بالندف كالنصف ونحوه لا يطهر، وإن قليلاً يذهب بالندف يطهر، لاحتمال الذهاب بالندف،** (فتاویٰ بزازیة علی هامش العالمگریة ۲۰/۱)

❍❖❍

وضو کے مسائل

وضو مؤمن کا زیور ہے

شریعت میں وضو کی بہت اہمیت ہے، اس کے ذریعہ نظافت وطہارت کے علاوہ سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ قیامت میں وضو کرنے والے کے اعضاءِ مخصوص انداز میں روشن اور چمک دار ہوں گے، جنہیں دیکھ کر یہ پہچان ہوگی کہ یہ امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے افراد ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرّاً مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ. (بخاری شریف ۲۵/۱ حدیث: ۱۳۶، مسلم شریف ۱۲۶/۱ حدیث: ۲۸۶، الترغیب والترهيب حديث: ۲۸٦)

میری امت کو قیامت کے دن اس حالت میں بلایا جائے گا کہ وضو کے اثر سے ان کی پیشانیاں اور دیگر اعضاء چمک رہے ہوں گے، پس جو شخص تم میں سے اپنی چمک لمبی کرنا چاہے تو کرلے۔

نیز ایک دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ الْمُؤْمِنَ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ. (مسلم شريف ۱۲۷/۱، الترغيب والترهيب حديث: ۲۸۷)

جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا وہیں تک مؤمن کی سجاوٹ پہنچے گی۔

اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لائے اور آپ نے وہاں کے مرحومین کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ایمان والی جماعت کی جگہ رہنے والو تم پر سلامتی ہو! اور ہم بھی اگر اللہ نے چاہا عنقریب تم سے ملنے والے ہیں، اور ہماری خواہش ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیں''۔ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان سے یہ بات سن کر حاضرین صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں''؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تم تو میرے صحابہ ہو، میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو

ابھی نہیں آئے''۔ تو صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کی امت کے جو لوگ ابھی موجود نہیں ہیں، ان کو آپ قیامت کے دن کیسے پہچانیں گے؟ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی شخص کے ایسے گھوڑے ہوں جن کی پیشانیاں اور پاؤں سفید چمک دار ہوں اور وہ بالکل سیاہ کالے گھوڑوں میں رل مل جائیں تو کیا وہ شخص ان کے درمیان اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا''؟ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّهُمْ يَأْتُوْنَ غُرّاً مُحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ. (مسلم شريف ١٢٧/١ حديث: ٢٤٩، الترغيب والترهيب حديث: ٢٨٨)

وہ (بعد میں آنے والی امت) قیامت کے دن وضو کی وجہ سے چمک دار پیشانی اور ہاتھ پاؤں کے ساتھ آئیں گے اور میں حوض کوثر پر ان کا منتظر رہوں گا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''قیامت کے دن مجھے سب سے پہلے سجدہ کی اجازت ملے گی اور میں سب سے پہلے سر اٹھاؤں گا اور اپنے سامنے دیکھوں گا تو دیگر امتوں کے درمیان اپنی امت کے لوگوں کو پہچان لوں گا، یہی حال پیچھے، دائیں اور بائیں دیکھنے میں ہوگا''۔ تو ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کی امت تک بے شمار امتوں کے درمیان آپ اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ تو آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے:

هُمْ غُرٌّ مُحَجَّلُوْنَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوْءِ لَيْسَ لِأَحَدٍ كَذٰلِكَ غَيْرُهُمْ وَأَعْرِفُهُمْ أَنَّهُمْ يُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ وَأَعْرِفُهُمْ تَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ. (مسند أحمد ١٩٩/٥، الترغيب والترهيب حديث: ٢٩٠)

وہ وضو کے اثر سے چمک دار اعضاء والے ہوں گے اس طرح کی چمک ان کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہوگی اور میں اس سے بھی پہچان لوں گا کہ ان کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں دئے جائیں گے، نیز یہ بھی پہچان ہوگی کہ ان کی اولادیں ان کے سامنے دوڑ رہی ہوں گی۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ وضو کا اہتمام آخرت میں روشنی کا باعث ہوگا؛ اس لئے اس سعادت کو حاصل کرنے کی نیت سے خوش دلی کے ساتھ وضو کا اہتمام کرنا چاہئے۔

وضو سے گناہ صاف

علاوہ ازیں وضو کرنے کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ وضو کے پانی کے قطرات سے آدمی کے چھوٹے موٹے گناہ بھی خود بخود جھڑ جاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ

جب کوئی مسلمان یا مؤمن شخص وضو میں اپنے چہرے کو

فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَسَّتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ. (مسلم شريف ۱۲۵/۱ حديث: ۲٤٤)

دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ٹپکنے والے آخری قطرہ کے ساتھ وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جس کو اس کی آنکھوں نے دیکھا ہے، پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھ سے ٹپکنے والے پانی کے آخری قطرے کے ساتھ وہ سب گناہ جھڑ جاتے ہیں، جن کو اس کے ہاتھوں نے پکڑ کر انجام دیا ہے، پھر جب وہ پیروں کو دھوتا ہے تو اس کے پیروں کے پانی کے ساتھ ساتھ وہ گناہ بھی دھل جاتے ہیں جنہیں اس نے پیروں سے چل کر انجام دیا ہے، تا آں کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک صاف ہوکر (وضو سے) فارغ ہوتا ہے۔

امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خاص طور پر سنت کے مطابق وضو کی عملی تعلیم دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے وضو کا پانی منگا کر وضو فرمایا پھر ہنسنے لگے اور حاضرین سے فرمایا کہ: ''تم مجھ سے یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں''، تو ان لوگوں نے سوال کیا کہ: ''اے امیر المومنین آپ کو کس بات نے ہنسایا''؟ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کے بعد ہنستے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حاضرین سے یہی سوال کیا تھا کہ مجھ سے یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ کس چیز نے مجھے ہنسایا؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہی سوال کیا، اس کے جواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا دَعَا بِوَضُوْءٍ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ خَطِيْئَةٍ أَصَابَهَا بِوَجْهِهٖ فَإِذَا غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ كَانَ كَذٰلِكَ فَإِذَا طَهَّرَ قَدَمَيْهِ كَانَ كَذٰلِكَ. (مسند احمد ۵۸/۱، الترغيب والترهيب حديث: ۲۹٤)

آدمی جب وضو کا پانی منگا کر اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ہر وہ گناہ معاف فرمادیتے ہیں جس کا اس نے چہرہ سے ارتکاب کیا ہو، جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو بھی یہی معاملہ ہوتا ہے اور پیر دھوتا ہے تو بھی اسی طرح معاملہ ہوتا ہے۔

حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں میں یہ سمجھتا تھا کہ سب لوگ گمراہی پر ہیں اور ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور لوگ عام طور پر بتوں کی پوجا کرتے تھے، اسی درمیان مجھے یہ خبر ملی کہ مکہ معظّمہ میں ایک شخص ہیں جو غیب کی باتیں بتاتے ہیں، چناں چہ میں اپنی سواری پر سوار ہوکر ان کی خدمت میں حاضر ہوا، تو وہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام تھے جو اس وقت قوم کی طرف سے مخالفت کی وجہ سے روپوش تھے،

چناں چہ میں نے کسی ذریعہ سے آپ کی خدمت میں حاضری دی، اس کے بعد میں نے آپ ﷺ سے کچھ سوالات کئے اور جب مجھے اطمینان ہوگیا تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ کی پیروی کرنا چاہتا ہوں، تو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اس وقت تم میرا اور لوگوں کا حال دیکھ رہے ہو، اس صورتِ حال کو تم برداشت نہیں کر سکتے؛ لہٰذا اس وقت اپنے گھر لوٹ جاؤ اور جب تم کو یہ اطلاع ملے کہ مجھے غلبہ ہوگیا تو میرے پاس آجانا، چناں چہ میں اپنے گھر لوٹ آیا اور آپ کے بارے میں تحقیق کرتا رہا، تا آں کہ مدینہ سے آنے والی ایک جماعت کے ذریعہ مجھے معلوم ہوا کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام مدینہ تشریف لا چکے ہیں اور لوگ بڑی تعداد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں، چناں چہ میں بھی مدینہ حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ نے مجھے پہچان لیا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تم وہی ہو جس نے مکہ معظّمہ میں مجھ سے ملاقات کی تھی''، میں نے عرض کیا کہ جی میں وہی شخص ہوں، پھر میں نے درخواست کی کہ اے اللہ کے نبی! آپ مجھے وہ بات بتلایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلائی ہے اور میں اس سے ناواقف ہوں، آپ مجھے نماز کے اوقات کے بارے میں بتایئے! (چناں چہ پیغمبر علیہ السلام نے پانچوں نمازوں کے اوقات بالتفصیل مجھے بتائے) اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی: وضو کے بارے میں مجھے بتایئے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوْئَهٗ فَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَسْتَنْثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهٖ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالىٰ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهٖ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهٗ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهٖ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَاءِ فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنىٰ عَلَيْهِ وَمَجَّدَهٗ بِالَّذِيْ هُوَ لَهٗ أَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهٗ لِلّٰهِ إِلَّا

تم میں سے جو شخص بھی وضو کا پانی لے کر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے پھر ناک سنکے تو اس کے چہرہ، منہ اور ناک کے بانسوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنا چہرہ اس طرح دھوتا ہے جیسا اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اس کے چہرہ کے گناہ داڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، پھر جب کہنیوں تک ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں حتی کہ پوروں کے گناہ پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں، پھر جب سر پر مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ ٹخنوں تک اپنے دونوں پیر دھوتا ہے تو اس کے دونوں پیروں حتی کہ انگلیوں کے گناہ بھی پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں، پھر اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی تعظیم کرے جو اس کی شایانِ شان ہو اور اپنے دل کو خالص اللہ کی طرف

انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ. (مسلم شريف حديث: ٨٣٢ ملخصاً)

متوجہ کرے تو وہ اپنی غلطیوں سے پاک ہوکر اس طرح لوٹتا ہے جیسا کہ آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔

اسی روایت میں آگے یہ بھی ہے کہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث صحابی رسول حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو سنائی تو انہیں بڑا تعجب ہوا، چناں چہ انہوں نے فرمایا کہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ! غور کرو، تم کیا کہہ رہے ہو، کیا ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی آدمی کو اتنا ثواب حاصل ہوسکتا ہے؟ یہ سن کر حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ: ''ابو امامہ! مجھ پر بڑھاپا آ گیا میری ہڈیاں کمزور ہوچلیں اور میری وفات کا وقت قریب آ چکا اس حالت میں مجھے اللہ یا اس کے رسول پر جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اگر میں نے یہ حدیث پیغمبر علیہ السلام سے ایک دو نہیں؛ بلکہ کم از کم سات مرتبہ نہ سنی ہوتی تو میں کبھی بھی اسے بیان نہ کرتا؛ لیکن بات یہ ہے کہ میں نے اس سے زیادہ مرتبہ یہ بات پیغمبر علیہ السلام سے سن رکھی ہے''۔ (مسلم شریف حدیث: ۸۳۲)

ان روایات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وضو کے ذریعہ انسان کتنی سعادتیں حاصل کرسکتا ہے؛ لیکن یہ ضروری ہے کہ وضو کامل مکمل ہو اور اعضاءِ مغسولہ کا کوئی بھی حصہ تر ہونے سے نہ رہ جائے، اور وضو کرتے وقت سنن و آداب کی پوری رعایت رکھی جائے، اور موسم ناموافق کیوں نہ ہو، پھر بھی مکمل وضو کا اہتمام کیا جائے، اس پر احادیث میں بڑی بشارتیں سنائی گئی ہیں۔ چناں چہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ غلطیوں کو مٹاتے ہیں اور درجات بلند فرماتے ہیں، صحابہ نے عرض کیا کہ ضرور بتایئے! تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ. (مسلم شريف ١٢٧/١ حديث: ٢٥١، الترغيب والترهيب ٣٠٤)

ناگواری کے باوجود مکمل وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ سے زیادہ قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہ تمہارے لئے سرحدوں پر پہرہ داری ہے۔ (یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا)

رباط کے معنی ''پہرہ دینے'' کے آتے ہیں، اور یہاں مطلب یہ ہے کہ ان اعمال کی وجہ سے معاصی اور شیطانی اثرات سے حفاظت رہتی ہے۔

حضرت حمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سخت سردی کی رات میں نماز کے لئے جاتے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی طلب فرمایا، چناں چہ میں پانی لے کر حاضر ہوا، تو آپ نے اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ

ایک مرتبہ دھوئے، میں نے (بطور شفقت) عرض کیا کہ حضرت! بس اتنا ہی کافی ہے، آپ فرض وضو فرما چکے ہیں اور رات بہت زیادہ ٹھنڈی ہے، اس لئے زیادہ مبالغہ مت فرمایئے، یہ سن کر حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

لَا يُسْبِغُ عَبْدٌ ن الْوُضُوْءَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ. (رواه البزار، الترغيب والترهيب حديث: ٢٩٥)

جو شخص بھی کامل (تین تین مرتبہ) وضو کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمادیں گے۔

اس لئے ہر موسم میں وضو کا اہتمام لازم ہے، اس میں ایسی جلد بازی مناسب نہیں ہے کہ سنن وآداب کی رعایت نہ رکھی جاسکے یا کوئی فرض ادا ہونے سے رہ جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر علیہ السلام نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کی ایڑیاں خشک رہنے کی وجہ سے چمک رہی ہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، أَسْبِغُوْا الْوُضُوْءَ. (مسلم شريف ١/١٢٥ حديث: ٢٤١، ابو داؤد شريف: ٩٧)

تباہی ہے (خشک رہ جانے والی) ایڑیوں کی آگ سے، اچھی طرح وضو کیا کرو۔

ذیل میں وضو سے متعلق چند اہم مسائل پیش کئے جاتے ہیں؛ تا کہ صحیح وضو کی طرف رہنمائی ہو سکے۔ ملاحظہ فرمائیں:

وضو کے ارکان

وضو میں چار فرض ہیں: (۱) پورا چہرہ دھونا (۲) کہنیوں تک ہاتھ دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) ٹخنوں تک پیروں کا دھونا۔ قَالَ تَعَالٰى: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾. (المائدة: ٦، طحطاوی ٣١-٣٣)

پانی کس حد تک بہانا فرض ہے؟

شرعاً دھونے کا مفہوم اس وقت تک متحقق نہ ہوگا جب تک کہ کم از کم وضو کے عضو کو تر کرنے کے بعد اس سے دو قطرے نہ ٹپکیں، اگر اس قدر بھی تقاطر نہیں ہوا تو دھونے کا فرض ادا نہیں ہوگا۔

مثلاً کسی شخص نے برف وغیرہ سے ہاتھ پیر کو تر کرلیا اور کوئی قطرہ نہیں ٹپکا تو یہ کافی نہیں۔ **غسـل الـوجـه أي إسـالة الـمـاء مـع التـقـاطـر ولـو قطرة. وفي الفيض: أقله قطرتان في الأصح. (درمختار) وفي الشامي: يدل عليه صيغة التفاعل ثم لا يخفىٰ أن هٰذا بيان للفرض الذي لا يجزئ أقل منه لأنه في صدد بيان الغسل المفروض.**

(شامي زكريا ۲۰۹/۱ بيروت ۱۸۷/۱-۱۸۸، مراقي الفلاح ۳۲)

چہرہ کی حدود

لمبائی میں پیشانی کی ابتداء سے لے کر ٹھوڑی کے نچلے حصے یعنی نیچے کے جباڑے تک (بشرطیکہ داڑھی گھنی نہ ہو) اور چوڑائی میں ایک کان کی لو سے لے کر دوسرے کان کی لو تک چہرہ کا دھونا وضو میں فرض ہے۔ **من مبدأ سطح جبهته الخ إلى أسفل ذقنه أي منبت أسنانه السفلىٰ طولاً كان عليه شعر أم لا الخ، وما بين شحمتي الأذنين عرضاً.**

(درمختار زكريا ۲۱۰/۱، بيروت ۱۸۸/۱ ۱۸۹، مراقي الفلاح ۳۲)

آنکھ کے ظاہری حصہ کا دھونا فرض ہے

آنکھ کے اندر پانی پہنچانا تو فرض نہیں؛ لیکن آنکھ کے باہری حصہ میں اور پلکوں کو نیز آنکھ کے اس گوشہ کو جو ناک سے ملا ہوا ہے دھونا فرض ہے۔ (حتیٰ کہ اگر آنکھ سے کیچڑ نکل کر آنکھ کے ظاہری گوشہ میں جم جائے تو اس کیچڑ کو ہٹا کر پانی پہنچانا ضروری ہوگا) **وإيصـال الـمـاء داخل العينين ساقط، فقد روي عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ: لابأس بأن يغسل الرجل الوجه وهو مغمض عينيه الخ.** (المحيط البرهاني ۱۶۱/۱) **فيجب غسل المياقي الخ، لا غسل باطن العينين الخ. (درمختار) وفي البحر: لو رمدت عينه فرمصت يجب إيصال الماء تحت الرمص إن بقي خارجاً بتغميض العين وإلا فلا.** (شامي زكريا ۲۱۰/۱، بيروت ۱۸۹/۱)

ہونٹ کے ظاہری حصہ کو دھونا ضروری ہے

منہ بند کرنے کے بعد ہونٹ کا جو حصہ ظاہر رہ جاتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔ **وما يظهر من**

الشفة عند انضمامها. (درمختار) **أشار بصيغة الانفعال إلى أن المراد ما يظهر عند انضمامها الطبيعي لا عند انضمامها بشدة وتكلف، وكذا لو غمض عينيه شديداً لا يجوز.** (بحر) **لٰكن نقل العلامة المقدسي في شرحه على نظم الكنز: أن ظاهر الرواية الجواز، وأقره في الشرنبلالية.** (شامي زکریا ۱/ ۲۱۱، بیروت ۱/ ۱۸۹، مراقی الفلاح ۳۵)

گھنی بھووں کا حکم

اگر کسی شخص کی بھویں اتنی گھنی ہوں کہ اوپر سے کھال نظر نہ آتی ہو تو ان کے اوپر سے پانی بہا دینا کافی ہے، کھال تک پہنچانا ضروری نہیں، یہی حکم گھنی داڑھی اور مونچھ کا بھی ہے؛ البتہ اگر کھال دکھائی دیتی ہو تو اوپر سے پانی بہا دینا کافی نہ ہوگا۔ **لا غسل – إلى قوله – وأصول شعر الحاجبين واللحية والشارب.** (درمختار) **يحمل هٰذا على ما إذا كانا كثيفين، أما إذا بدت البشرة فيجب كما يأتي له قريباً عن البرهان، وكذا يقال في اللحية والشارب.** (شامی زکریا ۱/ ۲۱۱، بیروت ۱/ ۱۸۰)

داڑھی اگر گھنی ہو

اگر داڑھی کے بال اتنے گھنے ہوں کہ اندر کی کھال باہر سے نہ دکھائی دے تو وضو کے لئے اندر کھال تک پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ سامنے کے بالوں کو اوپر سے دھونا کافی ہے۔ پھر اس میں تفصیل یہ ہے کہ داڑھی کے جو بال چہرے کی محاذات میں آتے ہیں ان کا دھونا فرض ہے، اور جو بال ٹھوڑی کے نیچے لٹک جائیں ان کا دھونا سنت ہے۔ (امداد الاحکام ۱/ ۳۴۴)

ثم لا خلاف أن المسترسل لا يجب غسله ولا مسحه بل يسن، وأن الخفيفة التي ترى بشرتها يجب غسل ما تحتها. (درمختار) **وفي الشامي: أما المستورة فساقط غسلها للحرج.** (شامی بیروت ۱/ ۱۹۴، زکریا ۱/ ۲۱۶) **ويجب غسل ظاهر اللحية الكثّة في أصح ما يفتى به** (نور الإيضاح) **وعلل في الطحطاوي: لقيامها مقام البشرة لتحول الفرض إليها.** (مراقی الفلاح مع الطحطاوی بیروت ۲۵)

دواء کے اوپر سے وضو

زخم پر دوا یا چونا لگایا تھا زخم اچھا ہونے کے بعد دوا یا چونا جسم سے ایسے چمٹ گیا کہ بلامشقت اس کا چھڑانا دشوار ہے یا سردی سے ہاتھ پیروں میں پڑ جانے والے شگاف میں دوا بھر دی اوراب اسے نکالنا باعثِ تکلیف ہے، تو ان صورتوں میں دوا کے اوپر سے پانی بہادینا کافی ہے، زخم کریدنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (امداد الاحکام ۱/۳۴۵) **قال فی نور الإیضاح: ولو ضره غسل شقوق رجلیه جاز إمرار الماء علی الدواء الذی وضعهٔ فیها. قال الطحطاوی: ثم محل جواز إمرار الماء علی الدواء إذا لم یزد علی رأس الشقاق فإن زاد تعین غسل ما تحت الزائد کما فی ابن أمیر حاج ومثله فی الدر عن المجتبیٰ، لکن ینبغی أن یقید بعدم الضرر کما لا یخفیٰ أفاده بعض الأفاضل.** (الطحطاوی ۳۷)

مہندی اور رنگ

مہندی یا ایسا رنگ جس میں پرت نہ ہو اس کے بدن پر لگے رہنے سے وضو میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ **ولا یضر بقاء أثر کلون وریح الخ.** (شامی زکریا ۱/۵۳۷)

نیل پالش اور لپ اسٹک

نیل پالش (وہ رنگین روغن جو عورتیں اپنے ناخن پر لگاتی ہیں) لگانے سے ناخنوں تک پانی نہیں پہنچتا؛ لہٰذا وضو کرتے وقت اس کا چھڑانا ضروری ہے ورنہ پاکی حاصل نہ ہوگی۔ اسی طرح ہونٹوں پر لگائی جانے والی لپ اسٹک اگر تہہ دار ہو تو وضو کے لئے اس کا بھی صاف کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر وضو اور غسل صحیح نہ ہوگا۔ **وقیل إن صلباً منع وهو الأصح. (درمختار) وفی الشامی: صرح به فی شرح المنیة وقال: لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج.** (شامی بیروت ۱/۲۵۹، زکریا ۱/۲۸۹)

پینٹ بدن پر لگ جائے

''پینٹ'' جو بدن میں پانی کے نفوذ سے مانع ہوتا ہے اس کے بدن پر لگے رہنے کی حالت میں غسل یا وضو صحیح نہ ہوگا۔ **وقیل أن صلباً منع وهو الأصح.** (درمختار زکریا ۱/۲۸۹)

ووٹ کی نشانی کا حکم

ووٹ دیتے وقت علامت کے طور پر انگلی پر جو روشنائی لگائی جاتی ہے، جس کا اثر کئی دنوں تک رہتا ہے وہ چوں کہ تہہ دار نہیں ہوتی؛ اس لئے اس کے لگے رہنے کی حالت میں غسل اور وضو درست ہے۔ **ولا یضر بقاء أثر کلون وریح فلا یکلف في إزالته إلی ماء حارٍ أو صابون ونحوه.** (شامی زکریا ۱/ ۵۳۷)

نوٹ: بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ اس روشنائی کو چھڑاتے وقت معمولی سی پرت اترتی ہے، اس لئے یہ وضو سے مانع ہوگی، بریں بنا احتیاط اس میں ہے کہ اس روشنائی کو جلد از جلد چھڑانے کی کوشش کی جائے؛ لیکن کوشش کے باوجود اگر چھوٹ نہ سکے تو اسی حالت میں وضو اور غسل جائز اور درست ہو جائے گا۔ **ویعفی أثر شق زواله بأن یحتاج في إخراجه إلی نحو الصابون.** (مجمع الأنهر ۱/ ۹۰) **والمراد بالأثر اللون والریح، فإن شق إزالتهما سقطت الخ.** (البحر الرائق ۱/ ۲۳۷)

کسی شخص کے زائد ہاتھ پیروں کے دھونے کا حکم

بالفرض اگر کسی شخص کے ایک جانب دو ہاتھ یا دو پیر ہوں تو اگر دونوں میں برابر طاقت ہے بایں طور کہ وہ ان دونوں سے پکڑنے اور چلنے کا کام لیتا ہے تو دونوں کا دھونا فرض ہے، اور اگر ان میں سے ایک کارآمد ہے دوسرا بے کار رہے تو صرف کارآمد کو دھونا فرض ہوگا بے کار کو دھونا فرض نہ ہوگا۔ **ولو خلق له یدان ورجلان، فلو یبطش بهما غسلهما، ولو بإحداهما فهي الأصلیة فیغسلها.** (درمختار بیروت ۱/ ۱۹۵، زکریا ۱/ ۲۱۸)

زائد انگلی کا حکم

ہاتھ یا پیر کی زائد انگلیوں کو دھونا بھی فرض ہے۔ **وکذا الزائدةُ إن نبتت من محل الفرض إصبع وکف زائدین.** (درمختار بیروت ۱۹۶، زکریا ۱/ ۲۱۸)

لمبے ناخنوں کے نیچے پانی پہنچانا فرض ہے

اگر ناخن اتنے بڑھے ہوئے ہوں کہ انگلیوں کا سرا ان کے اندر چھپ جائے تو جب تک انگلیوں کے سرے تک پانی نہ پہنچایا جائے وضو درست نہ ہوگا۔ **إن الظفر إذا كان طويلاً بحيث يستر رأس الأنملة يجب إيصال الماء إلىٰ ما تحته وإن كان قصيراً لا يجب.** (المحيط البرهاني ۱۶۳/۱، مراقی الفلاح ۳۵)

وضو میں کوئی حصہ خشک رہ گیا

وضو کرتے ہوئے کوئی حصہ اگر سوئی کی نوک کے بقدر بھی خشک رہ گیا تو وضو درست نہ ہوگا؛ البتہ ناخن کے اندر جم جانے والے فطری میل کچیل کی وجہ سے ناخونوں کی جڑوں میں اگر براہِ راست پانی نہ پہنچے تب بھی وضو درست ہوجاتا ہے۔ **ولا يمنع الدرن أي وسخ الأظفار.**

(مراقی الفلاح ۳۵، شامی بیروت ۲۵۹/۱، زکریا ۲۸۸/۱)

بارش کے قطرات پر مسح کی نیت سے ہاتھ پھیرنا

اگر کوئی شخص وضو میں مسح کرنا بھول گیا؛ لیکن پھر اتفاقاً سر پر بارش کی بوندیں تین انگلی یا ان سے زیادہ کے بقدر پڑ گئیں تو بھی مسح کا فرض ادا ہوجائے گا۔ (خواہ ہاتھ سر پر پھیرا ہو یا نہ پھیرا ہو) **وإذا نسي المتوضئ مسح الرأس فأصابه المطر مقدار ثلاث أصابع فمسحه بيده أو لم يمسحه أجزأه عن مسح الراس؛ لأن الله تعالىٰ وصف الماء بكونه طهوراً والطهور الطاهر بنفسه المطهر لغيره فلا يتوقف حصول التطهير على فعل يكون منه.** (المحيط البرهاني ۱۶۵/۱، درمختار زکریا ۲۱۳/۱، بیروت ۱۹۲/۱)

ہتھیلی کی باقی ماندہ تری سے مسح کرنا

اگر کسی شخص نے ہاتھ میں پانی لے کر چہرہ یا کہنی پر ڈالا تو اس ہتھیلی میں رہ جانے والی تری سے سر پر مسح کرنا درست ہے۔ **ولو كان في كفه بللٌ فمسح به رأسه أجزأه – إلى قوله – أما بلل الكف ماءٌ لم يسقط به فرض الغسل لأن فرض غسل الأعضاء أقيم**

بالماء الذی زایل العضو لا بالبلل الذی علی الکف فلم یصر ھٰذا البلل مستعملاً فجاز أن یقام بہٖ فرض مسح الرأس. (المحیط البرہانی ۱/۱۶۶) **او بلل باق بعد غسل علی المشہور.** (درمختار زکریا ۱/۲۱۳، بیروت ۱/۱۹۲)

دیگر اعضاء کے مستعمل پانی سے مسح درست نہیں

اگر ہاتھ یا چہرہ دھونے کے بعد اس سے ٹپکنے والے مستعمل پانی سے سر کا مسح کیا تو درست نہیں ہوگا؛ چوں کہ جس پانی سے ایک مرتبہ طہارت حاصل ہوچکی اس سے دوبارہ طہارت حاصل نہ ہوگی۔ **وإذا نسی أن یمسح رأسہ فأخذ من لحیتہٖ ماءً ومسح بہٖ رأسہ لایجوز؛ لأن ھٰذا مسح بماءٍ مستعملٍ.** (المحیط البرہانی ۱/۱۶۶) **عن أبی حنیفةؒ وأبی یوسفؒ: أنہ إذا مسح رأسہ بفضل غسل ذراعیہ لم یجز إلا بماء جدیدٍ لأنہ قد تطھّر بہٖ مرةً.**

(شامی زکریا ۱/۲۱۳، بیروت ۱/۱۹۲)

تنگ انگوٹھی وغیرہ کو ہلانا

اگر کسی شخص نے تنگ انگوٹھی پہن رکھی ہو تو وضو میں اس کو ہلانا ضروری ہے؛ تاکہ اندر تک پانی پہنچ جائے۔ (اسی طرح اگر عورت نے تنگ بندا، یا لونگ پہن رکھی ہو تو غسل کرتے وقت اس کو حرکت دینا ضروری ہوگا؛ تاکہ اندر تک پانی پہنچ جائے) اور اگر انگوٹھی وغیرہ تنگ نہ ہو تو ان کا حرکت دینا مستحب ہے، ضروری نہیں ہے۔ **وإن کان فی إصبعہٖ خاتم إن کان واسعاً لا یجب تحریکہ ولا نزعہ، وإن کان ضیقاً ففی ظاھر روایة أصحابنا رحمھم اللّٰہ تعالیٰ لابد من نزعہٖ أو تحریکہٖ.** (المحیط البرہانی ۱/۱۶۳، مراقی الفلاح ۴۲) **وتحریک خاتمہ الواسع ومثلہ القرط، کذا الضیق إن علم وصول الماء وإلاَّ فرض.**

(درمختار بیروت ۱/۲۲۵، زکریا ۱/۲۵۰)

جس کے ہاتھ مفلوج ہوں وہ طہارت کیسے کرے؟

جس شخص کے دونوں ہاتھ مفلوج ہوں اور وہ وضو اور تیمّم پر قادر نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ جس

طرح بھی ہوسکے اپنے ہاتھ کہنیوں تک زمین سے مس کرے، اسی طرح اپنا چہرہ دیوار سے مس کرے، یہی عمل اس کی طہارت کے لئے کافی ہوگا اور اس کے لئے نماز چھوڑنے کی اجازت نہ ہوگی۔ **وإن كانت يداه كلتاهما قد شلتا ولا يستطيع الوضوء والتيمم، قال: يمسح يده على الأرض يعني ذراعيه مع المرفقين، ويمسح وجهه على الحائط، ويجزئ ذٰلك عنه ولا يدع الصلاة على كل حالٍ.** (المحيط البرهانی ۱/۱۷۳)

وضو کی سنتیں

وضو کی سنتیں یہ ہیں: (۱) نیت کرنا (۲) تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) پڑھنا (۳) ابتداء میں تین مرتبہ گٹوں تک ہاتھ دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) تین مرتبہ کلی کرنا (۶) تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا (۷) منہ اور ناک کی صفائی میں مبالغہ کرنا (یہ سنت روزہ دار کے لئے نہیں ہے) (۸) داڑھی میں خلال کرنا (۹) انگلیوں میں خلال کرنا (۱۰) تمام اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونا (۱۱) پورے سر کا مسح کرنا (۱۲) کانوں کا مسح کرنا (۱۳) ترتیب وار وضو کرنا (یعنی جو ترتیب قرآن وسنت میں وارد ہے اسی کے مطابق وضو کرنا) (۱۴) پے در پے اعضاء وضو پر پانی بہانا (یعنی ایک عضو کے سوکھنے سے قبل اگلے عضو کو دھولینا، یہ سنتیں متفق علیہ ہیں۔ اور بہت سے علماء نے داہنی طرف سے ابتداء، ہاتھ اور پیر میں انگلیوں کی طرف سے دھونے کا اہتمام، گردن کا مسح، رگڑ کر دھونے وغیرہ کو بھی سنت کہا ہے۔ (الدر المختار مع الشامی زکریا ۱/۲۱۸-۲۴۸)

وضو کی نیت

وضو کرنے سے پہلے وضو کی نیت کرنا سنتِ مؤکدہ ہے اور نیت کا مطلب دل میں یہ ارادہ کرنا ہے کہ میں حکم خداوندی کی تعمیل یا طہارت کے حصول یا ان عبادات کے حلال ہونے کی غرض سے یہ عمل کررہا ہوں جن کی ادائیگی طہارت کے بغیر میرے لئے درست نہیں ہے، اور ان الفاظ کا زبان سے کہنا ضروری نہیں؛ بلکہ دل میں استحضار کافی ہے۔ **البداية بالنية أي نية عبادة لا تصح إلا**

بـالـطهـارة كوضوء أو رفع حدثٍ أو امتثال أمرٍ. (درمختار) ولا يخفى أن الأصوب أن يـقـول: أو وضوءٍ، بالعطف على عبادةٍ، وما ذكره من الاكتفاء بنية الوضوء هو ما جزم بهٖ في الفتح وأيده في البحر والنهر الخ. (شامی زکریا ۱/ ۲۲۳، بیروت ۱/ ۱۹۹- ۲۰۰)

بلانیت وضوکاحکم

اگرکسی شخص نے وضوکی نیت کے بغیر وضوکرلیا مثلاً کسی نے اسے پانی میں دھکا دے دیا اور خودبخود اس کے اعضاء وضودھل گئے، تو اس کا وضوشرعاً معتبر ہوجائے گا اس سے نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہے، لیکن وضوکا ثواب نہیں ملے گا؛ اس لئے کہ نیت کے بغیر جو وضوہو وہ عبادت میں شمار نہیں ۔ **وقـال الـدبـوسـي في أسراره: وكثير من مشائخنا يظنون أن المأمور بهٖ من الوضوء يتأدىٰ مـن غيـر نية، وهـٰذا غلط فان المامور به عبادة والوضوء بغير نية ليس بعبادةٍ. وفي مبسـوط شيـخ الاسـلام: لا كـلام فـي أن الوضوء المأمور بهٖ لا يحصل بدون النية، لـٰكن صحة الصلاة لا تتـوقف عـليـه لأن الـوضـوء الـمأمور به غير مقصود، وإنما المقصود الطهارة وهي تحصل بالمأمور به وغيره لأن الماء مطهر بالطبع.**

(شامی زکریا ۱/ ۲۲٤، بیروت ۱/ ۲۰۱)

وضو میں بسم اللہ کیسے پڑھیں؟

وضو کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا مطلقاً مسنون ہے اور بعض احادیثِ شریفہ میں اس موقع پر درج ذیل الفاظ کی فضیلت وارد ہے: **’’بسـم اللّٰه والحمد للّٰه‘‘**. اس لئے ان کلمات کا اہتمام کرنا بہتر ہے۔ **عـن أبي هريرة ﷺ قـال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ’’يـا أبا هريرةَ إذا تـوضـأت فـقـل ’’بسـم الـلّٰـه والـحـمـد للّٰه‘‘ فإن حفظتك لا تبرح تكتب لك الـحسـنات حتى تحدث من ذٰلك الوضوء‘‘.** (طبرانی صغیر ۱/ ۷۳ حدیث: ۱۹٦، اعلاء السنن بیروت ۱/ ٤۳، شامی زکریا ۱/ ۲۲۷، بیروت ۱/ ۲۰۳)

اگرشروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو بہتر یہ ہے کہ جب یاد آئے تو ''بسم اللّٰہ أولہٗ وآخرہٗ'' پڑھے۔ **قال الشامی بحثاً: ویؤیدہ ما نقلہ العینی فی شرح الہدایۃ عن بعض العلماء: أنہ إذا سمیٰ فی أثناء الوضوء أجزأہٗ.**

(شامی زکریا ۲۲۸/۱، بیروت ۲۰۵/۱)

اٹیچ باتھ روم میں بسم اللہ؟

اٹیچ باتھ روم میں اگر نجاست سامنے نہ ہو تو وضو کرتے وقت زبان سے بھی ''بسم اللہ'' پڑھ سکتے ہیں؛ لیکن اگر نجاست ظاہر ہو تو زبان سے بسم اللہ نہ پڑھیں؛ بلکہ دل دل میں پڑھ لیں، اسی طرح ستر کھلے ہوئے ہونے کی حالت میں زبان سے بسم اللہ پڑھنا منع ہے۔ (**مستفاد: إلا حال انکشاف وفی محل نجاسۃٍ فیسمی بقلبہٖ. وفی الشامی: ولا یحرک لسانہ تعظیماً لإسم اللّٰہ تعالیٰ.** (درمختار وشامی زکریا ۲۲۷/۱، بیروت ۲۴۰/۱، تحفۃ الالمعی، افادات: حضرت الاستاذ مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری ۲۰۲/۱)

بڑے برتن سے پانی کیسے لیں؟

اگر کسی بڑی بالٹی یا ڈرم وغیرہ میں پانی رکھا ہوا ہے اور وہ ڈرم اتنا بڑا ہے کہ اسے ہلایا نہیں جاسکتا اور کوئی ایسا برتن وغیرہ بھی نہیں ہے جس کے ذریعہ سے اس میں سے پانی نکالا جائے، تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً بائیں چلو سے پانی لے کر دائیں ہاتھ کو گٹے تک دھوئے، اس کے بعد دائیں چلو سے پانی لے کر بایاں ہاتھ دھوئے؛ تاکہ داہنے سے ابتداء کی سنت ادا ہوسکے۔ **قال فی النہر: ثم کیفیۃ ہٰذا الغسل أن الإناء إن أمکن رفعہ غسل الیمنیٰ ثم الیسریٰ ثلاثاً، وإن لم یمکن لکن معہ إناء صغیرٌ فکذٰلک، وإلا أدخل أصابع یدہ الیسریٰ مضمومۃً دون الکف وصب علی الیمنیٰ ثم یدخلہا ویغسل الیسریٰ.** (شامی زکریا ۲۳۱/۱، بیروت ۲۰۷/۱)

نوٹ: اور اگر مذکورہ صورت میں اس شخص کے ہاتھ ناپاک ہوں اور وہ خود چلو سے پانی نہ لے سکتا ہو

تو اسے چاہئے کہ کسی دوسرے شخص سے جس کے ہاتھ پاک ہوں پانی نکلوا کر اولاً اپنے ہاتھ پاک کرے، اگر یہ ممکن نہ ہوتو کوئی پاک کپڑا پانی میں ڈال کر اس سے ٹپکنے والے پانی سے اپنے ہاتھ کو پاک کرے، اگر اس کا بھی انتظام نہ ہوتو خود اپنے منہ میں براہِ راست پانی لے کر کلی کر کے اپنا ہاتھ پاک کرے اور پھر وضو کرے، اگر بالفرض یہ بھی نہ ہوسکے تو اب تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اسی طرح اس کی نماز درست ہو جائے گی بعد میں اعادہ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ (شامی زکریا ۱/۲۳۱-۲۳۲، بیروت ۱/۲۰۸)

اعضاء وضو کا تین مرتبہ دھونا

اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے، بلاضرورت اس سے زائد مرتبہ نہیں دھونا چاہئے؛ لیکن اگر شک ہوجائے کہ کتنی مرتبہ دھویا ہے تو اطمینانِ قلب کے لئے زائد دھونے میں حرج نہیں ہے۔ **ویسن تثلیث الغسل فمن زاد أو نقص فقد تعدی وظلم کما ورد فی السنة إلا لضرورة (مراقی الفلاح) وفی الطحطاوی: بأن زاد لطمانینة قلبه عند الشک فلا بأس به.** (طحطاوی کراچی ۴۰، درمختار زکریا ۱/ ۲۴۰، بیروت ۱/ ۲۱۶)

ایک عضو کے خشک ہونے کے بعد دوسرے عضو کو دھونا؟

وضو کرتے وقت اعضاء کو پے در پے دھونا مسنون ہے، یعنی ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے پہلے دوسرا عضو دھولیا جائے؛ لیکن اگر کسی وجہ سے اعضاء پے در پے نہ دھوئے جاسکے، مثلاً وضو کرتے وقت پانی ختم ہوگیا اور مزید پانی لانے سے پہلے اعضاء خشک ہوگئے، تو اب از سرِ نو وضو کرنا ضروری نہیں؛ بلکہ ما بقیہ اعضاء دھولینے سے بھی وضو بلاشبہ درست ہوجائے گا۔ **والولاء بکسر الواو، وغسل المتأخر أو مسحه قبل جفاف الأول بلا عذر، حتی لو فني مائه فمضی لطلبه لا بأس به.** (درمختار مع الشامي زکریا ۱/ ۲۴۵، کفایت المفتی ۲/ ۲۶۷، احسن الفتاویٰ ۲/ ۱۴)

وسوسہ کا مریض شک پر عمل نہ کرے

جس شخص کو وہم کی بیماری ہو اور اسے بار بار اعضاء وضو کے دھونے کے بعد بھی اطمینان نہ

ہوتا ہو، اس پر لازم ہے کہ تین مرتبہ سے زیادہ ہرگز نہ دھوئے اور شک پر عمل نہ کرے (ورنہ وسوسہ ڈالنے والا شیطان اسے کبھی چین سے رہنے نہ دے گا) اور اگر تین مرتبہ کے بعد پانی بہاتا رہے گا تو شکی شخص گنہ گار بھی ہوگا۔ **قوله: لطمانينة القلب لأنه أمر بترك ما يريبه إلى ما لا يريبه، وينبغي أن يقيد هٰذا بغير الموسوس، أما هو فيلزمه قطع مادة الوسواس عنه وعدم التفاته إلى التشكيك لأنه فعل الشيطان، وقد أمرنا بمعاداته ومخالفته.**

(شامي زكريا ۱/ ۲٤۰، بيروت ۱/ ۲۱٦)

انگلیوں میں خلال کرنے کا طریقہ

ہاتھ کی انگلیوں میں خلال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی پشت پر رکھ کر تر انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال دی جائیں۔ جب کہ پیروں میں خلال کرنے کے لئے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی استعمال کریں، اور بہتر ہے کہ دائیں پیر کی چھوٹی انگلی سے خلال کی ابتداء کرکے بائیں پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کریں۔ **وتخليل (أصابع) اليدين بالتشبيك والرجلين بخنصر يده اليسرى بادئاً بخنصر رجله اليمنىٰ (درمختار) وفي الشامي: وكيفيته كما قاله الرحمتي: أنه يجعل ظهراً لبطن لئلا يكون أشبه باللعب.**

(شامي بيروت ۱/ ۲۱٤، زكريا ۱/ ۲۳۹)

داڑھی میں خلال کا مسنون طریقہ

داڑھی میں خلال کرنے کی مسنون صورت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو گلے کی طرف کرکے تر انگلیوں کو ٹھوڑی کے نیچے لے جاکر داڑھی کے درمیان سے اوپر کو نکال دیں۔ **قال الشامي: أقول لكن روى أبوداؤد (۱/ ۱۹) عن أنس رضي الله عنه "كان صلى الله عليه وسلم إذا توضأ أخذ كفاً من ماء تحت حَنكِهٖ فخلّل به لحيته وقال: بهٰذا أمرني ربِّيْ". ذكره في البحر وغيره. والمتبادر فيه إدخال اليدين أسفل بحيث يكون كف اليد لداخل من جهة العنق وظهرها إلى خارج الخ، ثم اعلم أن هذا التخليل باليد اليمنى كما صرح به في الحلية.** (شامي بيروت ۱/ ۲۱٤، زكريا ۱/ ۲۳۸)

پورے سر پر مسح کرنے کا حکم

حنفیہ کے نزدیک اگرچہ مسح کا فرض چوتھائی سر پر مسح کرنے سے ادا ہوجاتا ہے؛ لیکن اہتمام کے ساتھ پورے سر کا ایک مرتبہ مسح کرنا سنت ہے، اور اگر کوئی شخص اس سنت کی ادائیگی میں بلاعذر لاپرواہی برتے تو گنہگار ہوگا، اور پورے سر پر مسح کرنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ اپنی ہتھیلیاں اور انگلیاں پیشانی پر رکھ کر گدی تک لے جائیں اور پھر انگلیوں سے کانوں پر مسح کرلیں، اور بعض لوگوں نے جو یہ طریقہ لکھا ہے کہ مسح کرتے وقت انگلیوں اور ہتھیلیوں کو الگ رکھا جائے؛ تاکہ مستعمل پانی کہیں نہ لگے، تو محققین فقہاء کے نزدیک اس طریقہ کا التزام بے اصل ہے۔ **ومسح كل رأس مرةً مستوعبةً، فلو تركه وداوم عليه أثم.** (درمختار) **قال الزيلعي: وتكلموا في كيفية المسح، والأظهر أن يضع كفيه وأصابعه على مقدم رأسه ويمدهما إلى القفا على وجهٍ يستوعب جميع الرأسِ ثم يمسح أذنيه بأصبعيه، وما قيل من أنه يجافي المسبحتين والإبهامين ليمسح بهما الأذنين والكفين ليمسح بهما جانبي الرأس خشية الاستعمال، فقال في الفتح: لا أصل له في السنةِ، لأن الاستعمال لا يثبت قبل الانفصال؛ والأذنان من الرأس.** (شامی زکریا ۲۴۳/۱، بیروت ۲۱۸/۱)

سر دھونے سے مسح کا حکم ساقط

اگر کوئی شخص وضو کرتے ہوئے سر پر مسح کرنے کے بجائے اسے دھوڈالے تو ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن یہ دھونا مسح کے قائم مقام ہوجائے گا اب الگ سے مسح کی ضرورت نہیں ہے۔ **وإذا غسل الرأس مع الوجه أجزأه عن المسح هٰكذا ذكر شيخ الإسلام، لأن في الغسل مسحاً وزيادةً ولكن يكره لأنه خلاف ما أمر به.** (المحیط البرھانی ۱۷۶/۱)

کانوں کا مسح کیسے کریں؟

کانوں کا حکم سر کے تابع ہے؛ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ جس پانی سے سر کا مسح کیا جائے اسی سے

کانوں پر مسح کی سنت ادا کی جائے، تاہم اگر کوئی شخص سر پر مسح کرنے کے بعد کانوں کے لئے الگ پانی لےتو بھی درست ہے۔ **قال الرافعی: الذی یظهر فی هٰذه المسئلة أن مسح الأذنین سنة و کونه بماء الرأس سنة أخریٰ عندنا، فقول الخلاصة: لو أخذ للأذنین ماءاً جدیداً فهو حسن لا اشکال فیه الخ.** (رافعی علی الشامی زکریا ۱۸/۱)

گردن کا مسح

سر اور کانوں کے ساتھ گردن کا مسح بھی الٹے ہاتھوں سے مستحب ہے۔ **و مستحبه الخ و مسح الرقبة بظهر یدیه.** (درمختار زکریا ۲۴۷/۱-۲۴۸، بیروت ۲۲۲/۱)

گلے کا مسح مشروع نہیں

وضو میں گلے پر مسح کرنا ثابت نہیں ہے؛ بلکہ خلافِ سنت اور بدعت ہے۔ **لا الحلقوم لأنه بدعة.** (درمختار زکریا ۲۴۸/۱، بیروت ۲۲۲/۱)

کانوں کے سوراخ میں تر انگلی ڈالنا

کانوں کے مسح کے وقت دونوں سوراخوں میں تر چھوٹی انگلی ڈالنا مستحب ہے۔ **و إدخال خنصره المبلولة صماخ أذنیه عند مسحهما.** (درمختار زکریا ۲۴۹/۱، بیروت ۲۲۳/۱)

وضو کے دوران گفتگو کرنا

وضو کے درمیان لوگوں سے بات چیت کرنا پسندیدہ نہیں ہے الا یہ کہ بروقت بات کرنے کی ضرورت ہو۔ **و عدم التکلم بکلام الناس إلا لحاجة تفوته.** (درمختار زکریا ۲۵۰/۱، بیروت ۲۲۵/۱)

وضو کرتے وقت اونچی جگہ بیٹھنا

مستحب ہے کہ اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے؛ تاکہ مستعمل پانی کی چھینٹوں سے حفاظت ہو۔ **والجلوس فی مکان مرتفعٍ تحرزاً عن الماء المستعمل.**

(درمختار زکریا ۲۵۰/۱-۲۵۱، بیروت ۲۲۵/۱)

وضو کرانے میں دوسرے سے مدد لینا

اگر کوئی شخص لوٹے وغیرہ میں پانی لے کر کسی دوسرے شخص کو وضو کرائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں؛ البتہ دوسرے شخص سے وضو میں اس طرح مدد لینا کہ وہی دوسرا شخص ہاتھ لگا کر اعضاء کو دھوئے اور وہی مسح کرے تو ایسا کرنا بلا عذر مکروہ ہے، اور عذر کی وجہ سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ **قال الشامي بحثاً: وحاصله أن الاستعانة في الوضوء إن كانت بصبّ الماء أو استقائهٖ أو إحضاره فلا كراهة بها أصلاً ولو بطلبهٖ، وإن كانت بالغسل والمسح فتكره بلاعذرٍ.** (شامی زکریا ۲۵۱/۱، بیروت ۲۲۵/۱)

مسواک کی وجہ سے نماز کے ثواب میں اضافہ

صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ بغیر مسواک والی نمازوں سے ستّر گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ **عن عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: فضل الصلاة بالسواك على الصلاة بغير سواكٍ سبعين ضعفاً.** (رواه أحمد وأبو يعلى وابن خزيمة والحاكم وقال صحيح على شرط مسلم، المتجر الرابح في ثواب العمل الصالح للدمياطي ۳۵)

مسواک کس لکڑی کی ہو؟

پیلو کی مسواک افضل ہے، اس کے بعد زیتون کا درجہ ہے، اور انار اور بانس کی مسواک سے فقہاء نے منع کیا ہے، نیم کی مسواک میں بھی کوئی حرج نہیں؛ بلکہ طبی اعتبار سے وہ مفید ہے۔ **وفي النهر: ويستاك بكل عود إلا الرمان والقصب. وأفضله الأراك ثم الزيتون.**

(شامی بیروت ۲۱۱/۱، زکریا ۲۳۵/۱)

اگر مسواک میسر نہ ہو

اگر مسواک دستیاب نہ ہو سکے تو ضرورةً ہاتھ کی انگلی یا ٹوتھ برش دانتوں پر رگڑنے سے

مسواک کا ثواب حاصل ہو جائے گا؛ لیکن مسواک میسر ہونے کی صورت میں مذکورہ چیزوں سے سنت کا ثواب نہ ملے گا۔ **وتقوم الإصبع أو الخرقة الخشنة مقامه عند فقده أو عدم أسنانه في تحصيل الثواب لا عند وجوده.** (البحرالرائق ۱/۲۱، درمختار بیروت ۱/۱۱۲، زکریا ۱/۲۳۶، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ بیروت ۲/۸۰)

عورتیں مسواک کا ثواب کیسے حاصل کریں

جس طرح مردوں کے لئے مسواک کرنا مسنون ہے، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مسواک کرنا سنت ہے؛ تاہم اگر کسی عورت کے دانت طبعی نزاکت کی وجہ سے مسواک کے متحمل نہ ہوں اور وہ مسواک کی نیت سے کوئی گوند یا مناسب منجن دانت کی صفائی کے لئے استعمال کرلے تو اسے انشاءاللہ مسواک کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ **ظاهر الأخبار استواء الرجال والنساء في استنان السواک. (كما يقوم العلک مقامه للمرأة) أي في الثواب إذا وجدت النية، وذٰلک أن المواظبة تضعف أسنانها فيستحب لها فعله.** (شامی بیروت ۱/۲۱۲، زکریا ۱/۲۳۶، سعایہ ۱/۱۱۸، بحوالہ امداد الفتاویٰ ۱/۲۹)

مسواک کرنے کا طریقہ

مسواک دائیں ہاتھ سے اس طرح پکڑی جائے کہ چھوٹی انگلی نیچے کے سرے پر اور انگوٹھا اوپر کی جانب ہو اور بقیہ انگلیاں درمیان میں ہوں، پھر منہ کی چوڑائی میں دانتوں پر مسواک پھیری جائے، دائیں جانب سے ابتداء کریں اور تین مرتبہ پانی میں بھگو کر یہی عمل کریں۔ **والمستحب فيه ثلاث بثلاث مياه – إلى قوله – بأن يبله في كل مرةٍ.** (شامی بیروت ۱/۲۱۰، زکریا ۱/۲۳۴) **وندب إمساكه بيمناه – إلى قوله – ويستاک عرضاً لا طولاً، (درمختار) والسنة في كيفية أخذه أن يجعل الخنصر أسفله والإبهام أسفل رأسه وباقي الأصابع فوقه، كمارواه ابن مسعود** رضی اللہ عنہ. (شامی بیروت ۱/۲۱۰، زکریا ۱/۲۳۴)

مسواک کتنی بڑی ہو؟

مسواک ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے برابر موٹی اور ابتداء میں ایک بالشت لمبی رکھنا مستحب ہے، بعد میں چھوٹی ہو جانے میں کوئی حرج نہیں۔ (**فی غلظ الخنصر وطول شبر) الظاهر أنه في ابتداء استعماله فلا يضر نقصه بعد ذٰلک بالقطع منه لتسويته.** (شامی بیروت ۲۱۰/۱، زکریا ۲۳٤/۱)

روزہ میں مسواک

روزہ کی حالت میں بھی ہر وضو میں مسواک کرنا سنت ہے روزہ دار کے منہ کی جو بو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے مسواک اس سے مانع نہیں ہے۔ **ولا بأس بالسواک الرطب بالغداة والعشي للصّائم لقوله ﷺ: "خير خلال الصائم السواک".** (هدایه ۲۲۱/۱، هندیه ۱۹۹/۱)

وضو کے بعد تولیہ سے پونچھنا

وضو کے بعد تولیہ وغیرہ سے پونچھنے میں کوئی حرج نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ زیادہ مبالغہ نہ کرے؛ تاکہ وضو کا اثر باقی رہے۔ **ومن الأداب تعاهد موقيه – إلى قوله – والتمسح بمنديل. وفي الشامي: إلا أنه ينبغي أن لا يبالغ ولا يستقصي فيبقى أثر الوضوء على أعضائه.** (شامی بیروت ۲۳۱/۱، زکریا ۲۵٦/۱–۲۵۷)

کان میں عطر کا پھایا رکھنے کی حالت میں وضو

عطر کا پھایا اگر کان کے گوشے میں رکھا ہے تو مسح کرتے وقت اس کو ہٹانا سنت ہے اور اگر کان کے سوراخ میں رکھا ہے تو نکالنا مستحب ہے۔ **مستفاد: وإدخال الإصبع في صماخ أذنيه أدبٌ وليس بسنة هو المشهور.** (المحیط البرهانی ۱۷۷/۱، امداد الفتاویٰ ۳۵/۱)

وضو کے بعد آسمان کی طرف نظر کر کے دعا کرنا

وضو سے فراغت کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کلمۂ شہادت اور یہ دعاء پڑھنا مسنون ہے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۔ (اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والے لوگوں میں شامل فرما) (آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی صراحت ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ہے) **عن عمر بن الخطاب ؓ قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: "من توضأ فأحسن الوضوء ثم قال: "أشهد أن لا إله إلا اللّٰه وحده لاشريك له وأشهد أنّ محمداً عبده ورسولهٗ، اللّٰهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين"، فتحت لهٗ أبواب الجنة الثمانية يدخل من أيها شاء".** (ترمذی شریف ۱/۱۸ وغیرہ) **وزاد أبوداؤد: ثم رفع نظره إلى السماء.** (ابوداؤد شریف ۱/۲۳)

وضو کا بچا ہوا پانی پینا

وضو کرنے کے بعد اس کا بچا ہوا پانی پینا مستحب ہے اور اس میں کھڑے ہوکر پانی پینے کی ضرورت نہیں ہے، بیٹھ کر پانی پینے سے بھی یہ مستحب ادا ہوجائے گا؛ البتہ یہ پانی کھڑے ہوکر پینے کی بھی اجازت ہے۔ یہی حکم زمزم کے پانی کا ہے کہ اس کو کھڑے ہوکر پینا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے ضروری نہیں، اسے بیٹھ کر بھی پی سکتے ہیں۔ **وأن يشرب بعده من فضل وضوئه كماء زمزم مستقبل القبلة قائماً أو قاعداً وفيما عداهما يكره قائماً تنزيهاً.** (درمختار بیروت ۱/۲۲۸، زکریا ۱/۲۵۴) **وقال الشامي بحثاً: والحاصل أن انتفاء الكراهة في الشرب قائماً في هٰذين الموضعين محل كلام فضلا عن استحباب القيام فيهما ولعل الأوجه عدم الكراهة إن لم نقل بالاستحباب لأن ماء زمزم شفاء وكذا فضل الوضوء.**

(شامی بیروت ۱/۲۲۹، زکریا ۱/۲۵۵)

نواقضِ وضو

وضوکوتوڑنے والی چیزیں

مجموعی طور پردرج ذیل وجوہات سے وضوٹوٹ جاتا ہے:

(۱) آگے پیچھے کی شرم گاہ سے کسی چیز کا عادت کے طور پر نکلنا (مثلاً پاخانہ، پیشاب، ریاح، منی، مذی وغیرہ) (۲) اگلی پچھلی شرم گاہ سے خلافِ عادت کسی چیز کا نکلنا (مثلاً استحاضہ کا خون، کیڑا، کنکری وغیرہ) (۳) بدن کے کسی حصہ سے نجاست کا نکلنا (مثلاً خون، پیپ، مواد، یا بیماری کی وجہ سے نجس پانی نکلنا) (۴) منہ بھر کرقے (۵) نیند (جس سے اعضاء مضمحل ہو جائیں) (۶) بے ہوشی، پاگل پن اور نشہ (۷) رکوع سجدہ والی نماز میں قہقہہ (۸) مباشرتِ فاحشہ (یعنی بلا کسی رکاوٹ کے شرم گاہ کا شرم گاہ سے ملانا، خواہ مرد کا عورت سے ہو یا مرد کا مرد سے، یا عورت کا عورت سے) (ملخص از: مسائل بہشتی زیور، مرتبہ: ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب از ۱۲ تا ۲۰)

ذیل میں اس سلسلہ کے مزید مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

وضومیں انجکشن

اگر وضو کی حالت میں جسم میں انجکشن لگایا اور اس سے سوئی کے اندر خون نہیں آیا، جیسا کہ گوشت اور کھال میں لگنے والے انجکشن میں ہوتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا، اور اگر انجکشن لگاتے وقت سوئی میں بہہ پڑنے کی مقدار میں خون آجائے جیسا کہ کبھی کبھی رگ میں لگائے جانے والے انجکشن کے دوران ہوتا ہے تو اس سے وضوٹوٹ جائے گا۔ **کما لو مصت علقة فامتلأت بحيث لو شقت لسال منها الدم كذا فى الحلبى.** (طحطاوی ۴۸، ھکذا فی الدر المختار) **وقال الشامى: والظاهر أن الامتلاء غير مقيد لأن العبرة للسيلان.** (شامی بیروت ۱/ ۲۴۱، زکریا ۱/ ۲۶۸)

وضو میں گلوکوز کی بوتل چڑھانا

گلوکوز کی بوتل چڑھاتے وقت اگر اس کی نلکی یا سوئی کے حصہ میں خون آجائے تو وضوٹوٹ جائے گا، اور اگر خون رگ سے اوپر بالکل نہ آئے؛ بلکہ صرف گلوکوز کا پانی اندر جاتا رہے تو اس سے وضونہیں ٹوٹے گا۔ **مستفاد: وکذا ینقضه علقة مصت عضواً و امتلأت من الدم ومثلها القراد إن كان كبيراً لأنه حينئذٍ يخرج منه دم مسفوح سائل.**

(درمختار بیروت ۱/ ۲٤۱، زکریا ۱/ ۲٦۸، هندیه ۱/ ۱۱)

تھوک میں خون کا اثر

اگر دانت یا منہ سے خون نکلا اور خون کی سرخی تھوک پر غالب آگئی یعنی تھوک بالکل سرخ ہوگیا، تو وضوٹوٹ جائے گا، اور اگر تھوک صرف زرد ہو تو خون مغلوب ہے اس سے وضونہیں ٹوٹے گا۔ **وينقضه دم مائع من جوف أو فم غلب على بزاق حكماً للغالب أو ساواه احتياطا لا ينقضه المغلوب بالبزاق. (درمختار) وعلامة كون الدم غالباً أو مساوياً أن يكون البزاق أحمر وعلامة كونه مغلوباً أن يكون أصفر.**

(شامی بیروت ۱/ ۲٤۰، زکریا ۱/ ۲٦۷)

زکام اور دکھتی آنکھ سے نکلنے والے پانی کا حکم

سخت زکام کے وقت ناک سے نکلے والا پانی اور آنکھ دکھتے وقت نکلنے والے صاف آنسو ناقض وضونہیں ہیں؛ البتہ اگر یہ محقق ہوجائے کہ یہ پانی کسی اندرونی زخم سے آرہا ہے تو یقیناً وضو ٹوٹ جائے گا۔ **قال في الفتح: وهذا التعليل يقتضي أنه أمر استحباب فإن الشك والاحتمال لا يوجب الحكم بالنقض إذا اليقين لا يزول بالشك نعم إذا علم بإخبار الأطبّاء أو بعلامات تغلب علىٰ ظن المبتلى يجب.** (البحر الرائق ۱/ ۳۳، تالیفات رشیدیه ۲٤٤، احسن الفتاویٰ ۲/ ۲۱، بهشتی زیور ۱/ ۵۱)

آنکھ سے بہنے والے صاف پانی کا حکم

تیز روشنی، دھوپ کی تپش، پیاز کاٹنے، جمائی آنے، کھانسی آنے، سرمہ کی تیزی، یا سلائی آنکھ پر لگ جانے کی وجہ سے آنکھ سے نکلنے والے پانی سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ **كما لا ينقض لو خرج من أذنه ونحوها كعينه وثديه قيح ونحوه كصديد وماء سرة وعين لا بوجع.** (درمختار بیروت ۱/ ۲۵۰، زکریا ۱/ ۲۷۹، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱/ ۱۳۶، رحیمیه ۴/ ۲۷۶)

کان بہنا

اگر کان سے مواد یا خون بہا اور وہ اس حصہ تک آ گیا جہاں دھونا غسل میں فرض ہے تو وضو ٹوٹ گیا، اور اگر کان سے صرف پانی نکلا تو یہ دیکھا جائے گا کہ یہ پانی تکلیف کے ساتھ نکلا ہے یا بلا تکلیف، اگر بلا تکلیف نکلا ہے تو وضو نہیں ٹوٹا، اور اگر تکلیف کے ساتھ نکلا ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **قال الشامي ناقلاً عن البحر: بل الظاهر إذا كان الخارج قيحاً أو صديداً لنقض، سواء كان مع وجع أو بدونه لأنهما لا يخرجان إلا عن علةٍ، نعم هٰذا التفصيل حسن في ما إذا كان الخارج ماءً ليس غير.** (شامی زکریا ۱/ ۲۷۹، بیروت ۱/ ۲۵۱)

پستان یا ناف سے تکلیف کے ساتھ پانی نکلنا

اگر عورت یا مرد کے پستان یا ناف سے کسی اندرونی بیماری کی وجہ سے پانی نکلا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **الدم والقيح والصديد وماء الجرح والنفطة وماء البشرة والثدی والعين والأذن لعلةٍ سواءٌ على الاصح – إلى قوله – وظاهره أن المدار على الخروج لعلة وإن لم يكن معه وجعٌ.** (شامی زکریا ۱/ ۲۸۰، بیروت ۱/ ۲۵۱)

بلغم میں جما ہوا خون آئے

اگر بلغم یا ناک کی رینٹ میں تھوڑا بہت جما ہوا خون باہر آ جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا؛ البتہ اگر بہتا ہوا خون نکلے یا جما ہوا خون منہ بھر کر نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **والحاصل أنه**

إما أن يكون من الرأس أو من الجوف علقاً أو سائلاً، فالنازل من الرأس إن علقا لم ينقض اتفاقا، وإن سائلا نقض اتفاقاً، والصاعد من الجوف إن علقاً فلا اتفاقا ما لم يملأ الفم الخ. (شامي بيروت ۲۳۹/۱، زکریا ۲٦٦/۱، هندیه ۱۱/۱)

بچہ کو دودھ پلانا ناقض وضو نہیں

اگر کوئی عورت وضو کرنے کے بعد اپنے بچہ کو دودھ پلائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا، کیوں کہ اس سے کوئی نجاست خارج نہیں ہوتی۔ مستفاد: **وينقضه خروج كل خارج نجس بالفتح ويكسر منه أى من المتوضى الحى.** (درمختار بیروت ۲۳٤/۱، زکریا ۲٦۰/۱، امداد الفتاویٰ ٤۱/۱)

زخم سے صرف کیڑا باہر آ گیا

اگر زخم سے کیڑا اس طرح باہر نکل آئے کہ اس پر نجاست (خون، مواد) کا اثر نہ ہو تو محض کیڑا نکلنے سے وضو نہ ٹوٹے گا۔ **الدودة الخارجة عن رأس الجرح لا تنقض الوضوء.**

(فتاویٰ عالمگیری ۱۱/۱، درمختار بیروت ۲۳۷/۱، زکریا ۲٦٤/۱)

شرم گاہ سے کیڑا یا پتھری نکلنا

اگر آگے یا پیچھے کے راستے سے کیڑا یا پتھری وغیرہ نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا خواہ نکلنے والی چیز پر نجاست کا اثر ہو یا نہ ہو۔ **لأن خروج الدودة والحصاة منهما ناقض إجماعاً كما فى الجوهرة.** (درمختار بیروت ۲۳۷/۱، زکریا ۲٦۳/۱)

شرم گاہ میں روئی رکھنا

کسی شخص نے پیشاب کے قطرات کے خوف سے احلیل (شرم گاہ کے سوراخ) میں روئی رکھی اور پیشاب کے قطرات مثانہ سے نکل کر روئی تک پہنچ گئے؛ لیکن تری کا اثر اندر ہی رہا، باہر ظاہر نہ ہوا تو وضو نہ ٹوٹے گا، اور اگر تری کا اثر باہر ظاہر ہو جائے یا تر روئی باہر نکال لی جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **كما ينقض لو حشا إحليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر الخ، وكذا**

الحكم في الدبر والفرج الداخل وإن ابتل الطرف الداخل لا ينقض ولو سقطت فإن رطبةً انتقض وإلا لا. (درمختار بيروت ۲۵۲/۱، زكريا ۲۸۰/۱-۲۸۱)

بواسیر کے مسے اور کانچ باہر آنا

اگر کانچ یا بواسیر کے مسے واضح طور پر باہر آجائیں اور ان میں نجاست ظاہر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **في البحر عن الحلواني: أنه إن تيقن خروج الدبر تنتقض طهارته بخروج النجاسة من الباطن إلى الظاهر، وبه جزم في الإمداد.**

(شامي بيروت ۲۵۳/۱، زكريا ۲۸۲/۱)

مذی اور ودی کا خروج

مذی (شہوت کے وقت پیشاب کے راستہ سے نکلنے والا لیس دار مادہ) اور ودی (پیشاب کے بعد نکلنے والا سفید مادہ) کے خروج سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، مگر غسل واجب نہیں ہوتا۔ **لا عند مذي أو ودي بل الوضوء منه ومن البول جميعاً.** (درمختار بيروت ۲۷۲/۱، زكريا ۳۰۴/۱)

گرمی دانے اگر پھوٹ جائیں

گرمی کے موسم میں بدن پر جو باریک دانے نکل آتے ہیں اگر پھوٹنے کے بعد ان کا پانی خود نہ بہے؛ بلکہ ہاتھ یا کپڑا لگنے سے پھیل جائے تو وضو نہیں ٹوٹے گا، اور اگر خود بخود بہہ پڑے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **وإن قشرت نفطة وسال منها ماء أو صديد أو غيره إن سال عن رأس الجرح نقض وإن لم يسل لا ينقض.** (احسن الفتاویٰ ۲۸/۲-۲۹، عالمگیری ۱۱/۱)

کیا اپنا ننگا بدن دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

بدن کا چھپا ہوا حصہ کھل جانے یا مکمل برہنہ ہو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، عوام میں ننگے بدن کو دیکھ کر وضو ٹوٹنے کی بات جو مشہور ہے وہ محض غلط ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳۱/۲)

منہ بھر کر قے

اگر بیک وقت کھانے یا خون وغیرہ کی منہ بھر کر قے ہو یا ایک ہی دفعہ کی متلاہٹ کے برقرار رہتے ہوئے تھوڑی تھوڑی کئی مرتبہ قے ہو کر اتنی مقدار ہو جائے جو منہ بھرنے کے بقدر ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اگر منہ بھرنے کے بقدر نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا؛ البتہ خالص بلغم کی قے سے وضو نہیں ٹوٹتا خواہ بلغم کتنا ہی زیادہ ہو۔ **وینقضه قئ ملأ فاه الخ، من مرة الخ، أو علق أى سوداء الخ، أو طعام الخ، لا ينقضه قئ من بلغم على المعتمد أصلاً الخ. ويجمع متفرق القئ ويجعل كقئ واحد لاتحاد السبب وهو الغثيان عند محمدؒ وهو الأصح.** (درمختار بیروت ۱/۲۳۸-۲٤۱، زکریا ۱/۲٦۹)

کون سی نیند ناقضِ وضو ہے؟

اگر آدمی اس طرح سو جائے کہ اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں اور قوتِ ماسکہ (خروج ریح کو قابو میں رکھنے والی صلاحیت) زائل ہو جائے مثلاً لیٹ کر سوئے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ **وینقضه حكماً نوم يزيل مسكته أى قوته الماسكة بحيث تزول مقعلته من الأرض وهو النوم على أحد جنبيه أو وركيه أو قفاه أو وجهه.** (درمختار بیروت ۱/۲٤۳، زکریا ۱/۲۷۰)

بیٹھے بیٹھے ٹیک لگا کر سونا

اگر بیٹھے بیٹھے دیوار یا تکیہ یا گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگا کر اس طرح بے خبر سو گیا کہ اگر سہارا ہٹا دیا جائے تو گر پڑے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ وضو نہ ٹوٹے گا؛ لیکن متأخرین فقہاء احناف نے ایسی صورت میں احتیاطاً وضو ٹوٹنے کا فتویٰ دیا ہے، اور اگر ایسی بے خبری کی نیند نہیں ہے تو بالاتفاق وضو نہ ٹوٹے گا۔ **قال المحقق إبن الهمام: ظاهر المذهب عن أبى حنيفةؒ عدم النقض بهذا الاستناد ما دامت المقعدة متمسكة للأمن من الخروج، والانتقاض مختار الطحاوى اختاره المصنف والقدورى لأن مناط النقض الحدث لا عين النوم، فلما خفى بالنوم أو ير الحكم على ما ينتهض مظنة له ولذا لم ينقض نوم**

القائم والراكع والساجد ونقض فى المضطجع لأن المظنة منه ما يتحقق معه الاسترخاء على الكمال وهو فى المضطجع لا فيها وقد وجد فى هذا النوم من الاستناد إذا لايمسكه إلا السند، وتمكن المقعدة مع غاية الاسترخاء لايمنع الخروج إذ قد يكون الدافع قوياً خصوصاً فى زماننا لكثرة الأكل فلايمنعه الامسكة اليقظة. (فتح القدير ۱/ ٤۷-٤۸)

وقال الإمام محمد فى المبسوط عن ابى حنيفةؒ: وأما إذا نام مضطجعاً أو متكئاً فإن ذٰلک ينقض الوضوء. (المبسوط ۱/ ۵۸)

سجدہ کی حالت میں نیند آنا

اگر کسی شخص کو سنت کے مطابق سجدہ (کہ اس کا پیٹ ران سے الگ ہو اور بازو زمین پر ٹکے ہوئے نہ ہوں) کی حالت میں نیند آجائے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اسی طرح نماز کے دوران قیام وقعود کی حالت میں سونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا؛ البتہ اگر رانوں کو پیٹ سے ملاکر اور بازو زمین پر ٹیک کر سجدہ کیا (جو مرد کے لئے ہیئتِ مسنونہ کے خلاف ہے) تو اس حالت میں سونے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ **وفی المحيط: إنما لا ينقض نوم الساجد إذا كان رافعاً بطنه عن فخذيه جافياً عضديه عن جنبيه وإن ملتصقاً بفخذيه معتمداً على ذراعيه فعليه الوضوء.** (مجمع الأنهر ۱/ ۲۱، ردالمحتار بيروت ۱/ ۲٤۳، زكريا ۱/ ۲۷۱)

عورت کا سجدہ کی حالت میں سونا

اگر عورت ران کو پیٹ سے ملاکر سجدہ کرے (جو اس کے حق میں افضل اور استر ہے) تو اس حالت میں سونے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ **قال ط: وظاهره أن المراد الهيئة المسنونة فى حق الرجل لا المرأة.** (شامی بيروت ۱/ ۲٤۳، زكريا ۱/ ۲۷۱)

اُونگھتے اُونگھتے گر جانا

کوئی شخص ٹیک لگائے بغیر بیٹھے اونگھ رہا تھا اور اسی حالت میں ایک طرف کو گر گیا، تو اگر

گرنے سے قبل یا گرتے وقت متنبہ ہوگیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن اگر گرنے کے بعد آنکھ کھلی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **ولو نام قاعداً يتمايل فسقط، إن انتبه حين سقط فلا نقض به يفتىٰ. (درمختار) وفي الشامي: أى عند إصابة الأرض بلا فصل، شرح منيه، أو كذا قبل السقوط أو في حال السقوط أما لو استقر ثم انتبه نقض لأنه وجد النوم مضطجعاً.** (شامي بيروت ١/٢٤٥، زكريا ١/٢٧٢)

بیمار شخص لیٹ کر نماز پڑھتے ہوئے سو جائے

بیماری اور ضعف کی وجہ سے لیٹ کر نماز پڑھنے والا شخص اگر دورانِ نماز سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ **تتمه: لو نام المريض وهو يصلى مضطجعاً قيل لا تنقض طهارته كالنوم في السجود والصحيح النقض كما في الفتح وغيره زاد في السراج وبه نأخذ.** (شامي بيروت ١/٢٤٤، زكريا ١/٢٧٢)

بے ہوشی ناقضِ وضو ہے

اگر کوئی شخص بے ہوش ہوجائے یا اس پر غشی طاری ہوجائے تو بہر صورت اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ **وينقضه إغماء ومنه الغشي. (درمختار) وفي الشامي: ثم لما كان سلب الاختيار في الإغماء أشد من النوم كان ناقضاً على أى هيئة كان بخلاف النوم.**

(شامي بيروت ١/٢٤٦، زكريا ١/٢٧٤)

پاگل پن ناقضِ وضو ہے

اگر کسی شخص پر جنون اور دیوانگی طاری ہوجائے تو اس کا وضو باقی نہ رہے گا۔ **وينقضه – إلى قوله – وجنون الخ. (درمختار) وفي الشامي: والإطلاق دال على أن القليل من كل منهما ناقض لأنه فوق النوم مضطجعاً.** (شامي بيروت ١/٢٤٦، زكريا ١/٢٧٤)

نشہ چڑھنے سے نقضِ وضو

شراب یا افیون وغیرہ کے استعمال سے جب کسی شخص پر اتنا نشہ چڑھ جائے کہ اس کی چال

اپنی حالت پر برقرار نہ رہے اوراس کی زبان سے اکثر بہکی بہکی باتیں نکلنے لگیں تو اس کا وضوٹوٹ جائے گا، اوراگر نشہ معمولی ہو تو وہ ناقض وضو نہیں ہے۔ **وینقضه – إلی قوله – وسکر بأن یدخل فی مشیته تمایل ولو بأکل الحشیشة.** (درمختار) **ونقل الشامی: قالا بل یغلب علیه فیهذی فی أکثر کلامه ولا شک أنه إذا وصل إلی هٰذه الحالة فقد دخل فی مشیته اختلال والتقیید بالأکثر یفید أن النصف من کلامه لو استقام لا یکون سکران وقد رجحوا قولهما فی الأبواب الثلاثة.** (شامی بیروت ۲٤٦/۱، زکریا ۲۷٤/۱)

نماز میں آواز سے ہنسنا

اگر کسی شخص کو رکوع سجدہ والی نماز میں اتنی آواز سے ہنسی آگئی کہ اس کے قریب کھڑا ہونے والا شخص اسے سن سکتا ہو تو اس کا وضو باقی نہیں رہے گا اور نماز بھی باطل ہو جائے گی۔ اوراگر اس طرح ہنسا کہ اس کی آواز صرف خود کو محسوس ہو دوسرے کو سنائی نہ دے تو وضو نہ ٹوٹے گا؛ لیکن نماز باطل قرار پائے گی۔ اوراگر صرف مسکرایا، آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضو ٹوٹا اور نہ نماز گئی۔ **وینقضه – إلی قوله – (وقهقهة) وهی ما یسمع جیرانه (بالغ) ولو امرأة سهواً الخ. یصلی الخ. صلاة کاملة الخ.** (درمختار) **وفی الشامی: واحترز به عن الضحک وهو لغة أعم من القهقهة. واصطلاحاً: ما کان مسموعاً له فقط فلا ینقض الوضوء بل یبطل الصلاة. وعن التبسم وهو ما لا صوت فیه أصلاً بل تبدو أسنانه فقط فلایبطلهما.**

(شامی بیروت ۲٤۷/۱، زکریا ۲۷٥/۱)

نماز جنازہ کے دوران ہنسی

اگر نماز جنازہ پڑھتے ہوئے آواز سے ہنسی آگئی تو وضو نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن نماز بالکل باطل ہو جائے گی، یہی حکم نماز سے باہر سجدۂ تلاوت کے دوران ہنسی آجانے کا بھی ہے۔ **فلا تنقض فی صلاة جنازة وسجدة تلاوة: أی خارج الصلاة لکن یبطلان.**

(شامی بروت ۲٤۸/۱، زکریا ۲۷٦/۱)

نماز میں مسکرانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

اگر کوئی شخص رکوع سجدہ والی نماز میں محض مسکرایا آواز سے نہیں ہنسا، تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا۔ **ولو تبسم فی صلاته لا ینقض وضوئه.** (المحیط البرهانی ۲۱۰/۱) **ونقل العلامة الزیلعی حدیثین یدلان علی عدم النقض بالتبسم.** (نصب الرایه ۵٤/۱)

وضو کے بعد عورت کو چھونا ناقض وضو نہیں

اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد اپنی بیوی کو ہاتھ لگالے یا بیوی شوہر کو مس کرلے (اور مذی وغیرہ نہ نکلے) تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ **مس المرأة الرجل ورجل المرأة لاینقض الوضوء.**

(المحیط البرهانی ۲۱۵/۱)

وضو کے بعد شرم گاہ کو ہاتھ لگانا

اگر کسی شخص نے وضو کرنے کے بعد شرم گاہ کو ہاتھ لگایا تو مطلقاً وضو نہیں ٹوٹا۔ **ومس الذکر لاینقض الوضوء بحالٍ.** (المحیط البرهانی ۲۱۵/۱)

وضو کے بعد بے ہودہ گفتگو

زبان سے بے حیائی کی باتیں اور بے ہودہ گفتگو کرنا اگرچہ منع ہے؛ لیکن اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ **والکلام الفاحش لا ینقض الوضوء.** (المحیط البرهانی ۲۱٦/۱)

وضو کے بعد ناپاک چیز کو ہاتھ لگانا

اگر کسی شخص نے وضو کیا پھر اس کے بعد کسی ناپاک چیز کو ہاتھ لگایا، مثلاً بکری کو ذبح کیا جس کی وجہ سے ہاتھ خون میں سن گئے یا کوئی نجس چیز ہاتھ سے اٹھائی وغیرہ، تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا؛ البتہ ہاتھ میں جہاں تک نجاست لگی ہے اسے دھوکر پاک کرنا ضروری ہے۔ **وإذا ذبح شاةً فلا وضوء علیه إلا أن یتلطخ یده بدمها فیغسل یده.** (المحیط البرهانی ۲۱٦/۱)

وضو کے بعد سر وغیرہ منڈانا

اگر کسی شخص نے وضو کیا اور اس کے بعد سر یا داڑھی یا مونچھ وغیرہ کے بال منڈا دئے یا ناخن کاٹ ڈالے تو دوبارہ وضو کرنا لازم نہیں ہے۔ **ولا یعاد الوضوء بل ولا المحل بحلق رأسہٖ ولحیتہٖ کما لا یعاد الغسل للمحل ولا الوضوء بحلق شاربہ وحاجبہ وقلم ظفرہٖ.** (درمختار زکریا ۲۱٦/۱، المحیط البرهانی ۲۱٦/۱)

وضو کے بعد زخم کا کھرنٹ اتارنا

اگر وضو کرنے کے بعد زخم کا کھرنٹ اتارا اور نیچے سے کوئی خون وغیرہ نہیں نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ **وکذا لو کان علی أعضاء وضوئہ قرحۃ کالدملۃ وعلیہا جلدۃ رقیقۃٌ فتوضأ وأمرّ الماء علیہا ثم نزعہا لا یلزمہ إعادۃ غسل علی ما تحتہا.**

(درمختار زکریا ۲۱٦/۱-۲۱۷)

غسل کے مسائل

غسل جنابت کا اہتمام

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوْا. (النساء: ٤٣)﴾ اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو خوب اچھی طرح پاکی حاصل کرو۔ اور احادیثِ شریفہ میں بلاعذر مسلسل ناپاک رہنے پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتاً فِيْهِ صُوْرَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ. (ابوداؤد شریف ۱/۳۰ حدیث: ۲۲۷)

رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں تصویر، کتا یا جنبی شخص ہو۔

یہاں جنبی سے مراد وہ شخص ہے جو بلاعذر غسل میں اتنی تاخیر کرے کہ نماز قضاء ہو جائے، بریں بنا غسلِ جنابت کا خاص اہتمام کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور برابر ناپاک رہنا بہت بڑی محرومی اور بدنصیبی کی بات ہے، اس ناپاکی کا دل پر بھی بہت برا اثر مرتب ہوتا ہے؛ اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان غسل کے ضروری مسائل سے واقف رہے اور اس میں قطعاً کوتاہی نہ کرے۔ اسی مناسبت سے ذیل کے مسائل پیش کئے جا رہے ہیں:

غسل کب واجب ہوتا ہے؟

غسل کے وجوب کے اصل اسباب تین ہیں: (۱) جنابت (انزال یا احتلام اور التقاء ختانین بھی اسی کے حکم میں ہے) (۲) حیض کا انقطاع (۳) نفاس کا انقطاع۔ **أسباب الغسل ثلاثةٌ: الجنابة والحيض والنفاس. وفي مختار الفتاوىٰ: المراد بقوله والحيض والنفاس انقطاعهما.** (فتاویٰ تاتارخانیه زکریا ۱/۲۷۸)

منی کا اپنے مستقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہونا

اگر منی اپنے مستقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہوجائے تو بعد میں اس کا خروج (اگرچہ بلاشہوت ہو) پھر بھی موجبِ غسل ہے، مثلاً مرد نے ہاتھ سے اپنے عضو خاص کو ایسا پکڑا کہ شہوت کی حالت میں منی باہر نہیں نکل پائی اور جوش ٹھنڈا ہونے کے بعد نکلی ہو، تب بھی راجح قول کے مطابق غسل واجب ہوجائے گا۔ **وفرض الغسل عند خروج مني منفصل عن مقره بشهوة وإن لم يخرج من رأس الذكر بها.** (درمختار بيروت ١/٢٦٥-٢٦٦، زكريا ١/٢٩٥-٢٩٧، هنديه ١/١٤، المحيط البرهاني ١/٢٢٩)

منی کا بلاشہوت اپنے مستقر سے جدا ہونا

اگر کسی شخص کی منی شہوت کے بغیر اپنی جگہ سے ہٹی اور شہوت کے بغیر ہی نکل گئی، مثلاً کسی بیماری کی وجہ سے یا ضرب شدید کی وجہ سے یہ صورت پیش آئی، تو ایسے شخص پر غسل واجب نہیں ہے۔ **ومتى كان مفارقته عن مكانه وخروجه لا عن شهوةٍ لا يجب الغسل عند علمائنا المتقدمين رحمهم الله تعالىٰ وعامة مشائخنا المتأخرين رحمهم الله تعالىٰ.** (المحيط البرهاني ١/٢٢٩)

غسل کے بعد خروجِ منی

اگر جنبی شخص نے پیشاب سے فراغت کے بعد غسل کیا، مگر ابھی سابقہ جوش باقی تھا اور غسل کے بعد منی کا خروج ہوا تو دوبارہ غسل واجب ہوگا، اور اگر سابقہ جوش بالکل ختم ہوگیا تھا تو اب منی کے خروج سے دوبارہ غسل واجب نہ ہوگا۔ **وإذا بال فخرج من ذكره منيٌّ فإن كان ذكره منتشراً فعليه الغسل وإن كان منكسراً فعليه الوضوء.** (فتاوىٰ تاتارخانيه زكريا ١/٢٨٣، هنديه ١/١٤، شامي بيروت ١/٢٦٧، زكريا ١/٢٩٨، المحيط البرهاني ١/٢٣٠)

لواطت سے غسل کا وجوب

لواطت یعنی مرد کے مرد کے ساتھ ہم جنسی کرنے سے اگر عضو مخصوص کی سپاری چھپ جائے

تو فاعل اور مفعول بہ دونوں پر غسل واجب ہے چاہے انزال ہویا نہ ہو۔ **وذكر الكرخيؒ في كتابه يقول: والإيلاج في إحدى السبيلين إذا توارت الحشفة يجب الغسل على الفاعل والمفعول به أنزل أو لم ينزل، وهٰذا هو المذهب لعلمائنا.** (المحيط البرهانی ۲۲۷/۱)

جنبی عورت حائضہ ہوگئی

عورت کو جنابت لاحق ہوئی؛ لیکن اس نے ابھی غسل نہیں کیا تھا کہ حیض شروع ہوگیا، تو اسے اختیار رہے چاہے تو صفائی کی خاطر غسل کر لے اور اگر چاہے تو حیض سے پاک ہونے تک غسل کو مؤخر کردے۔ (اس لئے کہ سر دست اس غسل سے اسے پاکی حاصل نہیں ہوسکتی) **وإذا أجنبت المرأة ثم أدركها الحيض فهي بالخيار إن شاءت اغتسلت لأن فيه زيادة تنظيفٍ وازالة أحد الحدثين وإن شاءت أخرت الاغتسال حتى تطهر؛ لأن الاغتسال للتطهير حتى تتمكن من أداء الصلاة الخ، وهي لا تتمكن من الصلاة وكان لها أن لا تغتسل.** (المحيط البرهانی ۲۳۳/۱)

غسل کی قسمیں

فقہاء نے لکھا ہے کہ پانچ طرح کے غسل فرض ہیں: (۱) حیض سے پاکی پر غسل کرنا۔ (۲) نفاس سے پاکی پر غسل کرنا۔ (۳) التقاء ختانین اور سپاری کے چھپ جانے پر غسل کرنا۔ (۴) خواب میں انزال (احتلام) پر غسل کرنا۔ (۵) شہوت کے ساتھ منی کا خارج ہونا۔

اور چار طرح کے غسل مسنون ہیں: (۱) جمعہ کے دن کا غسل (۲) عیدین کے لئے غسل (۳) عرفہ کے دن غسل (۴) احرام کے وقت غسل۔

اور ایک غسل واجب ہے: یعنی میت کو غسل دینا یہاں تک کہ غسل سے پہلے اس پر نماز جنازہ ہی جائز نہیں ہے۔

اور ایک طرح کا غسل مستحب ہے یعنی جس کافر نے اسلام قبول کرلیا ہو، اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ غسل کرلے۔ **وذكر الشيخ الإمام شمس الأئمة رحمه الله تعالىٰ في**

شـرحـه أن الاغتسـال عـلـى أحد عشر نوعاً: خمسة منها فريضة: الاغتسال من الـحيـض والـنـفاس ومن التقاء الختانين وغيبوبة الحشفة ومن الاحتلام إذا أنزل ومـن انـزال المنى عن شهوة دفقاً. وأربعة منها سنة: غسل يوم الجمعة والعيدين وغسـل يوم عرفة وعند الإحرام. وواحد منها واجب: وهو غسل الميت حتى لا تـجـوز الصلاة عليه قبل الغسل. والآخر مستحب: وهو الكافر إذا أسلم يريد به إذا لم يجنب قبل الإسلام فإنه لا يستحب له أن يغتسل. (المحيط البرهانی ۲۳٤/۱)

غسل کے فرائض

غسل میں تین فرض ہیں: (۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) پورے بدن پر پانی بہانا۔ **وأمـا فـرائـض الـغسل: فالمضمضة والاستنشاق وغسل سائر البدن.** (منية المصلى ۱۲، ہندیہ ۱۳/۱، فتاویٰ تاتارخانیہ زکریا ۲۷٦/۱)

غسلِ جنابت میں غرغرہ

غسلِ جنابت میں راجح قول کے مطابق غرغرہ کرنا واجب تو نہیں ہے؛ لیکن سنت ہے؛ البتہ اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں غسلِ جنابت کرے تو اس کے لئے صرف کلی کافی ہے، وہ غرغرہ نہیں کرے گا؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے حلق کے اندر پانی پہنچنے کی بنا پر روزہ ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔ **غســل الـفم والأنف أي بدون مبالغة فيهما فإنه سنة فيه على المعتمد.** (طحطاوي على المراقي قديم ٥٥) **ومـنها: المبالغة في المضمضة والاستنشاق إلا في حال الصوم فيرفق؛ لأن الـمبالغة فيهما من باب التكميل في التطهير فكانت مسنونة إلا في حال الصوم لما فيها من تعريض الصوم للفساد.** (بدائع الصنائع زکریا ۱۱۲/۱، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۷۸/٥)

کلی کے بجائے پانی پی جانا

اگر کسی شخص نے غسل میں کلی تو نہیں کی؛ البتہ پانی منہ میں لے کر پی گیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ

اس نے پانی پینے سے پہلے اسے منہ میں گھمایا ہے یا نہیں، اگر گھمایا ہے تو یہ کلی کے قائم مقام ہو جائے گا، اور اگر اس طرح پانی پیا کہ وہ پانی منہ کے سب کناروں تک نہیں پہنچا؛ بلکہ صرف زبان سے لگ کر حلق میں چلا گیا تو یہ کلی کے قائم مقام نہ ہوگا۔ **رجل اغتسل من الجنابة ولم يتمضمض إلا أنه شرب الماء هل يقوم شرب الماء مقام المضمضة؟ ...... قال: إن كان الشرب أتى على جميع فمه يجزئه عن المضمضة وإن كان مص الماء مصاً فلم يأت جميع الفم لم يجزئه عن المضمضة.** (المحيط البرهانی ۱/۲۲۵، کبیری ۵۰، فتاویٰ تاتارخانیة زکریا ۱/۲۷۷)

غسل میں کلی کرنا بھول گیا

اگر غسل جنابت میں کلی کرنا بھول گیا اور نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں؛ بلکہ صرف کلی کرلینا کافی ہے، اور جو نماز کلی کرنے سے پہلے پڑھی گئی ہے اس کا اعادہ لازم ہے۔ **ولو تركها أي ترك المضمضة أو الاستنشاق أو لمعة من أي موضع كان من البدن ناسياً فصلىٰ ثم تذكر ذٰلك يتمضمض أو يستنشق أو يغسل اللمعة ويعيد ما صلى.** (کبیری ۵۰، فتاویٰ محمودیه میرٹھ ۸/۱۶۰)

غسل میں کوئی حصہ خشک رہ گیا؟

غسل جنابت میں بدن کا کوئی معمولی سا حصہ خشک رہ گیا پھر بعد میں یاد آیا، تو صرف اس حصہ پر پانی بہا دینا کافی ہے، پورا غسل لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ **ولو تركها أي ترك المضمضة أو الاستنشاق أو لمعة من أي موضع كان من البدن ناسياً فصلىٰ ثم تذكر ذٰلك يتمضمض أو يستنشق أو يغسل اللمعة ويعيد ما صلى.** (کبیری ۵۰، فتاویٰ محمودیه میرٹھ ۸/۱۶۰)

غسل کا مسنون طریقہ

غسل کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ:

الف: اولاً نیت حاضر کرکے بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ دھوئے۔

ب: پھر شرم گاہ دھوئے خواہ اس پر نجاست ہو یا نہ ہو۔

ج: پھر مکمل وضو کرے۔

د: پھر داہنے کندھے پر سے تین مرتبہ پانی بہائے اس کے بعد بائیں کندھے پر تین مرتبہ پانی ڈالے اس کے بعد سر پر تین مرتبہ پانی ڈالے۔

ہ: رگڑ کر سارے اعضاء کو دھوئے۔

و: قبلہ رخ غسل نہ کرے۔

ز: ضرورت سے زائد پانی نہ بہائے۔

ح: تنہائی میں غسل کرے۔

ط: اگر غسل خانہ میں پانی جمع ہو جاتا ہو تو غسل کے بعد وہاں سے ہٹ کر اپنے پیر پاک کرے۔ (مستفاد: عالمگیری ۱/۱۴)

عورت کے لئے غسلِ جنابت میں چوٹی کھولنا لازم نہیں ہے

اگر کسی عورت کی چوٹی پہلے سے بندھی ہوئی ہو اور اسے غسلِ جنابت کی ضرورت پیش آجائے تو اس پر چوٹی کھولنا لازم نہیں؛ بلکہ بالوں کی جڑ تک پانی پہنچانا کافی ہے؛ لیکن اگر بال پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں تو اب تمام بالوں کو دھونا لازم ہوگا۔ **وكفى بلّ أصل ضفيرتها أي شعر المرأة المضفور للحرج، أما المنقوض فيفرض غسل كله اتفاقاً. (درمختار) قال الشامي بحثاً: وتمام تحقيق هٰذه الأقوال في الحلية وحال فيها اٰخراً إلى ترجيح القول الثاني وهو ظاهر المتون.** (شامی بیروت ۱/۲۵۷-۲۵۸، زکریا ۱/۲۸۶-۲۸۷)

مرد کے لئے بالوں کو کھول کر دھونا لازم ہے

اگر کسی مرد نے شوقیہ لمبے بال رکھ کر چوٹی باندھ رکھی ہو تو غسلِ جنابت کے لئے اس چوٹی کو کھولنا واجب ہوگا محض بالوں کی جڑوں کو تر کرنا کافی نہ ہوگا۔ **لا يكفي بلّ ضفيرته فينقضها وجوباً.** (شامی بیروت ۱/۲۵۸، زکریا ۱/۲۸۸)

کھوکھلے دانتوں کا میل اور ناک کی تر رینٹ مانع نہیں

اگر دانت کھوکھلے ہوں اور ان میں کھانا وغیرہ پھنس گیا ہو یا ناک میں رطوبت (رینٹ) بھری ہوئی ہے تو اسے نکالے بغیر بھی غسل صحیح ہے؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ دانت اور ناک صاف کر کے ہی غسل کیا جائے۔ **ولو كان سنه مجوفاً فبقي فيه أو بين أسنانه طعام أو درن رطب في أنفه ثم غسله على الأصح، والاحتياط أن يخرج الطعام عن تجويفه ويجري الماء عليه، هٰكذا في فتح القدير.** (عالمگیری ۱۳/۱)

سوکھی ہوئی رینٹ اور بدن پر جمے ہوئے آٹے کا حکم

اگر ناک میں رطوبت سوکھ کر چپک گئی ہے یا ناخونوں میں آٹا بھر کر سوکھ گیا ہے، یا بدن پر کوئی ایسی چیز لگی ہے جو کھال تک پانی پہنچنے سے مانع ہے، تو ان چیزوں کو صاف کئے بغیر غسل درست نہ ہوگا۔ **والدرن اليابس في الأنف يمنع تمام الغسل كذا في الزاهدي والعجين في الظفر يمنع تمام الاغتسال.** (عالمگیری ۱۳/۱)

مصنوعی دانتوں کے ساتھ غسل

جس نے منہ میں مصنوعی دانت کی بتیسی لگا رکھی ہو تو غسل کے لئے بتیسی باہر نکالنا ضروری نہیں ہے؛ البتہ بہتر یہ ہے کہ دانتوں کو نکال کر کلی اور غرغرہ کیا جائے۔ **وغسل الفم أي استيعابه الخ والمبالغة فيهما بالغرغرة.** (درمختار بیروت ۲۱۳/۱، زکریا ۲۳۷/۱، مستفاد فتاویٰ دارالعلوم ۱۵۵/۱)

دانتوں میں بندھے ہوئے تار مانع غسل نہیں

اگر دانتوں کے ہلنے کی وجہ سے ان کو سونے چاندی وغیرہ کے تاروں سے باندھ دیا گیا ہو، یا کھوکھلے دانتوں میں مسالہ بھر دیا گیا ہو تو ان کو نکالنا غسل کے لئے ضروری نہیں ہے، محض اوپر سے کلی کرنے سے غسل درست ہو جائے گا۔ **الصرام والصباغ ما في ظفرهما يمنع تمام**

الاغتسال وقيل كل ذٰلك يجزيهم للحرج والضرورة ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع كذا فى الظهيرية. (عالمگیری ۱/۱۳)

برہنہ غسل کرنا

تنہائی میں جہاں دوسروں کی نظر پڑنے کا خطرہ نہ ہو ننگے ہوکر غسل کرنا درست ہے؛ تاہم اس وقت بھی تہبند وغیرہ باندھ کر غسل کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ **يستحب أن يغتسل والحال أنه مستور العورة الخ. (طحطاوى) وقيل يجوز أن يتجرد للغسل وحده.**

(مراقی الفلاح ۵۷، احسن الفتاویٰ ۲/ ۳۱)

غسل خانہ میں پیشاب کرنا

غسل خانہ اگر کچا ہے اور اس میں پانی جمع ہوجاتا ہے تو وہاں پیشاب کرنا مکروہ تحریمی ہے، احادیثِ طیبہ میں اسے نسیان اور وساوس کا سبب بتایا گیا ہے۔ **وكره أن يبول فى موضع يتوضأ هو أو يغتسل فيه لحديث: "لايبولن أحدكم فى مستحمه فإن عامة الوسواس منه".** (ابن ماجه ۱/ ۲٦، درمختار بيروت ۱/ ٤٨٤، زكريا ۱/ ۵۵۷–۵۵۸)

غسل خانہ اور بیت الخلاء میں بات چیت کرنا

غسل خانہ اور بیت الخلاء میں بلاضرورت بات چیت نہیں کرنی چاہئے؛ لیکن اگر ضرورت پڑ جائے تو بات چیت کی اجازت ہے، مثلاً کسی ضروری بات کا جواب دینا ہو تو یہ منع نہیں ہے۔ **ويستحب أن لا يتكلم بكلام مطلقاً أما كلام الناس فلكراهته حالة الكشف الخ.**

(شامی بیروت ۱/ ۲٦۱، زکریا ۱/ ۲۹۱، امداد الفتاویٰ ۱/ ۵۷)

ناف کا سوراخ دھونا

ناف کے سوراخ کے اندر پانی پہنچانا غسل کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ **ويفترض غسل داخل سرة مجوفة لأنه من خارج الجسد ولا حرج فى غسله.** (مراقی الفلاح ۵٦، ہندیہ ۱/ ٤۱)

غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں

غسل کے شروع میں باقاعدہ وضو کرنا مسنون ہے؛ لیکن اگر وضو کے بغیر غسل کرلیا جائے تو

اب بعد میں وضو کی ضرورت باقی نہیں رہتی؛ اس لئے کہ تمام اعضاء پر پانی پہنچ جانے کی وجہ سے طہارتِ کبریٰ کے ساتھ طہارتِ صغریٰ بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ **عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا قالت: ''کان النبی ﷺ لایتوضأ بعد الغسل''.** (رواہ الترمذی ۳۰/۱ وغیرہ) **وقال علی القاریؒ أی اکتفاء بوضوئہ الأول فی الغسل وھو سنة أو باندراج ارتفاع الحدث الأصغر تحت ارتفاع الأکبر بإیصال الماء إلی جمیع أعضائہ وھو رخصة.** (مرقاة ۳۸/۲)

جمعہ وعیدین کے لئے غسل

نماز جمعہ وعیدین کے لئے غسل کرنا مسنون ہے اور یہ سنت صحیح قول کے مطابق نماز سے قبل غسل کرنے ہی سے حاصل ہوگی۔ **وسن لصلاة جمعةٍ ولصلاة عیدٍ ھو الصحیح کما فی غرر الأذکار وغیرہ. وفی الخانیة: لو اغتسل بعد صلوٰة الجمعة لا یعتبر إجماعاً.** (درمختار بیروت ۲۷۶/۱-۲۷۷، زکریا ۳۰۸/۱-۳۰۹)

جنابت، جمعہ اور عید کے لئے ایک ہی غسل

اگر عید اور جمعہ ایک دن پڑ جائیں اور اس روز غسلِ جنابت کی بھی ضرورت ہو تو ایک ہی غسل سے جمعہ اور عید کی سنت بھی ادا ہوجائے گی؛ لیکن ثواب کے حصول کے لئے سب کی نیت کرنا ضروری ہوگا۔ **ویکفی غسل واحد لعید وجمعة اجتمعا مع جنابة. (درمختار) وھٰذا کلہ إذا نویٰ ذٰلک لیحصل لہ ثواب الکل.**

(شامی بیروت ۲۷۷/۱، زکریا ۳۰۹/۱، ھندیہ ۱۶/۱)

احرام باندھنے اور وقوفِ عرفہ کے لئے غسل

حج وعمرہ کا احرام باندھتے وقت اور میدانِ عرفات میں زوال کے بعد حاجی کے لئے غسل کرنا مسنون ہے۔ **وسن الخ. ولأجل إحرام وفی جبل عرفة بعد الزوال.**

(درمختار بیروت ۲۷۷/۱، زکریا ۳۰۹/۱)

جنابت کے احکام

جنابت (حدثِ اکبر) سے حرام ہونے والے اعمال

جنابت کی وجہ سے درج ذیل اعمال منع ہوجاتے ہیں: (۱) مسجد میں داخل ہونا (الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو) (۲) قرآنِ کریم کی بالقصد تلاوت کرنا (۳) بیت اللہ شریف کا طواف کرنا (۴) قرآنِ کریم کو چھونا۔ **ویحرم بالحدث الأكبر دخول مسجد الخ، إلا لضرورة الخ، ويحرم به تلاوة قرآن ولو دون اٰية على المختار، بقصده الخ، ويحرم به طواف لوجوب الطهارة فيه ويحرم به أى بالأكبر وبالأصغر مس مصحف الخ.**

(درمختار بیروت ۱/۲۷۹-۲۸۲، زکریا ۱/۳۱۱-۳۱۵)

جنبی کا عیدگاہ یا مدرسہ میں آنا

جنبی شخص کا عیدگاہ، نمازِ جنازہ کی جگہ اور مدرسہ وغیرہ میں داخل ہونا جائز ہے۔ **لا مصلى عيد وجنازة ورباط ومدرسة. (درمختار) فليس لها حكم المسجد فى ذٰلك الخ.** (شامی بیروت ۱/۲۷۹، زکریا ۱/۳۱۱-۳۱۲، هندیه ۱/۳۸)

مسجد میں جنبی ہوجائے

اگر مسجد میں سوتے ہوئے احتلام ہوجائے تو فوراً تیمّم کرکے باہر نکل جانا چاہئے۔ **ولو احتلم فيه إن خرج مسرعاً تيمم ندباً وإن مكث لخوف فوجوباً.**

(درمختار بیروت ۱/۲۸۰، زکریا ۱/۳۱۳، هندیه ۱/۳۸)

جنبی کے نکلنے کا راستہ مسجد سے ہی ہو تو کیا کرے؟

اگر کمرے یا گھر کا راستہ مسجد کے اندر سے ہو تو جنبی کے لئے واجب ہے کہ تیمّم کرکے ہی

مسجد سے گذرے ورنہ گنہ گار ہوگا۔ وعليه فالظاهر وجوبه على من كان بابه إلى المسجد وأراد المرور فيه. (شامی بیروت ۲۸۰/۱، زکریا ۳۱۳/۱)

حالتِ جنابت میں ذکر اور دعائیں

حالتِ جنابت میں ذکر کرنے اور دعائیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، حتیٰ کہ دعا کی آیتوں کو بھی دعا کی نیت سے پڑھا جا سکتا ہے؛ البتہ بہتر یہ ہے کہ کم از کم وضو کر کے اذکار وادعیہ کو پڑھا جائے۔ ولا بأس لحائض وجنب بقراءة أدعية ومسها وحملها وذكر الله تعالىٰ (درمختار) قال الشامي: قوله لا بأس يشير إلى أن وضوء الجنب لهٰذه الأشياء مستحب كوضوء المحدث. (شامی بیروت ۴۲۴/۱، زکریا ۴۸۸/۱)

حالتِ جنابت میں سلام کلام

جنابت کی حالت میں سلام کرنا، سلام کا جواب دینا، اذان کا جواب دینا اور دینی یا دنیوی گفتگو کرنا سب جائز ہے۔ ويجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان ونحو ذٰلك. (عالمگیری ۳۸/۱، احسن الفتاویٰ ۳۳/۲)

جنبی کا کھانا پینا

حالتِ جنابت میں کھانا پینا درست ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ ہاتھ دھوکر اور کلی کر کے کھائیں پئیں۔ ولا أكله وشربه بعد غسل يد وفم. (درمختار) وفي الشامي: أما قبله فلا ينبغي لأنه يصير شارباً للماء المستعمل وهو مكروه تنزيهاً ويده لا تخلو عن النجاسة فينبغي غسلها ثم يأكل. (شامی بیروت ۲۸۵/۱-۴۲۴، زکریا ۳۱۸/۱-۴۸۸، هندیه ۱۶/۱)

جنبی کے جھوٹے کا حکم

جنبی کا سُؤر (جھوٹا) پاک ہے اور اس کا کھانا پینا بلاشبہ درست ہے۔ فسؤر آدميٍّ مطلقاً ولو جنباً أو كافراً طاهرٌ. (درمختار ۳۳۹/۱، زکریا ۳۸۱)

حالتِ جنابت میں عورت کا دودھ پلانا

حالتِ جنابت میں بچہ کو دودھ پلانا درست ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۳۶/۲)

جنبی کا بال، ناخون وغیرہ کاٹنا

جنابت کی حالت میں بال، ناخون وغیرہ کاٹنا مکروہ تنزیہی ہے۔ **حلق الشعر حالة الجنابة مکروہٌ وکذا قص الأظافیر، کذا فی الغرائب.** (هندیه ۳۵۸/۵، امداد الفتاویٰ ۵۸/۱)

جنبی کا اذان دینا

جنبی شخص کا اذان دینا مکروہ تحریمی ہے، بہتر ہے کہ اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ **ویکره أذان جنب. ویعاد أذان جنبٍ ندباً. (درمختار) وفی الشامی: وظاهره أن الکراهة تحریمیةٌ.** (شامی بیروت ۵۵/۲-۵۶، زکریا ۶۰/۲، هندیه ۵٤/۱)

جنبی کا قرآنی آیت کا ترجمہ چھونا

حالتِ جنابت میں قرانِ کریم کی کسی آیت کا ترجمہ چھونا بھی مکروہ ہے، خواہ ترجمہ کسی بھی زبان میں ہو۔ **ولو کان القرآن مکتوباً بالفارسیة یکره له مسه عند أبی حنیفةؒ وکذا عندهما علی الصحیح.** (عالمگیری ۳۹/۱، البحرالرائق ۲۰۲/۱، درمختار بیروت ۴۲۳/۱، زکریا ۴۸۸/۱)

جنبی کا دینی کتابیں چھونا

جنابت کی حالت میں کتبِ فقہ وغیرہ کو ہاتھ لگانا خلاف اولیٰ ہے، اور ان کتابوں میں جس جگہ قرآنی آیت لکھی ہو اس جگہ ہاتھ رکھنا بالکل جائز نہیں۔ **ومشی فی الفتح علی الکراهة. فقال: قالوا یکره مس کتب التفسیر والفقه والسنن لأنها لا تخلو عن اٰیات القراٰن الخ. وفی السراج عن الإیضاح: أن کتب التفسیر لا یجوز مس موضع القراٰن منها وله أن یمس غیره وکذا کتب الفقه إذا کان فیها شیٌٔ من القراٰن بخلاف المصحف فإن الکل فیه تبع للقراٰن.** (شامی بیروت ۲۸۶/۱، زکریا ۳۱۹/۱-۳۲۰، هندیه ۳۹/۱)

جنبی کا قرآنی آیات کے تمغے اور لاکٹ چھونا

اگر کسی پیتل وغیرہ کی پلیٹ یا گلے میں پہنے جانے والے لاکٹ وغیرہ پر قرآنِ کریم کی پوری آیت لکھی ہو، تو آیت کی جگہ چھوڑ کر کنارے سے اس کو پکڑنا جنبی کے لئے جائز ہے، مگر اس کا

آیت والا حصہ بدن کے کسی بھی حصہ سے مس کرنا درست نہیں ہے۔ **ومسه أی القرآن ولو فی لوح أو درهم أو حائط لکن لا یمنع إلا من مس المکتوب الخ.** (شامی بیروت ۱/۴۲۳-۲۸۲، زکریا ۱/۴۸۸-۳۱۵-۳۱۷، عالمگیری ۱/۳۹) **واختلفوا فی مس المصحف بما عدا أعضاء الطهارة و بما غسل من الأعضاء قبل إکمال الوضوء والمنع أصح کذا فی الزاهدی.** (عالمگیری ۱/۳۹، درمختار بیروت ۱/۲۸۳، زکریا ۱/۳۱۶)

جنبی کا قرآنِ کریم کو ٹائپ یا کمپیوٹر پر لکھنا

حالتِ جنابت میں قرآنِ کریم کو ٹائپ کرنا یا کمپوزنگ کرنا مکروہ ہے اور جس کاغذ پر آیت ٹائپ ہوکر نکلے اسے ہاتھ نہ لگائے نیز زبانی بھی نہ پڑھے، اور قرآن کی عظمت کا تقاضا یہی ہے کہ کامل طہارت کے بعد ہی قرآنِ کریم ٹائپ کیا جائے۔ **ولا تکره کتابة قرآن والصحیفة أو اللوح علی الأرض عند الثانی خلافاً لمحمدؒ (درمختار) وفق ط، بین القولین بما یرفع الخلاف من أصله بحمل قول الثانی علی الکراهة التحریمیة، وقول الثالث علی التنزیهیة.** (شامی بیروت ۱/۲۸۴، زکریا ۱/۳۱۷، عالمگیری ۱/۳۹، بدائع الصنائع ۱/۱۴۹)

قرآنِ کریم کو آستین یا دامن کے واسطے سے چھونا

طہارت کے بغیر بدن پر پہنے ہوئے کسی کپڑے کے واسطے سے قرآنِ کریم کو مس کرنا درست نہیں ہے، اگر ضرورت ہو تو الگ کپڑے یا رومال کے ذریعہ اسے پکڑا جائے۔ **والتقیید بالکم اتفاقی فإنه لایجوز مسه ببعض ثیاب البدن غیر الکم کما فی الفتح عن الفتاویٰ.** (شامی بیروت ۱/۲۸۳، زکریا ۱/۳۱۶)

قرآن کے اوراق قلم وغیرہ کے ذریعہ پلٹنا

بے وضو شخص کے لئے قرآنِ کریم کے اوراق کسی لکڑی یا قلم وغیرہ کے ذریعہ پلٹنا جائز ہے۔ **وحل قلبه بعود. (درمختار) وفی الشامی: أی تقلیب أوراق المصحف بعود ونحوه لعدم صدق المس علیه.** (شامی بیروت ۱/۲۸۳، زکریا ۱/۳۱۶، البحرائق ۱/۲۰۲)

❍❖❍

تیمّم کا بیان

تیمّم کی مشروعیت

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سفر میں تھے، آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ مکرمہ ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں، راستہ میں ایک جگہ (بیداء یا ذات الجیش میں) قافلہ نے پڑاؤ کیا، تو وہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک ہار (جو انہوں نے اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عاریۃً لے کر پہن رکھا تھا) گم ہوگیا، تو نبی اکرم ﷺ نے کچھ لوگوں کو اس کے ڈھونڈنے کے لئے متعین کیا، تلاش میں دیر لگ گئی تا آں کہ صبح صادق ہوگئی، اور یہ جگہ ایسی تھی جہاں نہ تو پانی تھا اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی کا ذخیرہ تھا، اب نماز میں دیر ہونے لگی اور لوگ جا جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ: ''دیکھئے! آپ کی بیٹی عائشہ نے لوگوں کو اور پیغمبر علیہ السلام کو روک رکھا ہے''، یہ باتیں سن سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی غصہ آیا اور آ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگے، اور اپنے دستِ مبارک سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کوکھ میں انگلی چبھونے لگے، اس وقت پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ران پر سر رکھ کر آرام فرما تھے، اس بنا پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ لگانے کے باوجود ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرکت نہیں فرماتی تھیں؛ تا آں کہ نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آیتِ تیمّم: ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا. (النساء: ٤٣)﴾ نازل فرمائی اور لوگوں نے تیمّم کر کے نماز ادا کی۔

اس رخصت کے نازل ہونے پر صحابی جلیل حضرت اسید ابن حضیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے قسم بخدا! جب بھی آپ کے ساتھ کوئی ناگوار بات پیش آئی تو انجام کار اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے خیر کا پہلو اجاگر فرمادیا''۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے یہ کلمات کہے کہ: ''اے ابوبکر کے خاندان والو! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے''۔ (گویا کہ اس سے پہلے بھی امت ان کی برکات سے فیض یاب ہوتی رہی ہے، مثلاً واقعہ افک وغیرہ) (تلخیص بخاری شریف حدیث: ۳۳۴ تفسیر ابن کثیر مکمل ۳۳۱)

تیمّم امتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے

پہلی امتوں میں طہارت اور پاکی حاصل کرنے کے لئے پانی کا استعمال لازم تھا؛ لیکن امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جہاں اور خصوصی انعامات فرمائے، ان میں سے ایک انعام یہ بھی تھا کہ اس امت کے لئے مٹی کو پاکی کا ذریعہ بنادیا۔ چناں چہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أُعْطِيْتُ خَمْساً لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِيْ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِداً وَطَهُوْراً فَأَيُّمَا رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِيْ أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ، وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً.

(بخاری شریف حدیث: ۳۳۵)

مجھے پانچ ایسی خصوصیات حاصل ہوئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں: (۱) ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی (۲) میرے لئے پوری زمین کو سجدہ گاہ اور پاکی کا ذریعہ بنادیا گیا ہے؛ لہٰذا میری امت کا کوئی بھی شخص جہاں بھی نماز کا وقت پائے فوراً نماز ادا کرلے (۳) میرے لئے غنیمت کے مال کو حلال کردیا گیا اور مجھ سے پہلے یہ کسی کے لئے حلال نہیں تھا (۴) مجھے شفاعتِ کبریٰ کا حق عطا ہوا ہے (۵) پہلے نبی کو صرف اس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے سارے عالم کی طرف بھیجا گیا ہے۔

حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر دونوں کے ازالہ کے لئے شرائط پائے جانے پر تیمّم کرنے کی اجازت ہے، اور اس کی تفصیلات قرآنی آیات، احادیثِ شریفہ اور فقہ کی کتابوں میں تفصیل سے موجود ہیں، جن میں سے کچھ منتخب باتیں ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں:

تیمّم کی شرطیں

تیمّم کے صحیح ہونے کے لئے نو شرطیں ہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) نیت کرنا (۳) مسح کرنا (۴) تین یا اس سے زائد انگلیوں سے مسح کرنا (۵) مٹی یا اس کی جنس کی چیز موجود ہونا (۶) مٹی کا پاک ہونا (۷) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا (۸) حیض اور نفاس سے پاک ہونا (۹) اعضائے تیمّم (چہرہ اور ہاتھ کہنیوں تک) کا استیعاب کرنا۔ **وشرطه ستة الخ. (در مختار) بل تسعة الخ.** (شامی بیروت ۳۴۹/۱، زکریا ۳۹۳/۱)

تیمّم کرنا کب جائز ہے؟

چھ صورتوں میں تیمّم کرنا جائز ہے: (۱) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا یعنی مبتلا بہ سے پانی ایک میل یا اس سے زیادہ مسافت پر ہو، اور وہاں تک پہنچنے میں نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو (۲) پانی کے استعمال کی وجہ سے مرض بڑھ جانے یا دیر سے شفا ہونے کا خطرہ ہو (۳) سخت سردی جب کہ جنبی کے لئے گرم پانی سے غسل کا انتظام نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے جان کی ہلاکت یا اعضاء کے شل ہونے کا خطرہ ہو (۴) پانی کا ایسی خطرناک جگہ ہونا (مثلاً وہاں سانپ ہو یا کوئی دشمن بیٹھا ہو یا بھیانک آگ جل رہی ہو) کہ وہاں جا کر پانی لانے میں سخت نقصان کا خطرہ ہو، یا مثلاً آدمی ایسی جگہ ہو کہ اگر وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ جائے تو اپنے مال کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو (۵) پانی محض پینے کی ضرورت کے لئے کافی ہو، اور اس سے وضو یا غسل کرنے سے قافلہ والوں یا ان کے جانوروں کے پیاسے مر جانے کا خوف ہو (۶) پانی کو کنویں وغیرہ سے حاصل کرنے کے لئے کوئی چیز موجود نہ ہو، اور نہ کنویں میں اترنے کی ہمت ہو، تو ان سب صورتوں میں تیمّم کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ **من عجز عن استعمال الماء – إلى قوله – أوعدم آلة طاهرة يستخرج به الماء.** (درمختار بیروت ۳۵۱/۱-۳۵۵، زکریا ۳۹۵/۱-۴۰۰)

مرض میں کس کی رائے کا اعتبار ہے؟

مریض خود اپنے تجربہ یا ظنِ غالب سے واقعی مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ کرے، یا کوئی مسلمان ماہر ڈاکٹر اسے خبر دے تو اس کے لئے تیمّم کرنا جائز ہے۔ **أو خاف إبطاء البرء من المرض بسبب ذٰلک جاز له التيمم ويعرف ذٰلک إما بغلبة الظن عن أمارة أو تجربة أو بإخبار طبيبٍ حاذقٍ مسلمٍ الخ.** (حلبی کبیر ۶۵، ہندیہ ۲۸/۱، فتاویٰ دارالعلوم ۲۵۸/۱)

ریل میں تیمّم کا حکم

اگر ریل میں پانی بالکل نہ ہو اور ایسا اسٹیشن جہاں پانی دستیاب ہو سکے، اتنی دور ہو کہ وہاں

تک پہنچتے پہنچتے نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو یا اسٹیشن پر اتر کر وضو کرنا یا پانی لینا گاڑی کے چل دینے کی وجہ سے ممکن نہ ہو، تو ایسے مسافر کے لئے تیمّم کرنا درست ہے۔ اور اگر ریل میں پانی تو موجود ہو، لیکن بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے وضو نہ کر سکے تو وہ وقت کے اندر تیمّم کر کے نماز پڑھ لے، مگر بعد میں قضا کرنا لازم ہوگی۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۲/۵۵) اور ریل چلتے ہوئے کھڑکی سے جو نہروں یا تالابوں کا پانی نظر آتا ہے اس کا اعتبار نہیں ہے؛ کیوں کہ گاڑی چلتے ہوئے اس پانی کا حصول قدرت میں نہیں ہے۔

لو مر المتيمم على ماء في موضع لا يستطيع النزول إليه لخوف عدوٍ أو سبع لا ينتقض تيممه. (بدائع الصنائع ١/٥٧، هنديه ١/٣٠، شامي بيروت ١/٣٥٦، زكريا ١/٤٠١) **قال الشامي : اعلم أن المانع من الوضوء إن كان من قبل العباد كأسير منعه الكفار من الوضوء، ومحبوس في السجن ومن قيل له إن توضأت قتلتک جاز له التيمم ويعيد الصلوٰة إذا زال المانع، كذا في الدرر والوقاية: أي وأما إذا كان من قبل الله تعالىٰ كالمرض فلا يعيد.** (شامي بيروت ١/٣٥٤، زكريا ١/٣٩٨-٣٩٩)

غسل کا تیمّم وضو کے لئے کافی ہے

اگر کسی جنبی شخص کے پاس صرف بقدر وضو پانی ہو یا کسی اور عذر مثلاً مرض وغیرہ کی وجہ سے اس کے لئے تیمّم جائز ہو جائے تو دونوں صورتوں میں غسل کی نیت سے جو تیمّم کیا جائے گا وہ وضو کے لئے بھی کافی ہو جائے گا، جو پانی موجود ہے اس سے وضو کرنا ضروری نہیں ہے، ہاں اگر اس کے بعد کوئی حدثِ اصغر پیش آ جائے تو اب وضو کرنا ہوگا، چوں کہ وہ وضو کے بقدر پانی پر قادر ہے۔ **وفي القهستاني : إذا كان للجنب ماء يكفي لبعض أعضائه أو للوضوء تيمم ولم يجب عليه صرفه إليه، إلَّا إذا تيمم للجنابة ثم أحدث فإنه يجب عليه الوضوء لأنه قدر على ماء كاف، ولا يجب عليه التيمم لأنه بالتيمم خرج عن الجنابة إلى أن يجد ماء كافياً للغسل.** (شامي بيروت ١/٣٥١، زكريا ١/٣٩٥، احسن الفتاوىٰ ٢/٥٦)

قیدی کے لئے تیمّم

جیل کا قیدی اگر پانی کے حصول پر قادر نہ ہوتو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ فی الحال تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور رہائی کے بعد وضو کر کے تمام نمازوں کو دہرائے، یہی حکم اس شخص کے لئے بھی ہے جو اتفاقاً کسی کمرہ وغیرہ میں بند ہو جائے۔ **المحبوس في السجن يصلي بالتيمم ويعيد بالوضوء، لأن العجز إنما تحقق بصنع العباد، وصنع العباد لا يؤثر في إسقاط حق الله تعالیٰ.** (هنديه ۲۸/۱، امداد الفتاویٰ ۷۳/۱)

کن نمازوں کے لئے تیمّم کی خصوصی اجازت ہے؟

ہر اس نماز کے لئے جس کے فوت ہو جانے پر قضا نہ ہو (جیسے نمازِ جنازہ اور عیدین) اور وضو میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کے بالکل چھوٹ جانے کا خوف ہو تو جلدی سے تیمّم کر کے ایسی نمازیں پڑھ سکتے ہیں؛ لیکن جس نماز کے فوت ہونے پر قضاء ممکن ہو (جیسے پنج وقتہ نمازیں اور نماز جمعہ اور وتر) تو وہ تیمّم سے ادا نہیں ہوسکتیں۔ **وجاز لخوف فوت صلاة جنازة أي كل تكبيراتها – إلى قوله – أو فوت عيد بفراغ إمام أو زوال شمس الخ.** (درمختار بيروت ۳۶۲/۱، زكريا ۴۰۸/۱) **والأصل أن كل موضع يفوت فيه الأداء لا إلى خلف فإنه يجوز له التيمم وما يفوت إلى خلف لا يجوز له التيمم كالجمعة.** (هنديه ۳۱/۱)

تنگیٔ وقت کی وجہ سے تیمّم

اگر پنج وقتہ نماز اتنی مؤخر کردی جائے کہ وضو کر کے نماز پڑھنے میں وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو اور اتنا وقت ہے کہ تیمّم کر کے فوراً نماز ادا کر لے، تو امام زفرؒ کے نزدیک اس وقت تیمّم کر کے نماز پڑھ لے، پھر بعد میں وضو کر کے نماز قضاء کرے، احتیاطاً اسی پر فتویٰ ہے۔ **وقيل تيمم لفوات الوقت، قال الحلبي: فالأحوط أن يتيمم ويصلي ثم يعيده. (درمختار) وقال الشامي بحثاً: فينبغي العمل به احتياطاً.** (شامي بيروت ۳۶۶/۱-۳۶۷، زكريا ۴۱۳/۱-۴۱۴)

فاقد الطہورین کا حکم

اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو کہ وہاں نہ تو پانی ہو اور نہ تیمّم کے لئے پاک مٹی میسر ہو، تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق اس وقت نمازیوں جیسے اعمال کرے گا؛ البتہ قرأت وغیرہ نہیں کرے گا، اور نماز کی نیت بھی نہ کرے اور بعد میں جب طہارت پر قدرت ہو تو ان نمازوں کو دہرائے گا۔ **وأما فاقد الطهورين ففي الفيض وغيره أنه يتشبه عندهما وإليه صح رجوع الإمام وعليه الفتوىٰ** (درمختار) **يتشبه أي بالمصلين وجوباً فيركع ويسجد إن وجد مكاناً يابساً الخ، ونقل ط أنه لا يقرأ فيها.** (شامی بیروت ۱/۱۷۰، زکریا ۱/۱۸۵)

ہوائی جہاز کے مسافر کا حکم

ہوائی جہاز کے سفر کے دوران اگر پانی کا نظم ہو (جیسا کہ اکثر جہازوں میں ہوتا ہے) تو وضو کرکے ہی نماز پڑھنی ہوگی، اگرچہ ضرورۃً اعضاءِ وضو کو ایک ایک مرتبہ ہی دھویا جائے؛ لیکن اگر کوئی شخص ایسے جہاز میں سفر کرے جس میں پانی کا بالکل انتظام نہ ہو، اور نہ ہی وہاں تیمّم کی کوئی شکل ہو تو پھر وہ بلا طہارت نمازیوں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے ارکان بجالائے گا، اور بعد میں وضو کرکے اپنی نمازیں دہرائے گا؛ اس لئے کہ وہ بھی فاقد الطہورین ہے۔ **وأما فاقد الطهورين ففي الفيض وغيره أنه يتشبه عندهما وإليه صح رجوع الإمام وعليه الفتوىٰ** (درمختار) **يتشبه أي بالمصلين وجوباً فيركع ويسجد إن وجد مكاناً يابساً الخ، ونقل ط أنه لا يقرأ فيها.** (شامی بیروت ۱/۱۷۰، زکریا ۱/۱۸۵)

تیمّم کا طریقہ

تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کرکے دونوں ہتھیلیاں مٹی پر ماری جائیں اس کے بعد انہیں پورے چہرے پر پھیرلیا جائے، اس کے بعد دوبارہ ہتھیلیاں مٹی یا غبار پر مارکر کہنیوں تک دونوں ہاتھوں پر پھیرا جائے، اگر انگلیوں میں انگوٹھی پہن رکھی ہو تو اس کو اتار دیں یا آگے پیچھے کردیں۔

تيـمـم الـخ. مستـوعبـا وجهـه حتـى لوترك شعرة أو وترة منخره لم يجز ويديه فينزع الخاتم والسوار أو يحرك به يفتي مع مرفقيه ...... بضربتين.

(درمختار بيروت ۱/۳۵۵-۳۵۷، زكريا ۱/۴۰۱-۴۰۲، هنديه ۱/۲۶)

دوسرے شخص کا تیمّم کرانا

اگر مریض خود تیمّم نہ کرسکے تو تیمار دار اپنے ہاتھوں سے بھی اس کو تیمّم کراسکتا ہے۔ **بـضـربتيـن ولـو مـن غيره (درمختار) وفي الشامي: فلو أمر غيره بأن ييممه جاز بشـرط أن ينوي الآمر.** (شـامـي بيروت ۱/۳۵۷، زكريا ۱/۴۰۲) **وفـعـل غيره بأمره قائم مقام فعله فهو منه في المعنى.** (شامي بيروت ۱/۳۵۷، زكريا ۱/۴۰۳)

بغیر ہاتھ پھیرے تیمّم کی صورت

اگر کسی جگہ گرد وغبار اڑ رہا ہو تو اس درمیان اگر کوئی شخص تیمّم کے ارادے سے اپنے چہرہ اور ہاتھوں کو حرکت بھی دیدے گا تو اس کا تیمّم صحیح ہوجائے گا، باقاعدہ ہاتھ پھیرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ **ولـو انهدم الحائط وظهر الغبار فحرك رأسه ونوى التيمم جاز، والشرط وجـود الـفـعـل منه، أي الشرط في هٰذه الصورة وجود الفعل منه وهو المسح أو التحريك وقد وجد، فهو دليل على أن الضرب غير لازمٍ كما مر.**

(شامي بيروت ۱/۳۵۷، زكريا ۱/۴۰۲-۴۰۳)

اکثر اعضاء زخمی ہونے کی صورت میں تیمّم کا حکم

اگر وضو کے اکثر اعضا یعنی اعضاء اربعہ (چہرہ، دونوں ہاتھ، سر اور دونوں پیر) میں سے تین اعضاء زخمی ہوں تو وہ تیمّم کرے۔ اسی طرح اگر بدن کا اکثر حصہ زخمی ہو تو غسلِ جنابت کے بجائے تیمّم کرنا درست ہوگا؛ لیکن اگر آدھے اعضاء اور آدھا بدن صحیح سلامت ہو تو اب محض تیمّم سے کام نہ چلے گا؛ بلکہ زخمی اعضاء پر تیمّم اور صحیح اعضاء کو دھویا جائے گا، ہاں اگر زخم ایسی جگہ ہو کہ اوپر تندرست حصہ

سے پانی بہانے کی وجہ سے زخمی حصہ کو پانی سے بچانا مشکل ہوتو وہ اوپر کا تندرست حصہ بھی زخم کے حکم میں شمار ہوگا اوراس کی وجہ سے تیمّم کی گنجائش ہوگی۔ **تيمم لو كان أكثره أي أكثر أعضاء الوضوء عدداً، وفي الغسل مساحة مجروحاً أو به جدري اعتباراً للأكثر وبعكسه يغسل الصحيح ويمسح الجريح، وكذا إذا استويا غسل الصحيح من أعضاء الوضوء ولا رواية في الغسل ومسح الباقي منها وهو الأصح، لأنه أحوط فكان أولىٰ. (درمختار) وفي الشامي: لكن إذا كان يمكنه غسل الصحيح بدون إصابة الجريح وإلا تيمم، حلية. فلو كانت الجراحة بظهره مثلا وإذا صب الماء سال عليها يكون ما فوقها في حكمها فيضم إليها.** (شامي بيروت ۱/ ۳۸۰، زكريا ۱/ ۴۲۹-۴۳۰)

اگر ہاتھ کہنیوں تک کٹے ہوئے ہوں

اگرکسی شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے جوڑ سے کٹے ہوئے ہوں تو جب تیمّم کرے تو کٹنے کی جگہ کا مسح کرے۔ **مع مرفقيه فيمسحه الأقطع.** (درمختار بيروت ۱/ ۳۵۷، زكريا ۱/ ۴۰۲)

ومن هو مقطوع اليدين من المرفقين إذا تيمم يمسح موضع القطع.

(حلبي كبير ۶۴، هنديه ۱/ ۲۶)

اگر ہاتھ کہنیوں کے اوپر سے کٹے ہوئے ہوں

اگرکسی شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے اوپر سے کٹ گئے ہوں تو تیمّم کرتے وقت اس شخص پر ہاتھوں کا مسح واجب نہیں۔ **فلو كان القطع فوق المرفقين لايجب اتفاقاً.**

(شامي بيروت ۱/ ۳۵۷، زكريا ۱/ ۴۰۲، هنديه ۱/ ۲۶)

اگر دونوں ہاتھ کٹے ہوں اور چہرہ بھی مجروح ہو

اگرکسی شخص کے دونوں ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں اور چہرہ بھی زخمی ہو تو اس سے وضو اور تیمّم سب ساقط ہے، بس وہ اسی حالت میں جیسے بھی ہو نماز ادا کرے گا، اور بعد میں دہرانے کی بھی

ضرورت نہیں۔ من قطعت يداه ورجلاه وبوجهه جراحة يصلي بلا وضوء ولا تيمم ولا يعيد. (درمختار بيروت ١/٠‏١٧-‏٣٥٧، زكريا ١/١٨٥-٤٢٣، هنديه ٣١)

کن چیزوں پر تیمّم کرنا جائز ہے؟

پاک زمین اور اس کی ہر اس جنس پر تیمّم کرنا جائز ہے جو آگ میں ڈالنے سے نہ جلے، نہ ڈھلے اور نہ نرم ہو، جیسے پتھر اور ہر قسم کی مٹی۔ اور جو چیزیں آگ میں ڈالنے سے جل جائیں یا پگھل جائیں یا نرم ہو جائیں تو اگر ان پر گرد وغبار نہ ہو تو تیمّم جائز نہ ہوگا، جیسے لوہا، تانبا، سونا، چاندی وغیرہ۔ يتيمم بطاهر من جنس الأرض كذا في التبيين، كل ما يحترق فيصير رماداً كالحطب والحشيش ونحوها أو ما ينطبع ويلين كالحديد والصفر والنحاس والزجاج وعين الذهب والفضة ونحوها فليس من جنس الأرض وما كان بخلاف ذلك فهو من جنسها كذا في البدائع. (عالمگيرى ٢٦/١، درمختار ٣٥٨/١ تا ٣٦٠، زكريا ٤٠٤/١-٤٠٥)

گرد وغبار پر تیمّم

اگر لوہا یا لکڑی وغیرہ پر اتنا گرد جم رہا ہو کہ اس پر ہاتھ پھیرنے سے گرد کا اثر ظاہر ہو جائے تو اس پر بھی تیمّم درست ہے۔ ولو أن الحنطة أو الشئ الذى لا يجوز عليه التيمم إذا كان عليه التراب فضرب يده عليه وتيمم ينظر إن كان يستبين أثره بمده عليه جاز وإلا فلا لوجود الشرط خصوصاً في ثياب ذوى الأشغال هو حسنٌ فلذا جزم به الشارح. (شامى بيروت ٣٦١/١، زكريا ٤٠٦/١-٤٠٧، هنديه ٢٧/١)

سمینٹڈ دیوار اور ٹائل وغیرہ پر تیمّم

سمینٹ، ٹائل، پتھر، چونا سب زمین کی جنس سے ہیں؛ لہٰذا اگر وہ پاک ہوں تو ان پر تیمّم جائز ہے، اگرچہ ان پر بالکل بھی گرد وغبار نہ ہو۔ فيجوز كحجر مدقوق أو مغسول، أو

حائط مطين أو مجصص. (درمختار بیروت ١/ ٣٦٠، زکریا ١/ ٤٠٦) **وبالحجر عليه غبار أو لم يكن بأن كان مغسولاً أو أملس.** (عالمگیری ١/ ٢٧) **إذ لا يخفى أن الحجر الأملس جزء من الأرض.** (شامی بیروت ١/ ٣٦٨)

ایک ہی جگہ پر کئی مرتبہ تیمّم کرنے کا حکم

ایک ہی مٹی پر بار بار تیمّم کرنا درست ہے، تیمّم کرنے سے مٹی مستعمل نہیں ہوتی۔ **وفي الولوالجية: إذا تيمّم مراراً من موضع واحدٍ جاز لأن التراب لايصير مستعملاً، لأن المستعمل ما التزق بيده وهو كفضل ماءٍ في الإناء.** (تاتارخانیه کراچی ١/ ٢٤٢، تاتارخانية زكريا ١/ ٨١ رقم: ٣٧٨، هنديه ١/ ٣١)

تیمّم سے ظاہری نجاست پاک نہیں ہوتی

تیمّم سے صرف نجاستِ حکمیہ رفع ہوتی ہے، اس سے ظاہری نجاست دور نہیں ہوسکتی؛ لہٰذا اگر بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو تو تیمّم کرنے سے وہ رفع نہ ہوگی۔ **تطهير النجاسة واجبة من بدن المصلي......، ويجوز تطهيرها بالماء وبكل مائع طاهر.** (هدايه ١/ ٧١ باب الأنجاس، حلبي كبير ١٧٧ باب الأنجاس، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ٥/ ١٩٠)

تیمّم کے درمیان حدث لاحق ہوجائے

اگر زمین پر ضرب لگانے کے بعد مسح کرنے سے پہلے حدث لاحق ہوجائے تو اب ان ہاتھوں سے مسح نہ کرے؛ بلکہ ازسرِنو دوبارہ ضرب لگا کر ہی مسح کرے۔ **لو ضرب يديه فقبل أن يمسح أحدث لا يجوز المسح بتلك الضربة كما لو أحدث في الوضوء بعد غسل بعض الأعضاء.** (هنديه ١/ ٢٦)

تیمّم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

تیمّم ہر حدث سے ٹوٹ جاتا ہے، نیز جس عذر کی وجہ سے تیمّم کرنا جائز ہے اس عذر کے زائل ہونے سے بھی تیمّم باقی نہیں رہتا۔ **وناقضه ناقض الأصل ولو غسلاً الخ. ولو قال**

وكـذا زوال مـا أباحه أي التيمم لكان أظهر وأخصر. (درمختار بيروت ١/٣٧٧-٣٧٩، زكريا ١/٤٢٥-٤٢٨، ومثله في البحر ١/١٥٢)

پانی پر قدرت کی وجہ سے تیمّم کا ٹوٹنا

اگر پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تیمّم کیا تھا تو بعد میں جب بھی ضرورت کے بقدر پانی پر قدرت ہوجائے تیمّم ٹوٹ جائے گا۔ **وقدرة مـاء ولو إباحة في صلوة كاف لطهره ولو مرةً مرة فضل عن حاجته الخ.** (درمختار بیروت ١/٣٧٨، زکریا ١/٤٢٧)

ٹھنڈک یا مرض ختم ہونے سے نقض تیمّم

اگر مرض یا شدید ٹھنڈک کی وجہ سے تیمّم کیا تھا پھر مرض جاتا رہا یا ٹھنڈک ختم ہوگئی تو بھی پہلا تیمّم ٹوٹ جائے گا۔ **فـإن الـمـريـض إذا تيـمم للمرض ثم زال مرضه انتقض تيممه كـما صرح به قاضي خان في فتاواه، ومن تيمم للبرد ثم زال البرد انتقض تيممه كما صرح به في المبتغىٰ.** (البحرالرائق ١/١٥٢)

ایک عذر کے بعد دوسرا عذر پیش آنا

اگر کسی شخص نے پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تیمّم کیا پھر پانی تو مل گیا مگر ٹھنڈک اتنی شدید ہوگئی کہ پانی کا استعمال خطرناک ہے یا اس کے برعکس صورت پیش آئی کہ پہلے ٹھنڈک کی وجہ سے تیمّم کیا تھا پھر ٹھنڈک تو زائل ہوگئی مگر پانی ناپید ہوگیا، تو ان دونوں صورتوں میں پہلا تیمّم ٹوٹ جائے گا، اور نئے عذر کی وجہ سے ازسرِنو تیمّم کرنا ہوگا۔ **فإذا تيمم لفقد الماء ثم مرض ثم وجد الماء بعده لا يصلي بالتيمم السابق لأنه كان لفقد الماء، والاٰن هو واجد له فبطل تيممه لزوال ما أباحه وإن كان له مبيح اٰخر في الحال.** (شامی بیروت ١/٣٥٦، زکریا ١/٤٠١)

کس تیمّم سے نماز پڑھنا صحیح ہے؟

نماز پڑھنا جس تیمّم سے جائز ہے اس کے لئے شرط ہے کہ درج ذیل تین نیتوں میں سے

کوئی ایک نیت کی جائے: (۱) طہارتِ کاملہ (۲) یا نماز پڑھنے کا جواز (۳) یا ایسی عبادتِ مقصودہ کی انجام دہی جو بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہوتی۔ **ویشترط لصحة نيّة التيمم للصلٰوة به أحد ثلاثة أشياء: إمَّا نية الطهارة أو استباحة الصلٰوة أو نية عبادة مقصودة لاتصح بدون طهارةٍ.** (نور الإيضاح ٤٠-٤١)

عبادتِ غیر مقصودہ کے تیمّم سے نماز جائز نہیں

جو تیمّم عبادتِ غیر مقصودہ کے لئے یا ایسی عبادت کے لئے کیا جائے جس کے لئے وضو شرط نہیں ہے، مثلاً زبانی قرأتِ قرآن کے لئے، تو اس تیمّم سے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اسی طرح جو تیمّم صرف قرآنِ مجید چھونے کی نیت سے کیا جائے (اس میں طہارت کاملہ کی نیت شامل نہ ہو) تو اس سے بھی نماز پڑھنا درست نہیں۔ **ولوتيمم لقرأة القرآن عن ظهر القلب أو عن المصحف – إلى قوله – وصلى بذٰلك التيمم، قال عامّة العلماء لا يجوز.** (هنديه ١/٢٦)

نمازِ جنازہ فوت ہونے کے خطرہ سے کئے گئے تیمّم کا حکم

اگر کسی شخص نے نمازِ جنازہ فوت ہونے کے خطرہ سے تیمّم کیا جب کہ پانی موجود ہے تو اس تیمّم سے دوسری کوئی نماز پڑھنا درست نہیں ہے، ہاں اگر اسی وقت فوراً دوسرا جنازہ آجائے اور اتنا وقت نہ ہو کہ وضو کرکے اسے ادا کیا جاسکے تو اس صورت میں پہلے تیمّم سے دوسری نماز جنازہ پڑھنا بھی درست ہوگا۔ **وأما عند وجوده (أي الماء) إذا خاف فوتها فإنما تجوز به الصلٰوة على جنازة أخرىٰ إذا لم يكن بينهما فاصل كما مرّ، ولا يجوز به غيرها من الصلوات.** (شامي بيروت ١/٣٦٦، زكريا ١/٤١٣، هنديه ١/٣١، حلبي كبير ٨٣-٨٤، نفع المفتي والسائل ١٤)

موزوں پر مسح کا بیان

مسح علی الخفین کی مشروعیت

قرآنِ پاک میں آیتِ وضو ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ﴾ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وضو میں پیروں کا دھونا ضروری ہے؛ لیکن صحیح احادیث سے شہرت کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرائط کے ساتھ خفین پر مسح کرنے کی نہ صرف اجازت دی؛ بلکہ خود عمل بھی فرمایا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سفر کے دوران وضو فرمایا اور میں آپ پر پانی ڈال رہا تھا، آپ نے ایسا شامی جبہ زیب تن فرما رکھا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں، جس کی بنا پر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دامن کے نیچے سے باہر نکالے اور آپ نے خفین پر مسح فرمایا، تو میں نے عرض کیا کہ کیا حضرت پیر دھونا بھول گئے؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بَلۡ أَنۡتَ نَسِیۡتَ، بِھٰذَا أَمَرَنِیۡ رَبِّیۡ.

بلکہ تم ہی بھول گئے، مجھے میرے رب نے اسی (خفین پر مسح کرنے کا) حکم دیا ہے۔

(بخاری شریف حدیث: ١٩٦، مسلم شریف حدیث: ٤٠٦، المحیط البرهانی ٣٣٩/١)

اسی طرح حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے بھی مسح علی الخفین کی روایت مشہور ہے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے بیان پر بہت خوش ہوتے تھے؛ اس لئے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سورۂ مائدہ کی آیت وضو کے نزول کے بعد ہی دولت اسلام سے مشرف ہوئے تھے۔ (بخاری شریف حدیث: ۳۸۷، مسلم شریف حدیث: ۴۰۱، المحیط البرہانی ۱/۳۳۹)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے ۷۰ر ایسے صحابہ سے ملاقات کی ہے جو سب کے سب مسح علی الخفین کو جائز قرار دیتے تھے۔ (المحیط البرہانی ۱/۳۳۹، حلبی کبیر ۱۰۴)

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میرے سامنے مسح علی الخفین کا جواز روزِ روشن کی طرح عیاں نہیں ہوگیا میں نے اس کے جواز کا قول نہیں کیا۔ (المحیط البرہانی ۱/۳۳۹)

مسح علی الخفین اہلِ سنت والجماعت کا امتیازی عقیدہ ہے

شیعہ فرقۂ امامیہ کے لوگ مسح علی الخفین کو نہیں مانتے؛ بلکہ وہ بلا خفین پیروں پر مسح کے قائل ہیں، اس کے برخلاف اہلِ سنت والجماعت موزے نہ ہونے کی حالت میں پیروں کو دھونا ضروری قرار دیتے ہیں، اور موزوں کی حالت میں مسح کے قائل ہیں۔ (نووی علی مسلم فی شرح حدیث: ۲۴۱، تحفۃ الالمعی ۱/۳۵۸) اسی لئے مسح علی الخفین کے جواز کو اہل سنت والجماعت کی امتیازی علامتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اہل سنت والجماعت کی علامات کیا ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا:

أَنْ تُحِبَّ الشَّيْخَيْنِ وَلَا تَطْعَنَ فِيْ الْخَتَنَيْنِ وَتَمْسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

(المحیط البرهانی ۱/۳۳۹)

یہ کہ تم حضراتِ شیخین (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) سے محبت رکھو، اور دونوں دامادوں (حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہما) کے بارے میں زبان درازی نہ کرو، اور خفین پر مسح کیا کرو۔

امام کرخیؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص خفین پر مسح کا قائل نہ ہو اس پر کفر کا اندیشہ ہے۔ (المحیط البرہانی ۱/۳۳۹) اس لئے کہ مسح کے جواز کی روایات شہرت وتواتر کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہے جن کا انکار موجبِ کفر ہے۔

ذیل میں مسح علی الخفین وغیرہ کے متعلق منتخب مسائل پیش کئے جاتے ہیں:

موزوں پر مسح صحیح ہونے کی شرطیں

خفین (چمڑے کے موزوں) پر مسح صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں: (۱) ٹخنوں سمیت وہ پورے قدم کو چھپالیں (۲) وہ قدم کی ہیئت پر بنے ہوئے اور پیر سے ملے ہوئے ہوں (۳) وہ اتنے مضبوط ہوں جنہیں پہن کر جوتے کے بغیر ایک فرسخ (تین میل شرعی جس کی مسافت ۵/کلومیٹر ۴۸۶/میٹر ۴۰/سینٹی میٹر ہوتی ہے۔ مستفاد: ایضاح المسائل ۷۰) پیدل چلا جاسکتا ہو (۴) وہ پیروں پر بغیر باندھے رک سکیں (۵) اتنے دبیز ہوں کہ پانی کو پیروں تک نہ پہنچنے دیں (۶) ان میں سے کسی موزہ میں اتنی پھٹن نہ ہو جو مسح سے مانع ہو (۷) طہارتِ کاملہ پر پہنا جائے (۸) وہ طہارت تیمّم سے حاصل نہ کی گئی ہو (۹) مسح کرنے والا جنبی نہ ہو (۱۰) اگر پیر کٹا ہوا شخص مسح کرنا چاہے تو یہ شرط ہے کہ کم از کم ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر اس کے قدم کا اوپری حصہ باقی ہو۔ ویشترط

لجواز المسح على الخفين سبعة شرائط الخ. (مراقی الفلاح ٦٩) **قلت: ويزاد كون الطهارة المذكورة غير التيمم وكون الماسح غير جنب** (شامی بیروت ۳۸۵/۱، زکریا ٤٣٧/١) **والثانی كونه مشغولاً بالرجل ليمنع سراية الحدث.**

(درمختار بیروت ۳۸۷/۱، زکریا ٤٣٩/١)

مسح کرنے کا طریقہ

خفین پرمسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں تر ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر موزوں کے اگلے ظاہری حصہ سے اوپر پنڈلیوں کی طرف خط کھینچ دیا جائے، اور اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی شامل کرلے تو بہتر ہے۔ (اگر اس کے خلاف مسح کیا مثلاً پنڈلی سے انگلیوں تک خط کھینچا یا پیر کی چوڑائی میں مسح کیا تو مسح تو ہوجائے گا؛ لیکن خلافِ سنت ہوگا) **والسنة أن يخط خطوطاً بأصابع يدٍ مفرّجةٍ قليلاً يبدأ من قبل أصابع رجله متوجهاً إلى أصل الساق الخ. (درمختار) وإن وضع الكفين مع الأصابع كان أحسن.** (شامی بیروت ۳۹۲/۱، زکریا ٤٤٨/١، هنديه ٣٣/١) **ولو وضع يديه من قبل الساق ومدهما إلى رؤس الأصابع جاز لحصول الفرض، وكذا لو مسح عليهما عرضاً جاز أيضاً الخ.** (حلبی کبیر ١٠٩-١١٠)

ایک انگلی سے مسح

اگر ایک موزہ پر صرف ایک انگلی کو ایک ہی جگہ تین مرتبہ کھینچ دیا جائے تو مسح صحیح نہ ہوگا، ہاں اگر انگلی کو تین مرتبہ تر کرکے تین علیحدہ علیحدہ جگہ پر کھینچا جائے تو مسح درست ہوجائے گا۔ **ولو مسح بإصبع واحدة من غير أن يأخذ ماءً جديداً لا يجوز، ولو مسح بها ثلاث مرات في ثلاثة مواضع وأخذ لكل مرة ماءً جديداً جاز.** (هنديه ٣٢/١-٣٣، المحيط البرهانی ٣٤٠/١)

تلوے کی جانب سے مسح کا اعتبار نہیں

خفین میں نیچے تلوے کی طرف یا صرف ایڑیوں کی طرف مسح کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ **ولو**

مسح علی باطن خفيه أو من قبل العقبين أو من جوانبهما أی جوانب الرجلين لا يجوز مسحه. (حلبی کبیر ۱۱۰)

مسح کے بجائے تر گھاس پر چلنا

اگر کوئی شخص خفین پر مسح کرنے کے بجائے ایسی گھاس پر ٹہلے جو پاک پانی سے تر ہو، جس کی وجہ سے موزوں کا ظاہری اوپری حصہ پانی سے بھیگ جائے تو اس سے بھی مسح علی الخفین کا وظیفہ اداہوجائے گا۔ **وإذا لم يمسح على خفيه ولكن مشىٰ فی الحشيش فابتل ظاهر خفيه ببلل الحشيش إن كان الحشيش مبتلاً بالماء أو بالمطر يجزء ه بالإجماع.**

(المحیط البرھانی ۱/۱ ۳٤)

کسی دوسرے شخص سے مسح کرانا

اگر کوئی شخص خفین پر خود مسح کرنے کے بجائے دوسرے شخص سے مسح کرالے تو بھی مسح درست ہوجائے گا۔ **ولو أمر انساناً حتی مسح علی خفيه جاز لحصول المقصود وهو إيصال البلة.** (المحیط البرھانی ۱/۱ ۳٤)

چمڑا چڑھے ہوئے موزوں پر مسح

اگر باریک سوتی یا اونی موزوں کو مجلد (پورے قدم کے بقدر چمڑا چڑھا ہوا) کرایا جائے تو ان پر مسح کرنا بالاتفاق درست ہے؛ اس لئے کہ چمڑہ چڑھانے کے بعد وہ خف ہی بن جاتا ہے۔ **قال الشامی بحثاً: ويؤخذ من هٰذا ومما قبله أنه لو كان محل المسح وهو ظهر القدم مجلداً مع أسفلهٖ أنه يجوز المسح عليه كما قدمناه عن سيد عبد الغنی فی الخف الحنفی المخيط بالشخشير.** (شامی بیروت ۱/ ۳۹٦، زکریا ۱/ ٤٥٣)

چمڑے کے پائے تابہ والے موزوں پر مسح

اگر باریک سوتی یا اونی موزوں کو صرف منعل کرایا یعنی تلوے اور اوپر نیچے کا پائے تابہ

چمڑے کا بنوا کر سلوا لیا تو اس پر مسح کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف رہا ہے، عدم جواز کا قول احوط ہے۔

(امداد الفتاویٰ حاشیہ ۱/۵۷ تا ۷۷، احسن الفتاویٰ ۲/۶۵ ، اس سلسلہ کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں: تحفۃ الالمعی ۱/۳۶۷ تا ۳۶۹، افادات: حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم)

دبیز موزوں (اونی، سوتی) پر مسح

اگر سوتی یا اونی موزے مجلد یا منعل نہ ہوں؛ لیکن اتنے دبیز ہوں کہ انہیں پہن کر تین میل چلا جا سکے اور ان میں پانی نہ چھن سکے اور بلا کسی ذریعہ (لاسٹک وغیرہ) کے پنڈلی پر ٹک سکیں، نیز انہیں پہن کر پیر کا اندرونی حصہ باہر سے نظر نہ آئے، تو ایسے دبیز اور موٹے موزوں پر مسح کرنا درست ہے۔ **أو جوربيه ولو من غزل أوشعر الثخينين بحيث يمشي فرسخاً ويثبت على الساق بنفسه ولا يُرىٰ ما تحته ولا يشف إلاَّ أن ينفذ إلى الخف.**

(درمختار بيروت ۱/۳۹٤-۳۹٥، زكريا ۱/٤٥١-٤٥٢)

پلاسٹک اور فوم کے موزوں پر مسح

پلاسٹک اور فوم کے موزے اگر اتنے دبیز ہوں کہ انہیں پہن کر تین میل چلا جا سکے، اور دیگر شرائط بھی ان میں پائی جائیں تو ان پر مسح کرنا درست ہوگا۔ **أو جوربيه ولو من غزل أو شعر الثخينين بحيث يمشي فرسخاً ويثبت على الساق بنفسه ولا يُرىٰ ما تحته ولا يشف إلاَّ أن ينفذ إلى الخف.** (درمختار بيروت ۱/۳۹٤-۳۹٥، زكريا ۱/٤٥١-٤٥٢)

مروجہ سوتی اور نائیلون کے موزوں کا حکم

آج کل استعمال ہونے والے نائیلون اور سوتی و اونی موزوں پر مسح بالکل جائز نہیں؛ اس لئے کہ ان میں جواز کی شرائط نہیں پائی جاتیں؛ لہٰذا وضو کے وقت ان کو اتار کر پیروں کو دھونا لازم ہے۔ **منها ما يكون من غزل وصوفٍ، ومنها ما يكون من غزل الخ. فالأول لا يجوز المسح عليه عندهم جميعاً، وأما الثاني فإن كان رقيقاً لا يجوز المسح عليه بلا خلافٍ.** (المحيط البرهاني ۱/۳٤٤)

خفین کے نیچے اونی یا سوتی موزے

اگر چمڑے کے موزوں کے نیچے باریک اونی یا سوتی موزے پہن رکھے ہیں تو بھی چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے۔ **يعلم منه جواز المسح على خف لبس فوق مخيط من كرباس أو جوخ أو نحوهما مما لا يجوز عليه المسح.** (منحة الخالق على البحر الرائق ۱/۱۸۱)

باریک موزے تہ بتہ پہننے کے بعد مسح کا حکم

اگر باریک سوتی یا اونی موزے تہ بتہ پہن رکھے ہوں تو ان پر مسح کرنے کی اجازت نہیں۔ **وإذا لبس الجرموقين فإن لبسهما وحدهما فإن كانا من كرباس أو ما يشبه لا يجوز المسح عليهما.** (هنديه ۱/۳۲)

خفین کے اوپر سے اونی موزہ پہننا

اگر کسی شخص نے خفین کے اوپر سوتی یا اونی موزے چڑھا رکھے ہیں تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ باریک ہیں یا دبیز؟ اگر اتنے ہلکے ہیں کہ ان پر مسح کرنے سے تراوٹ چمڑے کے موزوں تک پہنچ جائے تو ان کے اوپر سے مسح کرنا کافی ہے، اور اگر اس قدر دبیز ہیں کہ اوپر کے مسح کا اثر نیچے خفین تک نہ پہنچے (جیسا کہ عام موزوں میں ہوتا ہے) تو ان موزوں پر مسح درست نہ ہوگا۔ **وإن لبسهما فوق الخفين فإن كانا من كرباسٍ أو ما يشبه الكرباس لا يجوز المسح عليهما كما لو لبسا على الانفراد إلا أن يكونا رقيقين يصل البلل إلى ما تحتهما.**

(المحيط البرهانی ۱/۳٤٥)

مسح کی مدت

مقیم کے لئے ایک دن رات (۲۴ر گھنٹے) اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات (۷۲ر گھنٹے) تک خفین پر مسح کی اجازت ہے، اور اس مدت کی ابتدا پہننے کے وقت سے نہیں ہوگی؛ بلکہ پہلی

مرتبہ حدث لاحق ہونے کے وقت سے ہوگی۔ **یوماً ولیلةً لمقیم، وثلاثة أیام ولیالیها لمسافر، وابتداء المدة من وقت الحدث.** (درمختار بیروت ۳۹۷/۱، زکریا ۴۵٦/۱، هندیه ۳۳/۱)

مسح کی مدت کی ابتدا کب سے؟

موزوں پر مسح کی مدت کی ابتدا موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ حدث لاحق ہونے کے وقت سے ہوگی، مثلاً کسی شخص نے آٹھ بجے کامل طہارت کے ساتھ موزہ پہنا اس کے بعد گیارہ بجے اس کو پہلی مرتبہ حدث لاحق ہوا، تو اس کی مدت کی ابتدا گیارہ بجے سے ہوگی۔ **وابتداء المدة یعتبر من وقت الحدث عند علمائنا رحمهم اللّٰه تعالیٰ.** (المحیط البرهانی ۳۵۱/۱)

حدثِ اول سے قبل خفین اتار دینا

بحالتِ طہارت خفین پہننے کے بعد ابھی کوئی حدث پیش نہیں آیا تھا کہ خفین اتار دئے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا؛ کیوں کہ ابھی مسح کی مدت شروع ہی نہیں ہوئی ہے۔ **واعلم بأن خلع الخفین قبل انتقاض الطهارة التي لبس بها الخفین لا یضره وإن تکرر؛ لأن الطهارة قائمة، وخلع الخفین لیس بحدث.** (حاشیه چلپی علی تبیین الحقائق قدیم ۵۰/۱، البحر الرائق زکریا ۲۹۷/۱)

مدتِ مسح ختم ہونے پر کیا کرے؟

جس شخص کے مسح کی مدت ختم ہوجائے اور وہ باوضو ہو تو اس کے لئے یہ کافی ہے کہ موزے اتار کر صرف پیر دھولے، بقیہ وضو دہرانا اس پر لازم نہیں۔ **قال في الأصل: إذا انقضیٰ وقت المسح ولم یحدث في تلک الساعة فعلیه نزع خفیه وغسل رجلیه ولیس علیه إعادة بقیة الوضوء.** (المحیط البرهانی ۳۵۲/۱)

مسح کرنے والا مقیم مسافر ہوجائے

اگر مسح کرنے والا مقیم ۲۴ر گھنٹے پورا ہونے سے پہلے مسافر شرعی ہوجائے، تو اس کے لئے

۷۲رگھنٹے تک مسح کرنے کی اجازت ہوگی۔ **مقیم سافر فی مدة الإقامة یستکمل مدة السفر.** (هندیه ۱/۳۳، درمختار بیروت ۱/٤٠٥، زکریا ۱/٤٦٦، المحیط البرهانی ۱/٣٥٢)

مسح کرنے والا مسافر مقیم ہوجائے

اگر حالتِ سفر میں مسح شروع کیا اور ۲۴رگھنٹے سے پہلے مقیم ہوگیا تو ۲۴رگھنٹے پورے ہونے تک مسح کی گنجائش ہوگی، اور اگر ۲۴رگھنٹے پورے ہونے کے بعد مقیم ہوا ہے، تو اب حالتِ اقامت میں اس کے لئے آگے مسح کرنا جائز نہ ہوگا؛ بلکہ موزے اتارکر پیر دھونے ضروری ہوں گے۔ **والمسافر إذا أقام بعد ما استکمل مدة الإقامة ینزع خفیه ویغسل رجلیه، وإن أقام قبل استکمال مدة الإقامة یتم مدتها کذا فی الخلاصة.** (هندیه ۱/٣٤، شامی بیروت ۱/٤٠٥، زکریا ۱/٤٦٨، المحیط البرهانی ۱/٣٥٢)

مسح کوتوڑنے والی چیزیں

درج ذیل صورتوں میں مسح علی الخفین ٹوٹ جائے گا: (۱) نواقض وضو (بول و براز وغیرہ) اس صورت میں نیا وضو کرتے وقت دوبارہ مسح کرنا ہوگا، اور آگے کی صورتوں میں موزہ اتارکر پیر دھونا ضروری ہے صرف مسح کافی نہیں (۲) پورے موزہ کا اتار دینا یا پیر کا اکثر حصہ باہر آجانا (۳) مسح کی مقررہ مدت کا گذر جانا (۴) موزہ پہنے ہوئے کسی ایک پیر کے اکثر حصہ تک موزہ کے اندر ہی پانی پہنچ جانا (۵) پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر موزہ کا پھٹ جانا۔ **وناقضه ناقض الوضوء الخ، ونزع خف ولو واحداً ومضیّ المدة الخ، وخروج أکثر قدمیه من الخف الشرعی وکذا إخراجه نزع فی الأصح الخ، وینتقض أیضاً بغسل أکثر الرجل فیه لو دخل الماء خفه، وصححه غیر واحد الخ.** (درمختار بیروت ۱/٤٠١-٤٠٤، زکریا ۱/٤٦٢-٤٦٥) **والخرق الکبیر وهو قدر ثلاث أصابع القدم الأصاغر یمنعه.** (تنویر الابصار مع الدر بیروت ۱/٣٩٩، زکریا ۱/٤٥٩)

خفین میں کتنی پھٹن کا اعتبار ہے؟

خفین اگر تین چھوٹی انگلیوں یا اس سے زائد کے بقدر پھٹ جائیں تو ان پر مسح جائز نہیں رہتا، اور اگر تین انگلیوں کی مقدار سے کم پھٹا ہو تو اس پر مسح درست ہے۔ **والكثير أن ينكشف قدر ثلاث أصابع الرجل أصغرها هو الصحيح.** (هدايه ١/٥٨) **والحد الفاصل بين القليل والكثير وقدر ثلاث أصابع، فإن كان الخرق قدر ثلاث أصابع منع وإلا فلا.** (بدائع الصنائع زكريا ١/٦٩)

اگر موزہ کئی جگہ سے تھوڑا تھوڑا پھٹا ہو

اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے تھوڑا تھوڑا پھٹا ہوا اور وہ پھٹن پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے بقدر پہنچ جائے تو مسح کرنا درست نہ ہوگا، اور اگر دونوں موزے تھوڑے تھوڑے اس طرح پھٹے ہوں کہ دونوں کو ملا کر پھٹن تین انگلیوں کے بقدر ہو جاتی ہو تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، ان پر مسح کرنا درست رہے گا۔ **وتجمع الخروق في خف واحد لا فيهما.**

(درمختار بيروت ١/٤٠٠، زكريا ١/٤٦٠، المحيط البرهاني ١/٣٤٨)

زخم پر مسح کے مسائل

زخم پر مسح

اگر کسی شخص کا کوئی حصہ بدن زخمی ہوگیا اور اس کے لئے پانی نقصان دہ ہو تو اس پر تر ہاتھ سے مسح کرلے اگر یہ بھی نقصان دہ ہو تو معاف ہے مسح کی بھی ضرورت نہیں۔ **في أعضائه شقاق غسله إن قدر وإلا مسحه وإلا تركه.** (درمختار بیروت ۱۹۵/۱، زکریا ۲۱۷/۱، عالمگیری ۳۵/۱، المحیط البرهانی ۳۶۲/۱)

زخم کی پٹی پر مسح

اگر زخم کے منہ پر دوا لگا کر پٹی باندھ دی گئی ہو یا پھایہ رکھ دیا گیا ہو، اب اگر وضو کرتے وقت پٹی کے کھولنے اور پھایہ کے ہٹانے میں تکلیف ہو اور پانی زخم کے لئے مضر ہو تو پٹی اور پھایہ پر وضو کے وقت مسح کرنا جائز ہے، چاہے پٹی باوضو باندھی گئی ہو یا بلا وضو۔ **ويمسح نحو مفتصد وجريح على كل عصابة مع فرجتها في الأصح إن ضرّه الماء.** (درمختار بیروت ۴۰۸/۱، زکریا ۴۷۱/۱)

پلاستر پر مسح

ہڈی ٹوٹنے پر جو پلاستر چڑھایا جاتا ہے وہ بھی پٹی کے حکم میں ہے اس کے اوپر مسح کرنا جائز ہے۔ **وإذا تكسر عضو من أعضائه وهو محدث فشد عليه العصابة ثم توضأ ومسح على العصابة جاز؛ لأن المسح على العصابة بمنزلة غسل ما تحتها.**

(المحیط البرهانی ۳۶۱/۱، درمختار بیروت ۴۰۵/۱، زکریا ۴۶۸/۱، هندیه ۳۵/۱)

زخم اچھا ہونے پر پٹی گر جائے

زخم کی پٹی اگر اچھا ہونے سے پہلے گر گئی تو دوبارہ پٹی باندھنے پر از سر نو مسح کرنا ضروری نہیں؛ اس لئے کہ عذر باقی ہے، ہاں اگر زخم اچھا ہونے کے بعد پٹی گر گئی یا کھول لی گئی تو اب زخم یعنی پٹی کے نیچے کے حصہ کا دھونا ضروری ہوگا اور پٹی ہٹنے کی وجہ سے سابقہ مسح باطل ہو جائے گا۔ **وإذا سقطت الجبائر لا عن برءٍ لا يلزمه الغسل أصلاً، وإن سقطت عن برءٍ يجب غسل ذٰلک الموضع خاصةً.** (المحيط البرهاني ١/ ٣٦١، درمختار بيروت ١/ ٤٠٩، زكريا ١/ ٤٧٢)

پٹی بدلنے پر مسح کا اعادہ مستحب ہے

اگر کسی شخص نے زخم پر دوہری پٹی باندھ رکھی تھی اس میں سے اوپر والی پٹی کھول لی، یا دوا لگانے کے لئے دوسری پٹی بدل لی تو مسح کا اعادہ ضروری نہیں؛ البتہ مستحب ہے کہ اوپر کی پٹی ہٹانے کے بعد والی پٹی پر مسح کرلیا جائے، اسی طرح نئی بدلی گئی پٹی پر بھی نیا مسح کرنا مستحب ہے۔ **ولو بدّلها بأخرىٰ أو سقطت العليا لم يجب إعادة المسح بل يندب.**

(درمختار بيروت ١/ ٤٠٧، زكريا ١/ ٤٧٠، عالمگيری ١/ ٣٥)

پٹی کے نیچے آنے والے زائد حصہ کا حکم

اگر زخم ایسی جگہ واقع ہے کہ اس پر پٹی باندھنے میں زخم کے اصل حصہ کے علاوہ بدن کا کچھ اور حصہ بھی چھپ جاتا ہے تو اس پورے حصہ پر مسح ضرورۃً جائز ہے۔ **قوله علىٰ كل عصابة ''أي علىٰ كل فرد من أفرادها، سواء كانت عصابة تحتها جراحة وهي بقدرها أو زائدة عليها كعصابة المفتصد الخ.** (شامی بيروت ١/ ٤٠٨، زكريا ١/ ٤٧١)

معذور کے احکام

معذور شرعی کون؟

شرعاً معذور اس شخص کو کہا جاتا ہے جس میں نقضِ وضو کا سبب اس تسلسل سے پایا جائے کہ اسے کسی ایک نماز کے پورے وقت میں طہارت کے ساتھ فرض نماز ادا کرنے کا موقع بھی نہ مل سکے، مثلاً نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا ہر وقت پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہو یا ناسور سے خون جاری رہتا ہو، یا عورت مستحاضہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ اگر ایک نماز کے پورے وقت میں یہ کیفیت پائی گئی تو اسے معذور قرار دیں گے اور اس کے بعد ہر پورے وقت میں کم از کم ایک مرتبہ جب تک وہ عذر پایا جاتا رہے گا وہ معذور برقرار رہے گا، اور اگر آئندہ کوئی پورا وقت اس عذر سے خالی پایا گیا تو وہ شخص معذور شرعی کے حکم سے خارج ہو جائے گا۔ **وصاحب عذر من به سلس بول لايمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة –إلى قوله – إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لايجد في جميع وقتها زمناً يتوضأ ويصلي فيه خالياً عن الحدث ولو حكماً.** (درمختار بیروت ۱/۴۳۷، زکریا ۱/۵۰٤) **وإذا انقطع الدم ونحوه من الأعذار وقتاً كاملاً يخرج من أن يكون صاحب عذرٍ.** (حلبی کبیر ۱۳۶)

معذور کا حکم

معذور کا حکم یہ ہے کہ وہ نماز کے ہر وقت کے لئے مستقل وضو کرے گا پھر اس وضو سے وقت کے اندر اندر جتنی بھی چاہے نماز پڑھ سکتا ہے؛ البتہ اگر اس عذر کے علاوہ کوئی دوسرا ناقض پیش آئے تو دوبارہ وضو کرنا ضروری ہوگا۔ **وحكمه الوضوء الخ، لكل فرض – إلى قوله – ثم يصلي به فيه**

فرضاً ونفلاً. (درمختار بیروت ۴۳۸/۱، زکریا ۵۰۵/۱)

معذور کا وقت سے پہلے وضو کرنا

معذور شخص نے کسی نماز کے وقت سے پہلے (دوسری نماز کے وقت میں) وضو کرلیا تو اس وضو سے اگلے وقت کی نماز پڑھنا درست نہیں؛ اس لئے کہ وقت نکلنے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ **وصاحب عذرٍ الخ، وحکمه الوضوء الخ، لکل فرض اللام للوقت – إلی قوله – فإذا خرج الوقت بطل. (درمختار) أفاد أن الوضوء إنما یبطل بخروج الوقت فقط لا بدخوله خلافاً لزفر الخ.** (شامی بیروت ۴۳۸/۱-۴۳۹، زکریا ۵۰۵/۱)

اشراق یا چاشت کے وضو سے ظہر کی نماز

جو شخص شرعاً معذور ہو وہ اشراق یا چاشت کے وضو سے ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے، جب کہ اس دوران کوئی نیا ناقض پیش نہ آیا ہو (کیوں کہ اشراق سے زوال تک کا وقت کسی خاص نماز کے لئے متعین نہیں) **وأفاد أنه لو توضأ بعد الطلوع ولو لعید أو ضحی لم یبطل إلّا بخروج وقت الظهر.** (درمختار بیروت ۴۳۹/۱، زکریا ۵۰۶/۱)

نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد عذر پیش آیا

اگر وقت شروع ہونے کے بعد کوئی ایسا زخم ہوگیا جس سے خون بند نہ ہو رہا ہو تو ایسا شخص آخری وقت تک انتظار کے بعد وضو کر کے نماز پڑھ لے گا، دوسری نماز کے پورے وقت میں بھی خون جاری رہا تو پہلی نماز کا اعادہ ضروری نہیں؛ کیوں کہ عذر متحقق ہوگیا، اور اگر پورے وقت خون جاری نہیں رہا تو پہلی نماز کا اعادہ لازم ہے؛ کیوں کہ یہ شخص معذور شرعی نہیں بنا۔ **ولو عرض بعد دخول وقت فرض انتظر إلی اٰخره، فإن لم ینقطع یتوضأ ویصلی ثم إن انقطع فی أثناء الوقت الثانی یعید تلک الصلوة، وإن استوعب الوقت الثانی لا یعید لثبوت العذر حینئذ من وقت العروض.** (شامی بیروت ۴۳۸/۱، زکریا ۵۰۵/۱)

نیا عذر پیش آنے سے نقضِ وضو

اگر معذورِ شرعی نے سابقہ عذر رہتے ہوئے وضو کرلیا تھا پھر نئے عذر میں مبتلا ہوگیا، مثلاً دوسرا زخم بہنے لگا تو اس کی وجہ سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ **ثم طرأ علیــه حدث اٰخر بأن ســال أحـد مـنـخريه أو جرحيه أو قرحتيه ولو من جدري ثم سال الاٰخر فلا تبقى طهارته.** (درمختار بيروت ١/٤٤٠، زكريا ١/٥٠٧-٥٠٨)

خروجِ ریاح کے مریض کا سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

جو شخص ریاح بے قابو ہونے کی وجہ سے معذور ہوگیا ہو اس کے حق میں نوم (سونا) ناقضِ وضو نہیں ہے (اس لئے کہ نوم بذاتِ خود موجبِ نقض نہیں؛ بلکہ خروجِ ریاح کے غلبۂ ظن کی بنا پر اسے ناقض قرار دیا گیا ہے، اور جب یہ شخص نفسِ خروجِ ریاح ہی میں معذور ہے تو اس کے حق میں خروجِ ریاح کے اندیشہ کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔) **والأحســن مـا في فتاویٰ ابن الشلبي حيث قال: سئلت عن شـخص به انفلات ريح هل ينقض وضوءه بالنوم؟ فأجبت بعدم النقض، بناء على ما هو الصحيح من أن النوم نفسه ليس بناقض، وإنما الناقض ما يخرج.**

(شامی بیروت ١/٢٤٣، زكريا ١/٢٧٠)

قطرہ کے مریض کے لئے طہارت کا آسان طریقہ

جس شخص کو پیشاب کے بعد دیر تک قطرہ آتا رہتا ہو اسے چاہئے کہ پیشاب سے فراغت پر سوراخ کے اندر کوئی چیز مثلاً روئی وغیرہ رکھ لے؛ تاکہ اس کے اندرونی حصہ سے پیشاب باہر نہ آنے پائے؛ اس لئے کہ جب تک پیشاب کا قطرہ باہر نہ آئے گا اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن روزے کی حالت میں اس عمل کو نہ کرنا اولیٰ ہے۔ **قـلـت: ومـن كان بطئ الاستبراء فليفتل نـحـو ورقة مثل الشـعيـرة ويحتشي بها في الإحليل فإنها تتشرب ما بقي من أثر الـرطـوبة التي يـخـاف خروجها – إلى قوله – وقد جرّب ذٰلک فوجد أنفع من**

ربط المحل، لكن الربط أولى إذا كان صائماً لئلا يفسد صومه على قول الإمام الشافعيؒ. (شامی بیروت ۱/ ۴۸۴-۴۸۵، زکریا ۱/ ۵۵۸)

معذور کے کپڑوں کا حکم

جس شخص کے کپڑے پیشاب یا خون کے قطرات سے مسلسل ناپاک ہوتے رہتے ہیں اور اسے اتنا وقت نہیں مل پاتا کہ ایک نماز بھی پاک کپڑوں میں پڑھ سکے، مثلاً ہر دو تین منٹ پر ناپاکی ہوتی رہتی ہے، تو ایسے شخص کے لئے کپڑوں کو دھونا یا بدلنا ضروری نہیں، انہیں ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھ سکتا ہے، ہاں اگر اسے اتنا وقت ملتا ہو کہ پوری نماز بلا نجاست کے پڑھ سکے تو اس کے لئے کپڑوں کا بدلنا یا دھونا ضروری ہوگا۔ **وإن سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له أن لا يغسله إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها أي الصلوٰة وإلا يتنجس قبل فراغه فلا يجوز ترك غسله، هو المختار للفتوىٰ.** (درمختار بیروت ۱/ ۴۳۹، زکریا ۱/ ۵۰۶)

مریض کے لئے ناپاک کپڑا بدلنا مشکل ہو تو کیا کرے؟

اگر مریض کے پہنے ہوئے کپڑے یا نیچے بچھی ہوئی چادر ناپاک ہو اور بیماری اور مشقت کی بنا پر کپڑوں کا اتارنا یا چادر بدلنا مشکل ہو، تو ایسے مریض کے لئے اسی حال میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ **مريض تحته ثياب نجسة، وكلما بسط شيئاً تنجس من ساعته صلى على حاله، وكذا لو لم يتنجس إلا أنه يلحقه مشقة بتحريكه.** (درمختار بیروت ۲/ ۵۰۲ ومثلہ فی الشامی ۱/ ۴۴۰، زکریا ۲/ ۵۰۷، البحر الرائق ۲/ ۱۱۴)

پیشاب کی نلکی کے ساتھ نماز

جس شخص کو پیشاب مسلسل آنے کا مرض ہو اور اس نے نلکی لگا رکھی ہو، جس کے ذریعہ سے پیشاب بوتل میں جمع ہوتا رہتا ہو، تو ایسا شخص شرعاً معذور ہے اور وہ اسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، یہ ناپاکی اس کے حق میں مضر نہیں۔ **وإن سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له أن**

لا يغسلـه إن كـان لـو غسلـه تنجس قبل الفراغ منها أى الصلوٰة. (درمختار بیروت ۴۳۹/۱، زکریا ۵۰۶/۱)

ہاتھ کٹا شخص وضو اور استنجاء کیسے کرے؟

جس شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں تک کٹے ہوئے ہوں اور وہ بول وبراز کے بعد مخرج کو اپنے ہاتھ سے پاک کرنے پر قادر نہ ہو تو وہ شخص کسی دوسرے سے طہارت حاصل کرانے کا شرعاً مکلّف نہیں ہے؛ بلکہ بغیر طہارت بھی اس کی نماز درست ہوجائے گی۔ (ہاں اس کی منکوحہ بیوی یا باندی یہ خدمت انجام دے کر مستحق اجر وثواب ہوسکتی ہے، تاہم وہ بیوی کو مجبور نہیں کرسکتا) ایسی مجبوری کی حالت میں اگر ممکن ہو تو صرف چہرہ کو پاک دیوار وغیرہ پر لگا کر مسح کرکے تیمّم کرلے، اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو ویسے ہی نماز پڑھ لے۔ **مقطوع اليدين والرجلين إذا كان بوجهه جراحة يصلى بغير طهارة ولايتيمم ولايعيد على الأصح. (درمختار) قوله إذا كان بوجهه جراحة وإلّا مسحه على التراب إن لم يمكنه غسله.** (شامی بیروت ۳۷۵/۱، زکریا ۴۲۳/۱)

معذور کا امام بننا

جو شخص شرعاً معذور ہو اس کے لئے حدث باقی رہنے کے ساتھ غیر معذورین کی امامت کرنا جائز نہیں، ہاں اگر اسی جیسے عذر والا کوئی مقتدی ہو تو اس کی نماز ایسے معذور کے پیچھے درست ہوجائے گی۔ **ولا طاهر بمعذور هذا إن قارن الوضوء الحدث أو طرأ عليه بعده (درمختار) وفى السراج ما نصه: ويصلى من به سلس البول خلف مثله.** (شامی بیروت ۲۷۸/۲، زکریا ۳۲۳/۲) **إن اقتداء المعذور بالمعذور صحيح إن اتحد عذرهما.** (شامی بیروت ۴۴۱/۱، زکریا ۵۰۹/۱)

حیض ونفاس کا بیان

حیض ونفاس کا فطری نظام

حیض ونفاس خواتین کے لئے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ تخلیقی نظام کا ایک حصہ ہیں، بایں طور کہ رحم مادر میں جنین کی پرورش اسی خون سے ہوتی ہے، اسی بنا پر زمانہ حمل میں اس کا خروج بند ہو جاتا ہے اور وضع حمل کے بعد پھر یہ سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور اس کا جاری رہنا عورت کی صحت کی علامت ہوتی ہے۔

حائضہ عورتوں کے ساتھ پہلی قومیں بہت افراط وتفریط کا معاملہ کرتی تھیں، چناں چہ یہودی حیض کے زمانہ میں عورتوں کا بالکل بائیکاٹ کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا پینا اور لیٹنا سب چھوڑ دیتے تھے، جب کہ اس کے برعکس عیسائی لوگ حیض کے زمانہ میں عورتوں سے مجامعت تک ترک نہیں کرتے تھے۔ (تفسیر قرطبی ۲/۷۷)

اسلام نے ان دونوں طریقوں کے برخلاف ایک معتدل راہ کی رہنمائی کی، وہ یہ کہ حالتِ حیض میں خواتین کے ساتھ کھانے پینے اور معاشرت میں کسی طرح کا امتیاز نہ رکھا جائے؛ البتہ ناپاکی اور گندگی سے بچنے کے لئے اس حالت میں ان سے مجامعت سے پرہیز کیا جائے، چناں چہ قرآنِ پاک میں اس سلسلہ میں آیت نازل ہوئی:

وَيَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِيْضِ ط قُلْ هُوَ اَذًى لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ لا وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○

(البقرة: ۲۲۲)

اور لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ وہ گندی چیز ہے تو حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہا کرو، اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان سے قربت مت کیا کرو، پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آ ؤ جاؤ جس جگہ سے تم کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے (یعنی آ گے کی راہ سے) یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں صاف پاک رہنے والوں سے۔

اسی آیت کی روشنی میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہدایت دی:

اِصْنَعُوْا کُلَّ شَیْئٍ اِلَّا النِّکَاحَ.
(مسلم شریف حدیث: ۳۰۲)

حائضہ عورت کے ساتھ جماع کے علاوہ ہر کام کر سکتے ہو۔

یعنی ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور رہنا سہنا منع نہیں ہے؛ البتہ گندگی کی جگہ سے احتراز لازم ہے۔

حائضہ عورتوں کے لئے نماز، روزہ اور تلاوت کی ممانعت عبادات کی تعظیم کی بنا پر ہے کہ اس ناپاکی کے جاری رہتے ہوئے ان عبادات کا انجام دینا مناسب نہیں ہے۔ حضرت معاذہ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ عورت پر ناپاکی کے ایام کے روزوں کی قضا تو لازم ہے، مگر نماز کی قضا کا حکم نہیں؟ یہ سوال سن کر حضرت عائشہؓ (ناراض ہوگئیں اور) فرمانے لگیں کہ: ''کیا تم بھی حروری ہوگئی ہو''؟ (یہ خارجیوں کی پارٹی کی طرف اشارہ ہے جو دین میں تشدد برتتے تھے) حضرت معاذہ نے فرمایا کہ میں حروری نہیں؛ بلکہ صرف سوال کر رہی ہوں، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ: ''ہمارے ساتھ یہ حالت پیش آتی تھی تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا اور نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا''۔ (بخاری شریف:۳۲۱، مسلم شریف:۳۳۵) یعنی اس میں چوں چرا کی گنجائش نہیں؛ بلکہ جو حکم شرعی ہے اسے دل سے مان لینا چاہئے۔ اس شرعی حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔

عبادات کی شوقین خواتین پر یقیناً ایسے حالات میں طبعیت پر بہت بوجھ پڑتا ہے، بعض ازواجِ مطہرات کے ساتھ بھی یہ صورت پیش آئی تو وہ بے اختیار رونے لگیں، جس پر نبی اکرم ﷺ نے انہیں تسلی دی، چناں چہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نبی اکرم علیہ السلام کے ساتھ حج میں گئے تو جب ہمارا قافلہ مقام ''سرف'' میں پہنچا تو مجھے حیض شروع ہوگیا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ: ''کیا تمہیں حیض شروع ہوگیا''؟ میں نے کہا: ''جی ہاں!'' تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ هٰذَا شَیْئٌ کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰی بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِیْ مَا یَقْضِیْ الْحَاجُّ غَیْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ حَتّٰی تَغْتَسِلِیْ. (بخاری شریف حدیث: ۲۹٤، مسلم شریف حدیث: ۱۲۱۱)

یہ ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے سبھی آدم کی بیٹیوں کے لئے مقرر فرمادی ہے؛ لہٰذا تم وہ تمام کام انجام دو جو حاجی انجام دیتا ہے، بس پاکی کے غسل سے پہلے بیت اللہ شریف کا طواف مت کرنا۔

اس حدیث میں خواتین کے لئے بڑی تسلی کا سامان ہے کہ ایسے مواقع پر غم زدہ ہونے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے نظام پر راضی رہ کر اس کے حکم کی تعمیل کا جذبہ ہونا چاہئے۔ بہت سی خواتین خصوصاً سفر حج کے مواقع پر دوا وغیرہ کے ذریعہ اس فطری تقاضہ کو روکنے کی کوشش کرتی ہیں، یہ اگرچہ جائز ہے؛ لیکن اس رجحان کی حوصلہ افزائی

نہیں کرنی چاہئے؛اس لئے کہ اس سے فطری نظام بگڑ جاتا ہے، اور بہت سی اندرونی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔

حیض ونفاس کے مسائل عموماً پیچیدہ ہوتے ہیں، اور آج کے دور میں طبائع کی کمزوری، فاسد خیالات اور گوناگوں امراض نے اس میں مزید پیچیدگیاں پیدا کردی ہیں؛ اس لئے مبتلا بہ خواتین کو بالخصوص اپنے مردوں کے ذریعہ صحیح صورتِ حال بتا کر شرعی حکم معلوم کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

مشہور فقیہ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَمَعْرِفَةُ مَسَائِلِ الْحَيْضِ مِنْ أَعْظَمِ الْمُهِمَّاتِ لِمَا يَتَرَتَّبُ عَلَيْهَا مَا لاَ يُحْصٰى مِنَ الْأَحْكَامِ كَالطَّهَارَةِ وَالصَّلاَةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَالصَّوْمِ وَالاعْتِكَافِ وَالْحَجِّ وَالْبُلُوْغِ وَالْوَطْءِ وَالطَّلاَقِ وَالْعِدَّةِ وَالاسْتِبْرَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَحْكَامِ وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِ الْوَاجِبَاتِ؛ لِأَنَّ عَظْمَ مَنْزِلَةِ الْعِلْمِ بِالشَّيْءِ بِحَسْبِ مَنْزِلَةِ ضَرَرِ الْجَهْلِ بِهٖ، وَضَرَرُ الْجَهْلِ بِمَسَائِلِ الْحَيْضِ أَشَدُّ مِنْ ضَرَرِ الْجَهْلِ بِغَيْرِهَا، فَيَجِبُ الاعْتِنَاءُ بِمَعْرِفَتِهَا.

(البحر الرائق ۱/ ۱۸۹–۱۹۰، الموسوعة الفقهيه ۲۹۳–۲۹٤)

اور حیض کے مسائل کو جاننا ضروری ترین باتوں میں سے ہے؛ اس لئے کہ اس پر طہارت، نماز، تلاوتِ قرآن، روزہ، اعتکاف، حج، بلوغت، وطی، طلاق، عدت اور استبراء وغیرہ کے بے شمار مسائل کا مدار ہے، اور ان احکامات کا جاننا بڑے واجبات میں سے ہے؛ کیوں کہ جس بات سے ناواقف رہنے کا نقصان جس قدر زیادہ ہو، اسی اعتبار سے اس سے واقفیت ضروری اور اہم ہوتی ہے۔ اور حیض کے مسائل سے لاعلم رہنے کا نقصان دیگر باتوں سے ناواقف رہنے سے کہیں زیادہ ہے؛ اس لئے اس کے مسائل کی معرفت کی طرف بھرپور توجہ دینا ضروری ہے۔

بریں بنا ذیل میں اس سلسلہ کے بعض اہم اور بنیادی مسائل پیش کئے جارہے ہیں:

حیض کی تعریف

بالغہ عورت کو آگے کی راہ سے بچہ دانی میں سے ہر ماہ عادۃً (کم از کم نوسال کے بعد سے پچپن سال کی عمر تک) جو خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔ **فالحيض دم ينفضه رحم بالغة تسع سنين لا داء بها ولا حبل ولم تبلغ سنّ الإياس، وهو خمس وخمسون سنة**

علـى المفتى به. (مـراقى الفلاح ٧٥) **الـحيـض: هـى الـدم الذى ينفضه رحم المرأة السالمة عن الداء والصغر.** (المحيط البرهانى ١/٣٩٢)

حیض کی کم سے کم مدت

کم از کم حیض کی مدت تین دن اور تین رات ہے، اس سے کم جو خون آئے وہ حیض نہیں۔

أقل الحيض ثلاثة أيام ولياليها ومانقص من ذٰلک فهو استحاضة. (هدايه ١/٦٢)

حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت

حیض کی اکثر مدت دس دن دس رات ہے، اس سے زیادہ جو خون جاری رہے وہ حیض نہیں۔

وأكثره عشرة بعشر ليالٍ، كذا رواه الدار القطني (درمختار بيروت ١/٤١٣، زكريا ١/٤٧٦)

پاکی کی کم از کم مدت

دو حیضوں کے درمیان طہر (پاکی) کی مدت پندرہ دن ہیں، اس سے کم میں جو خون آئے گا وہ حیض شمار نہ ہوگا۔ **وأقـل الـطهـر بيـن الـحيضتين أو النفاس والحيض خمسة عشر يوماً ولياليها إجماعاً.** (درمختار بيروت ١/٤١٤، زكريا ١/٤٧٧)

پاکی کی زیادہ سے زیادہ مدت

دو حیضوں کے درمیان یا نفاس اور حیض کے مابین پاکی کی کوئی اکثر مدت مقرر نہیں ہے، کتنے ہی دن عورت پاک رہ سکتی ہے۔ **ولا حد لأكثره وإن استغرق العمر.**

(درمختار بيروت ١/٤١٤، زكريا ١/٤٧٧)

حیض کے خون کی رنگت

حیض کی مدت کے اندر سرخ، زرد، سبز، مٹیالا، سیاہ اور گدلا جو بھی رنگ آئے سب حیض ہے، ہاں اگر خالص سفید مادہ دیکھا تو وہ حیض نہیں۔ **ومـا سـوى البيـاض الـخالص حيض** (كـنـز الـدقـائـق) **إعلـم أن ألـوان الـدمـاء ستة السـواد والحمرة والصفرة والكدرة**

والخضرة والتربية الخ. وكل هذه الألوان حيض في أيام الحيض. (البحر الرائق ۱/۱۹۲)

عادت کے خلاف دس دن کے اندر اندر خون کا حکم

اگر کسی عورت کو تین یا چار یا پانچ دن کی عادت تھی، پھر کسی مہینہ میں دو چار دن زیادہ خون آیا، مگر دس دن سے زیادہ نہیں بڑھا تو یہ سب حیض شمار ہوگا۔ **أما إذا لم يتجاوز الأكثر فيهما فهو انتقال للعادة فيهما فيكون حيضاً ونفاساً.** (شامی بیروت ۱/۴۱۴، زکریا ۱/۴۷۷)

عادت کے خلاف دس دن سے زائد خون

اگر کسی عورت کو مثلاً تین یا چار دن خون آنے کی عادت تھی، مگر کسی مہینہ دس دن سے زیادہ خون آ گیا تو ایام عادت کے علاوہ باقی زائد ایام کا خون استحاضہ شمار ہوگا۔ (لہٰذا استحاضہ کے ایام کی نمازیں قضا کرنی ہوں گی) **أما المعتادة فما زاد على عادتها وتجاوز العشرة في الحيض والأربعين في النفاس يكون استحاضة.** (شامی بیروت ۱/۴۱۳-۴۱۴، زکریا ۱/۴۷۷)

غیر معتادہ کے دس دن سے زائد خون کا حکم

اگر کسی عورت کی عادت کوئی ایک متعین نہ ہو کبھی سات، کبھی آٹھ اور کبھی نو دن خون آتا ہو، اگر ایسی عورت کو کسی مہینہ میں دس دن سے زائد خون آجائے، تو اس مہینہ سے پہلے مہینہ میں جتنے ایام (دس دن کے اندر اندر) خون آیا ہو اس کو عادت قرار دے کر اس کے بقدر ایام کو حیض سمجھا جائے گا، اور زائد دنوں کا خون استحاضہ ہوگا۔ **المستفاد من عبارة الشامي: أما إذا لم يتجاوز الأكثر فيهما فهو انتقال للعادة فيهما، فيكون حيضاً ونفاساً، وقال قبله: أما المعتادة فمازاد على عادتها وتجاوز العشرة في الحيض والأربعين في النفاس يكون استحاضة.** (شامی بیروت ۱/۴۱۳-۴۱۴، زکریا ۱/۴۷۷)

پہلی ہی مرتبہ دس دن سے زائد خون آیا

اگر کسی لڑکی نے پہلی مرتبہ خون دیکھا اور اس کا سلسلہ دس دن سے زائد تک جاری رہا تو ابتدائی

دس دن حیض شمار ہوں گے اور بقیہ ۲۰/دن طہر۔ **والحاصل أن المبتدأة إذا استمرّ دمها فحیضها فی کل شهر عشرة وطهرها عشرون.** (شامی بیروت ۱/۴۱۵، زکریا ۱/۴۷۸)

کئی کئی دن کے وقفہ سے خون آئے

اگر حیض کی کم از کم مدت یعنی تین دن خون آنے کے بعد پندرہ دن کا وقفہ ہو جائے اور پھر خون آئے تو شرعاً یہ وقفہ معتبر ہوگا، اور دونوں خونوں کو اپنے اپنے وقت پر حیض شمار کیا جائے گا۔ اور اگر تین دن سے کم خون آکر پندرہ دن یا اس سے زیادہ کا وقفہ ہوا یا خون تو تین دن آگیا تھا مگر وقفہ پندرہ دن سے کم رہا تو مذکورہ سب ایام خون جاری رہنے ہی کے شمار ہوں گے۔ اور ان میں یہ اصول پیشِ نظر رکھا جائے گا کہ اگر مبتدأہ (جس نے پہلی مرتبہ خون دیکھا ہو) کے ساتھ یہ شکل پیش آئی ہو تو ابتدائی دس دن حیض شمار کرے گی اور بقیہ استحاضہ۔ اور معتادہ (جس کی ہر مہینہ عادت مقرر ہے) اپنے عادت کے دنوں کو حیض سمجھے گی اور بقیہ کو استحاضہ، یہی قول مفتی بہ ہے۔ **ثم اعلم أن الطهر المتخلل بین الدمین إذا کان خمسة عشر یوماً فأکثر یکون فاصلاً بین الدمین فی الحیض اتفاقا، فما بلغ من کل من الدمین نصاباً جعل حیضاً، وأنه إذا کان أقل من ثلاثة أیام لایکون فاصلاً وإن کان أکثر من الدمین اتفاقا. واختلفوا فی ما بین ذٰلک علی ستة أقوال کلها رویت عن الإمام، أشهرها ثلاثة: الأولی قول أبی یوسفؒ: أن الطهر المتخلل بین الدمین لا یفصل بل یکون کالدم المتوالی بشرط إحاطة الدم لطرفی الطهر المتخلل، فیجوز بدایة الحیض بالطهر وختمه به أیضاً، فلو رأت مبتدأة یوماً دماً وأربعة عشر طهراً ویوماً دماً فالعشرة الأولی حیض؛ ولو رأت المعتادة قبل عادتها یوماً دماً وعشرة طهراً ویوماً دماً فالعشرة التی لم تر فیها الدم حیض، إن کانت عادتها وإلا ردت إلی أیام عادتها – إلی قوله – وفی الهدایة: الأخذ بقول أبی یوسف أیسر وکثیر من المتأخرین أفتوا به، لأنه أسهل علی المفتی والمستفتی، سراج. وهو الأولی، فتح. وهو قول أبی**

حنيفة الأخر، نهاية. (شامی بیروت ۱/ ۴۱۹، زکریا ۱/ ۴۸۳-۴۸۴)

حالتِ حیض ونفاس میں نماز روزہ کا حکم

حالتِ حیض ونفاس میں نماز تو بالکل معاف ہے یعنی اس کی قضا بھی نہیں، اور روزہ فی الحال گو کہ رکھنا جائز نہیں؛ لیکن بعد میں ان ایام کی قضا لازم ہے۔ **والحيض يسقط عن الحائض الصلاة ويحرم عليها الصوم وتقضي الصوم ولا تقضي الصلوات.** (هدايه ۱/ ۶۳)

نماز کے دوران حیض آگیا

اگر فرض نماز پڑھنے کے دوران حیض آگیا تو وہ نماز بالکل معاف ہے اور اگر نفل شروع کرنے کے بعد آیا ہے تو بعد میں اس کی قضا کرنی ہوگی۔ **ولو شرعت تطوعاً فيهما فحاضت قضتهما. (درمختار) أما الفرض ففي الصوم تقضيه دون الصلوٰة.**

(شامی بیروت ۱/ ۴۲۱، زکریا ۱/ ۴۸۵)

نماز کے اخیر وقت میں حیض آگیا

اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آگیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تب بھی اس وقت کی نماز معاف ہوجائے گی۔ **وإن مضى من الوقت ما يمكنها أدائها فيه لأن العبرة عندنا لآخر الوقت.** (شامی بیروت ۱/ ۴۲۱، زکریا ۱/ ۴۸۵)

عادت سے پہلے خون بند ہونے پر نماز وجماع کا حکم

اگر کسی کی عادت مثلاً پانچ دن خون آنے کی ہے اور چار دن خون آکر بالکل بند ہوگیا، تو اس پر غسل کر کے اسی وقت سے احتیاطاً نماز پڑھنا لازم ہے، مگر جب تک ایام عادت پورے نہ ہوجائیں جماع کی اجازت نہیں ہے۔ **لو انقطع دمها دون عادتها يكره قربانها وإن اغتسلت حتى تمضي عادتها وعليها أن تصلي وتصوم للاحتياط.** (هنديه ۱/ ۳۹، درمختار بیروت ۱/ ۴۲۵، زکریا ۱/ ۴۸۹-۴۹۰، مراقی الفلاح ۷۹)

دس دن سے پہلے خون بند ہو گیا

اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ وہ جلدی سے غسل کر کے نماز کی تکبیر تحریمہ کہہ سکتی ہے، تو اس پر نماز اسی وقت سے فرض ہے جس کی قضا کرنی ہوگی، اور اگر وقت اتنا تنگ تھا کہ وہ غسل کر کے تکبیر نہ کہہ سکی تو اس وقت کی نماز فرض نہیں ہوئی، اگلے وقت سے نماز پڑھے۔ **فإذا أدركت من آخر الوقت قدر ما يسع الغسل فقط لم يجب عليها قضاء تلك الصلوٰة لأنها لم تخرج من الحيض في الوقت بخلاف ما إذا كان يسع التحريمة أيضاً؛ لأن التحريمة من الطهر فيجب القضاء.** (شامی بیروت ٤٢٨/١، زكريا ٤٩٣/١)

دس دن پورے ہونے پر خون بند ہوا

اگر دس دن پورے ہونے پر کسی نماز کے بالکل اخیر وقت میں خون بند ہوا کہ وہ صرف "**اللّٰه أكبر**" کہہ سکتی ہے، تو بھی اس پر اس وقت کی نماز فرض ہوگئی بعد میں قضا کرنی ہوگی۔ **ولو انقطع لعشرة فتقضى الصلوة إن بقي قدر التحريمة.** (شامی بیروت ٤٢٨/١، زكريا ٤٩٣/١)

حالتِ حیض میں ایک مستحب عمل

خواتین کے لئے حیض کے زمانے میں ایک مستحب عمل یہ ہے کہ نماز کے اوقات میں وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر تسبیح وغیرہ پڑھ لیا کریں؛ تاکہ عبادت کا اہتمام برقرار رہے اور پاکی کے بعد نماز پڑھنے سے دل نہ گھبرائے۔ **ويستحب للمرأة الحائض إذا دخل عليها وقت الصلوة أن تتوضأ وتجلس عند مسجد بيتها، وفي السراجية: مقدار ما يمكن أداء الصلوة لو كانت طاهرة وتسبح وتهلل كي لا تزول عنها عادة العبادة.** (تاترخانية زكريا ٤٧٨/١، هندية ٣٨/١، منهل الواردين في رسائل ابن عابدين ١٠١، شامی بیروت ٣١١/١، زكريا ٣٤٩/١)

گدی رکھنے کا حکم

باکرہ (بن بیاہی) عورت کے لئے صرف ایام حیض میں شرم گاہ پر گدی رکھنا مستحب ہے،

جب کہ ثیبہ (بیاہی) عورت کے لئے ایام حیض میں خصوصاً اور عام ایام میں عموماً گدی رکھنا مستحب ہے۔ **إن اتخاذ الكرسف سنة عند الحيض والثيب يستحب لها اتخاذ الكرسف بكل حال لأنها لا تأمن خروج شيء منها فالاحتياط في حقها ذٰلك خصوصاً في حالة الصلاة، وأما البكر فيستحب لها وضع الكرسف ولا يستحب لها في غير حالة الحيض.** (المحیط البرهانی ۱/ ٤٠٠- ٤٠١)

گدی کہاں رکھے؟

عورت کو گدی شرم گاہ کے ظاہری حصہ میں ہی رکھنی چاہئے، اندرونی حصہ (اندام نہانی) میں گدی داخل کرنا مکروہ ہے۔ **وعن محمد بن سلمة البلخي رحمه اللّٰه: أنه يكره للمرأة أن تضع الكرسف في الفرج الداخل لأن ذٰلك يشبه النكاح بيدها.**

(المحیط البرهانی ۱/ ٤٠١)

خون بند ہونے پر غسل میں تاخیر

جب حیض یا نفاس کا خون اکثر مدت سے کم میں کسی نماز کے شروع وقت میں منقطع ہو، تو افضل یہ ہے کہ غسل کرنے میں جلدی نہ کرے؛ بلکہ نماز کے آخری مستحب وقت تک احتیاطاً تاخیر کرے؛ تاکہ دوبارہ خون آنے کا احتمال نہ رہے۔ **وإن انقطع دمها فيما دون العشرة - إلى قوله - أو كانت معتادة وانقطع الدم على عادتها أو فوق عادتها أخرت الغسل إلى اٰخر الصلاة، فإذا خافت فوت الصلاة اغتسلت وصلت وإنما أخرت الاغتسال والصلوة احتياطاً لاحتمال أن يعاودها الدم في العشرة.** (تاتارخانیة زکریا ۱/ ٤٨٢) **تنتظر إلى آخر الوقت المستحب دون المكروه.** (منهل الواردین فی رسائل ابن عابدین ۱/ ۹۳)

رمضان کے دن میں پاک ہونے والی عورت کو ہدایت

اگر کوئی عورت رمضان المبارک کے دن میں پاک ہوئی تو بقیہ پورے دن کھانا پینا درست

نہیں، شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا ضروری ہے، مگر وہ دن روزہ میں شمار نہ ہوگا اس کی قضا لازم ہے۔ **قدم المسافر أو طهرت الحائض فی بعض النهار أمسكا يومهما.**

(هداية ۱/ ۲۳۰، مراقی الفلاح ۳۷۰)

رمضان کی رات میں پاک ہوئی

اگر دس دن مکمل حیض آنے کے بعد رمضان المبارک کی رات کے بالکل آخری حصہ میں پاک ہوئی کہ ابھی صبح صادق میں چند لمحات (گو کہ صرف اللہ اکبر کہنے کے بقدر ہوں) باقی تھے، تو اگلے دن اس کا روزہ صحیح اور معتبر ہو جائے گا، اور اگر تکبیر کہنے کے بقدر بھی وقت نہ بچے تو اس دن کا روزہ معتبر نہ ہوگا، بعد میں قضا کرنی ہوگی۔ اور اگر دس دن سے کم میں خون بند ہوا ہے تو اگر رات میں غسل کرنے کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ سکنے کے بقدر وقت باقی ہو تو اگلے دن کا روزہ صحیح ہوگا ورنہ صحیح نہ ہوگا، بعد میں قضا کرنی ہوگی۔ **لو انقطع لأكثر المدة فإنه يكفی قدر التحريمة كما مر الخ. حتى لا يجزيها الصوم إن لم يسعهما أی الغسل والتحريمة الباقی من الليل قبل الفجر.** (منهل الواردين فی رسائل ابن عابدين ۱/ ۹۱، والبحث فی الشامی بيروت ۱/ ٤٢٧، زكريا ۱/ ٤٩٢-٤٩٣، وانظر تقريرات الرافعی بيروت ۱/ ٥٢، زكريا ۱/ ٣٨)

حالتِ حیض میں سجدۂ تلاوت واجب نہیں

حالتِ حیض ونفاس میں آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے سے پڑھنے والی یا سننے والی حائضہ عورت پر سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ **لا تجب على كافرٍ وصبيٍ ومجنونٍ وحائضٍ ونفساء، قرؤا أو سمعوا.** (البحر الرائق ۲/ ۱۱۹، منهل الواردين ۱/ ۱۱۰)

حائضہ کے آیتِ سجدہ پڑھنے سے سامع پر سجدہ کا وجوب

اگر حائضہ عورت آیتِ سجدہ تلاوت کرے تو سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ **وتجب بتلاوتهم يعنی المذكورين خلا المجنون المطبق.** (الدر المختار بيروت

۵۰۸/۲، زکریا ۵۸۱/۲، تاتارخانیة زکریا ۴۶۶/۲، کبیری ۴۶۸)

حالت حیض میں قرآنِ کریم کی تلاوت ممنوع

حالتِ حیض ونفاس میں بالقصد قرآنِ کریم کی تلاوت جائز نہیں ہے۔ **والثالث حرمة قراءة القرآن ولو دون آية كما صححهٗ صاحب الهداية وقاضي خان وهو قول الكرخي.** (منهل الواردين ۱۱۱/۱)

قرآن کی معلّمہ حالتِ حیض میں کس طرح سبق دے؟

اگر قرآنِ کریم پڑھانے والی معلّمہ (استانی) کے لئے حالتِ حیض میں بچیوں کو پڑھانا ناگزیر ہوتو وہ پوری آیت ایک ساتھ نہ کہلوائے؛ بلکہ ایک ایک کلمہ الگ الگ کرکے پڑھائے، مثلاً: ﴿قُلْ – هُوَ – اللّٰهُ – أَحَدٌ﴾ یعنی ہر کلمہ کے درمیان فصل کرے، رواں نہ پڑھائے۔ **والمعلمة إذا حاضت ومثلها الجنب كما في البحر عن الخلاصة تقطع بين كل كلمتين، هٰذا قول الكرخي. وفي الخلاصة: والنصاب وهو الصحيح.** (منهل الواردين ۱۱۲/۱)
ولايكره التهجي بالقرآن حرفاً حرفاً أو كلمةً كلمةً مع القطع. (منهل الواردين ۱۱۲/۱)

حالتِ حیض میں قرآن کو ہاتھ لگانا

حیض ونفاس کے ایام میں قرآنِ کریم کو غلاف کے بغیر ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔ **ويمنع – إلى قوله – ومسه ولو مكتوباً بالفارسية في الأصح إلا بغلافه المنفصل.**

(درمختار بیروت ۴۲۳/۱، زکریا ۴۸۸/۱)

تلاوت کی نیت کے بغیر قرآنی آیات پڑھنا

اگر تلاوت کی نیت نہ ہو؛ بلکہ حمدِ خداوندی، دعا اور ذکر کے مقصد سے قرآنِ کریم کی آیات حالتِ حیض میں پڑھی جائیں، تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ دعا اور حمد کے مضامین پر مشتمل آیات میں

تو ان کا پڑھنا مطلقاً جائز ہے خواہ آیات طویل ہوں یا مختصر، اور اگر حمد وثنا والی آیات نہ ہوں، مثلاً سورۂ لہب، تو چھوٹی چھوٹی آیتوں کے پڑھنے کی اجازت ہے، اور لمبی آیات کا پڑھنا منع ہے۔ **فلو قرأت الفاتحة على وجه الدعاء أو شئياً من الاٰيات التى فيها معنى الدعاء ولم ترد القراءة لا باس به.** (شامی بیروت ۱/۴۲۳، زکریا ۱/۴۸۸، وانظر البحث والتفصيل عن هذه المسئلة فى منهل الواردين للعلامة الشامى ۱/۱۱۱-۱۱۲)

حالتِ حیض میں قرآنی اور نبوی دعائیں پڑھنا

حالتِ حیض میں ہر طرح کی دعائیں پڑھنا جائز ہے، حتی کہ وہ دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں جن کے الفاظ قرآنِ کریم اور احادیثِ طیبہ میں وارد ہیں، اس حال میں دعائے قنوت پڑھنا بھی درست ہے۔ **ولا بأس لحائض وجنب بقراءة أدعية ومسها وحملها وذكر الله تعالىٰ.** (درمختار بيروت ۱/۴۲۴، زكريا ۱/۴۸۸، منهل الواردين ۱/۱۱۲)

حالتِ حیض میں سلام واذان کا جواب دینا

حالتِ حیض میں اذان کے کلمات کا جواب دینا اور اس کے بعد دعا پڑھنا سب درست ہے۔

ويجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان ونحو ذٰلک. (هنديه ۱/۳۸)

حالتِ حیض میں دینی کتابوں کا مطالعہ اور درس

ناپاکی کے ایام میں دینی کتابوں کا پڑھنا، مطالعہ کرنا اور درس دینا جائز ہے؛ لیکن ان میں جہاں قرآنِ کریم کی آیت لکھی ہو اس جگہ ہاتھ لگانا اور وہ آیت زبان سے پڑھنا جائز نہیں ہے۔

وفى السراج عن الإيضاح: إن كتب التفسير لا يجوز من موضع القرآن منها، وله أن يمس غيره، وكذا كتب الفقه إذا كان فيها شئ من القرآن. (شامی بیروت ۱/۲۸۶، زكريا ۱/۳۲۰، منهل الواردين ۱/۱۱۳)

حالتِ حیض میں قرآنِ کریم کی کمپوزنگ

حالتِ حیض میں قرآنِ کریم کو ٹائپ مشین پر ٹائپ کرنا یا کمپیوٹر میں کمپوز کرنا مکروہ ہے، قرآنِ کریم کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ کامل پاکی کے بعد ہی یہ کام انجام دیا جائے۔ **ولا بـــاس لهـا بـكـتـابة الـقـر آن عـنـد أبـي يـو سف إذا كانت الصحيفة على الأرض لأنها لاتـحـمـل الـمـصحف والكتابة تقع حرفاً حرفاً وليس الحرف الواحد بالقراٰن وقـال محمدؒ: أحب إليَّ أن لا تكتب.** (تاتارخانية زكريا ٤٨/١) **وفق الطحاوى بين الـقـوليـن بـمـا يـرفـع الـخـلاف مـن أصـلـــه بـحـمل قول الثانى على الكراهة التحريمية، وقول الثالث على التنزيهية، بدليل قوله أحب إليَّ الخ.** (شامى بيروت ٢٨٤/١، زكريا ٣١٧/١)

قرآنی آیات والے طغرے وغیرہ چھونا

طغریٰ، لاکٹ، تمغہ، یا ایسی طشتری اور کٹورا وغیرہ جس میں قرآنِ کریم کی آیت لکھی ہو، ان اشیاء کو حائضہ عورت کنارے سے چھوسکتی ہے؛ البتہ لکھی ہوئی جگہ کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ کنارے سے کپڑے وغیرہ سے ہی پکڑے۔ **ومســه أى الـقـر آن ولو فى لوح أو درهـم أو حـائطٍ لكن لا يمنع إلا من مس المكتوب.** (شامى بيروت ٤٢٣/١، زكريا ٤٨٨/١، منهل الواردين ١١٣/١)

حالتِ حیض میں قرآن پر نظر ڈالنا

حیض کی حالت میں ہاتھ لگانے اور زبان سے پڑھے بغیر قرآنِ کریم پر نظر ڈالنا منع نہیں ہے۔ **ولا يـكـره النظر إليه أى القرآن لجنبٍ وحائضٍ ونفساء لأن الجنابة لا تحل العين.** (درمختار بيروت ٢٨٣/١، زكريا ٣١٦/١، منهل الواردين ١١٢/١)

حالتِ حیض میں مسجد میں جانا

حیض کی حالت میں مسجد شرعی کے اندر جانا جائز نہیں ہے۔ (مسجد سے ملحق کمروں اور باہری احاطہ کا یہ حکم نہیں ہے) **والخامس: حرمة الدخول فی المسجد ولو للعبور بلا مکثٍ.** (منهل الواردين ۱۱۳/۱، درمختار وشامی بیروت ۴۲۱/۱، زکریا ۴۸۶/۱)

حالتِ حیض میں وعظ کی مجلس میں جانا

حائضہ عورت کے لئے وعظ ونصیحت کی مجلس میں شرکت درست ہے (بشرطیکہ یہ مجلس مسجد میں منعقد نہ ہو) **فی الحدیث: عن أم عطیة الخ. فأما الحیض فیعتزلن الصلوة ویشهدن الخیر ودعوة المسلمین. الحدیث.** (مسلم شریف ۲۹۱/۱)

حالتِ حیض میں طواف کا حکم

ناپاکی کے ایام میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنا حرام ہے؛ لیکن اگر کوئی عورت اس حال میں مجبوراً طوافِ زیارت کرلے تو وہ طواف معتبر ہوگا، تاہم جرمانہ میں ایک اونٹ کی قربانی لازم ہوگی اور وہ عورت سخت گنہ گار قرار پائے گی۔ (اور اگر پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ کرلے تو جرمانہ ساقط ہوجائے گا) **والسادس: حرمة الطواف ولو فعلت صح وأثمت وعلیها بدنة.**

(منهل الواردين ۱۱۳/۱) **فإن أعاده لسقطت عنه.** (غنية الناسك ۱۴۵، ايضاح النواسك ۱۰۴)

حالتِ حیض ونفاس میں جماع حرام ہے

حیض ونفاس کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا قطعاً حرام ہے، قرآنِ کریم میں اس کی ممانعت وارد ہے، حتی کہ بعض فقہاء نے اس حال میں جماع کو حلال سمجھنے والے پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ **والسابع حرمة الجماع والاستمتاع ما تحت الإزار.** (منهل الواردين ۱۱۳/۱)

حالتِ حیض میں میاں بیوی کا ساتھ لیٹنا

حیض کی حالت میں عورت کے گھٹنے اور ناف کے درمیانی حصہ سے بلا حائل تلذذ حاصل کرنا بھی منع ہے؛ البتہ کپڑے پہن کر اور ستر ڈھانپ کر میاں بیوی کے ایک ساتھ لیٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح گھٹنے کے نیچے اور ناف کے اوپر کے حصہ سے تلذذ مطلقاً جائز ہے۔ **ویمنع الخ. وقربان إزار یعنی ما بین سرة ورکبة ولو بلا شهوة.** (درمختار) **فیجوز الاستمتاع بالسرة وما فوقها والرکبة وما تحتها ولو بلا حائل، وکذا بما بینهما بحائل بغیر الوطء، ولو تلطخ دماً.** (شامی بیروت ۴۲۲/۱، زکریا ۴۸۶/۱)

حالتِ حیض میں الگ بستر پر سونا

حیض ونفاس کی وجہ سے بستر الگ نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ حسبِ معمول ساتھ ہی لیٹنا چاہئے، اس حال میں بستر الگ کر دینا یہودیوں کا فعل ہے جس کی مشابہت سے بچنا لازم ہے۔ **ولاینبغي أن یعزل عن فراشها لأن ذٰلک یشبه فعل الیهود.** (شامی بیروت ۴۲۲/۱، زکریا ۴۸۶/۱)

حالتِ حیض میں جماع پر کفارہ

اگر غلبۂ شہوت میں ناپاکی کی حالت میں جماع کا صدور ہوجائے تو دونوں اس جرم پر سچے دل سے توبہ کریں، ہاں اگر عورت کو مجبور کر دیا جائے تو اس پر گناہ نہیں، اور مرد کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ جرم کی تلافی کے لئے کفارہ کے طور پر گہرے سرخ رنگ کا خون جاری ہونے کی صورت میں ایک دینار (۴؍ماشہ ۲۵؍ملی گرام سونا یا اس کی قیمت) اور پیلے رنگ کا خون ہونے کی صورت میں آدھا دینار (۲؍گرام ۱۲۱؍ملی گرام سونا یا اس کی قیمت) غریبوں پر صدقہ کرے؛ لیکن یہ صدقہ واجب نہیں، توبہ کے بعد صدقہ نہ کرنے پر گنہ گار نہ ہوگا۔ **فتلزمه التوبة؛ ویندب تصدقه بدینار أو نصفه ومصرفه کزکوٰة، وهل علی المرأة تصدق؟ قال في الضیاء:**

الظاهر لا. (درمختار) **وقيل بدينار لو الدم أسود وبنصفه لو أصفر. قال في البحر: ويدل له ما رواه أبو داؤد والحاكم وصححه إذا واقع الرجل أهله وهي حائض، إن كان دما أحمر فليتصدق بدينار، وإن كان أصفر فليتصدق بنصف دينار.** (شامي بيروت ١/٤٢٩، زكريا ١/٤٩٤، منهل الواردين ١/١١٤)

خون کے انقطاع کے بعد جماع

اگر دس دن پر خون بند ہوا ہے تو اگر چہ اس کے بعد فوراً جماع کی گنجائش ہے؛ لیکن مستحب یہی ہے کہ غسل کرنے کے بعد جماع کرے۔ **ویحل وطؤها إذا انقطع حیضها لأكثره بلا غسل وجوباً بل ندباً.** (درمختار بیروت ١/٤٢٤، زکریا ١/٤٨٩) **ویستحب أن لا یطأها حتی تغتسل.** (مراقی الفلاح ٧٨)

دس دن سے پہلے خون کے انقطاع کے بعد جماع؟

اگر دس دن سے کم میں عادت پوری ہونے پر خون بند ہوا ہے تو اس وقت تک جماع حلال نہ ہوگا جب تک کہ عورت غسل کر لے یا اتنا وقت گذر جائے کہ اس کے ذمہ میں کم از کم ایک نماز لازم ہو جائے، یعنی غسل کر کے تکبیر تحریمہ کہنے کی گنجائش کے بعد دوسری نماز کا وقت شروع ہو جائے۔ (یہ اس وقت ہے جب کہ کسی نماز کے وقت میں خون بند ہوا ہو، اور اگر وقت مہمل یعنی سورج نکلنے سے زوال تک کے درمیان میں خون بند ہوا ہے، تو اس عورت سے بلا غسل جماع اس وقت تک حلال نہ ہوگا جب تک کہ عصر کا وقت شروع نہ ہو جائے؛ کیوں کہ اس صورت میں عصر کے وقت ہی اس کے ذمہ میں ظہر کی قضا لازم ہوگی) **اعلم أنه إذا انقطع دم الحائض لأقل من عشرة وكان لتمام عادتها فإنه لا يحل وطؤها إلا بعد الاغتسال أو التيمم بشرطه كما مر، لأنها صارت طاهرة حقيقة أو بعد أن تصير الصلوة دينا في ذمتها، وذٰلك بأن ينقطع ويمضي عليها أدنى وقت صلوة من اٰخره، وهو قدر ما يسع**

الغسل والـلبس والتحريمة الخ، فإذا انقطع قبل الظهر مثلاً أو فى أول وقته لا يحل وطؤها حتى يدخل وقت العصر الخ. مع أنه لا عبرة للوقت المهمل ولا لأول وقت الصلوة. (شامي بيروت ٤٢٦/١ بحثاً، زكريا ٤٩١/١)

حائضہ عورت کا کھانا پکانا

حالتِ حیض ونفاس میں کھانا پکانا، آٹا گوندھنا وغیرہ سب حلال ہے، ایسی عورت کے محض ہاتھ لگانے سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی، اس کا پکایا ہوا کھانا استعمال کرنا بلاکراہت درست ہے۔ **ولایکره طبخها ولا استعمال ما مسته من عجين أو ماء.** (شامي بيروت ٤٢٢/١، زكريا ٤٨٦/١، طحطاوى عل المراقى ٧٨)

حالتِ حیض میں مہندی لگانا

حیض ونفاس کی حالت میں مہندی لگانا جائز ہے، اور بعد میں اس کا رنگ باقی رہنے کے باوجود پاکی حاصل ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جائے گا۔ **بل يطهر ما صبغ أو خضب بنجس بغسله ثلا ثاً.** (درمختار بيروت ٤٦٥/١، زكريا ٥٣٧/١، آپ کے مسائل اور ان کا حل ٥٣/٢)

دوا کے ذریعہ حیض کا خون بند کرنا

دوا کے ذریعہ اگر خون پر بندش کردی گئی تو جب تک خون جاری نہ ہو عورت پاک ہی شمار ہوگی؛ لیکن اگر ایسا کرنا صحت کے لئے مضر ہو جیسا کہ مشاہدہ ہے تو یہ عمل نہ کیا جائے۔ **لا يجوز للمرأة أن تمنع حيضاً أو تستعجل إنزاله إذا كان يضر صحتها لأن المحافظة على الصحة واجبةٌ.** (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ١٢٤/١)

ابتداء کے بعد دوا کے ذریعہ حیض کو روکنا

اگر کسی عورت کو عادت کے موافق حیض آنا شروع ہوا، پھر اس نے دوا کھا کر اسے درمیان

ہی میں روک لیا تو محض خون بند ہونے سے وہ پاک نہ ہوگی؛ بلکہ ایام عادت تک وہ ناپاک ہی شمار ہوگی۔ **وإن منع بعد الظهور أولاً فالحيض والنفاس باقيان أى لا يزول بهٰذا المنع حكمهما الثابت بالظهور أولاً كما لو خرج بعض المنى ومنع باقيه عن الخروج فإنه لا تزول الجنابة.** (منهل الواردين ٨١)

نفاس

بچے کی پیدائش کے بعد جو خون جاری ہوتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔ **والنفاس هو الدم الخارج عقب الولادة.** (نورالایضاح مع المراقی ۷۵)

نفاس کی کم سے کم مدت

نفاس کی کم سے کم کوئی مدت متعین نہیں ہے، تھوڑی دیر بھی خون آکر بند ہوسکتا ہے۔ **لا حد لأقله.** (تنوير الابصار بيروت ٤٣١/٢، زكريا ٤٩٧/١)

نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت

نفاس کی اکثر مدت چالیس دن ہے۔ **عن أم سلمة رضى الله عنها قالت: كانت النفساء تقعد على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم أربعين يوماً.** (شامى بيروت ٤٣٢/١، زكريا ٤٩٧/١)

اسقاطِ حمل کے بعد آنے والے خون کا حکم

اگر کسی عورت کا بچہ گر گیا یا گرا دیا گیا تو چار ماہ یا اس سے زیادہ کے حمل کو ساقط کرنے پر جو خون آئے گا وہ نفاس سمجھا جائے گا، اور اگر حمل چار ماہ سے کم ہو تو یہ خون مسلسل تین روز یا اس سے زیادہ دس دن کے اندر اندر آنے کی صورت میں حیض شمار ہوگا، بشرطیکہ اس سے پہلے کم از کم پندرہ دن پاکی کی حالت رہی ہو، ورنہ (یعنی تین دن برابر خون جاری نہ رہا اور اس سے پہلے کامل طہر ہو

یا تین دن خون جاری رہا؛ لیکن اس سے پہلے کامل طہر نہیں تھا یا تین دن سے کم خون آیا جب کہ اس سے پہلے کامل طہر نہیں رہا تو ان تینوں صورتوں میں یہ خون) استحاضہ ہوگا۔ **والمرئی حیض إن دام ثلاثاً وتقدمه طهر تام وإلا استحاضة. (درمختار) أی أن لم يدم ثلاثاً وتقدمه طهر تام، أو دام ثلاثا ولم يتقدمه طهر تام، أو لم يدم ثلاثاً ولا تقدمه طهر تام.** (شامی بیروت ۴۳۵/۱، زکریا ۵۰۱/۱) **وقال قبله فی التنویر: ظهر بعض خلقه كيد أو رجل فتصير به نفساء.** (تنویر الابصار بیروت ۴۳۴/۱، زکریا ۵۰۰/۱، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه ترکی ۱۳۲/۱)

آپریشن کے ذریعہ ولادت پر نفاس کا حکم

اگر کسی عورت کا بچہ پیٹ کا آپریشن کر کے نکالا جائے تو اگر خون بچہ دانی سے بہا ہے تو وہ عورت نفاس والی کہلائے گی، اور اگر بچہ دانی سے پیشاب کے راستہ سے خون نہیں بہا تو اس کو نفاس نہیں کہا جائے گا؛ بلکہ ظاہری زخم پر محمول کیا جائے گا، مگر غسل بہر حال ضروری ہوگا۔ **فلو ولدته من سرتها إن سال الدم من الرحم فنفساء وإلا فذات جرح.** (درمختار بیروت ۴۳۰/۱، زکریا ۴۹۶/۱، عالمگیری ۳۷/۱) **المرأة إذا ولدت ولم تر الدم هل يجب عليها الغسل والصحيح أنه يجب.** (عالمگیری ۱۶/۱)

بچہ کٹ کٹ کر نکلے

اگر بچہ کا اکثر حصہ کٹ کٹ کر باہر آجائے تو اس کے بعد جاری ہونے والا خون نفاس کہلائے گا، اور اگر بچہ کے دو ایک اعضاء ہی کٹ کر باہر آئے ہوں اور اکثر اعضاء ابھی اندر ہی ہوں تو اس وقت جاری ہونے والا خون استحاضہ کا ہوگا، اور اس حال میں بھی اس عورت پر نماز کا پڑھنا فرض ہوگا۔ **عقب ولد أو أكثره ولو متقطعاً عضواً عضواً لا أقله، فتتوضأ إن قدرت أو تتيمم وتؤمي بصلاة ولا تؤخر.** (درمختار بیروت ۴۳۰/۱، زکریا ۴۹۶/۱، ومثله فی الهندية ۳۷/۱)

بچہ کی پیدائش کے بعد خون کا تسلسل

اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد خون مسلسل جاری ہوجائے تو:

الف: اگر نفاس اور حیض اور طہر کے بارے میں عورت کی عادت متعین اور معلوم ہو تو اس کے مطابق عمل کرے، یعنی جتنے دن نفاس کا معمول ہو ان کو نفاس اور جتنے دن پاک رہنے اور اس کے بعد حیض آنے کا معمول ہو ان کو پاکی اور حیض کے ایام سمجھے۔

ب: اگر نفاس اور حیض کسی کی بھی عادت کا بالکل پتہ نہ ہو تو اولاً ۴۰؍دن نفاس، پھر ۲۰؍دن پاکی اور پھر ۱۰؍دن حیض قرار دے گی۔

ج: اگر نفاس کی مدت معلوم ہے مثلاً ۱۵؍دن مگر حیض اور پاکی کے ایام مجہول ہوں، تو ۱۵؍دن نفاس سمجھ کر ۲۰؍دن پاکی اور پھر ۱۰؍دن حیض کے شمار کرے گی۔

د: اگر نفاس کی مدت مجہول ہو مگر پاکی اور حیض کی عادت متعین اور معلوم ہو، تو پھر ۴۰؍دن نفاس کے شمار کرے گی اور پھر متعین عادت پر عمل کرے گی۔ (النتف فی الفتاویٰ ۹۱)

استحاضہ

سیلان الرحم کی بیماری میں مسلسل جو خون آتا ہے اس کو استحاضہ کہتے ہیں بشرطیکہ اس کو حیض یا نفاس نہ قرار دیا جاسکے۔ **والاستحاضة دم نقص عن ثلاثة أيام أو زاد على عشرة في الحيض لما رويناه ودم زاد على أربعين في النفاس أو زاد على عادتها.** (مراقی الفلاح ۷٦) **قال الأزهري: الاستحاضة سيلان الدم في غير أوقاته المعتادة.**

(البحرالرائق ۱/۱۹۰، القاموس بحواله حاشيه شامی بيروت ۱/٤۱۱)

استحاضہ کا حکم

مستحاضہ عورت معذور شخص کے حکم میں ہے؛ لہٰذا جن ایام کے خون کو استحاضہ قرار دیا جائے ان ایام کی نمازوں کو نہیں چھوڑے گی؛ بلکہ معذور کی طرح ہر نماز کے وقت کے لئے الگ وضو کر کے

نماز وغیرہ پڑھتی رہے گی، اوراستحاضہ کے زمانہ میں شوہر کے لئے اس سے ہر طرح کا انتفاع حلال ہوگا۔ **وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه – إلى قوله – أو استحاضة الخ** . (درمختار بيروت ۱/۴۳۷، زكريا ۱/۵۰۴)

مستحاضہ اپنی عادت بھول جائے

اگر مسلسل خون جاری رہنے میں مبتلا عورت کو یہ یاد نہ رہے کہ مہینہ میں کس وقت اور کتنے دن اس کو حیض آتا تھا اور کتنے دن وہ پاک رہتی تھی تو:

الف: اگر وہ حیض اور استحاضہ میں کسی علامت سے امتیاز کرسکنے پر قادر ہوتو اپنے امتیاز پر عمل کرتے ہوئے عبادات انجام دے، یعنی حیض کے وقت نماز روزہ ترک کرے اور اس سے غسل کرکے بقیہ دنوں میں نماز و روزہ ادا کرے۔

ب: اگر خون میں امتیاز نہ کرسکتی ہوتو پھر خوب سوچ سمجھ کر غالب گمان پر عمل کرے، یعنی جس وقت اسے غالب گمان یہ ہوکہ اب حیض شروع ہوگیا ہےتو نماز ترک کردے، اور جب یہ گمان غالب ہوکہ اب استحاضہ شروع ہوگیا ہےتو غسل کرکے پاک ہوجائے اور نماز روزہ شروع کردے۔

ج: اگر اتنی زیادہ بھول ہوجائے کہ اسے بالکل پتہ ہی نہ چل پائے کہ حیض ہے یا استحاضہ؟ تو یہ عورت مستحاضہ متحیرہ کہلاتی ہے اور اس پر لازم ہوجاتا ہے کہ ہر ممکن احتیاطی حکم پر عمل کرے مثلاً:

(۱) ہر نماز مستقل غسل کرکے پڑھے؛ کیوں کہ ممکن ہے کہ یہی وقت اس کے حیض کے انقطاع کا ہو، پھر اگلی نماز کے وقت میں غسل کرکے پہلے سابقہ وقت کی نماز قضا پڑھے، اس کے بعد وقتیہ نماز ادا کرے اور پھر ہر نماز کے وقت میں ایسا ہی کرتی رہے۔

(۲) نفل نماز اور روزہ نہ رکھے۔

(۳) فرض وواجب نماز میں بھی سورۂ فاتحہ کے بعد مختصر سے مختصر قرأت کرے۔

(۴) قرآنِ کریم کی تلاوت نہ کرے۔

(۵) قرآنِ کریم کو ہاتھ نہ لگائے۔

(٦) مسنون اور نفلی طواف نہ کرے، اور طواف زیارت ادا کرلے مگر دس دن کے بعد اس کی قضا کرے، اور طواف وداع کرلے مگر بعد میں اس کی قضا نہیں ہے۔

(۷) ایسی عورت مسجد میں نہ داخل ہو۔

(۸) پورے رمضان کے روزے رکھے، اور رمضان کے بعد ۲۰/روزوں کی قضا کرے۔

(۹) اس کا شوہر اس حال میں اس سے بالکل جماع نہ کرے۔

(۱۰) اگر ایسی عورت کو عدتِ طلاق گذارنے کی ضرورت پیش آئے تو اس کی عدت **۱۹/مہینہ ۹/دن ۲۰/گھنٹہ میں پوری ہوگی۔** (والتفصيل فى منهل الواردين ۹٤/۱-۱۰۱، والنتف في الفتاوىٰ ۹۰-۹۱)

نو سال سے کم عمر میں آنے والے خون کا حکم

لڑکیاں کم از کم نو سال میں بالغ ہوتی ہیں لہٰذا اگر نو سال سے کم عمر میں خون آجائے تو اس کو حیض شمار نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ وہ استحاضہ ہوگا۔ **وأما وقته فوقته حين تبلغ المرأة تسع سنين فصاعداً عليه أكثر المشائخ فلا يكون المرئى فيما دونه حيضاً.**

(بدائع الصنائع ۱۵۷/۱)

پچپن سال کی عمر کے بعد خون کا حکم

پچپن سال کی عمر کے بعد عموماً حیض نہیں آتا؛ لہٰذا اس عمر کے بعد عورت کو اگر خون آئے تو پھر اس کا رنگ دیکھا جائے گا، اگر وہ خالص خون کا رنگ ہو یعنی خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے، اور اگر دوسرا کوئی رنگ ہو تو حیض نہیں؛ البتہ اگر اس عورت کی عادت پہلے سے اس دوسرے رنگ کے خون آنے کی رہی ہو تو اس رنگ کا خون بھی حیض ہی شمار ہوگا۔ **وما رأته بعدها أى المدة المذكورة فليس بحيض فى ظاهر المذهب إلا إذا كان دماً خالصاً (درمختار)**

أی كالأسود والأحمر القاضی، درر. قال الرحمتی: وتقدم عن الفتح أنه لو لم يكن خالصاً وكانت عادتها كذلك قبل الإياس يكون حيضاً. (شامی بيروت ١/٤٣٦-٤٣٧، زكريا ١/٥٠٣)

حالتِ حمل میں خون کا حکم

اگر کسی عورت کو حمل کے زمانے میں خون نظر آئے تو وہ حیض نہیں؛ بلکہ استحاضہ ہے، یعنی وہ اس کی وجہ سے روزہ اور نماز نہیں چھوڑے گی) **وما تراه حامل استحاضة.** (تنوير الابصار مع الدر بيروت ١/٤١٤، زكريا ١/٤٧٧)

لیکوریا کا حکم

مرض یا کمزوری کی وجہ سے نکلنے والا سفید مادہ ناپاک ہے، اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور کپڑے پر لگ جائے تو اسے پاک کرنا ضروری ہوتا ہے، جس عورت کو کبھی کبھی یہ مرض لاحق ہو وہ وضو کر کے نماز پڑھتی رہے اس پر غسل لازم نہیں ہے۔ اور اگر اس مرض کی اتنی کثرت ہو جائے کہ کسی نماز کا پورا وقت اس طرح گزر جائے کہ فرض نماز بھی پڑھنے کا موقع نہ مل پائے تو پھر یہ عورت معذور کے حکم میں ہو جاتی ہے اب اس کے لئے ایک نماز کے پورے وقت میں ایک مرتبہ وضو کافی ہوگا، سفیدی نکلنے سے بار بار اسے وضو کرنا نہ پڑے گا۔ اور ایسی معذور عورت کے حق میں یہ سفیدی ناپاک بھی نہ سمجھی جائے گی، اور یہ حکم اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ ہر نماز میں کم از کم ایک مرتبہ یہ عذر پایا جاتا رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید ۵/۲۲۳-۲۲۴)

کتاب الصلوٰۃ

❑ نماز کے منتخب ضروری مسائل

اوقاتِ نماز

اسلام میں نماز کی اہمیت

اسلامی عبادات میں نماز کو سب سے امتیازی مقام حاصل ہے، اسی امتیازی شان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نماز کی فرضیت کا حکم شبِ معراج میں پیغمبر علیہ السلام کو آسمانوں پر بلا کر مرحمت فرمایا، یہ واقعہ ہجرت سے قبل مکہ معظّمہ میں پیش آیا، جس کے وقت کے بارے میں اقوال مختلف ہیں، امام نوویؒ نے بعثت کے پانچویں سال یعنی ہجرت سے سات آٹھ سال قبل ہونے والے قول کو راجح قرار دیا ہے۔ (شرح نووی علی مسلم ۱/۹۱)

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نماز دین کا ستون ہے''۔ (بیہقی فی شعب الایمان ۳/۳۵)

اور بعض فقہاء نے اس سے آگے یہ جملہ بھی بڑھایا ہے کہ: ''جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم رکھا، اور جس نے اسے ضائع کیا اس نے دین کو ضائع کر دیا''۔ (کشف الخفاء ۲/۲۸)

ایک روایت میں ہے کہ ''اسلام اور کفر میں امتیاز کرنے والی چیز نماز ہے''۔ (مسلم شریف ۱/۶۱)

یعنی جو شخص نمازی ہے وہ ایک اسلامی علامت کو سینے سے لگائے ہوئے ہے اور جو شخص نماز سے بے گانہ ہے وہ ایک کفریہ عمل کا مرتکب ہے اور نماز نہ پڑھنے میں کافروں کی مشابہت اختیار کر رہا ہے۔ بہت سی احادیث میں نماز کو افضل الاعمال قرار دیا گیا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو بندہ کی طرف سے عاجزی اور بندگی کا اظہار سب سے زیادہ پسند ہے اور نماز کی حالت میں ایک بندہ اپنے آقاء و مولیٰ کے دربار میں جس طرح اپنی ذلت اور عاجزی کا مظاہرہ کرتا ہے وہ اس انداز میں کسی اور عبادت میں نہیں پایا جاتا۔ ہاتھ کا باندھنا، حمد و ثنا کرنا، رکوع میں سر جھکانا پھر سجدہ میں جا کر تمام اعضاء زمین پر ٹیک دینا یہ سب مالک الملک کے سامنے اپنی عاجزی اور ذلت کے انداز ہیں، جو اللہ تعالیٰ کو حد سے زیادہ پسند ہیں۔

میدان محشر میں بھی سلسلۂ عبادات میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ گچھ ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''قیامت کے دن سب سے پہلے بندہ سے نماز کا محاسبہ ہوگا، اگر نماز ٹھیک نکلی تو بقیہ اعمال بھی ٹھیک نکلیں گے اور اگر نماز ہی میں نقص اور کوتاہی نکل آئی تو بقیہ اعمال تو اس سے بھی خراب ہوں گے۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۵۰)

اس لئے ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم اور فرض عین ہے کہ وہ نماز کے سلسلے میں قطعاً کوتاہی نہ کرے نماز میں عذر (سفر یا مرض) کی وجہ سے تخفیف تو ہوسکتی ہے؛ لیکن معافی کسی حال میں نہیں ہے، کھڑے ہوکر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے۔ رکوع سجدہ نہ کرسکے تو اشارے سے پڑھے، مگر پڑھنا ضروری ہے۔

افسوس ہے کہ یہ فرض جتنا اہم ہے آج امت کی اکثریت اس سے اتنی ہی غافل ہے، اس غفلت کو توڑنے کے لئے گھر گھر نماز کا ماحول بنانے کی ضرورت ہے، اور بچہ بچہ کو نماز کا عادی بنانا ضروری ہے؛ تاکہ امت صلاح وفلاح کے راستہ پر گامزن ہوسکے۔

نماز برائی سے روکتی ہے

نماز کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ نمازی شخص کا ضمیر زندہ رہتا ہے جو اسے ہر برے کام سے برابر روکتا رہتا ہے، اور جلد یا بدیر نماز کی برکت سے بڑے سے بڑے گناہوں سے بچنے کی دولت نصیب ہوجاتی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ. (العنکبوت ٤٥) — بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور منکر کاموں سے۔

ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ فلاں آدمی رات بھر نماز پڑھتا ہے اور صبح اٹھ کر چوری کرتا ہے، تو آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ: ”یہ نماز عنقریب اسے اس عمل سے روک دے گی۔“ (ابن کثیر ۱۰۱۸)

اور جو شخص نماز پڑھنے کے ساتھ کسی گناہ کا پکا عادی ہو تو اسے اپنی نماز کا جائزہ لینا چاہئے کہ کہیں اس سے نماز میں ایسی کوتاہی تو نہیں ہورہی ہے کہ نماز کا اثر ظاہر نہیں ہورہا، بعض موقوف روایتوں میں مروی ہے کہ: ”جس شخص کی نماز اسے بے حیائی اور گناہ سے نہ روک سکے تو (گویا) اس کی نماز ہی نہیں ہوتی“۔ (ابن کثیر ۱۰۱۸)

لہٰذا اپنی اصلاح کے لئے نماز کی آداب وشرائط کے ساتھ ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہئے، جتنا زیادہ اہتمام اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھی جائے گی انشاء اللہ اتنا ہی معصیت سے نفرت کا جذبہ پیدا ہوگا، اور اطاعت کی طرف رغبت کا داعیہ ابھرے گا۔

نماز کی قبولیت کی شرط

نماز کی قبولیت کے لئے جہاں نیت کا خالص ہونا لازم ہے وہیں نماز کا شریعت کے حکم کے موافق پڑھنا بھی ضروری ہے۔ ارکانِ نماز میں کمی یا بیشی کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے گی وہ ہرگز قبول نہ ہوگی، چاہے نیت کتنی ہی خالص ہو؛ کیوں کہ عبادت وہی قابل قبول ہوتی ہے جو شریعت کے بتائے ہوئے حکم کے مطابق

ہو،لہٰذا ضروری ہے کہ نماز کے تمام ضروری مسائل مستحضر ہوں؛ تا کہ ہماری نماز ہر اعتبار سے کامل ہو اور ہم اس عظیم عبادت کے عظیم الشان ثواب سے بفضل خداوندی بہرہ ور ہوسکیں، ارشاد خداوندی ہے:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ. (البقرۃ ۲۳۸)

نگہبانی کرو نمازوں کی اور بیچ والی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے لئے باادب ہوکر۔

اس آیت میں نماز باادب پڑھنے کا حکم دیا گیا، اور نماز کا ادب یہی ہے کہ وہ پوری طرح سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہو۔

نماز کی چوری

بہت سے نماز کے پابند حضرات لمبی عمریں گذر جانے کے باوجود اپنی نماز کی اصلاح کی فکر نہیں کرتے، اور ارکان وافعال میں برابر کوتاہی کی عادت پر جمے رہتے ہیں، اور ہر نماز جلد از جلد اور کم سے کم وقت میں ٹرخانے کی کوشش کرتے ہیں، فضول مشاغل میں گھنٹوں ضائع کر دیتے ہیں اور نماز میں چند منٹ لگانا بھی بھاری پڑتا ہے، حالاں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو بدترین چور قرار دیا ہے جو نماز کے افعال میں کٹوتی کرتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''لوگوں میں سب سے بدترین چوری کرنے والا وہ شخص ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے''۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضرت! نماز کی چوری کیسے ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''(نماز کا چور وہ ہے جو) نماز کے رکوع اور سجدہ پورے نہ کرے'' (یعنی بس جلدی جلدی گویا کہ ٹھونگے مار لے)۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۹۸)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کو دیکھتا تک نہیں جو رکوع اور سجدہ کے درمیان اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا'' (یعنی قومہ اور جلسہ نہیں کرتا)۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۹۸)

بریں بنا نماز کے عام مسائل سے واقفیت ضروری ہے؛ تا کہ ہماری نماز لاعلمی کی وجہ سے خراب نہ ہو اور ہم ترک نماز کے وبال سے محفوظ رہیں، جس طرح ہم اپنے دنیوی معاملات کو سدھارنے میں دلچسپی دکھاتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ دلچسپی سے نماز کو واقعی قابل قبول بنانے پر محنت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی نماز کی حلاوت نصیب فرمائیں اور اپنی رضائے تام سے سرفراز فرمائیں، آمین۔

ذیل میں چند ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

فجر کا وقت

فجر کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔ **أول وقت الفجر إذا طلع**

الفجر الثاني وهو المعترض في الأفق وآخر وقتها ما لم تطلع الشمس. (هداية ۸۰/۱، مكتبه بلال ديوبند ۷٦/۱ – ۷۷)

فجر کا مستحب وقت

فجر کی نماز اسفار کر کے پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ نماز فاسد ہونے کی صورت میں مسنون طریقے سے اعادۂ صلوٰۃ کی گنجائش نہ رہے؛ (لہٰذا طلوع آفتاب سے کم از کم ۳۰ ؍منٹ قبل نماز فجر پڑھنی چاہئے) **ويستحب الإسفار بالفجر لقوله عليه الصلوة والسلام أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر.** (ترمذی شريف ۴۰/۱، هدايه ۸۲/۱، مكتبه بلال ديوبند ۷۹/۱)

ظہر کا وقت

زوال کے بعد سے سایۂ اصلی دو مثل ہونے تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے۔ **وأول وقت الظهر إذا زالت الشمس وآخر وقتها عند أبي حنيفةؒ إذا صار ظل كل شئ مثليه سوى فئ الزوال.** (هدايه ۸۱/۱، مكتبه بلال ديوبند ۷۷/۱، درمختار زكريا ۱٤/۲، درمختار بيروت ۱۵/۲)

ظہر کا مستحب وقت

گرمی کے زمانے میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے اور سردی میں اول وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔ **ويستحب الإبراد بالظهر في الصيف وتقديمه في الشتاء.**

(هدايه ۸۲/۱، مكتبه بلال ديوبند ۸۰/۱، درمختار زكريا ۲٤/۲، درمختار ۲۳/۲)

جمعہ کا وقت

جمعہ کا اصل وقت بھی ظہر کے وقت کی طرح ہے۔ **وجمعة كظهر الخ.** (درمختار زكريا ۲۵/۲، درمختار بيروت ۲٤/۲)

جمعہ کا مستحب وقت

جمعہ کی نماز گرمی یا سردی ہر زمانہ میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔ **وقال الجمهور**

ليس بمشروع (أى الإبراد) لأنها تقام بجمع عظيم فتأخيرها مفض إلى الحرج ولا كذلك الظهر. (شامی زکریا ۲/ ۲۵، شامی بیروت ۲/ ۲٤)

عصر کا وقت

ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور غروبِ آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ **أول وقت العصر إذا خرج وقت الظهر على القولين وآخر وقتها ما لم تغرب الشمس.** (هدايه ۲/ ۸۱، مکتبه بلال ديوبند ۱/ ۷۸، درمختار زکريا ۲/ ۱٦، درمختار بيروت ۲/ ۱٦)

عصر کا مستحب وقت

عصر کا مستحب وقت سورج میں تغیر آنے سے پہلے تک رہتا ہے، خواہ گرمی کا موسم ہو یا سردی کا؛ البتہ سورج میں تغیر آنے کے بعد عصر کا مکروہ وقت شروع ہوجاتا ہے۔ **ويستحب تاخير العصر ما لم تتغير الشمس فى الصيف والشتاء.** (هدايه ۱/ ۸۳، مکتبه بلال ديوبند ۱/ ۷۸، درمختار زکريا ۲/ ۲٦، درمختار بيروت ۲/ ۲٤)

مغرب کا وقت

غروبِ شمس سے لے کر افق پر سے سفید روشنی کے غائب ہونے تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے۔ **وأول وقت المغرب إذا غربت الشمس وآخر وقتها ما لم يغب الشفق ثم الشفق هو البياض الذى فى الأفق بعد الحمرة.** (هدايه ۱/ ۸۱، مکتبه بلال ديوبند ۱/ ۷۸، درمختار زکريا ۲/ ۱۷، درمختار بيروت ۲/ ۱۷)

مغرب کا مستحب وقت

مغرب کی نماز اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ **ويستحب تعجيل المغرب لأن تأخيرها مكروه.** (هدايه ۱/ ۸۳، مکتبه بلال ديوبند ۱/ ۸۰، درمختار زکريا ۲/ ۲۷)

عشاء کا وقت

عشاء کا ابتدائی وقت سفید روشنی کے غائب ہونے سے شروع ہوکر صبح صادق کے طلوع تک رہتا ہے۔ **ابتداء وقت العشاء والوتر منه أی من غروب الشفق إلى قبيل طلوع الصبح الصادق لإجماع السلف.** (مراقی الفلاح ۹۵، درمختار زکریا ۱۸/۲، بیروت ۱۷/۲-۱۸، هدایه ۸۲/۱)

عشاء کا مستحب وقت

نمازعشاء تہائی رات سے پہلے تک مؤخر کرنا مستحب ہے (جب کہ کوئی اور عارض مثلاً تقلیل جماعت کا اندیشہ نہ ہو) اور آدھی رات تک پڑھنا بلاکراہت جائز ہے اور آدھی رات سے صبح صادق تک بلاعذر پڑھنا مکروہ ہے۔ **ويستحب تاخير العشاء إلى ماقبل ثلث الليل وإلى نصف الأخير مكروه والتاخير إلى نصف الليل مباح.** (درمختار بیروت ۲۵/۲، زکریا ۲۶/۲، هدایه ۸۳/۱)

وتر کا وقت

وتر کا وقت بعد عشاء شروع ہوتا ہے اور صبح صادق کے طلوع تک رہتا ہے۔ **وأول وقت الوتر بعد العشاء وآخره ما لم يطلع الفجر.** (درمختار بیروت ۱۸/۲، زکریا ۱۸/۲، هدایه ۸۳/۱)

وتر کا مستحب وقت

جس شخص کو بیدار ہونے کا اعتماد ہو اس کے لئے آخر رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے، اور جس کو بیدار ہونے پر اعتماد نہ ہو اس کے لئے سونے سے پہلے وتر پڑھنا مستحب ہے۔ **ويستحب فى الوتر لمن يألف صلوٰة الليل آخر الليل فان لم يثق بالإنتباه أوتر قبل النوم.**

(هدایه ۸٤/۱، در مختار زکریا ۲۸/۲، بیروت ۲٦/۲)

نمازاشراق کا وقت

سورج طلوع ہونے کے تقریباً ۱۵-۲۰ منٹ (مکروہ وقت گذرجانے) کے بعد اشراق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ **أولها عند طلوع الشمس إلى أن ترتفع الشمس وتبيض قدر رمح أو رمحين.** (طحطاوی علی المراقی ۱۰۰)

نمازچاشت کا وقت

چاشت کا وقت آفتاب طلوع ہونے سے زوال تک باقی رہتا ہے؛ لیکن افضل یہ ہے کہ ایک چوتھائی دن گذرنے کے بعد چاشت کی نماز پڑھی جائے۔ **وندب أربع فصاعداً في الضحىٰ من بعد الطلوع إلى الزوال ووقتها المختار بعد ربع النهار.** (درمختار زکریا۲/۶۵/٤، بیروت ۲/٤٠٤-٤٠٥، صغیری ۲۰۱، مراقی الفلاح ۲۱٦)

نمازعیدین کا مستحب وقت

طلوع آفتاب سے تقریباً ۲۰ رمنٹ بعد عیدین کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور نصف النہار تک باقی رہتا ہے۔ **ووقتها من الارتفاع قدر رمح فلا تصح قبلهٗ إلى الزوال فلو زالت الشمس وهو في أثنائها فسدت.** (طحطاوی علی الدر ۱/۳٥٤، کنز الدقائق ٤٥، نور الایضاح ۱۲۱)

کن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

درج ذیل تین اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے: (۱) طلوع شمس سے ارتفاع شمس تک (۲) زوال کے وقت (۳) غروب شمس کے وقت۔ **ثلاث ساعات لا تجوز فيها المكتوبة ولا صلوة الجنازة ولاسجدة التلاوة إذا طلعت الشمس حتى ترتفع وعند الإنتصاف إلىٰ أن تزول وعند احمرارها إلى أن تغيب.** (هندیه ۱/٥۲، هدایه ۱/۸٤)

سورج میں تغیر کی علامت

عصر کے بعد سورج کی روشنی میں تغیر اس وقت سمجھا جائے گا جب کہ بلا کسی رکاوٹ سورج

کی ٹکیہ پر نظر جمانا مشکل نہ رہے۔ **ما لم يتغير ذكاء بأن لاتحار العين فيها في الأصح (درمختار) وفي الظهيرية: إن أمكنه إطالة النظر فقد تغيرت وعليه الفتوىٰ.** (شامی بیروت ۲/۲٤، شامی زکریا ۲/۲٦)

غروب شمس سے کچھ پہلے اسی دن کی عصر کی نماز

جب سورج میں سرخی آجائے تو اگر کوئی شخص اسی دن کی عصر کی نماز اس وقت پڑھ لے تو ادا ہوجائے گی؛ لیکن اس وقت قضا شدہ یا نفل نماز پڑھنا بالکل درست نہیں ہے۔ **إلا عصر يومه عند الغروب بخلاف غيرها من الصلوات لأنها وجبت كاملة فلا تتأدى بالناقص.** (هدايه ۱/۸٥، درمختار بیروت ۲/۳۰، در مختار زکریا ۲/۳۰، کنز الدقائق ۱/۱۸، شرح الوقاية ۱/۱۳۱)

سورج کے طلوع کے وقت نماز فجر صحیح نہیں

طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر نماز کے دوران آفتاب طلوع ہوگیا تو نماز فاسد ہوجائے گی اور اعادہ واجب ہوگا۔ **ولو طلعت الشمس في خلال الفجر تفسد فجره.** (تاتارخانية ۱/٤۱۱، هدايه ۱/٦۸، فتح القدير ۱/۲۳۱، شامی زکریا ۲/۳۰)

بوقتِ غروب عصر کی نماز کا حکم

عصر کی نماز پڑھتے پڑھتے آفتاب غروب ہوجائے تو عصر کی نماز صحیح ہوجائے گی اعادہ لازم نہیں۔ **وكره صلاة مطلقاً مع شروق واستواء وغروب إلا عصر يومه فلا يكره فعله.** (شامی زکریا ۲/۳۲، درمختار بیروت ۲/۲۸-۳۰، نور الایضاح ۵۹)

طلوع آفتاب کے وقت سجدۂ تلاوت

سجدۂ تلاوت مکروہ وقت میں تلاوت کی وجہ سے واجب ہوا ہو تو وقت مکروہ میں اس کا ادا

کرنا کراہت تنزیہی کے ساتھ جائز ہے اور تاخیر افضل ہے، اور اگر وقت مکروہ سے پہلے واجب ہوا ہوتو وقت مکروہ میں ادا کرنا جائز نہیں، اگر کرلیا تو اعادہ واجب ہوگا۔ **فلو وجبتا فيها لم يكره فعلهما أى تحريما أفاد ثبوت الكراهة التنزيهية.** (درمختار زکریا ۲/ ۳۵، درمختار مع شامی بیروت ۲/ ۳۲، تاتارخانیة ۱/ ۷۷۴، هداية ۱/ ۸۵، هندية ۱/ ۱۳۵)

اوقاتِ مکروہہ میں نماز جنازہ

اگر جنازہ پہلے سے تیار تھا تو طلوع، غروب اور زوال کے وقت نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اور اگر اسی وقت تیار ہوا تو کوئی کراہت نہیں، اسی وقت نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔ **فلو وجبتا فيها لم يكره فعلهما أى تحريماً وفى التحفة: الأفضل أن لا تؤخر الجنازة. قوله: وفى التحفة فثبتت كراهة التنزيه فى سجدة التلاوة دون صلاة الجنازة.** (درمختار زکریا ۲/ ۳۰ تا ۳۵، بیروت ۲/ ۲۸-۳۲، احسن الفتاوی ۲/ ۱۳۷)

صبح صادق کے بعد قضا نماز

صبح صادق کے بعد قضا نماز پڑھنا شرعاً درست ہے۔ **ومنها ما بعد طلوع الفجر قبل صلاة الفجر.** (عالمگیری ۱/ ۵۳)

فجر کی نماز کے بعد قضا نماز

فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے تک قضا نماز پڑھنا جائز ہے۔ **ومنها ما بعد صلاة الفجر قبل طلوع الشمس.** (عالمگیری ۱/ ۵۳)

عصر کی نماز کے بعد قضا نماز

جب تک سورج میں زردی نہ آجائے اس وقت تک عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھنا جائز ہے۔ **ومنها ما بعد صلاة العصر قبل التغير.** (عالمگیری ۱/ ۵۳)

رمضان میں مغرب کی نماز قدرے تاخیر سے ادا کرنا

ماہِ رمضان میں مغرب کی نماز دس، پندرہ منٹ تاخیر سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **والمغرب إلى اشتباک النجوم کره التاخير تحريماً إلا بعذر کسفر وكونهٖ على أکل.** (درمختار زکریا ۲/۲۷، بیروت ۲/۲٦، تاتارخانية ۱/٦٠٤، فتح القدير ۱/۳۳۰)

نماز کے بعد معلوم ہوا کہ وقت نکل چکا تھا

اگر وقتیہ فرض کی ادائیگی کی نیت کی، پھر نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ نماز کا وقت نکل چکا تھا تو نماز نہیں ہوئی اعادہ ضروری ہے؛ البتہ اگر آج کے فرض کی نیت کی تو اداء کی نیت سے یہ نماز قضاءً بھی درست ہوجائے گی۔ (احسن الفتاویٰ ۲/۱۳۹) **أما بعد خروج الوقت إذا صلى وهو لايعلم بخروجهٖ فنوى فرض الوقت فإنه لايجوز.** (هنديه ۱/٦٦، تاتارخانية ۱/٤۲۹، البحر الرائق ۱/٤٨٦، الجوهرة النيرة ۱/٦٧)

حجاز مقدس میں دو مثل سے قبل عصر کی نماز

حجاز مقدس کی مساجد میں عصر کی نماز ایک مثل پورا ہوتے ہی فوراً پڑھی جاتی ہے، اگر حنفی لوگ اپنے وقت کا انتظار کریں گے تو وہاں رہ کر کبھی بھی مسجد میں نماز باجماعت نہیں پڑھ سکیں گے؛ لہٰذا صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے عصر کی نماز اہل حجاز کے ساتھ باجماعت پڑھ لینا درست ہے۔ **ووقت الظهر من زوالهٖ إلى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوی: وبه نأخذ وفي الفيض وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى.** (درمختار بيروت ۲/۱٥، زكريا ۲/۱٤، معارف السنن ۲/۱۱، ايضاح المناسك ۱۲٦، فتاوى محموديه ۱٦/۳۲۹)

نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھنا

رمضان میں فجر کی نماز سحری کے بعد ذرا سویرے پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں؛ بلکہ بہتر

ہے کیوں کہ یہ جماعت میں تکثیر کا ذریعہ ہے، تاخیر کرنے میں نمازیوں کے کم ہونے کا اندیشہ ہے۔ **هٰذه المسئلة تدل على أن الصلاة فی أول الوقت أفضل عندنا أيضاً إلا إذا تضمن التاخير فضيلةً لا تحصل بدونهٖ كتكثير الجماعة والصلاة بأكمل الطهارتين.** (معارف السنن ۲/ ۳۹) **عن قتادة عن أنس ﷺ أن النبی ﷺ وزید بن ثابت ﷺ تسحرا فلما فرغا من سحورهما قام النبیﷺ إلى الصلوٰة فصلی.** (مشکوٰة شریف/ ۶۰)

جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہو وہاں نماز پڑھنے کا طریقہ

جہاں چھ مہینہ کے دن رات ہوتے ہوں وہاں اوقات کا اندازہ کر کے نمازیں پڑھی جائیں یعنی چوبیس گھنٹے میں پانچ نمازیں معتاد فرق کے ساتھ پوری کر لی جائیں۔ **فی حديث دجال: قلنا يا رسول اللّٰه: رأيت اليوم الذی كالسنة اتكفينا فيها صلاة يوم، قال: ''لا ولٰكن اقدروا له''.** (ترمذی شریف ۲/ ۴۸) **وفاقد وقتهما كبلغار الخ مكلف بهما فيقدر لهما.** (درمختار زکریا ۲/ ۱۸، بیروت ۲/ ۱۸)

جہاں وقت عشاء نہ ملے

جہاں عشاء کا وقت پتہ ہی نہ چلتا ہو (جیسا کہ بعض ایام میں لندن کے بعض علاقوں میں ایسا ہوتا ہے) تو وہاں عشاء کی نماز ادا کرنا ضروری ہے، اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ عام متوازن دنوں میں مغرب کے بعد جتنے فاصلہ سے عشاء کی نماز پڑھی جاتی ہے اتنے فاصلہ پر عشاء کی نماز ادا کر لی جائے یا اطراف کے شہروں اور ممالک میں جس وقت عشاء پڑھی جاتی ہے اسی کے مطابق عشاء کی نماز ادا کر لی جائے۔ **وفاقد وقتهما كبلغار فإن فيها يطلع الفجر قبل غروب الشفق فی أربعينية الشتاء مكلف بهما فيقدر لهما.** (درمختار بیروت ۲/ ۱۸، زکریا ۲/ ۱۸، فتح القدیر ۱/ ۱۹۸)

اذان واقامت کے مسائل

اذان کی ابتداء

جب حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابتداء میں نماز کے لئے لوگ اندازے سے مسجد میں حاضر ہو جاتے تھے اور اس کے لئے کوئی اعلان نہیں کیا جاتا تھا۔ اس صورت حال میں بعض مرتبہ کافی انتظار کی زحمت بھی اٹھانی پڑتی تھی۔ اس لئے ایک دن صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ گفتگو چلی کہ نماز کے وقت کے لئے کوئی علامت مقرر ہونی چاہیئے، تو بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ عیسائیوں کی طرح ناقوس (چھوٹی لکڑی کو بڑی لکڑی پر مارکر آواز نکالنا) بجایا جائے، بعض نے مشورہ دیا کہ یہودیوں کی طرح سینگ بجایا جائے، بعض حضرات نے نماز کے وقت آگ جلانے کا مشورہ دیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ جب وقت ہو جائے تو کسی آدمی کو نماز کا اعلان کرنے کے لئے آبادی میں بھیج دیا جائے، چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور کر دیا گیا۔ (اوجز المسالک ۱/۲/۱۷۱، دمشق ۲/۶، بخاری شریف ۱/۸۵، مسلم شریف ۱/۱۶۴)

اسی دوران ایک صحابی حضرت عبداللہ ابن زید ابن عبد ربہ انصاری رضی اللہ عنہ نے یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک شخص دوہرے کپڑے پہن کر اترا ہے اور اس نے ایک دیوار کے کنارے پر کھڑے ہو کر اذان کے یہ کلمات پکارے ہیں:

اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اشھد ان لاالہ الاّ اللّٰہ، اشھد ان لاالہ الاّ اللّٰہ، اشھد انَّ محمدا رسول اللّٰہ، اشھد انَّ محمدا رسول اللّٰہ، حیّ علی الصلوٰۃ، حیّ علی الصلوٰۃ، حیّ علی الفلاح، حیّ علی الفلاح، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، لاالہ الاّ اللّٰہ.

(ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، آؤ نماز کی طرف، آؤ نماز کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

جب یہ خواب حضرت عبد اللہ نے حضور اکرم علیہ السلام کو سنایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ خواب برحق ہے، لہٰذا تم ان کلمات کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سکھلاؤ ان کی آواز بلند ہے، وہ اذان دیں گے، چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب اذان دینی شروع کی اور اس کی آواز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کانوں میں پڑی تو وہ جلدی جلدی اپنی چادر کو سنبھالتے ہوئے تشریف لائے، اور قسم کھا کر فرمایا کہ میں نے بھی بعینہٖ یہی خواب دیکھا ہے، نبی کریم ﷺ نے اس پر شکر کا اظہار فرمایا اور پھر اذان کا طریقہ امت میں رائج ہوگیا۔ (اسد الغابہ ۳/۱۴۴، طحاوی شریف ۱/۹۷، ابوداؤد شریف ۱/۶۷) واضح رہے کہ اذان کی ابتداء کا مذکورہ واقعہ ۱ھ میں پیش آیا۔ (البدایہ والنہایہ ۴/۲۴۵، اُسد الغابہ بیروت ۳/۱۴۳)

اذان کا اجر وثواب

احادیث شریفہ میں اذان کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ’’مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اتنی ہی لمبی، چوڑی اس کے لئے مغفرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے، اور جس تر یا خشک چیز تک وہ آواز پہونچتی ہے وہ سب اشیاء اس کے لئے قیامت میں خیر پر شہادت دیں گی‘‘۔ (ابوداؤد شریف ۱/۶۷)

اور ایک روایت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ’’اگر تمہیں اذان کی فضیلت اور خیر وبرکت کا علم ہوجائے تو تم اذان دینے کے لئے قرعہ اندازی کرنے لگو گے۔ یعنی ہر ایک اذان کا اتنا شوقین ہوجائے گا کہ اس تنازعہ کو ختم کرنے کے لئے قرعہ کی ضرورت پیش آئیگی‘‘۔ (بخاری شریف ۱/۸۶)

اور ایک حدیث میں مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’مؤذن حضرات میدانِ محشر میں سب سے لمبی گردن والے ہوں گے‘‘۔ (مسلم شریف ۱/۱۶۷)

اس کا مطلب بیان کرتے ہوئے شارحین نے کہا ہے کہ وہ وفورِ شوق میں اللہ کی رحمت کی طرف بار بار گردنیں اٹھا کر دیکھ رہے ہوں گے اس لئے کہ انہیں زیادتیٔ ثواب کی امید ہوگی۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ واقعۃً ان کی گردنیں اونچی کردی جائیں گی تاکہ وہ گھٹن سے محفوظ رہیں، اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ لمبی گردن ہونے سے ان کی سرداری اور بزرگی مراد ہے۔ (نووی علی مسلم ۱/۱۶۷)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ’’چند حضرات میدانِ محشر میں ہر قسم کی ہولناکی سے محفوظ رہیں گے اور ان کو اعزاز واکرام کے ساتھ مشک کے ڈھیروں پر بٹھایا جائے گا، ان میں وہ مؤذن بھی ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پنج وقتہ نمازوں کی اذان دیا کرتے تھے‘‘۔ (مجمع الزوائد ۱/۳۲۷)

نیز آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ’’جو شخص اخلاص کے ساتھ ۷/سال تک نمازوں کے لئے اذان دے تو اس کے لئے جہنم سے بچاؤ کا پروانہ عطا کیا جاتا ہے‘‘۔ (مشکوۃ شریف، مرقاۃ المفاتیح اشرفی ۲/۱۶۶)

اورابن ماجہ شریف کی ایک روایت میں ۱۲؍سال تک اذان دینے والے کو جنت میں داخلہ کی بشارت اور ہر اذان پر ۶۰؍نیکیاں اور ہر اقامت پر ۳۰؍نیکیاں ملنے کا وعدہ مذکور ہے۔(ابن ماجہ شریف ۵۳)

اورسات سال اور بارہ سال میں توافق پیدا کرنے کے لئے بعض حضرات شارحین نے فرمایا کہ امت کی چوں کہ عموماً عمر ۷۰؍برس ہے اور عادۃً زیادہ سے زیادہ ۱۲۰؍سال ہے۔اب اگر کسی نے ۷؍سال تک اذان دی تو ہر نیکی کے دس گنا ثواب کے اعتبار سے ۷۰؍سالہ زندگی والا شخص پوری زندگی میں اذان دینے والا شمار ہوگا،اور ۱۲؍سال اذان دینے والے کو ۱۲۰؍سال تک اذان دینے کا ثواب ملے گا۔(حاشیہ ابن ماجہ شریف ۵۳)

نیز یہ بھی مروی ہے کہ:''مؤذن کو شہید فی سبیل اللہ کی طرح ثواب ملتا ہے اور دفن کے بعد اس کا جسم کیڑوں کی غذا نہیں بنتا''۔(طبرانی، مرقاۃ ۱؍۴۲۸)

انہیں فضائل کی وجہ سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ وہ تمنا کرتے تھے کہ کاش حضور اکرم ﷺ نے ان کو اور ان کے اہل خاندان کو اذان دینے پر مامور کیا ہوتا تاکہ وہ بھی ان بشارت آمیز ارشادات کے مستحق قرار پاتے۔(مجمع الزوائد ۱؍۳۲۶)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ:''مجھے پابندی سے اذان دینے پر قدرت حاصل ہونا حج وعمرہ اور جہاد سے زیادہ پسند ہے''۔اسی طرح کا مقولہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے بھی مروی ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ۱؍۲۰۳-۲۰۴)

اذان! شیطان کے لئے تازیانہ

اذان کے کلمات میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھی ہے کہ شیطان لعین اس کے سننے کی تاب نہیں رکھتا اور جب اذان شروع ہوتی ہے تو وہ بدحواسی کے عالم میں ہوا خارج کرتے ہوئے ۳۶؍میل (تقریباً ۶۶؍ کلومیٹر) دور بھاگ جاتا ہے۔(مسلم شریف ۱؍۱۶۷)

اورایک روایت میں ہے کہ:''جب اذان ہوتی ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان کے کلمات اس کے کان میں نہ پڑسکیں، پھر اذان کے بعد واپس آجاتا ہے۔اس کے بعد جب اقامت ہوتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے اور ختم ہوتے ہی پھر براجمان ہوجاتا ہے اور نمازی پر وسوسے ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔اور کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر، یعنی بھولی بسری باتیں یاد دلاتا ہے تاکہ نماز سے ذہن ہٹ جائے۔حتی کہ ان وساوس میں پڑکر نمازی کو یہی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے''۔

(بخاری شریف ۱؍۸۵-۱۶۷، مسلم شریف ۱؍۱۶۷، الترغیب والترہیب ۱؍۱۱۰)

اذان اسلام کا شعار ہے

اذان اسلام کا اہم ترین شعار ہے، اور اس بات کی کھلی علامت ہے کہ جس جگہ سے اذان کی آواز آرہی ہے وہ جگہ اسلامی آبادی پر مشتمل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسلامی لشکر کو ہدایت کر رکھی تھی کہ: ''جس بستی پر حملہ کا ارادہ ہو اگر وہاں سے اذان کی آواز آنے لگے تو اس پر حملہ روک لیا جائے، اور قتل وقتال سے پوری طرح اجتناب کیا جائے''۔ (مسلم شریف ۱/۱۶۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۶/۴۸۱)

اسی بنا پر حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کسی شہر کے لوگ اذان نہ دینے پر اتفاق کرلیں تو ان سے جنگ کی جائے گی، اور اذان جاری کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ (شامی ۱/۴۵)

اذان کا جواب دینا باعثِ ثواب ہے

اذان کا جواب دینا بہت ثواب کا عمل ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ مؤذن کے کلمات اذان دہرائے اور حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں **لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم** کہے، تو انشاء اللہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم شریف ۱/۱۶۷، سنن بیہقی ۱/۴۰۲)

اور جو شخص اذان کے بعد یہ دعائے وسیلہ پڑھے اس کو آنحضرت ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی: **اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَ ةِ التَّامَّةِ وَالصَّلوٰةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّداً نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدانِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ.** (بخاری شریف ۱/۸۶) ترجمہ: ''اے اللہ! اے اس مکمل دعوت اور قائم شدہ نماز کے مالک! محمد ﷺ کو مقام وسیلہ (جو جنت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے) اور فضیلت اور برتری سے سرفراز فرمایئے، اور آپ کو اس مقام محمود پر فائز فرمایئے جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے''۔ بہر حال اذان کے جواب کا اہتمام کرنا بہت نفع بخش ہے، اس میں کوتاہی نہ ہونی چاہئے، مگر افسوس کا مقام ہے کہ آج اذان کے جواب کا بالکل اہتمام نہیں کیا جاتا، اذان ہوتی رہتی ہے اور لوگ اپنی باتوں میں اور دیگر مشغولیات میں مصروف رہتے ہیں اور جواب دینے اور بعد میں دعا پڑھنے کی فکر نہیں کی جاتی۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''یہ بڑے ظلم کی بات ہے کہ آدمی مؤذن کی اذان سن کر اس کا جواب نہ دے''۔ (کتاب الدعاء للطبرانی ۱۶۵)

اذان کے وقت دعا کی قبولیت

اذان کے دوران جو دعا مانگی جاتی ہے وہ بارگاہِ خداوندی سے رد نہیں ہوتی، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''دو اوقات ایسے ہیں کہ ان میں بہت کم کسی کی دعا رد ہوتی ہے: (۱) اذان کے وقت کی دعا (۲) میدانِ کارزار میں عین جنگ کے وقت کی دعا''۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: ''ان دو اوقات میں آسمان سے قبولیت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں''۔ (سنن بیہقی ۱/۶۰۵)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''ام سلمہ تم مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا پڑھا کرو: **اَللّٰھُمَّ بِاسْتِقْبَالِ لَیْلِکَ وَاِدْبَارِ نَھَارِکَ وَاَصْوَاتِ دُعَائِکَ وَحُضُوْرِ صَلَوَاتِکَ اَسْأَلُکَ اَنْ تَغْفِرَلِیْ**''۔ (کتاب الدعا للطبرانی ۱٥٤)

یعنی ''اے اللہ! میں آپ کی رات کے آنے اور دن کے رخصت ہونے اور آپ کی طرف بلانے والے مؤذنوں کی آوازوں اور آپ کی عبادات کے وقت حاضر ہونے کے توسط سے آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ مجھے بخش دیجئے''۔

نیز اذان کے فوراً بعد کا وقت بھی قبولیت کا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ: ''مؤذن کی اذان کا جواب دو پھر جو مانگو گے تمہیں عطا ہوگا''۔ (کتاب الدعا للطبرانی ۱۵۶)

مؤذن کسے بنایا جائے؟

احادیثِ شریفہ سے ثابت ہے کہ مؤذن ایسا شخص ہونا چاہئے جو باشرع، امانت و دیانت سے متصف اور تقویٰ و طہارت کے اعلیٰ معیار پر فائز ہو۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بعض انصاری حضرات سے فرمایا کہ: ''تم اپنا مؤذن ایسے شخص کو مقرر کرنا جو تم میں سب سے افضل ہو''۔ (سنن بیہقی ۱/۶۲۷)

ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ''امام ضامن ہے، اور مؤذن امین ہے، اللہ تعالیٰ امام کو سیدھی راہ پر گامزن فرمائے اور مؤذن کو دامن عفو میں جگہ مرحمت فرمائے''۔ (سنن بیہقی ۱/۶۲۶)

قیس بن ابی حازم کہتے ہیں کہ ہم امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہم سے پوچھا کہ: ''تمہارے یہاں مؤذن کون لوگ ہیں''؟ ہم نے جواب دیا کہ زیادہ تر مؤذن یا تو غلام ہیں یا آزاد کردہ موالی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر افسوس کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ''یہ تو تمہارے اندر بڑا نقص ہے، اذان تو اتنی شرافت کی چیز ہے کہ اگر مجھے خلافت کی مصروفیت نہ ہوتی تو میں پنج وقتہ نمازوں کے لئے اذان دیا کرتا''۔ (سنن بیہقی ۱/۶۲۷)

رہ گئی رسم اذاں......

افسوس ہے کہ جس صورتِ حال پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نکیر فرمائی تھی وہی صورتِ حال آج

ہمارے پورے معاشرہ میں پیدا ہوچکی ہے۔ بڑے اور بااثر لوگ اذان دینے کو باعثِ عار سمجھتے ہیں، اور عام طور پر مساجد میں ایسے لوگ مؤذن رکھے جاتے ہیں جن کی معاشرہ میں کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ اپنے او پر خواہ کتنی فضول خرچی کرلیں مگر مسجدوں کے لئے سستے سے سستا مؤذن ڈھونڈنے کی کوشش کی جاتی ہے، خواہ وہ کیسی ہی غلط اذان دے یا اسے مسائل اذان کا علم ہو یا نہ ہو؟ ہونا تو یہ چاہئے کہ اذان ایسی پرکشش ہو کہ سوئے ہوئے لوگ جاگ جائیں اور اس کی آواز سے رگ وپے میں سنسنی دوڑ جائے اور بے اختیار قوم مسجد کی طرف چل پڑے، اور نہ صرف مسلمان؛ بلکہ غیر مسلم اسے سن کر ٹھٹھک کر رہ جائیں۔ مگر ہمارے یہاں اذان اس طرح دی جاتی ہے کہ نہ اس میں کوئی سوز وگداز ہوتا ہے اور نہ کسی روحانی کشش کا شائبہ؛ بلکہ محض ایک رسم کی ادائیگی کے طور پر اس عمل کو انجام دے کر اطمینان کرلیا جاتا ہے۔ مؤذن حضرات نہ صرف یہ کہ اذان کے مدوں میں حدود سے تجاوز کرتے ہیں؛ بلکہ بہت سے مؤذن تو صراحۃً غلط تلفظ سے اذان دیتے ہیں کہ مطلب بالکل خبط ہوکر رہ جاتا ہے۔ مثلاً اللہ، اور اکبر کے الف کو کھینچ کر پڑھنا اور اشہد کو آشہد پڑھنا وغیرہ، اس طرح کی غلطیاں عام ہیں، جن کی اصلاح ضروری ہے۔

ذیل میں اذان سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

وقت سے پہلے دی گئی اذان کا حکم

اگر وقت سے پہلے اذان دے دی گئی تو وقت کے بعد اس کا اعادہ کرنا ہوگا۔ **وإن قدم يعاد في الوقت وعليه الفتوىٰ.** (هنديه ۵۳/۱، شامی بيروت ۳۸۵/۱، زكريا ۵۰/۲، بدائع الصنائع ۳۸۱/۱، شرح وقايه ۱۳۴/۱)

بغیر وضو کے اذان واقامت کہنا

اذان باوضو دینا مستحب ہے؛ لیکن اگر بغیر وضو کے اذان دے دی تو گنجائش ہے، اور بلاوضو اقامت کہنا بہرحال مکروہ ہے۔ **ولايكره أذان المحدث في ظاهر الرواية هكذا في الكافي وهو الصحيح كذا في الجوهرة النيرة، وكره إقامته ولا تعاد هٰكذا في محيط السرخسي.** (هنديه ۵٤/۱) **فكان الوضوء فيه استحباباً.** (هداية ۹۰/۱، شامی بيروت ۳۹۲/۱، تاتارخانية ۵۱۹/۱، بدائع ۳۷٤/۱)

اذان کامسنون طریقہ

اذان کے ہرکلمہ کوایک سانس میں ادا کرنا اور ہرکلمہ کے آخر میں جزم کرنا مسنون ہے۔ **ویسکن کلمات الأذان والإقامة فی أذان حقیقةً وینوی الوقف فی الإقامة لقول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ''الأذان جزم والإقامة جزم والتکبیر جزم''.** (مراقی الفلاح ١٩٥، حلبی کبیر ٣٧٦، درمختار زکریا ٥١/٢)

اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنا

اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنا بھی مستحب ہے۔ **ویستحب أن یجعل أصبعیہ في أذنیہ، لقولہ ﷺ لبلال ؓ: ''إجعل إصبعیک فی أذنیک فإنہ أرفع صوتک''.** (مراقی الفلاح ١٩٧، حلبی کبیر ٣٧٥، مبسوط ١٣٠/١، عالمگیری ٥٦/١)

مسجد میں مائک کے ذریعہ اذان دینا

اگراذان لاؤڈاسپیکر کے ذریعہ ہواور مؤذن مسجد میں ہوتو اس میں کوئی کراہت نہیں کیوں کہ مسجد سے باہر اذان دینے کا حکم اس لئے ہے تاکہ باہر والوں کو آواز پہنچ جائے اور یہ مقصد لاؤڈسپیکر سے حاصل ہوگیا۔ **وینبغی للمؤذن أن یؤذن فی موضع یکون أسمع للجیران.** (شامی بیروت ٤٥/٢، زکریا ٤٨/٢، اعلاء السنن ٦٩/٨، احسن الفتاویٰ ٢٩/٢)

ایک مؤذن کا دومسجدوں میں اذان پڑھنا

ایک مؤذن کا دومسجدوں میں اذان پڑھنا مکروہ ہے۔ **یکرہ لہ أن یؤذن فی مسجدین.** (درمختار بیروت ٦٥/٢، زکریا ٧١/٢، احسن الفتاویٰ ٢٩٠/٢، فتاویٰ رحیمیہ ١٥/٣، صغیری ١٩٧، حلبی کبیر ٣٧٦)

ٹیپ ریکارڈ میں اذان

ٹیپ ریکارڈ میں اذان کی آواز ٹیپ کرکے ہرنماز کے وقت اس کو چلادیا جائے تو اس طرح

ٹیپ میں دی ہوئی اذان معتبر نہ ہوگی۔ **مستفاد : ولو سمع آية السجدة من حيوان صرحوا بعدم وجوبها على المختار لعدم أهلية القارى.** (الأشباه والنظائر ۹۹)

اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے اذان واقامت کا حکم

اگر کوئی شخص اکیلے نماز پڑھے تو اس کے لئے بھی افضل یہ ہے کہ وہ اذان واقامت کہہ کر نماز فرض ادا کرے؛ لیکن اگر بستی میں اذان اور جماعت ہوچکی ہے اوراب بعد میں کوئی مقیم شخص نماز بلا اذان واقامت پڑھتا ہے تو بھی کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ شہر میں ہونے والی اذان سے سنت فی الجملہ ادا ہوگئی۔ **وأما المنفرد فالأفضل له أن يأتي بهما ليكون أداؤه على هيئة الجماعة.** (حلبی کبیر ۳۷۲، بدائع الصنائع ۳۷۷/۱، المبسوط ۱۳۳/۱) **وندب الأذان والإقامة للمسافر والمقيم في بيته.** (هنديه ۵۳/۱) **ولا يكره تركهما للمقيم.** (حلبی کبیر ۳۷۲)

جماعت ہونے کے بعد مسجد میں منفرد کی اذان

اگر مسجد میں اذان ہوچکی ہو تو منفرد کے لئے مسجد کے اندر اذان واقامت کہنا مکروہ ہے۔ **أو مصل في مسجد بعد صلوٰة جماعة فيه بل يكره فعلهما.** (درمختار بیروت ۵۸/۲، زکریا ۶۳/۲، احسن الفتاوی ۲۷۹/۲)

گھر میں جماعت کرتے وقت اذان واقامت کا حکم

اگر محلّہ کی مساجد میں اذانیں ہوچکی ہیں اور کوئی شخص اپنے گھر میں تنہا یا جماعت کے ساتھ وقتیہ نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے محلّہ کی اذان کافی ہے، الگ سے اذان دینے کی ضرورت نہیں؛ لیکن اگر قضا نماز پڑھی جارہی ہے تو اذان واقامت دونوں کا ترک مکروہ ہے، کم ازکم اقامت کہہ کر قضا نماز ادا کرنی چاہئے۔ **بخلاف مصلٍ ولو بجماعة في بيته بمصر أو قرية لها مسجد، فلا يكره تركهما إذ أذان الحي يكفي.** (درمختار بیروت ۵۸/۲، زکریا ۶۳/۲) **قال الرافعي: قوله بخلاف مصل أي أداءً ويكره تركهما في القضاء.** (تقریرات رافعی ۴۶/۲)

عورتوں کی نماز کے لئے اذان واقامت مکروہ ہے

مدرسۃ البنات وغیرہ میں صرف عورتوں کی نماز کے لئے اذان واقامت کہنا مکروہ ہے، حتی کہ اگروہ جماعت سے پڑھیں تب بھی ان کے لئے اذان واقامت کا حکم نہیں ہے۔ **ولا یسن ذٰلک فیما تصلیه النساء أداءً وقضاءً ولو جماعةً كجماعة صبيان وعبيد، قوله: "ولا يسن" أى الأذان والإقامة وأفرد الضمير على تأويل المذكور، وأراد بنفى السنة الكراهة.** (شامی زکریا ۵۸/۲) **وليس على النساء أذان ولا إقامة فإن صلين بجماعة يصلين بغير أذانٍ وإقامةٍ، وإن صلين بهما جازت صلاتهن مع الإساءة.** (هندية ۵۳/۱)

سفر میں اذان کہنا

سفر کے دوران خواہ رفقاء ساتھ ہوں یا اکیلے نماز پڑھنی ہو دونوں صورتوں میں اذان واقامت کہنے کا اہتمام کرنا چاہئے؛ البتہ اگر اذان چھوڑ کر اقامت پر اکتفاء کیا تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ **فان كان مسافراً يكره له تركهما معاً وإن ترك الأذان واكتفى بالإقامة جاز.**

(حلبی کبیر ۳۷۲، البحر الرائق ۴۶۰/۱، درمختار بیروت ۵۸/۲، شامی زکریا ۶۳/۲)

سواری پر اذان

حالتِ سفر میں سواری پر چلتے ہوئے اذان دینا بھی درست ہے؛ البتہ اقامت زمین پر اتر کر کہی جائے، اور مقیم ہونے کی حالت میں چلتی ہوئی سواری پر اذان دینا مکروہ ہے۔ **إلا أن يكون راكباً مسافراً لضرورة السير لأن بلالاً أذن وهو راكبٌ ثم نزل وأقام على الأرض، ويكره الأذان راكباً فى الحضر فى ظاهر الرواية.** (شامی زکریا ۵۵/۲، عالمگیری ۵۴/۱)

بیٹھ کر اذان کہنا

بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے اور اس کا اعادہ مستحب ہے؛ البتہ اگر کوئی منفرد اپنی نماز کے لئے اذان دے تو بیٹھ کر اذان دینے میں بھی حرج نہیں ہے۔ **ویکره أذان جنب وإقامته (إلى**

قوله) وقاعداً إلا إذا أذن لنفسه. (درمختار زکریا ۲۰/۱ ۵، ۲/ ۶۰، بیروت ۲/ ۵۵-۵۶، تاترخانیة ۱/ ۵۲۰) وإن أذن لنفسه قاعداً فلا بأس به لأن المقصود مراعاة سنة الصلاة لا الإعلام. (بدائع ۱/ ۳۷۴)

اذان اور اقامت کے کسی کلمہ کا چھوٹ جانا

اگر اذان اور اقامت میں سے کوئی کلمہ چھوٹ جائے تو اگر اذان واقامت کے بعد فوراً یاد آجائے تو جو کلمہ چھوٹ گیا ہے وہاں سے اعادہ کرے اور اگر کچھ دیر کے بعد یاد آیا تو شروع سے لوٹائے۔ ویترسل فیه بسکتة بین کل کلمتین ویکره ترکهٗ وتندب إعادتهٗ. (درمختار بیروت ۲/ ۴۹، زکریا ۲/ ۵۳) ولوقدم فیهما مؤخراً أعاد ما قدم فقط ولایتکلم فیهما أصلا ولو رد سلام فإن تکلم استأنفه. (درمختار بیروت ۲/ ۵۱، زکریا ۲/ ۵۶، احسن الفتاوی ۲/ ۲۸۵)

الصلاۃ خیر من النوم چھوٹ گیا

اگر فجر کی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم چھوٹ جائے مگر فوراً اذان ختم ہونے سے پہلے یاد بھی آجائے تو اس کلمہ کو کہہ لینا چاہئے، اور پھر بعد کے کلمات کو لوٹالے؛ لیکن اگر اذان ختم کرنے کے بعد یاد آئیں تو اب اذان مکمل ہوگئی، لوٹانے یا مذکورہ کلمہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وبعد فلاح الفجر الصلاة خیر من النوم مرتین. قوله: بعد فلاح الخ فیه ردّعلی من یقول إن محله بعد الأذان بتمامه وهو اختیار الفضلی، بحر عن المستصفیٰ.

(درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۵۴، احسن الفتاویٰ ۲/ ۲۸۶)

نابالغ بچہ کی اذان

بالکل بے سمجھ نابالغ بچہ کی اذان صحیح نہیں اس کا اعادہ ضروری ہے اور سمجھدار بچہ کی اذان مکروہ تنزیہی ہے۔ ویجوز بلاکراهة أذان صبی مراهق وعبد (قوله بلاکراهة) أی تحریمیة لأن التنزیهیة ثابتة لما فی البحر عن الخلاصة أن غیرهم أولی منهم.

(درمختار بیروت ۵٤/۲) **كذا يعاد أذان إمرأة ومجنون ومعتوه وسكران وصبي لا يعقل.** (درمختار بیروت ۵٦/۲، زکریا ۲/ ٦٠– ٦١، اَحسن الفتاوی ۲/ ۲۸۹)

داڑھی کٹانے والے کی اذان واقامت

داڑھی منڈانے والا یا کتروانے والا شخص فاسق ہے؛ لہٰذا اس کی اذان واقامت مکروہ ہے؛ لیکن اگر ایسا شخص اذان واقامت کہہ دے تو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ **ويكره أذان الفاسق ولا يعاد.** (عالمگیری ۱/ ٥٤، شامی زکریا ۲/ ٦٠، بیروت ۲/ ۵۵– ۵٦)

دورانِ اذان مؤذن بے ہوش ہو جائے وغیرہ

اگر اذان واقامت کے دوران مؤذن پر غشی طاری ہو جائے یا وضو ٹوٹ جائے یا زبان بند ہو جائے وغیرہ، تو ازسرِنو اذان واقامت کہنی ضروری ہے۔ **وجب استقبالهما أي الأذان والإقامة لموت مؤذن وغشيه وخرسه.** (الدر المختار زکریا ۲/ ٦١، بیروت ۲/ ۵٦، حلبی کبیر ۳۷۵)

دورانِ اذان واقامت چلنا پھرنا ممنوع ہے

دورانِ اذان واقامت چلت پھرت ممنوع ہے۔ (بالخصوص جماعت میں مؤذن جس جگہ تکبیر کہنا شروع کردے وہیں کھڑے کھڑے تکبیر پوری کرنی چاہئے، تکبیر کہتے ہوئے اگلی صفوں میں نہ جائے؛ البتہ ''قد قامت الصلاۃ'' کہنے کے بعد اگلی صف میں جاسکتا ہے) **ولا يمشي في الأذان ولا في الإقامة.** (حلبی کبیر ۳۷٦، ہندیۃ ۱/ ۵۵، خانیۃ ۱/ ۵۲۸) **وإذا انتهىٰ المؤذن في الإقامة – إلى قوله – قد قامت الصلاة له الخيار إن شاء أتمها في مكانه وإن شاء مشىٰ إلى مكان الصلاة.** (عالمگیری ۱/ ۵۵، خانیہ ۱/ ۷۸)

عام نمازوں میں اذان اور اقامت کے درمیان فصل

فجر، ظہر، عصر اور عشاء میں اذان اور اقامت کے درمیان اتنا فاصلہ رہنا چاہئے کہ جس میں دو چار رکعت نماز بآسانی پڑھ لی جائے۔ **ويفصل بين الأذان والإقامة مقدار ركعتين أو**

أربع يقرأ في كل ركعة نحوا من عشر اٰيات، كذا في الزاهدي.

(هنديه ۱/ ٥٦، تاتارخانية ۱/ ۱ ٥٢، البحر الرائق ۱/ ٤٥٤)

مغرب کی اذان اور اقامت میں کتنی تاخیر کی جائے؟

مغرب کی اذان اور اقامت میں اتنی تاخیر کرنی چاہئے کہ جس میں تین چھوٹی آیتیں یا ایک لمبی آیت پڑھی جاسکے۔ **وأما إذا كان في المغرب فالمستحب أن يفصل بينهما بسكتة يسكت قائماً مقدار مايتمكن من قرأة ثلاث آيات قصار هكذا في النهاية.**

(هنديه ۱/ ٥٧، بدائع الصنائع زكريا ۱/ ۳۷۱)

نـــوٹ: تاہم رمضان میں نمازیوں کی رعایت کی وجہ سے اگر مغرب کی اذان اور جماعت میں ۱۰-۱۵/ منٹ کا بقدر ضرورت فصل کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جمعہ کی دوسری اذان مسجد کے باہر دی جائے یا اندر

جمعہ کی دوسری اذان خطیب کے سامنے مسجد کے اندر دینا مسنون ہے، اور یہ اذان مسجد کی حدود سے باہر دینا امت کے متوارث عمل کے خلاف ہے۔ **ويؤذن ثانياً بين يديه أي الخطيب. (درمختار) أي على سبيل السنية كما يظهر من كلامه.** (شامي زكريا ۳/ ۳۸، بيروت ۳/ ۳٦)

بیک وقت کئی اذانوں کا جواب کس طرح دیا جائے

اگر کسی نماز کے وقت کئی مسجدوں سے ایک ساتھ اذان کی آواز آنے لگے تو ایسی صورت میں جس مسجد میں نماز پڑھنے کا ارادہ ہو اس مسجد کی اذان کا جواب دیا جائے۔ **سئل ظهير الدين عمن سمع الأذان في وقت واحد من الجهات ماذا يجب عليه؟ قال: إجابة أذان مسجده بالفعل.** (تاتارخانيه ۱/ ٥٢٧، مجموعة المسائل ۱۷٥، حلبی كبير ۳۷۹)

اذان پوری ہونے کے بعد ایک ساتھ جواب دینا

اگر کوئی شخص ایسا کرے کہ اذان سن کر شروع میں خاموش رہے اور جب مؤذن پوری اذان

دے چکے تو یہ ایک ساتھ سب کلمات دہرادے، تو ایسے شخص کو بھی جواب کی سنت حاصل ہوجائے گی۔ صرح به ابن حجر فی شرح المنهاج، حيث قال: فلو سكت حتى فرغ كل الأذان ثم أجاب قبل فاصل طويل كفى فى أصل سنة الإجابة كما هو ظاهرٌ.

(شامی زکریا ۶۷/۲، بیروت ۶۲/۲)

الصلاۃ خیر من النوم کا جواب

فجر کی اذان میں جب مؤذن الصلاۃ خیر من النوم کہے تو بعض سلف سے منقول ہے کہ سننے والوں کو جواب میں ''صدقتَ وبررتَ'' (تونے سچ کہا اور تونے نیکی کا کام کیا) کے الفاظ کہنے چاہئیں اور بعض علماء نے اس میں یہ بھی بڑھایا ہے: و بالحق نطقتَ (تونے حق بات زبان سے نکالی) وفى ''الصلاة خير من النوم'' فيقول: صدقت وبررت. (درمختار) ونقل الشيخ اسماعيل عن شرح الطحاوى زيادة ''وبالحق نطقت''. (شامی زکریا ۶۷/۲، بیروت ۶۲/۲) قال الرافعى: ولم يرد حديث اٰخر فى "صدقت وبررت"؛ بل نقلوه عن بعض السلف. (تقریرات رافعی ۴۷/۲)

اثناء تلاوت اذان شروع ہوجائے تو کیا کرے؟

اگر اذان کے وقت مسجد میں تلاوت کررہا ہے تو تلاوت جاری رکھنے کی اجازت ہے، اذان کا جواب دینا اس پر لازم نہیں؛ البتہ مستحب ہے، اور اگر اذان کے وقت مکان میں ہو تو یہ دیکھے کہ اس کے محلّہ کی مسجد کی اذان ہے یا دوسری مسجد کی، اگر دوسرے محلّہ کی مسجد کی اذان ہے تو اس کا جواب نہ دے اور اگر اسی محلّہ کی مسجد کی اذان ہے تو تلاوت موقوف کرکے اذان کا جواب دینا چاہئے۔ وفى مجموع النوازل رجل فى مسجد يقرأ القراٰن فسمع الأذان فان كان هٰذا الرجل فى المسجد يمضى على قراء ته ولا يجيب المؤذن وإن كان فى منزله فان لم يكن هٰذا أذان مسجده لايجيب المؤذن ويمضى فى قراء ته وإن كان هٰذا أذان مسجده يقطع القراٰن ويجيب المؤذن. (تاترخانیة ۵۲۷/۱، البحر الرائق

۴۵۱/۱، طحطاوی علی المراقی ۱۰۹، فتاوی رحیمیة ۲۸۹/۴) **وفی الشامی: أن إجابة اللسان مندوبة عند الحلوانی.** (شامی بیروت ۶۳/۲، زکریا ۶۹/۲)

وضو کے درمیان اذان کا جواب دینا

اگر وضو کرتے ہوئے اذان شروع ہو جائے تو وضو کرتے ہوئے بھی اذان کا جواب دینا چاہئے۔ **عن أبی سعید الخدری ﷺ أن رسول اللّٰہ ﷺ قال: إذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن.** (بخاری شریف ۸۶/۱، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۴۲۳/۵)

وعظ وتعلیم کے دوران اذان کا جواب دینا

اگر کوئی شخص وعظ وتعلیم میں مشغول ہو اور اسی دوران اذان ہونے لگے تو وعظ وتعلیم کا سلسلہ منقطع کر کے اس پر جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ **وتعلیم علم أی شرعی فیما یظهر ولذا عبر فی الجوهرة بقراءة الفقه.** (شامی زکریا ۶۲/۲، مراقی الفلاح ۷۹)

کلمۂ شہادت سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرنا

اذان اور اقامت میں ''اشہد ان محمداً رسول اللّٰہ'' سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرنا (جیسا کہ بہت سے لوگوں کا معمول ہے، کسی معتبر دلیل سے ثابت نہیں ہے؛ اس لئے ثواب سمجھ کر اس کا التزام بدعت ہے۔ **نقل الشامی بحثاً: ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هٰذا شیءٌ ونقل بعضهم: أن القهستانی کتب علی هامش نسخته أن هٰذا مختص بالأذان، وأما بالإقامة فلم یوجد بعد الاستقصاء التام والتتبع.**

(شامی زکریا ۶۸/۲، بیروت ۶۳/۲، فتاویٰ دارالعلوم ۹۰/۲)

نماز کے علاوہ دیگر مقاصد کے لئے اذان

نماز کے علاوہ بعض دیگر مواقع کے لئے بھی فقہاء نے اذان کی اجازت دی ہے، مثلاً:

(۱) بچہ کے کان میں اذان دینا۔ (۲) جو شخص غم زدہ ہو اس کے کان میں اذان دینے سے اس کا غم

ہلکا ہوجاتا ہے۔ (۳) جس شخص کو بیماری کے دورے پڑتے ہوں، اس کے لئے بھی اذان دینا مفید ہے۔ (۴) جس شخص پر غصہ غالب ہوجائے تو اذان دینا اس کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے میں معاون ہے۔ (۵) جو جانور بدک جائے یا جس انسان کے اخلاق بگڑ جائیں اس پر بھی اذان دینا مفید ہے۔ (۶) جب دشمن کی فوج حملہ آور ہو اس وقت اذان دی جائے۔ (فسادات کے موقع پر اذان کا بھی یہی حکم ہے) (۷) آگ پھیل جانے کے وقت بھی اذان دینے کا حکم ہے۔ (۸) سرکش جنات کے شر سے بچنے کے لئے بھی اذان دینا ثابت ہے۔ (اس بارے میں ایک صحیح حدیث موجود ہے) (۹) جو شخص جنگل میں راستہ بھٹک جائے وہ بھی اذان دے سکتا ہے۔ (تلخیص: شامی زکریا ۲؍۵۰)

نومولود بچہ کے کان میں اذان دینے کا طریقہ

نومولود بچہ کے کان میں اذان کے وقت استقبال قبلہ اور "**حی علی الصلوۃ، وحی علی الفلاح**" کے وقت چہرہ کا دائیں بائیں پھیرنا وغیرہ نماز کی اذان کی طرح مسنون ہیں؛ البتہ کانوں میں انگلیوں کو دینا مسنون نہیں۔ **ویترسل فیه ویلتفت فیه وکذا فیها مطلقاً یمیناً ویساراً بصلوۃ وفلاح ولو وحده أو لمولود.** (درمختار بیروت ۲/۴۹، شامی زکریا ۲/۵۳، احسن الفتاوی ۲/۲۷۶)

قبر پر اذان بدعت ہے

مردے کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دینا (جیسا کہ بعض اہل بدعت کا معمول ہے) قطعاً بے اصل اور بدعت ہے۔ **قیل وعند إنزال المیت القبر قیاساً علی أول خروجه للدنیا؛ لکن رده ابن حجر فی شرح العباب.** (شامی زکریا ۲/۵۰، بیروت ۲/۴۶)

اقامت کا مسنون طریقہ

اقامت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اولاً ایک سانس میں چار مرتبہ "**اللّٰہ اکبر**"، کہا جائے، اور ہر "اللہ اکبر" کی "راء" پر سکون کیا جائے، اور اگر ملا کر پڑھیں تو "راء" پر زبر کی حرکت ظاہر کریں، "راء" پر پیش پڑھنا خلافِ سنت ہوگا، اس کے بعد ایک سانس میں "**أشهد أن لا إله إلا**

اللّٰــه، أشهد أن لا إلٰـه إلا اللّٰـه“ پڑھیں،اور ”اللہ“ کی ”ہ“ پرسکون کریں، اس کے بعد ایک سانس میں ”أشهد أن محمدا رسول اللّٰه، أشهد أن محمداً رسول اللّٰه“ پڑھیں،اور ہرکلمہ پراخیر میں سکون کریں،اعراب ظاہر نہ کریں،اسی طرح ایک ایک سانس میں حیعلتین (حــی علـى الـصلاة، حی علی الفلاح) کہیں،اس کے بعد ”قـد قـامت الصلاة“ الگ الگ سانس میں کہیں،پھر ”اللّٰه أكبر، الله أكبر“ ایک سانس میں اور ”لا إله إلا اللّٰه“ ایک سانس میں کہیں۔ وفـي الإمـداد: ويـجزم الراء: أى يسكنها في التكبير، قال الزيلعي: يعني عـلـى الـوقف، لٰكـن فـي الأذان حـقيقة، وفي الإقامة ينوى الوقف أى للحدر الخ. وحاصلها أن السنة أن يسكن الراء من اللّٰه أكبر الأول أو يصلها بـ اللّٰه أكبر الثانية، فـإن سـكـنهـا كـفـىٰ وإن وصـلها نوىٰ السكون فحرك الراء بالفتحة، فإن ضمها خالف السنة. (شامی بیروت ۴۷/۲ -۴۸، زکریا ۵۱/۲ -۵۲) إلا ”الإقامة“ فيقول: ”قد قامت الصلاة“ في نفسين مترسلاً لأنه هو روح الإقامة. (اعلاء السنن ۵۸/۲، فیض الباری ۱۶۰/۲)

اقامت میں حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح پر منہ پھیرنا

جس طرح اذان میں حـی عـلـى الصلوٰة، وحی علی الفلاح پر چہرہ دائیں بائیں پھیرا جاتا ہے اسی طرح اقامت میں بھی پھیرنا چاہئے۔ ويـلـتـفـت فيـــه وكـذا فيهـا يمينـاً ويساراً بصلوٰة وفلاح. (درمختار بیروت ۴۹/۲، زکریا ۵۳/۲، کفایت المفتی ۷/۳، حلبی کبیر ۳۷۴، البحر الرائق ۴۵۰/۱)

مؤذن کے علاوہ دوسرے کا تکبیر کہنا

اگر مؤذن اقامت کے وقت حاضر نہ ہوتو دوسرے کے لئے بلاکراہت تکبیر کہنا جائز ہے،اور اگر موجود ہے اور اپنی موجودگی میں دوسرے کے تکبیر کہنے کو ناپسند کرتا ہوتو دوسرے کے لئے بلااس کی اجازت کے تکبیر کہنا مکروہ ہے، اور اگر معلوم ہو کہ مؤذن دوسرے کے تکبیر کہنے سے ناراض نہ ہوگا؛

بلکہ خوش ہوگا تو پھر دوسرے کے تکبیر کہنے میں حرج نہیں۔ **وإن أذن رجل وأقام آخر إن غاب الأول جاز من غير كراهة وإن كان حاضراً ويلحقه الوحشة بإقامة غيره يكره وإن رضي به لايكره عندنا** .(هنديه ١/ ٥٤، البحر الرائق ١/ ٤٤٧، بدائع الصنائع ١/ ٣٧٥، شامى ١/ ٣٩٥)

کیا اقامت پہلی صف میں ہی ضروری ہے؟

نماز میں اقامت کہنے والا کسی بھی صف میں کہیں بھی کھڑے ہوکر تکبیر کہہ سکتا ہے، پہلی صف میں یا امام کے عین پیچھے یا دائیں بائیں ہونا ضروری نہیں ہے۔(فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۵/۴۶۵)

اذان سے پہلے سنتیں پڑھنا

اگر کسی نماز کا وقت ہو چکا ہے؛ لیکن ابھی مسجد میں اذان نہیں ہوئی ہے تو اگر کوئی شخص اس نماز کی سنتیں پڑھنا چاہتا ہے تو اذان سے پہلے سنتیں پڑھنا درست ہے؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ اذان کے بعد سنتیں پڑھی جائیں۔(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/ ۱۲۸)

اقامت سے کچھ پہلے مسجد میں پہنچا

اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت میں پہنچا کہ جماعت کھڑی ہونے میں ایک یا آدھا منٹ باقی ہے، تو ایسے شخص کو چاہئے کہ بیٹھ کر کے انتظار کرے، کھڑے کھڑے جماعت کھڑی ہونے کا انتظار کرنا مکروہ ہے۔ **دخل المسجد والمؤذن يقيم قعد إلى قيام الإمام في مصلاه. قوله قعد: ويكره له الانتظار قائماً.** (شامى زكريا ٢/ ٧١)

شرائطِ نماز

نماز کی صحت کے لئے کل سات شرطیں ہیں: (یعنی جن کا نماز کے شروع کرنے سے پہلے اہتمام کرنا ضروری ہے)(۱) حدثِ اکبر (جنابت)اور حدثِ اصغر سے پاک ہونا (۲) نمازی کے بدن، کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا (۳) ستر ڈھانکنا (یعنی مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے تک اور آزاد عورت کے لئے چہرہ، ہتھیلیاں اور قدم چھوڑ کر بقیہ پورا بدن چھپانا) (۴) قبلہ کی طرف رخ کرنا (۵) نماز کا وقت ہونا (۶) نماز شروع کرنے سے پہلے نماز کی نیت کرنا (۷) تکبیر تحریمہ کہنا۔ **وهي عندنا سبعة: الطهارة من الأحداث والطهارة من الأنجاس وستر العورة واستقبال القبلة والوقت والنية والتحريمة.** (هندية ۱/ ۵۸)

بدن پر معمولی سی نجاستِ غلیظہ لگے رہنے کے ساتھ نماز

اگر کسی نمازی کے بدن یا کپڑے پر ایک درہم یعنی تقریباً ساڑھے تین ماشہ کے بقدر یا اس سے کم کوئی نجاستِ غلیظہ مثلاً خون پیشاب وغیرہ لگی رہ جائے تو کراہت کے ساتھ نماز درست ہوجائے گی، اس لئے بہتر یہی ہے کہ اگر پہلے سے نجاست کا علم ہو جائے تو اسے زائل کرنے کے بعد ہی نماز پڑھیں۔ اور اگر یہ نجاست ساڑھے تین ماشہ سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز درست نہ ہوگی۔ **وعفا الشارع عن قدر درهم وإن كره تحريماً فيجب غسلهٗ وما دونهٗ تنزيهاً فيسن وفوقه مبطل فيفرض.** (درمختار) **وفی الشامية: وقدر الدرهم لا يمنع ويكون مسيئاً وإن قل فالأفضل أن يغسلها و لا يكون مسيئًا.** (شامی کراچی ۱/ ۴۵۲، شامی زکریا ۱/ ۵۲۰، شرح وقاية ۱/ ۱۲۴، الأوزان المحمودة ۱۷)

نجاستِ خفیفہ کے ساتھ نماز

اگر نجاستِ خفیفہ (جیسے حلال جانوروں کا پیشاب وغیرہ) کپڑے یا بدن پر لگے رہنے کی حالت میں نماز پڑھی تو حکم یہ ہے کہ یہ نجاستِ خفیفہ اگر چوتھائی بدن یا کپڑے کے برابر یا اس سے متجاوز ہو تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر اس سے کم ہو تو نماز درست ہو جائے گی۔ **وعفي دون ربع جميع بدن وثوب ولو كبيراً هو المختار ......، وعليه الفتوىٰ من نجاسة مخففة كبول مأكول.** (درمختار بيروت ۱/۴۵۶-۴۵۷، درمختار زكريا ۱/۵۲۶)

جیب میں گندہ انڈا رکھ کر نماز پڑھنا

اگر کوئی شخص جیب میں گندہ انڈا (جو خراب خون بن گیا ہو) رکھ کر نماز پڑھے تو اس کی نماز درست ہے (کیوں کہ یہ نجاست اپنے محل میں ہے اور اپنے محل میں رہتے ہوئے شئ پر نجاست کا اطلاق نہیں ہوتا، جیسے انسان کے معدے میں نجاست کا ہونا مانعِ نماز نہیں) **كما لو صلى حاملا بيضة قذرةً صار محها دمًا جاز لأنه في معدنه والشيئ مادام في معدنه لا يعطى له حكم النجاسة.** (شامی بيروت ۲/۶۸، زكريا ۲/۷۴، كراچی ۱/۴۰۳، البحر الرائق ۱/۲۶۷، صغيرى ۱۱۰، هندية ۱/۶۲)

پیشاب کی شیشی جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا

پیشاب یا کوئی ناپاک چیز کی شیشی جیب وغیرہ میں لے کر اگر نماز پڑھے تو نماز جائز نہ ہوگی (اس لئے کہ یہ نجاست اپنی اصلی جگہ میں نہیں ہے) **بخلاف ما لو حمل قارورةً مضمومةً فيها بول فلا تجوز صلاته لأنه في غير معدنه.** (شامی بيروت ۲/۶۸، زكريا ۲/۷۴، البحر الرائق ۱/۲۶۷، هندية ۱/۶۲، صغيرى ۱۱۰)

ناپاک بدن والے بچہ کا نمازی پر چڑھ جانا

اگر نماز کی حالت میں پاؤں چلتا بچہ ناپاک بدن یا کپڑوں کے ساتھ نمازی پر چڑھ جائے تو

نمازی کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ لیکن اگر بچہ اتنا چھوٹا ہو جو خود نہیں چل سکتا ہو اور اسے کوئی اٹھا کر نماز کی حالت میں نمازی پر رکھ دے اور اس بچے کے بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو تو ایسی صورت میں اگر ایک رکن ادا کرلیا تو نمازی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ **كصبي عليه نجاسة إن لم يستمسك بنفسه منع وإلَّا لا (درمختار) وفي الشامي عن الظهيرية: لو جلس على المصلي صبي ثوبه نجس وهو يستمسك بنفسه أو حمام نجس جازت صلاته، لأن الذي على المصلي مستعمل للنجس، فلم يصر المصلي حاملاً للنجاسة.** (شامی بیروت ٦٨/٢، زكريا ٧٤/٢، كراچی ٤٠٣/١، البحر الرائق ٢٦٧/١، صغيری ١٠٦)

ایسی جانماز پر نماز پڑھنا جس کا ایک حصہ ناپاک ہو

اگر کسی جانماز کا ایک کنارہ ناپاک ہو؛ لیکن نمازی جس جگہ کھڑا ہے وہ اور سجدہ کی جگہ پاک ہے تو اس پر نماز پڑھنا درست ہے۔ **بخلاف ما لم يتصل كبساط طرفه نجس وموضع الوقوف والجبهة طاهر فلا يمنع مطلقًا.** (شامی بیروت ٦٨/٢، زكريا ٧٤/٢، كراچی ٤٠٣/١، البحر الرائق ٢٦٨/١، هندية ٦٢/١، تاترخانية قديم ٤٢٠/١، زكريا ٣٠٢/٢ رقم: ١٥٨٧)

ایسی چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا جس کا ایک کونہ ناپاک ہو

اگر ایسی چادر اوڑھ کر نماز پڑھے جس کا ایک کونہ ناپاک ہو اور رکوع اور سجدہ میں جاتے ہوئے اس ناپاک حصہ میں بھی حرکت ہوتی ہو تو اس چادر میں نماز درست نہ ہوگی، اور اگر چادر اتنی طویل وعریض ہو کہ اوڑھنے کے باوجود نمازی کی حرکات سے ناپاک حصہ حرکت میں نہ آتا ہو تو نماز درست ہو جائے گی۔ **أي شئ متصل به يتحرك بحركته كمنديل طرفه على عنقه وفي الأخر نجاسة مانعة إن تحرك موضع النجاسة بحركات الصلوة منع وإلا لا.** (شامی بیروت ٦٨/٢، زكريا ٧٣/٢-٧٤، هندية ٦٢/١، تاترخانية قديم ٤١٧/١، زكريا ٢٧/٢ رقم: ١٥٧٣)

خشک ناپاک زمین پرنماز پڑھنا

اگر ناپاک زمین خشک ہوجائے اور اس پر نجاست کا اثر اور بدبو ظاہر نہ ہوتو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے (لیکن اس جگہ پر تیمّم کرنا درست نہیں) **وتطهر الأرض بيبسها أي جفافها وذهاب أثرها لأجل الصلوة لا ليتمم بها.** (درمختار بیروت ١/٤٤٤-٤٤٥، در مختار مع الشامی زکریا ١/٥١٢-٥١٣، کراچی ١/٣١١، تاترخانية قديم ١/٢٢٤، زكريا ٢/٣٢ رقم: ١٦٠٠، هندية ١/٦٢)

پرال یا گھاس پر نماز پڑھنا

پرال (دھان کے خشک پودے جنہیں سردی کے زمانہ میں گرمی کے لئے کمروں میں بچھایا جاتا ہے) اسی طرح تر گھاس پر نماز پڑھنا درست ہے بشرطیکہ وہ پاک ہو، اور اس پر سجدہ کرنے سے سر، زمین پر ٹک جائے۔ **وشرط سجودٍ فالقرار بجبهةٍ.** (شرح منظومة ابن وهبان، درمختار) **أى يفترض أن يسجد على ما يجد حجمه** .(شامی بیروت ٢/١٢٧، زکریا ٢/١٤٣-١٤٤)

ناپاک زمین پر کپڑا یا چٹائی بچھا کر نماز پڑھنا

اگر ناپاک تر یا خشک زمین پر ایسا موٹا کپڑا یا چٹائی یا پلاسٹک بچھا کر نماز پڑھیں جس سے نجاست اوپر معلوم نہ ہو تو نماز درست ہوجائے گی۔ **ولو كان رقيقًا وبسطه على موضع نجس إن صلح ساتراً للعورة تجوز الصلوة.** (شامی بیروت ٢/٦٨، زکریا ٢/٧٤، کبیری ٢٠٢)

ناپاک زمین پر شیشہ بچھا کر نماز پڑھنا

ناپاک زمین پر شیشہ بچھا کر نماز پڑھی جب کہ نیچے کی ناپاکی نظر آرہی ہو پھر بھی نماز درست ہوجائے گی (اس لئے کہ اوپر کے حصہ میں نجاست کا کوئی اثر نہیں ہے) **ولو صلى على زجاجٍ يصف ما تحته قالوا جميعًا يجوز.** (شامی بیروت ٢/٦٨، زکریا ٢/٧٤، کبیری ٢٠٢)

اخبار بچھا کر نماز پڑھنا

اگر سفر میں پاک کپڑا میسر نہ ہو تو بلا تصویر والے اخبارات بچھا کر نماز پڑھنا درست ہے (اس لئے کہ اخبارات کی نجاست کا یقین نہیں ہے) **ولو شک في نجاسة ماءٍ وثوبٍ لم يعتبر.** (درمختار کراچی ۱/ ۲٥٤)

گوبر سے لپی ہوئی زمین پر نماز پڑھنا

اگر زمین کو پہلے گوبر سے لیپا گیا ہو اور بعد میں پاک مٹی اس پر اتنی مقدار میں لیپ دی کہ گوبر بالکل چھپ گیا اور اس کی بو وغیرہ اوپر سے محسوس نہیں ہو رہی ہے تو اس جگہ پر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر گوبر کی بو محسوس ہو رہی ہے تو وہاں کوئی پاک چیز بچھائے بغیر نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔ **إذا أراد أن يصلي على أرض عليها نجاسة فكبسها بالتراب ينظر إن كان التراب قليلاً بحيث لو استشمه يجد رائحة النجاسة لايجوز وإن كان كثيراً لا يجد الرائحة يجوز.** (هنديه ۱/ ٦۲، تاترخانية قديم ۱/ ٤۲۲، زكريا ۲/ ۳۲ رقم: ۱٦۰۰، حلبی كبير ۲۰۲)

جوتوں پر پیر رکھ کر نمازِ جنازہ کے لئے کھڑے ہونا

اگر زمین ناپاک ہو (خواہ بھیگی ہو یا خشک) اور جوتے کا اوپری حصہ پاک ہو تو جوتے اتار کر ان پر کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھنا درست ہے۔ **ولو خلع نعليه وقام عليهما جاز سواء كان ما يلي الأرض منه نجسًا أو طاهراً إذا كان ما يلي القدم طاهراً.** (هنديه ۱/ ٦۲، تاترخانية قديم ۱/ ٤۲۱، زكريا ۲/ ۳۱ رقم: ۱٥۹٤)

ستر کے احکام

نماز میں مرد کو کن اعضاء کو چھپانا ضروری ہے؟

نماز میں مرد کو بدن کے درج ذیل آٹھ اعضاء کا چھپانا لازم ہے:

(۱) پیشاب کا مقام اور اس کے ارد گرد (۲) خصیتین اور اس کے ارد گرد (۳) پائخانہ کا مقام اور اس کے آس پاس (۴-۵) دونوں کولہے (۶-۷) دونوں رانیں گھٹنے سمیت (۸) ناف سے لے کر زیر ناف بالوں اور ان کے مقابل میں کوکھ پیٹ اور پیٹھ کا حصہ۔ **أعضاء عورة الرجل ثمانية: الأول: الذكر وما حوله. الثاني: الأنثيان وما حولهما. الثالث: الدبر وماحوله. الرابع والخامس: الإليتان. السادس والسابع: الفخذان مع الركبتين. الثامن: ما بين السرة إلى العانة مع ما يحاذى ذٰلک من الجنبين والظهر والبطن.** (شامی بیروت ۲/ ۷۵)

نماز میں عورت کے اعضاء مستورہ

نماز میں آزاد عورت کے لئے درج ذیل چوبیس اعضاء بدن کا چھپانا فرض ہے:

(۱) پیشاب کا مقام (۲) پاخانہ کا مقام (۳-۴) دونوں کولہے (۵-۶) دونوں رانیں گھٹنوں سمیت (۷) پیٹ (۸) پیٹھ (دونوں پہلوؤں سمیت) (۹-۱۰) دونوں پنڈلیاں (ٹخنوں سمیت) (۱۱-۱۲) دونوں ابھرے ہوئے پستان (۱۳-۱۴) دونوں کان (۱۵-۱۶) دونوں بازو (کہنیوں سمیت) (۱۷-۱۸) دونوں کلائیاں (گٹوں سمیت) (۱۹) سینہ (۲۰) سر (۲۱) سر کے بال (۲۲) گردن (۲۳-۲۴) دونوں مونڈھے (بعض حضرات نے عورت کی دونوں ہتھیلیوں کے ظاہری حصہ اور دونوں قدموں کے نچلے حصہ کو بھی اس کے ستر میں داخل کیا ہے، مگر اکثر فقہاء کے نزدیک یہ اعضاء ستر میں داخل نہیں) **وفي الأمة ثمانية أيضا: الفخذان مع**

الركبتين والإليتان والقبل مع ماحوله والدبر كذٰلک والبطن والظهر مع ما يليهما من الجنبين وفی الحرة هذه الثمانية ويزاد فيها ستة عشر: الساقان مع الكعبين والثديان المنكسران والأذنان والعضدان مع المرفقين والذراعان مع الرسغين والصدر والرأس والشعر والعنق وظهر الكفين وينبغي أن يزاد فيه الكتفان. (شامی بيروت ۲/ ۷۵، زكريا ۲/ ۸۳)

وفی التنوير: وللحرة جميع بدنها خلا الوجه والكفين والقدمين. (التنوير مع الشامی بيروت ۲/ ۷۱، شامی زكريا ۲/ ۷۸) **فظهر الكف عورة على المذهب. (درمختار) وفی الشامی: أی ظاهر الرواية وفي مختلفات قاضيخان وغيرها أنه ليس بعورة وأيده فی شرح المنية بثلاثة أوجه وقال فكان هو الأصح وإن كان غير ظاهر الرواية.** (شامی بيروت ۲/ ۷۱) **وفی المنية وإلا قدميها أيضا فأنهما ليسا بعورة ولكن فی القدمين اختلاف المشائخ، وذكر فی الحيط: أن الأصح أنهما ليسا بعورة.** (غنية المتملی شرح منية المصلی ۲۱۰، البحر الرائق زكريا ۱/ ٤٦٩، تاترخانية قديم ۱/ ٤١٤، زكريا ۲/ ۲۳ رقم: ١٥٤٦)

عورت کا آدھی آستین پہن کر دوپٹے سے چھپا کر نماز پڑھنا

آدھی آستین پہننے والی عورت اگر دبیز دوپٹے وغیرہ سے اپنے ہاتھ کا کھلا ہوا حصہ چھپالے تو شرعاً اس کی نماز درست ہوجائے گی؛ البتہ اگر دوپٹہ اتنا باریک ہو کہ اندر کا بدن صاف جھلکتا ہو تو اس کی نماز درست نہ ہوگی (اور بہرصورت عورت کا نامحرموں کے سامنے آدھی آستین پہن کر آنا درست نہیں ہے) (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۴۰۳/۳) **قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿يٰبني اٰدم قد أنزلنا عليكم لباساً يواري سوٰاتكم وريشاً ولباس التقوىٰ ذٰلک خير﴾** [الأعراف: ٢٦] **والثوب الرقيق الذي يصف ما تحته لا تجوز الصلاة فيه؛ لأنه مكشوف العورة معنى.** (تبيين الحقائق زكريا ۱/ ۲۵۲-۲۵۳) **إذا كان الثوب رقيقاً بحيث يصف ما تحته أي لون**

البشرة لا يحصل به ستر العورة إذ لا ستر مع رؤية لون البشرة. (حلبي كبير أشرفي لاهور ٢١٤، عمدة القاري زكريا ٢٦/٢ ٢٤) **أما لو كان غليظاً لا يرىٰ منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئياً فينبغي أن لا يمنع جواز الصلاة لحصول الستر.** (كبيري لاهور ٢١٤)

کتنا حصہ ستر کھلنا مانع نماز ہے؟

اوپر مرد یا عورت کے جونمبر وار اعضاء مستورہ لکھے گئے ہیں ان میں سے اگر کسی ایک عضو (مثلاً ایک کان یا ایک کولہے) کا ایک چوتھائی حصہ بھی نماز کے کسی رکن میں تین مرتبہ (رکوع یا سجدہ والی) تسبیح پڑھنے کے بقدر خود بخود کھل جائے تو نماز صحیح نہ ہوگی اور اگر شروع نماز میں یہ کیفیت ہو تو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ **ويمنع حتى انعقادها كشف ربع عضو قدر أداء ركن بلا صنعه. (درمختار) قال شارحها: وذلك قدر ثلث تسبيحات الخ. قال ح: واعلم أن هذا التفصيل فى الإنكشاف الحادث فى أثناء الصلوٰة، أما المقارن لابتدائها فإنه يمنع انعقادها مطلقاً اتفاقاً بعد أن يكون المكشوف ربع العضو.**

(شامي بيروت ٧٤/٢-٧٥، شامي زكريا ٨٢/٢، نورالايضاح ٦٨، البحر الرائق زكريا ٤٧١/١، تاترخانية قديم ٤١٣/١، زكريا ٢٣/٢ رقم: ١٥٤٧)

جنس اور ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنا

کسی ہوئی جنس اور ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنے سے گو کہ نماز بکراہت درست ہوجاتی ہے؛ لیکن ہمارے عرف میں یہ لباس صالحین کے لباس کے خلاف سمجھا جاتا ہے، اس لئے نماز یا خارجِ نماز میں ایسے لباس کا پہننا ناپسندیدہ ہے۔ **وعادم ساتر ولا يضر التصاقه وتشكله.** (درمختار) **وفي الشامي: أي بالإلية مثلاً ...... وعبارة شرح المنية أما لو كان غليظاً لا يرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئياً فينبغي أن لا يمنع جواز الصلاة لحصول الستر.** (شامي كراچی ٤١٠/١)

نماز میں جان بوجھ کرستر کھولنا

اگر نماز پڑھتے ہوئے کوئی شخص جان بوجھ کرایک سکنڈ کے لئے بھی اعضاءِ مستورہ میں سے کوئی عضو چوتھائی کے بقدر کھول دے تو فوراً نماز باطل ہوجائے گی، تین تسبیح کے بقدر بھی مہلت نہ ہوگی۔ **قوله بلا صنعه فلو به فسدت في الحال عند هم، قنية. قال ح: أي وإن كان أقل من أداء ركن.** (شامي بيروت ۲/ ۷۵، زكريا ۲/ ۸۲، هندية ۱/ ۵۸)

اندھیرے کمرے میں بھی ستر ضروری ہے

جس شخص کے پاس ستر کے لئے کپڑا وغیرہ موجود ہو اس کے لئے نماز میں ستر چھپانا مطلقاً ضروری ہے،خواہ دوسرا دیکھ سکتا ہو یا نہیں یا جگہ روشن ہو یا اندھیری، بہرحال ستر لازم ہے۔ **ولو صلى عرياناً في الظلمة بلا عذرٍ لا تجوز إجماعاً.** (منحة الخالق ۱/ ۴۶۸، شامي بيروت ۲/ ۷۶، زكريا ۲/ ۸۳)

اگر ستر کے لئے کوئی چیز دستیاب نہ ہو تو نماز کیسے پڑھے؟

اگر ستر کے لئے کپڑا، درخت کے بڑے پتے، اخبار، پلاسٹک، یا چٹائی وغیرہ کچھ بھی دستیاب نہ ہو یا کپڑا وغیرہ تو ملے مگر وہ سارا کا سارا نجس ہو اور اسے پاک کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو اور نماز کا وقت ختم ہونے کا خطرہ ہو، تو ایسا شخص بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدہ بھی اشارے سے کرے؛ تاکہ حتی الامکان ستر کا لحاظ ہوسکے۔ **وفي الحجة: إذا وجد العاري حصيراً أو بساطاً صلىٰ فيه ولا يصلي عرياناً.** (هنديه ۱/ ۵۹) **وكذا إن أمكنه أن يستر عورته بالحشيش وأوراق القرع.** (تاتار خانية قديم ۱/ ۴۱۶، زكريا ۲/ ۲۵ رقم: ۱۵۶۲) **وعادم ساتر يصلي قاعداً مومياً بركوعٍ وسجودٍ وهو أفضل من صلوته قائماً بركوعٍ وسجودٍ لأن الستر أهم من أداء الأركان.** (درمختار بيروت ۲/ ۷۶-۷۷، التنوير والدر المختار زكريا ۲/ ۸۴، صغيري ۱۲۱)

اگر پورے ستر کو چھپانے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو کیا کرے؟

اگر پاک صاف کپڑا (یا کوئی اور ڈھانپنے والی چیز) صرف اس قدر دستیاب ہو کہ اس سے ستر کا کچھ حصہ ہی ڈھانکا جاسکتا ہو، وہ پورے ستر کے لئے کافی نہ ہو تو اسی کپڑے کا استعمال کرنا لازم ہے، اولاً اس سے شرم گاہ چھپائے پھر جہاں تک ہو سکے ستر ڈھانکے، اس کے بعد ہی نماز پڑھے۔ **ولو وجد ما يستر به بعض العورة وجب استعماله وإن قل ويقدم في الستر ما هو أغلظ كالسوء تين.** (صغیری ۱۲۱، تنویر الابصار مع الدر المختار بیروت ۲/ ۸۰، زکریا ۲/ ۸۸)

ستر کے لئے صرف ریشم کا کپڑا مہیا ہو

اگر مرد کے پاس ستر کے لئے ریشم کے کپڑے کے سوا کوئی چیز مہیا نہ ہو تو اسی ریشم کے کپڑے سے ستر چھپا کر نماز پڑھنا اس کے لئے لازم ہے، ایسی صورت میں ننگے بدن نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی، کیوں کہ ریشم کا استعمال مرد کے لئے حرام ہونے کے باوجود اس کو پہن کر نماز پڑھنے سے فرض ادا ہوجاتا ہے۔ **ولو وجد ثوب حرير لايصلي عرياناً عندنا، لأن الصلوٰة فيه صحيحة وإن كان حراماً.** (غنية المتملی شرح منية المصلی ۲۱۶، هنديه ۱/ ۵۹، تاتارخانية قديم ۱/ ۴۱۸، زكريا ۲/ ۲۸ رقم: ۱۵۷۶)

چست لباس پہن کر نماز پڑھنا

ایسا چست لباس پہننا جس سے اعضاء مستورہ کی ہیئت ظاہر ہوجائے اگرچہ مکروہ اور بے حیائی کی دلیل ہے؛ تاہم اگر کپڑا اتنا دبیز ہو کہ اندر کی کھال نظر نہ آئے تو اس میں نماز پڑھنا درست ہے (لیکن کسی اجنبی شخص کے لئے ایسے چست لباس پہننے والی عورت کو کپڑے کے اوپر سے بھی دیکھنا جائز نہیں ہے) **أما لو كان غليظاً لايرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئياً فينبغي أن لا يمنع جواز الصلوة لحصول الستر. قال: وانظر هل يحرم النظر إلى ذٰلك المتشكل مطلقاً أوحيث**

وجدت الشهوة؟ الخ والذی یظهر من کلامهم هناک هو الأول. (شامی بیروت ۲/ ۷۷، زکریا ۲/ ۸٤ شرح المنیة ۲۱٤)

انتہائی باریک کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

اگر ایسے باریک کپڑے سے ستر چھپایا جس سے بدن کا اندرونی حصہ باہر سے صاف جھلکتا ہے، تو ایسے باریک کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔ **والثوب الرقیق الذی یصف ما تحته لاتجوز الصلاة فیه، کذا فی التبیین.** (هندیة ۱/ ۵۸، درمختار بیروت ۲/ ۷٦-۷۷، زکریا ۲/ ۸٤)

نماز میں باریک دوپٹہ کا استعمال

عورت کا ایسا باریک دوپٹہ پہن کر نماز پڑھنا درست نہیں جس سے بال صاف نظر آتے ہوں۔ **وعادم ساتر لایصف ماتحته.** (درمختار بیروت ۲/ ۷٦-۷۷، زکریا ۲/ ۸٤، البحر الرائق زکریا ۱/ ٤٦۷)

عورت کی چٹیا بھی ستر ہے

عورت کی چٹیا کے بال بھی ستر ہیں، لہٰذا چٹیا کے بالوں کو بھی چھپانا عورت پر لازم ہے۔ **وأما المسترسل ففیه روایتان، الأصح أنه عورة.** (درمختار بیروت ۲/ ۷۱، شامی زکریا ۲/ ۷۸، هندیه ۱/ ۵۸، صغیری ۱۱۹، شرح الوقایة ۱/ ۱۳۷، محمودیه ۱٦/ ۳٦۷)

ساڑی پہن کر نماز پڑھنا

اگر ساڑی مکمل ساتر بلاؤز کے ساتھ پہنی کہ اعضاء مستورہ کا کوئی حصہ کھلا ہوا نہیں رہا تو ایسی ساڑی پہن کر نماز درست ہوجائے گی؛ (لیکن جن علاقوں میں ساڑی غیرمسلموں کا خاص لباس شمار ہوتا ہے جیسا کہ مغربی اترپردیش کا علاقہ تو یہاں کی مسلمان عورتوں کے لئے ساڑی کا استعمال تشبہ کی وجہ سے مطلقاً ناجائز ہے) **والرابع ستر عورته للحرة جمیع بدنها خلا**

الوجه والكفين والقدمين على المعتمد . (درمختار بيروت ٢/ ٦٩ – ٧١، زكريا ٢/ ٧٥ تا ٧٨، نور الايضاح ٦٩، فتاوى دارالعلوم ديوبند ٢/ ١٤٥)

دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا

اگر دھوتی اس طرح باندھی کہ اعضاء مستورہ میں سے کوئی عضو چوتھائی سے زیادہ کھلا رہ گیا (جیسا کہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے کہ اکثر ان کی دھوتی میں رانیں کھلی رہتی ہیں) تو ایسی دھوتی پہن کر نماز درست نہ ہوگی، اور اگر دھوتی اس طرح باندھی کہ ستر نہیں کھلا تو نماز تو ہوجائے گی مگر غیر مسلموں کا شعار ہونے کی وجہ سے یہ لباس مسلمانوں کے لئے استعمال کرنا مکروہ ہے۔ **وهي للرجل ما تحت سرته إلى ما تحت ركبته.** (درمختار بيروت ٢/ ٧٠، زكريا ٢/ ٧٦)

ننگے سر نماز پڑھنا

مرد کے لئے نماز میں سر ڈھکنا اگرچہ لازم نہیں؛ لیکن بلا کسی عذر کے محض سستی اور لاپرواہی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا خلافِ ادب اور مکروہ ہے۔ **وكره صلوته حاسراً أي كاشفاً رأسه للتكاسل ولابأس به للتذلل** . (درمختار مع الشامي زكريا ٢/ ٤٠٧)

مسائل استقبالِ قبلہ

شریعت میں قبلہ کی حیثیت

اسلامی شریعت میں قبلہ متعین کرنے کی خاص حکمت یہ ہے کہ اجتماعی عبادات میں یکسانیت اور اتحاد کی صورت پیدا کی جائے؛ کیوں کہ اگر ہر شخص کو ایک ہی جگہ رہتے ہوئے الگ الگ قبلہ متعین کرنے کا اختیار دیا جائے گا تو نہایت ناگوار افتراق کا منظر سامنے آئے گا، جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے، اس لئے اجتماعیت پیدا کرنے کی غرض سے تمام ہی اہل ایمان کو ایک ہی قبلہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (بیان القرآن، معارف القرآن وغیرہ)

قبلہ کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم جس معبودِ حقیقی کی عبادت کررہے ہیں وہ نعوذ باللہ قبلہ کی جہت میں محدود ہے؛ بلکہ اسلامی عقیدہ کے اعتبار سے معبودِ حقیقی اللہ رب العالمین کی ذات والاصفات ہر قسم کی جہت اور زمان ومکان کی حدوں سے بالاتر ہے، وہ ہر جگہ وجود کی صفت سے متصف ہے، اور کوئی بھی جگہ اس کے وجود سے خالی نہیں، کیا مشرق، کیا مغرب، کیا شمال، کیا جنوب، یہ سب سمتیں پوری طرح اس کے احاطہ میں ہیں، اسی لئے اس نے قرآنِ کریم میں اعلان فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ، فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ. (البقرہ ۱۱۵)	اور اللہ ہی کی مملوک ہیں مشرق بھی اور مغرب بھی، تو تم لوگ جس طرف بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ تعالیٰ کا رخ ہے۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ قبلہ کی طرف رخ کرنا محض اس وجہ سے ہے کہ حکم خداوندی یہی ہے، اس نے جب اور جس طرف رخ کرنے کا حکم دیا اس کی تعمیل ہی اصل مقصود ہے، ارشاد خداوندی ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ الخ. (البقرۃ ۱۷۷)	کچھ سارا کمال اسی میں نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرلو یا مغرب کو، لیکن کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور انبیاء علیہم السلام پر الخ۔

گویا کہ قبلہ وکعبہ اصل مقصود نہیں؛ بلکہ رضائے حق اصل مطلوب ہے، اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ

مسلمانوں کے نزدیک کعبۂ مشرفہ بجائے خود معبود اور قابل پرستش نہیں (جیسا کہ بعض غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں) بلکہ اس کی طرف رخ کرنے سے صرف اجتماعیت کی شان باقی رکھنا منظور ہے۔ اسی لئے حضرات علماء لکھتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کی عمارت قبلہ نہیں؛ بلکہ اس جگہ کے خلاء ہی کو آسمانوں تک قبلہ کی حیثیت حاصل ہے، اگر بالفرض کسی وجہ سے کعبۂ مشرفہ کی موجودہ عمارت نہ رہے پھر بھی قبلہ باقی رہے گا۔ یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ''مسلمان ہرگز کعبہ پرست نہیں ہیں'' کیوں کہ اگر وہ کعبہ پرست ہوتے تو اس کی عمارت باقی نہ رہنے کی صورت میں وہ اس کی جگہ کو قبلہ نہ بناتے۔

اسی طرح کے شبہات کو دفع فرمانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے قبلہ کو تبدیلی کے مرحلہ سے گذارا تاکہ یہ بات آشکارا ہو جائے کہ قبلہ اصل نہیں؛ بلکہ حکم خداوندی اصل ہے۔ چناں چہ ہجرت سے قبل تک آنحضرت ﷺ مکہ معظّمہ میں حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے سامنے نماز ادا فرماتے تھے؛ تاکہ بیت اللہ کے ساتھ بیت المقدس کی طرف بھی رخ ہو سکے، لیکن جب آپ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ فروکش ہوئے تو آپ ﷺ کو اہل کتاب کی موافقت کی غرض سے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا، جس کا رخ مکہ معظّمہ کے بالکل جانب مخالف تھا۔ ۱۶-۱۷ رمہینہ آپ نے اور مسلمانوں نے حکم خداوندی کی تعمیل میں بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھیں، اس کے بعد آپ ﷺ کی دلی خواہش پر بیت المقدس کے بجائے مسجد حرام بیت اللہ شریف کو دائمی قبلہ بنانے کا اعلان کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ شَطْرَهٗ. (البقرہ ۱۴۴)	ہم آپ کے چہرہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں، اس لئے آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے، جو آپ کو پسند ہے، اب سے اپنا چہرہ نماز میں مسجد حرام کی طرف کیا کیجئے، اور تم (امتی) جہاں کہیں موجود ہو اپنے چہرہ کو اسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو۔

یہ تبدیلی اس حقیقت کی روشن دلیل ہے کہ عبادت کسی خاص قبلہ کی نہیں؛ بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی کی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ نماز میں استقبال قبلہ کی شرط ایسی نہیں کہ ہر حال میں لازماً ضروری ہو؛ بلکہ بعض خاص حالت میں مثلاً شدید مرض یا سفر کے دوران غیر قبلہ کی طرف بھی نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر تحری کر کے نماز پڑھی اور بعد میں معلوم ہوا کہ رخ غلط تھا پھر بھی نماز معتبر قرار پاتی ہے، نیز دور سے عین قبلہ کا نہیں؛ بلکہ سمت قبلہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہے جس میں اگر کچھ ڈگری اِدھر اُدھر رخ ہو جائے پھر بھی نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ سب تفصیلات کتب فقہ میں وضاحت کے ساتھ موجود ہیں جن میں سے اہم ضروری مسائل ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں:

مکہ مکرمہ میں مقیم شخص کا قبلہ

مکہ معظّمہ میں مسجدِ حرام کے اندر نماز پڑھنے والے یا ایسی اونچی عمارت یا پہاڑی پر نماز پڑھنے والے کے لئے جہاں سے بیت اللہ شریف صاف نظر آتا ہو، عین کعبۂ مشرفہ کی طرف نماز پڑھنا ضروری ہے، اور حرم شریف سے باہر جو شخص نماز پڑھے اور عمارات اور مکانات کی آڑ کی وجہ سے کعبۂ مشرفہ کو نہ دیکھ سکتا ہو تو اس کے لئے کعبہ کی جہت کی طرف نماز پڑھنا کافی ہے، عین کعبہ کی طرف رخ کرنا لازم نہیں۔ (حج اور بھیڑ کے زمانے میں حرم شریف کے اندر اور باہر بسا اوقات قبلہ کی طرف توجہ کرنے میں کوتاہی ہوجاتی ہے اس لئے وہاں خاص طور پر استقبالِ قبلہ کا خیال رکھا جائے)۔ **فللمكي الخ، إصابة عينها يعم المعاين وغيره لكن في البحر أنه ضعيف والأصح أن من بينه وبينها حائل كالغائب.** (درمختار بيروت ٩٧/٢، زكريا ١٠٨/٢) **ومن كان بمكة وبينه وبين الكعبة حائل يمنع المشاهدة كأبنيَّةٍ فالأصح أن حكمه حكم الغائب.** (طحطاوی على المراقی ١١٦، غنية المتملی شرح منية المصلی ٢١٨، مجمع الانهر ٨٣/١)

مکہ معظّمہ سے باہر رہنے والوں کا قبلہ

مکہ معظّمہ کے علاوہ دنیا کے دیگر مقامات پر رہنے والوں کے لئے عین کعبہ کی طرف رخ کرنا لازم نہیں؛ بلکہ سمت قبلہ کی طرف رخ کر لینا کافی ہے (جیسے ہمارے ہندوستان میں جانب مغرب)۔ **ومن كان خارجاً عن مكة فقبلته جهة الكعبة، وهو قول عامة المشائخ وهو الصحيح.** (هنديه ٦٣/١) **حتى لو أزيلت الموانع لايشترط أن يقع استقباله على عين الكعبة لا محالة.** (غنية المتملی ٢١٨، شامی زكريا ١٠٩/١، تاتارخانية زكريا ٣٣/٢ رقم: ١٦٠٨)

قبلہ عمارتِ کعبہ کا نام نہیں

بیت اللہ شریف کی عمارت اصل میں قبلہ نہیں؛ بلکہ جس جگہ میں وہ عمارت قائم ہے وہی زمین سے آسمان تک قبلہ ہے، لہٰذا اگر عمارت نہ بھی رہے پھر بھی قبلہ باقی رہے گا۔ **والمعتبر في**

القبلة العرصة لا البناء فهي من الأرض السابعة إلى العرش (درمختار) أي ليس المراد بالقبلة الكعبة التي هي البناء المرتفع على الأرض ولذا لو نقل البناء إلى موضع اٰخر وصلىٰ إليه لم يجز بل تجب الصلوة إلى أرضها. (شامي بيروت ۱۰۲/۲، زكريا ۱۱۴/۲، هندية ٦٣/١، طحطاوي على المراقي ۲۱۲، تارتاخانية زكريا ٣٦/٢ رقم: ١٦١٦)

حطیم جزوِقبلہ نہیں

اگر مسجدِ حرام میں اس طرح نماز پڑھی کہ رخ صرف حطیم (بیت اللہ شریف کا شمالی خارجی حصہ جو چھ ہاتھ ایک بالشت کے بقدر ہے۔ (تقریرات رافعی ۱۶۰/۳) اس سے زائد حصہ حطیم جزو کعبہ نہیں ہے شامی وغیرہ) کی طرف رہا اور کعبۂ مشرفہ کی طرف نہیں ہوا تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ **ولو صلى مستقبلاً بوجهه إلى الحطيم لايجوز.** (هندية ٦٣/١، تارتاخانية زكريا ٣٨/٢ رقم: ١٦٢٧)

کعبہ کے اندر یا چھت پر نماز پڑھنے والے کا قبلہ

''کعبۂ مشرفہ'' کے اندر یا اس کی چھت پر تنہا نماز پڑھنے والا شخص کسی جانب بھی رخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، وہاں رہتے ہوئے ہر جانب اس کے لئے قبلہ ہے۔ **ولو صلى في جوف الكعبة أو على سطحها جاز إلى أيّ جهةٍ توجه.** (هندية ٦٣/١، النتف ٤٣، تارتاخانية زكريا ٣٧/٢ رقم: ١٦٢٣)

کعبہ کے اندر نماز باجماعت میں صفوں کی ترتیب

اگر بیت اللہ شریف میں نماز باجماعت ادا کی جائے تو امام اور مقتدیوں کے مقام اور صفوں کی ترتیب کے اعتبار سے کل سات صورتیں نکلتی ہیں جن میں سے چھ جائز اور ایک ناجائز ہے۔ تفصیل یہ ہے:

(۱) امام دیوار کی طرف پشت کر کے اور مقتدیوں کی طرف چہرہ کر کے کھڑا ہو اور سب مقتدیوں کا رخ امام کی طرف ہو۔

(۲) امام دیوار کی طرف رخ کرے اورسب مقتدی اس کے بالمقابل دوسری دیوار کی طرف رخ کریں گویا کہ امام کی پشت مقتدیوں کی پشت کی طرف اور مقتدیوں کی پشت امام کی پشت کی طرف۔

(۳) مقتدیوں کا رخ امام کی پشت کی طرف ہو جیسا کہ عام جماعت میں ہوتا ہے۔

(۴) سب مقتدی امام کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہوں۔

(۵) مقتدیوں کا رخ امام کے دائیں بائیں پہلو کی طرف ہو۔

(٦) امام کا رخ مقتدیوں کے پہلو کی طرف ہو۔

مذکورہ سب صورتوں میں جماعت درست ہے اس لئے کہ خاص اس رخ میں جس کی طرف امام نماز پڑھ رہا ہے کوئی مقتدی اس رخ میں اس سے آگے نہیں بڑھ رہا ہے، کیوں کہ بقیہ مقتدیوں کا رخ دوسری جانب ہے جو ممنوع نہیں۔

(۷) اور اگر امام کا رخ مقتدیوں کی پشت کی طرف ہو تو ان مقتدیوں کی نماز درست نہ ہوگی، اس لئے کہ وہ خاص اسی رخ میں امام سے آگے واقع ہو رہے ہیں۔

وإن صلوا جماعة فإنها علی سبعة أوجه: أحدها: أن يكون وجه الإمام إلیٰ وجه القوم ووجه القوم إلیٰ وجه الإمام. والثاني: أن يكون ظهر الإمام إلیٰ ظهر القوم وظهر القوم إلیٰ ظهر الإمام. والثالث: أن يكون وجه القوم إلیٰ ظهر الإمام. والرابع: أن يكون جنب القوم إلیٰ جنب الإمام. والخامس: أن يكون وجه القوم في جنب الإمام. والسادس: أن يكون وجه الإمام في جنب القوم ففي كل هٰذه الوجوه جازت صلاتهم متفقاً عليه. والسابع: أن يكون وجه الإمام في ظهر القوم فعند الفقهاء لا تجوز صلاته لأنه غاية الخلاف والانحراف. (النتف في الفتاویٰ ٤٣، تارتاخانية زكريا ٣٧/٢ رقم: ١٦٢٥)

مسجدِ حرام میں امام سے آگے اس رخ میں نماز پڑھنا

مسجدِ حرام میں امام جس جانب امامت کر رہا ہو اس رخ میں امام سے آگے نماز پڑھنے

والوں کی نماز درست نہ ہوگی؛ البتہ دوسرے رخ میں اگر بالکل کعبۂ مشرفہ کی دیوار کے قریب نماز پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (آج کل ناواقفیت کی وجہ سے مسجدِ حرام میں اس سلسلہ میں بڑی کوتاہی ہوتی ہے، امام صاحب دھوپ کے وقت یا زیادہ بھیڑ کی وجہ سے یا نماز تراویح میں رکنِ یمانی اور حجر اسود کے بالمقابل مکبرہ (شیشے والے کمرے) کے نیچے نماز پڑھاتے ہیں، اور بہت سے حضرات اسی جانب آگے مطاف میں نماز کی نیت باندھ لیتے ہیں جو صحیح نہیں ہے، اس لئے امام کی جگہ دیکھ کر ہی وہاں نماز کی نیت باندھنی چاہئے، ایسا نہ ہو کہ غفلت کی وجہ سے نماز ہی صحیح نہ ہو۔ نیز حرم شریف کی انتظامیہ کو بھی چاہئے کہ امام جب پیچھے کھڑا ہو تو اس سے آگے رکاوٹ وغیرہ لگا کر نماز پڑھنے سے روکیں؛ تاکہ لوگوں کی نمازیں فاسد نہ ہوں، جیساکہ کم بھیڑ کے زمانے میں اور تراویح کے دوران یہ انتظام کیا جاتا ہے) **ولو تقدم على الإمام من غير عذر فسدت صلاته.** (هندية ۱/۱۰۳) **قال القدوري رحمه الله: إن صلوا جماعة استداروا حول الكعبة بهٰذا جرت العادة، ومن كان منهم أقرب إلى الكعبة في الإمام فإن كان في الجهة التي يصلي إليها الإمام لم يجز وإن كان في جهة أخرىٰ جاز.** (تارتاخانية زكريا ۲/۳٦ رقم: ۱٦۱۷)

قبلہ کی سمت جاننے کے ذرائع

جن شہروں اور آبادیوں میں پرانی مساجد موجود ہوں انہی مساجد کی محرابوں کو قبلہ کا معیار بنایا جائے گا، اور جہاں پہلے سے مساجد تعمیر شدہ نہ ہوں تو وہاں کے آس پاس رہنے والے مسلمانوں سے قبلہ کی تحقیق کی جائے گی، اور جن جگہوں پر کوئی بتانے والا نہ ملے مثلاً جنگلات یا نو تعمیر آبادیاں تو ان میں قطب نما اور چاند سورج وغیرہ کے ذریعہ سمت کی پہچان کر کے غور وفکر کے بعد قبلہ متعین کیا جائے گا۔ **وجهة الكعبة تعرف بالدليل، والدليل فى الأمصار والقرىٰ المحاريب التى نصبها الصحابة والتابعون فعلينا اتباعهم، فإن لم تكن فالسوال من أهل ذٰلك الموضع، وأما فى البحار والمفاوز فدليل القبلة النجوم، هكذا فى فتاوى قاضى خان.** (هنديه ۱/٦۳) **وعلى ما وضعوه لها من الاٰلات كالربع والاصطرلاب فإنها إن لم**

تـفد اليقين تفيد غلبة الظن للعالم بها وعليه الظن كافية في ذٰلک. (شامی بیروت۲/ ۱۰۰، زکریا ۲/ ۱۱۲، مجمع الانہر ۱/ ۸۳، الجوهرة النيرة ۱/ ٦٨، تاترخانية زكريا ٢/ ٣٤-٣٥ رقم: ١٦١١)

کیا قبلہ کی تعیین میں غیر مسلم کا قول معتبر ہے؟

اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں یہ پتہ ہی نہ ہو کہ قبلہ کس سمت میں ہے یعنی مثلاً یہ معلوم نہ ہو کہ یہاں سے قبلہ مشرق کی جانب ہے یا مغرب کی؟ تو اگر کوئی غیر مسلم ایسی جگہ قبلہ کی سمت بتائے تو محض اس کی خبر کا اعتبار نہ ہوگا جب تک کہ قرائن سے اس کی تصدیق نہ ہوجائے، اور اگر ایسی جگہ ہے جہاں اتنا تو معلوم ہے کہ قبلہ یہاں مثلاً جانبِ مغرب ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ مغرب کدھر ہے تو مغرب کا رخ جاننے کے لئے کسی غیر مسلم سے بھی تحقیق کی جاسکتی ہے اور محض رخ بتانے میں اس کی خبر معتبر ہوگی جب کہ اس کی سچائی کا غالب گمان ہوجائے۔ ولا يقبل خبر الكافر والفاسق والصبي لعدم قبول خبرهم في أمور الديانات إلا إذا غلب علىٰ ظنه صدقهم. (الفقہ الحنفی فی ثوبه الجديد ١/ ١٩٧) لأن قول الكافر مقبول في المعاملات، الخ. (هداية ٤/ ٤٣٧)

برصغیر ہندو پاک میں قبلہ کا صحیح رخ جاننے کا آسان طریقہ

برصغیر ہندو پاک اور اس سے جانب مشرق میں واقع تمام علاقہ جات میں سمتِ قبلہ معلوم کرنے کا آسان اور محتاط طریقہ یہ ہے کہ گرمی کے سب سے بڑے دن (۲۲؍جون) اور موسم سردی کے سب سے چھوٹے دن (۲۲؍دسمبر) سورج غروب ہونے کی جگہ دیکھ لی جائے تو قبلہ ان دونوں مقامات کے درمیان ہوگا، یعنی اس درمیانی رخ میں کسی طرف بھی نماز پڑھنا درست رہے گا۔ (جواہر الفقہ ۱/ ۲۷۶) وقال العلامة الشامي: أقربها إلى الصواب قولان، الأول: أن ينظر من مغرب الصيف في أطول أيامه ومغرب الشتاء في أقصر أيامه فليدع الثلثين في الجانب الأيمن والثلث في الأيسر والقبلة عند ذٰلک ولو لم يفعل هٰكذا وصلىٰ فيما بين المغربين يجوز، وإذا وقع خارجاً منها لايجوز بالإتفاق. (شامی بیروت ۲/ ۹۹، زکریا ۲/ ۱۱۱، حلبی کبیر ۲۱۸)

قبلہ سے معمولی انحراف مضر نہیں

مکہ سے باہر رہنے والے شخص نے اگر قبلہ کی سمت سے معمولی طور پر ہٹ کر نماز پڑھی تو بھی نماز درست ہو جائے گی۔ معمولی انحراف کا مطلب یہ ہے کہ صرف اس قدر انحراف ہو کہ نمازی کی پیشانی کا کوئی نہ کوئی حصہ قبلہ کی سیدھ میں باقی رہے اس کی مقدار فقہاء نے دونوں جانب ۴۵-۴۵ درجہ مقرر کی ہے۔ (امداد المفتیین ۳۱۳/۲، جواہر الفقہ ۲۴۲/۱، احسن الفتاویٰ ۳۱۳/۲) **فيعلم منه أنه لو انحرف عن العين انحرافاً لا تزول منه المقابلة بالكلية جاز، ويؤيده ما قال في الظهيرية: إذا تيامن أو تياسر تجوز لأن وجه الإنسان مقوس، لأن عند التيامن أو التياسر يكون أحد جوانبه إلى القبلة.** (شامي بيروت ۹۸/۲، زكريا ۱۰۹/۲)

سمتِ قبلہ معلوم نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص مثلاً سفر میں ہو اور اسے سمتِ قبلہ معلوم نہ ہو اور نہ ہی کوئی بتانے والا موجود ہو تو تحری کرنا اس پر فرض ہے یعنی قبلہ کی تعیین میں غور و فکر اور علامات و قرائن کا جائزہ لے کر نماز پڑھنا اس پر لازم ہے۔ **وإن اشتبهت عليه القبلة وليس بحضرته من يسأله عنها اجتهد وصلىٰ.** (هندية ٦٤/١) **ويتحرىٰ عاجز عن معرفة القبلة.** (درمختار زكريا ١١٥/٢، بيروت ١٠٣/٢، تبيين الحقائق ٢٦٦/١)

نماز کے بعد قبلہ کی غلطی کا علم ہوا

اگر کسی شخص نے تحری کر کے کسی طرف نماز پڑھی پھر نماز سے فراغت کے بعد علم ہوا کہ اس نے غلط رخ پر نماز پڑھی ہے تو نماز صحیح ہو گئی لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ **فإن علم أنه أخطأ بعد ما صلىٰ لا يعيدها.** (هندية ٦٤/١، درمختار مع الشامي زكريا ١١٦/٢، بيروت ١٠٣/٢، تبيين الحقائق ٢٦٧/١)

دورانِ نماز معلوم ہوا کہ قبلہ دوسری طرف ہے

اگر تحری کر کے نماز شروع کی پھر دورانِ نماز میں ہی معلوم ہوا کہ قبلہ دوسری جانب ہے تو

نماز ہی میں اس جانب گھوم جائے، ازسرنولوٹانے کی ضرورت نہیں۔ **وإن علم وهو فی الصلوۃ استدار إلی القبلة وبنی علیها.** (هندية ۱/ ٦٤ ، درمختار مع الشامي زكريا ۲/ ۱۱٦ ، بيروت ۲/ ۱۰۳ ، تبيين الحقائق ۱/ ۲٦۸)

بغیر تحری کے نماز پڑھنا

جس شخص پر قبلہ مشتبہ ہو اس کے لئے تحری کے بغیر نماز شروع کرنا درست نہیں ہے۔ تاہم اگر تحری کے بغیر نماز شروع کردی اور فراغت کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی قبلہ رخ نماز پڑھی ہے تو نماز درست ہوگئی، اور اگر دوران نماز ہی یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ قبلہ کا رخ صحیح یا غلط ہے تو نماز فاسد قرار پائے گی اور ازسرنو پڑھنی ہوگی۔ **فإن شرع بلا تحر فعلم بعد فراغه أنه أصاب صحت وإن علم بإصابة فيها فسدت.** (نور الایضاح ٦٩) **وإن شرع بلا تحر لم یجز وإن أصاب إلا إذا علم إصابته بعد فراغه فلا یعید اتفاقاً. (درمختار) بخلاف صورة عدم التحری فإنه لم یعتقد الفساد بل هو شاک فیه وفی عدمه فإذا ظهرت أصابته بعد التمام زال أحد الاحتمالین وتقرر الأخر بلا لزوم بناء القوی علی الضعیف بخلاف ما إذا علم الإصابة قبل التمام.** (درمختار مع الشامي بيروت ۲/ ۱۰٦ ، زكريا ۲/ ۱۱۹ غنية المتملي شرح منية المصلي ۲۲۲ ، تبيين الحقائق ۱/ ۲٦۹)

ریل اور جہاز میں استقبالِ قبلہ

ریل، کشتی، بحری جہاز اور ہوائی جہاز جیسی سواریوں میں نماز فرض یا نفل پڑھتے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے، بعض ناواقف لوگ بلاعذر کے ریل وغیرہ کے سفر میں قبلہ کا لحاظ کئے بغیر جدھر چاہتے ہیں حسب سہولت نماز پڑھ لیتے ہیں یہ جائز نہیں ہے۔ **ومن أراد أن یصلی فی سفینةٍ تطوعاً أو فریضةً فعلیه أن یستقبل القبلة ولا یجوز له أن یصلیَ حیث ما کان وجهه.** (هندية ۱/ ٦٤) **وإن شرع بلا تحر لم یجز وإن أصاب.** (درمختار زكريا ۲/ ۱۱۹ ، بيروت ۲/ ۱۰٦)

دورانِ نماز ریل اور جہاز کا گھوم جانا

اگر نماز کے دوران ریل یا جہاز وغیرہ کا رخ قبلہ سے پھر جانے کا علم ہو جائے تو نمازی پر لازم ہے کہ وہ بھی گھوم کر اپنا رخ قبلہ کی طرف کر لے، اگر گھوم جانے کا اندازہ نہ ہو تو اسی طرح نماز درست ہو جائے گی۔ **حتی لو دارت السفینةُ وهو يصلي توجه إلى القبلة حيث دارت.** (هندية ١/٦٤) **وإن علم به في صلاته الخ استدار وبنى.** (تنوير الابصار مع الدر المختار زكريا ٢/١١٦، بيروت ٢/١٠٣)

فرض نمازوں میں استقبالِ قبلہ سے عاجز رہ جانے والے کا حکم

اگر کوئی شخص معقول عذر کی وجہ سے قبلہ رخ نماز پڑھنے سے قاصر ہو تو اس سے استقبالِ قبلہ کی شرط ساقط ہو جاتی ہے اور وہ حسبِ سہولت کسی طرف بھی رخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ معقول عذر درج ذیل ہو سکتے ہیں: (۱) مریض اتنا کمزور ہے کہ وہ خود قبلہ رو نہیں ہو سکتا اور اس کا کوئی تیماردار بھی نہیں ہے جو اسے قبلہ رخ کر سکے (۲) قبلہ رخ نماز پڑھنے میں جانی یا مالی نقصان کا شدید خطرہ ہو (۳) آدمی سواری پر سوار ہو اور نیچے زمین پر کیچڑ ہی کیچڑ ہو، کوئی پاک جگہ نماز کے لئے میسر نہ ہو (۴) سواری سے اتر کر چڑھنے کی قدرت نہ ہو خواہ اپنی کمزوری کی وجہ سے یا سواری کے سرکش ہونے کی وجہ سے (۵) مسافر سواری رکوانے پر قادر نہ ہو اور نماز کا وقت نکلا جا رہا ہو (٦) سواری روک کر نماز پڑھنے میں بقیہ قافلہ والوں سے بچھڑ کر اکیلے رہ جانے کا خطرہ ہو ان جیسی صورتوں میں فرض نماز قبلہ کے علاوہ رخ پر پڑھنا بھی درست ہے۔ **وقبلة العاجز عنها لمرض وإن وجد موجها عند الإمام أوخوف مال وكذا كل من سقط عنه الأركان جهة قدرته ولو مضطجعاً بإيماء لخوف رؤية عدو ولم يعد لأن الطاعة بحسب الطاقة. (درمختار) ويشترط في الصلوة على الدابة إيقافها إن قدر وإلا بأن خاف الضرر كان تذهب القافلة وينقطع فلا يلزمه إيقافها ولا استقبال الكعبة.** (شامي بيروت ٢/١٠٣، زكريا ٢/١١٥، كبيرى ٢١٩، تبيين الحقائق ١/٢٦٥، هندية ١/٦٣، تارتاخانية زكريا ٢/٣٨ رقم: ١٦٢٨)

سواری پر نفل نماز پڑھنے والے کے لئے رخصت

دورانِ سفر جس رخ پر سواری جارہی ہواس رخ پر نفل نماز پڑھنا بلا عذر بھی مطلقاً جائز ہے، مگر اس سے وہ سواری مراد ہے جس میں چلتے ہوئے قبلہ رخ نماز پڑھنے کی رعایت نہ رکھی جاسکتی ہو جیسے اونٹ، گھوڑا، موٹر سائیکل وغیرہ، لیکن اگر سواری وسیع ہو جیسے ریل، ہوائی جہاز، اور بس وغیرہ تو اس میں نماز نفل کے لئے بھی قبلہ رخ ہونا ضروری ہوگا، کیوں کہ یہ بڑی سواریاں کشتیوں کے حکم میں ہیں اوران میں قبلہ کا لحاظ کرنا متعذر نہیں ہے۔ **وأما في النفل فتجوز على المحمل والعجلة مطلقا.** (تنویر) **أي سواء كانت واقفة أو سائرة على القبلة أولا، قادر على النزول أولا، طرف العجلة على الدابة أولا.** (شامي بيروت ۴۲۸/۲، زكريا ۴۹۱/۲، هندية ۶۳/۱)

نماز کے دوران سینہ قبلہ سے پھر جانا

اگر نماز کے دوران نمازی کا سینہ قبلہ کے رخ سے بلا عذر پوری طرح پھر گیا تو فوراً نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر بھول سے بلا عذر پھر گیا تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر فوراً صحیح رخ پر کرلیا تو نماز فاسد نہ ہوگی، اگر ایک رکن یعنی تین تسبیحات پڑھنے کے بقدر رخ پھرا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ **والحاصل أن المذهب أنه إذا حول صدره فسدت وإن كان في المسجد إذا كان من غير عذر كما عليه عامة الكتب وأطلقه فشمل ما لو قل أو كثر وهذا لو باختياره وإلا فان لبث مقدار ركن فسدت وإلا فلا.** (شامي بيروت ۳۳۴/۲، شامي زكريا ۳۸۸/۲)

نماز کے دوران چہرہ قبلہ سے پھر جانا

نماز میں صرف چہرہ قبلہ سے پھر جانے سے اگر چہ نماز فاسد نہیں ہوتی، مگر یہ فعل مکروہ تحریمی اور گناہ ہے۔ **والالتفات بوجهه كله أو بعضه للنهي.** (در مختار) **وينبغي أن تكون تحريمية كما هو ظاهر الأحاديث.** (شامي بروت ۳۵۴/۲، زكريا ۴۱۰/۲)

نیت کے مسائل

نیت کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول اور اس کے حکم کی تعمیل کی غرض سے کسی کام کو انجام دینے کا ارادہ کرنا شرعاً نیت کہلاتا ہے۔ **وعرفها القاضي البيضاوي: بأنها شرعاً الإرادة المتوجهة نحو الفعل ابتغاءً لوجه الله تعالىٰ وامتثالاً لحكمه.** (الاشباه والنظائر قديم ۱/۵٦، جديد زكريا ۱۰۹، قواعد الفقه ۵۳۷)

نیت کا مقصد

نیت کرنے سے مقصود شرعاً دو چیزیں ہیں: (۱) عبادات کو عادات سے امتیاز کرنا (مثلاً کھڑا ہونا کبھی محض طبعی خواہش کی بنا پر ہوتا ہے اور یہی کھڑا ہونا جب نماز کی نیت سے ہو تو عبادت بن جاتا ہے) (۲) بعض عبادات کو بعض سے ممتاز کرنا (مثلاً ظہر اور عصر کی رکعات ایک جیسی ہیں مگر نیت الگ الگ ہونے سے یہ الگ الگ عبادتیں قرار پاتی ہیں) **المقصود منها تمييز العبادات من العادات، وتمييز بعض العبادات عن بعض.** (الاشباه والنظائر قديم ۱/۵۷، جديد زكريا ۱۰۹)

کیا زبان سے نیت کرنا ضروری ہے؟

نیت صرف دل سے ارادہ کر لینے کا نام ہے، لہٰذا نیت کی صحت کے لئے زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا لازم نہیں ہے؛ لیکن جو شخص زبان سے الفاظِ نیت ادا کئے بغیر اپنے دل کو مستحضر کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے زبانی نیت کرنا بھی کافی ہے؛ بلکہ بہتر ہے۔ **لا يشترط مع نية**

القلب التلفظ فی جمیع العبادات. (الاشباہ والنظائر قدیم ۱/۸۸، جدید زکریا ۱۶۳) وفی القنیة والمجتبی: ومن لایقدر أن یحضر قلبه لینوی بقبله أو یشک فی النیة یکفیه التکلم بلسانه لأنه لایکلف اللّٰه نفساً إلا وسعها. (الاشباہ والنظائر قدیم ۱/۸٤، جدید زکریا ۱٥٦) فالحاصل أن حضور النیة بالقلب من غیر احتیاج إلی اللسان أفضل وأحسن، وحضورها بالتکلم باللسان إذا تعسر بدونه حسن والاکتفاء بمجرد التکلم من غیر حضورها رخصة عند الضرورة وعدم القدرة علی استحضارها. (شرح المنیة ٢٥٥، شامی زکریا ٢/٩١، البحر الرائق ١/١٧٧)

منفرد نمازی کی نیت

اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے صرف دل سے یہ ارادہ کرلینا کافی ہے کہ میں فلاں وقت کی فرض نماز (مثلاً ظہر، عصر) ادا کر رہا ہوں (تعداد رکعات اور قبلہ رخ ہونے کی نیت لازم نہیں) والمفترض المفرد لایکفیه نیة مطلق الفرض الخ، ما لم یقل فی نیة الظهر والعصر مثلاً الخ. فإن نوی فرض الوقت الخ، أجزأه الخ، ولایشترط نیة إعداد الرکعات. (غنیة المتملی شرح منیة المصلی ٢٤٩، تاتارخانیة زکریا ٢/٤٠ رقم: ١٦٣٥) وأما استقبال القبلة فشرط الجرجانی لصحته النیة والصحیح خلافه. (الاشباہ والنظائر قدیم ١/٣٦، جدید زکریا ٧٦، البحر الرائق ١/١٧٧)

مقتدی کی نیت

جماعت میں شامل ہونے والے مقتدی کے لئے دو باتوں کی نیت ضروری ہے: اول یہ کہ متعین کرے کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے؟ دوسرے یہ نیت کرے کہ میں اس محراب میں کھڑے ہوئے امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ وأما المقتدی فینوی الاقتداء أیضاً ولایکفیه فی صحة الاقتداء نیة الفرض والتعیین أی تعیین الفرض؛ بل یحتاج فی صحته

إلـى نيتيـن نية الصلوٰة مطلقاً إن تطوعاً ومعينةً إن غيره ونية المتابعة للامام. (شرح المنية/۲۵۱) **ولايصح الاقتداء بإمام إلّا بنية.** (الاشباه والنظائر قديم ۳٤/۱، جديد زكريا ۷۲)

امام کے لئے امامت کی نیت لازم نہیں

جماعت کی نماز میں امام کے امام بننے کے لئے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ نماز کے ساتھ اپنے امام ہونے کی بھی نیت کرے؛ بلکہ امامت کی نیت کے بغیر بھی مقتدیوں کے لئے اس کی اقتدا کرنا درست ہوجائے گا، تاہم امام کو امامت کا ثواب اسی وقت ملے گا جب کہ امامت کی نیت کرے۔ **ولايحتاج الإمام فی صحة الاقتداء بهٖ إلی نية الإمامة حتی لو شرع علی نية الانفراد فاقتدی بهٖ يجوز.** (شرح المنية ۲۵۱) **وتصح الإمامة بدون نيتها.** (الاشباه والنظائر جديد ۷۲) **إلا أنّه لايكون مثاباً عليها لما تقدم أنه لا ثواب إلا بالنية.** (غمز عيون البصائر ۳٤/۱)

عورتوں کی اقتداء کی نیت

عام نمازوں میں (جن میں مجمع زیادہ نہیں ہوتا) عورتوں کی نماز باجماعت میں شمولیت اسی وقت درست ہوگی جب کہ امام (عموماً یا خصوصاً) ان کی اقتداء کی بھی نیت کرے، اگر امام نے عورتوں کی نیت نہیں کی تو مقتدی عورتوں کی نماز درست نہ ہوگی؛ البتہ جمعہ وعیدین (یا جہاں مجمع کثیر ہو مثلاً حرمین شریفین) میں امام کی نیت کے بغیر بھی عورتوں کی اقتداء درست ہے (لیکن عورتوں کے لئے جماعت سے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں اپنے گھروں میں ہی تنہا نماز پڑھنا افضل ہے، جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے) **فان اقتداء هن به لايجوز ما لم ينو أن يكون إماماً لهن أو لمن تبعه عموماً.** (شرح المنية ۲۵۱، الاشباه والنظائر قديم ۳۵/۱، جديد زكريا ۷۳) **واستثنیٰ بعضهم الجمعة والعيدين وهو الصحيح كما فی الخلاصة.**

(الاشباه والنظائر قديم ۳۵/۱، جديد زكريا ۷۳)

نیت کا اصل وقت

عین نماز شروع کرنے سے قبل نیت کا استحضار افضل ہے (اگرچہ اس سے پہلے کا ارادہ بھی معتبر ہوجاتا ہے) البتہ اگر نماز شروع کرنے کے بعد نیت کی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ **أجمع أصحابنا أنَّ الأفضل أن تکون مقارنةً للشروع ولا یکون شارعاً بنیة متأخرة.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۸۱/۱، جدید زکریا ۱۵۰) **فالحاصل جواز الصلوٰة عندنا بنیة متقدمة إذا لم یفصل بینها وبین التکبیر عمل لیس للصلوٰة.** (غنیة ۲۵۵)

استحضارِ نیت کی علامت

نیت مستحضر ہونے کی علامت یہ ہے کہ مثلاً نماز شروع کرنے سے پہلے کسی شخص سے پوچھا جائے کہ بتاؤ کون سی نماز پڑھنے کا ارادہ ہے؟ تو وہ بلا کسی تأمل کے فوراً صحیح جواب دیدے، اگر ذرا بھی توقف کرے گا اور سوچنے کی ضرورت پڑے گی تو سمجھا جائے گا کہ اس کی نیت حاضر نہیں ہے۔ **وعلامة التعیین للصلوٰة أن تکون بحیث لوسئل أی صلوٰة تصلی یمکنه أن یجیب بلا تأمل.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۵۸/۱)

کیا پوری نماز میں نیت کا استحضار لازم ہے؟

نیت کی ضرورت صرف نماز کے شروع کرنے سے قبل پڑتی ہے، بعد میں ارکانِ نماز ادا کرتے وقت نیت کا استحضار ضروری نہیں ہے (یعنی بعد میں استحضار نہ بھی رہے تو بھی نماز ادا ہوجائے گی؛ البتہ افضل یہی ہے کہ اخیر نماز تک خشوع وخضوع اور استحضار باقی رکھا جائے) **قالوا فی الصلاة لا تشترط النیة فی البقاء للحرج.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۸۳/۱)

قضاء عمری کی نیت

کسی شخص پر اگر لمبی مدت کی نمازیں قضا ہوں تو ان کو ادا کرتے وقت نیت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نیت کرے کہ میں مثلاً قضا شدہ ظہر کی نمازوں میں سے پہلی یا آخری ظہر ادا کررہا ہوں، ہر

قضانماز میں اسی طرح نیت کرتا رہےتو اسی نیت سے اس کی نمازیں ادا ہوتی رہیں گی۔ **ولو نوی أول ظهر عليه أو آخر ظهر عليه جاز، وهٰذا هو المخلص لمن لم يعرف أوقات الفائتة أو اشتبهت عليه أو أراد التسهيل على نفسه.** (الاشباه والنظائر قديم ۱/ ۶۰، شامی زکریا ۱/ ۹۶، تاتارخانية ۱/ ۴۲۹)

کسی نقص کی وجہ سے واجب الاعادہ نماز کی نیت

اگرکوئی نماز کسی مکروہ تحریمی کے ارتکاب یا ترکِ واجب کی بنا پر واجب الاعادہ ہونے کی وجہ سے لوٹائی جائے تو اس میں یہ نیت کی جائے گی کہ میں فرض میں نقصان کی تلافی کے لئے نماز پڑھ رہا ہوں، اس لئے کہ فرض تو پہلی نماز سے ساقط ہوگیا۔ اور یہ دوسری نماز اصل میں نفل ہے جس کا مقصد نقصانِ فرض کی تلافی ہے۔ **وأما الصلاة المعادة لارتكاب مكروه أو ترك واجب فلا شك أنها جابرة لا فرض لقولهم بسقوط الفرض بالأولى فعلى هذا ينوى كونها جابرة لنقص الفرض على أنها نفل تحقيقاً.** (الاشباه والنظائر قديم ۱/ ۷۲)

نماز وتر کی نیت

وتر پڑھتے وقت صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں نماز وتر پڑھ رہا ہوں، وتر واجب کہنے کی ضرورت نہیں۔ **وينوى الوتر لا الوتر الواجب للاختلاف فيه.** (الاشباه والنظائر قديم ۱/ ۶۲)

سننِ مؤکدہ میں تعیین شرط نہیں

سننِ مؤکدہ میں صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں اتنی رکعت نماز پڑھ رہا ہوں، یہ کہنا لازم نہیں کہ میں مثلاً فجر یا ظہر کی سنت ادا کر رہا ہوں، اس تعیین کے بغیر بھی سنتیں ادا ہو جاتی ہیں (اور اگر کوئی متعین کرلے تو کوئی حرج بھی نہیں) **المصلي إذا كان متنفّلا سواء كان ذٰلك النفل**

سنة مؤكدة أوغيرها يكفيه مطلق نية الصلاة ولا يشترط تعيين ذلک النفل بأنه سنة الفجر مثلا. (غنية المتملی شرح منية المصلی٢٤٧، الاشباه والنظائر قديم ٦٣/١)

نمازتراویح کی نیت

تراویح کی نماز اگرچہ محض مطلق نماز کی نیت سے بھی ہوسکتی ہےتاہم متعین کرکےتراویح کی نیت کرلی جائےتو بہتر ہے۔ **واختلف التصحيح في التراويح هل تقع التراويح بمطلق النية أولا بد من التعيين فصحح قاضي خان الاشتراط والمعتمد خلافه كالسنن الرواتب.** (الاشباہ والنظائر قديم ٦٣/١، شرح المنية ٢٤٨)

نوافل میں مطلق نیت

نفل نمازوں میں صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں وقت وغیرہ کی تعیین ضروری نہیں ہے۔ **وأما النوافل فاتفق أصحابنا أنها تصح بمطلق النية.** (الاشباہ والنظائر قديم ٦٢/١)

نمازِ جنازہ کی نیت

نمازِ جنازہ میں نماز کی نیت کے ساتھ میت کے لئے دعاءاورسفارش کی بھی نیت کی جائے گی۔ **وفي صلاة الجنازة ينوي الصلوٰة لله تعالى والدعاء للميت.** (الاشباہ والنظائر قديم ٦٢/١)

سجدۂ تلاوت کی نیت

سجدۂ تلاوت میں بھی نیت ضروری ہے، اس میں یہ نیت کی جائے کہ آیتِ سجدہ پڑھنے سے جوسجدہ مجھ پرواجب ہواہے وہ ادا کررہاہوں۔ **وسجود التلاوة كالصلوٰة.** (الاشباہ والنظائر قديم ٣٥/١)

کیا ہر آیتِ سجدہ کے لئے الگ الگ نیت ضروری ہے؟

سجدۂ تلاوت ادا کرتے وقت یہ لازم نہیں کہ آیتِ سجدہ کی تعیین کی جائے؛ بلکہ مطلق نیت سے بھی سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے۔ **ولا یلزمه التعیین فی سجود التلاوة لأيّ تلاوةٍ سجد لها کما فی القنیة.** (الاشباه والنظائر قدیم ۱/ ٦٢)

خطبۂ جمعہ کے لئے نیت کی شرط

خطبۂ جمعہ کے لئے بھی نیت کرنا شرط ہے اگر خطبہ کی نیت نہ ہوتو محض الفاظ ادا کرنے سے خطبہ معتبر نہ ہوگا۔ **وأما النیة للخطبة فی الجمعة فشرط صحتها.** (الاشباه والنظائر قدیم ۱/ ٣٦)

رکعات کی تعداد میں غلطی مضر نہیں

اگر کسی شخص سے نیت کرتے وقت نماز کی رکعتوں کی تعداد میں غلطی ہوجائے (مثلاً کہا کہ میں ظہر کی نماز ۳/ رکعت پڑھ رہا ہوں) تو بھی نماز درست ہوجائے گی؛ اس لئے کہ تعداد رکعات کا بیان ضروری نہیں؛ لہٰذا اس میں غلطی مضر بھی نہیں۔ **فلو عیّن عدد رکعات الظهر ثلثاً أو خمساً صح لأن التعیین لیس بشرط فالخطأ فیه لایضر.** (الاشباه والنظائر قدیم ۱/ ٦٦، هندیة ۱/ ٦٦)

اداء اور قضاء کی نیت میں الٹ پلٹ

اگر ادا نماز پڑھتے وقت قضاء کی نیت کرلی، یا قضا پڑھتے وقت ادا کی نیت کرلی پھر بھی نماز صحیح ہوجائے گی۔ **أما جواز القضاء بنیة الأداء وعکسه فمجمع علیه عندنا.** (شرح المنیة ۲۵۳، الاشباه والنظائر قدیم ۱/ ٦٦)

فرائض میں ریا کا اعتبار نہیں

اگر کوئی شخص لوگوں کو دکھاوے کے لئے نماز پڑھے تو اگرچہ اسے ثواب نہیں ملے گا؛ لیکن

اس ریا کاری کے باوجود اس سے فرض ساقط ہوجائے گا، اور اس نماز کی قضا اس پر بعد میں لازم نہ ہوگی۔ **لکن صرح فی الخلاصة بأنه لاریاء فی الفرائض الخ، أی فی حق سقوط الواجب.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۷٤/۱)

ریا کی علامت

اصلی ریا کی پہچان یہ ہے کہ جب آدمی لوگوں کے سامنے ہوتو نماز پڑھے اور جب تنہائی کا موقع ہوتو نماز ہی چھوڑ دے۔ اور اگر حالت یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے نماز بہت عمدگی سے پڑھتا ہے اور تنہائی میں جلد بازی میں ٹرخا لیتا ہے تو اسے اگرچہ اصل نماز کا ثواب ملے گا؛ لیکن عمدگی کے اجر سے وہ محروم رہے گا۔ **والریاء أنه لو خلی عن الناس لایصلی ولو کان مع الناس یصلی فأما لو صلی مع الناس یحسنها ولو صلی وحده لا یحسنها فله ثواب أصل الصلوٰة دون الإحسان.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۷٥/۱)

نماز کے فرائض

فرائضِ نماز

نماز کے فرائض چھ ہیں: (۱) تحریمہ: کلماتِ ذکر (جیسے اللہ اکبر) سے نماز شروع کرنا (۲) قیام: فرض، واجب اور نذر کی نمازوں میں کھڑا ہونا (۳) قرأت: یعنی فرض نماز کی دو رکعتوں اور سنن، نوافل اور وتر کی ہر رکعت میں قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھنا (۴) رکوع کرنا (۵) سجدہ کرنا (۶) تشہد پڑھنے کے بقدر قعدۂ اخیرہ میں بیٹھنا۔ **فرائض الصلوٰة ستة : التحريمة والقيام والقراءة والركوع والسجود والقعدة في آخر الصلوٰة مقدار التشهد.** (هداية ۹۸/۱، الجوهرة النيرة ۶۹/۱، تاتارخانية قديم ۴۳۶/۱، زكريا ۴۷/۲ رقم: ۱۶۸۸)

علاوہ ازیں بعض ائمہ کے نزدیک نماز کے افعال میں تعدیل (اطمینان) اور اپنے ارادہ سے نماز سے نکلنا بھی فرائض میں شامل ہے۔ (حلبی کبیر ۲۵۷)

ان پڑھ اور گونگا کیسے نماز شروع کرے؟

اگر کوئی شخص بالکل ان پڑھ اور جاہل ہو کہ الفاظِ تحریمہ جانتا ہی نہ ہو، یا گونگا ہو کہ حروف اس کی زبان سے نکل ہی نہ سکیں تو ایسے معذور افراد کے لئے زبان سے تحریمہ کے الفاظ ادا کرنا لازم نہیں؛ بلکہ صرف تحریمہ کی نیت ہی سے ان کی نماز شروع ہوجائے گی۔ **أما الأمي والأخرس لو افتتحا بالنية جاز لأنهما أتيا بأقصى ما في وسعهما.** (شامي بيروت ۱۱۳/۲، زكريا ۱۲۸/۲، البحر الرائق ۲۹۱/۱)

''اللہ اکبار'' کہنا مفسدِ صلوٰۃ ہے

اگر دورانِ نماز تکبیر کہتے وقت ''اللہ اکبر'' کے بجائے ''اللہ اکبار'' کے الفاظ نکالے تو اصح قول کے مطابق نماز فاسد ہوجائے گی، اور ایسے الفاظ اگر شروع میں نکالے تو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ **وإن**

قال اللّٰـه أكبـار بإدخال ألف بين الباء والراء، لايصير شارعاً وإن قال ذٰلك في خلال الصلاة تفسد صلاته، قيل: لأنه إسم من أسماء الشيطان وقيل لأنه جمع كبر بالتحريك وهوالطبل وقيل يصير شارعاً ولا تفسد صلاته لأنه اشباع والأول أصح. (حلبی کبیر ۲۵۹- ۲۶۰، شامی زکریا ۱۷۹/۲، الجوهرة النیرة ۷۳/۱، مجمع الانهر ۹۱/۱)

’’آللہ اکبر‘‘ یا ’’اللہ آکبر‘‘ کہنے کا حکم

اگر کسی شخص نے ناواقفیت میں یا جان بوجھ کر ’’اللہ اکبر‘‘ کے بجائے اللہ کے الف کو کھینچ کر ’’آللہ اکبر‘‘ کہا تو نہ صرف یہ کہ نماز فاسد ہوجائے گی؛ بلکہ جان بوجھ کر کہنے کی صورت میں اس شخص کے کافر ہونے کا اندیشہ ہے، یہی حکم اکبر کے ہمزہ کو کھینچ کر ’’اللہ آکبر‘‘ کہنے کا ہے۔(بہت سے امام اور مکبرین ومؤذنین اس کا خیال نہیں کرتے، اور اپنی اور مقتدیوں کی نمازیں خراب کرتے ہیں انہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے)۔ **ولو أدخل المد في ألف لفظة اللّٰه أكبر كما يدخل في قوله تعالىٰ اللّٰه آذن لكم، وشبه تفسد صلاته إن حصل في أثنائها عند أكثر المشائخ ولا يصير شارعاً بهٖ في ابتدائها ويكفر لو تعمده لأنه استفهام ومقتضاه الشك في كبريائه تعالىٰ ......الخ، وعلى هٰذا لو مد همزة أكبر الأصح أنها تفسد أيضاً.** (حلبی کبیر ۲٦۰، شامی زکریا ۱۷۹/۲، تاتارخانیة قدیم ۴۳۹/۱، زکریا ۵۱/۲ رقم: ۱۶۹۸، هندية ٦٨/١)

اگر امام سے پہلے مقتدی کی تکبیر ختم ہوگئی

اگر مقتدی نے تکبیر تحریمہ اتنی جلدی کہہ لی کہ امام کی ’’اللہ اکبر‘‘ کا کوئی جز باقی تھا تو مقتدی کی نماز شروع نہیں ہوئی، از سر نو تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو، اس لئے کہ امام کے نماز میں داخل ہونے سے قبل مقتدی کا کوئی عمل معتبر نہیں ہے۔ **إنما يصير شارعاً بالكل أي بمجموع اللّٰـه أكبر لا بقوله اللّٰه فقط، فيقع الكل فرضاً وإذا كان كذٰلك يكون قد أوقع فرض التكبير قبل الإمام وكل فرض أوقعه قبل الإمام فهو غير معتبر ولا معتد به،**

فکان کأنه لم یکبر فلا یصح شروعه. (حلبی کبیر ۲٦۰، شامی زکریا ۱۷۸/۲، تاتارخانیة قدیم ۱/٤٤۱، زکریا ۵۳/۲ رقم: ۱۷۱۰)

آدھی تکبیر قیام میں اور آدھی رکوع کی حالت میں کہی

اگر مقتدی اس حال میں جماعت میں پہنچا کہ امام رکوع میں جاچکا تھا، مقتدی نے جلد بازی میں اس طرح تکبیر کہی کہ لفظ ''اللہ'' تو کھڑے ہونے کی حالت میں ادا کیا اور لفظ ''اکبر'' اس کی زبان سے اس وقت نکلا جب کہ وہ رکوع کی حالت میں پہنچ چکا تھا تو اس مقتدی کی نماز شروع نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ پوری تکبیر تحریمہ کا کھڑے ہونے کی حالت میں کہنا فرض ہے۔ **لو أدرک الإمام راکعاً فقال اللّٰه فی حال القیام ولم یفرغ من قوله أکبر إلا وهو فی الرکوع لا یصح شروعه لأن الشرط وقوع التحریمة فی محض القیام.** (حلبی کبیر ۲٦۰، شامی زکریا ۱۷۸/۲، تاتارخانیة قدیم ۱/۱٤۱، زکریا ۵۳/۲ رقم: ۱۷۱۲، عالمگیری ٦۹/۱، حلبی کبیر ۲٦۰)

بلا عذر بیٹھ کر نماز فرض جائز نہیں

جو شخص کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر قادر ہو اس کے لئے فرض یا واجب نماز بیٹھ کر پڑھنی کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ (بعض لوگ ٹرین کے سفر میں بلا عذر سیٹ پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ لیتے ہیں ان کی نماز درست نہیں ہوتی) **ولو صلی الفریضة قاعداً مع القدرة علی القیام لا تجوز صلاته.** (حلبی کبیر ۲٦۱) البتہ نفل نماز بیٹھ کر بلا عذر بھی درست ہے گوکہ ثواب کم ملتا ہے۔ **ویجوز التطوع قاعداً بغیر عذر.** (حلبی کبیر ۲۷۰)

ایک پیر پر وزن ڈال کر نماز پڑھنا

قیام کی حالت میں بلا عذر صرف ایک پیر پر وزن ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **ویکره علی إحدی الرجلین لعذرٍ.** (طحطاوی ۱۲۲، عالمگیری ٦۹/۱، شامی زکریا ۱۳۱/۲، الجوهرة النیرة ٦۹/۱)

کُبڑے شخص کا قیام

جس شخص کی کمر بڑھاپے یا مرض کی وجہ سے رکوع تک جھک گئی ہو اس کے لئے اپنی حالت

پر قائم رہنا ہی قیام کے حکم میں ہے، بس ایسا شخص جب رکوع کا ارادہ کرے تو اپنے سر کو نیچے جھکا لے اس کا رکوع صحیح ہو جائے گا۔ **والأحدب إذا بلغت حدوبته إلى الركوع يشير برأسه للركوع لأنه عاجز عما هو أعلى ولا تجزيه حدوبته عن الركوع لأنه كالقائم.**

(طحطاوی ۱۲۵، عالمگیری ۷۰/۱)

نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا

نفل نماز کسی عذر کے بغیر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے؛ البتہ بیٹھ کر بلا عذر پڑھنے کی صورت میں کھڑے ہونے کے مقابلہ میں نصف ثواب ملے گا۔ **من صلى قائماً فهو أفضل ومن صلى قاعداً فله نصف أجر القائم ومن صلىٰ نائماً فله نصف أجر القاعد.** (حلبی کبیر ۲۷۰)

البتہ سننِ مؤکدہ بالخصوص فجر کی سنت بلا عذر بیٹھ کر نہ پڑھی جائیں۔ **يستثنى منه الفجر فإنّها لاتصح قاعداً بلاعذر.** (حلبی کبیر ۲۷۰)

سواری پر نفل نماز

نفل نماز سواری (اونٹ گھوڑا وغیرہ) پر اشارہ سے پڑھنا درست ہے، خواہ سواری کا رخ کسی طرف ہو۔ **وتجوز صلاة التطوع على الدابة إيماءً.** (حلبی کبیر ۲۷۲، بدائع ۲۹۰/۱)

سواری پر فرض نماز

ایسی سواری جس پر رکوع سجدہ نہ ہو سکتا ہو (جیسے گھوڑا، موٹر سائیکل، کار وغیرہ) پر بلا عذر فرض نماز جائز نہیں ہے، ہاں اگر کوئی شدید عذر پیش آجائے مثلاً سواری سے نیچے اترنے میں درندے، دشمن، یا مرض کا خطرہ ہو یا زمین پر کیچڑ ہی کیچڑ ہو اور نماز پڑھنے کے لئے کوئی پاک سوکھی جگہ میسر نہ ہو تو ایسی صورتوں میں فرض نماز بھی کھڑی ہوئی سواری پر اشارہ سے پڑھی جا سکتی ہے؛ لیکن قبلہ رخ ہونے کا حتی الامکان اہتمام کرنا لازم ہوگا۔ **أما الفرائض أي صلاة الفرائض على الدابة فتجوز أيضاً لكن بالأعذار التي ذكرنا في فصل التيمم من خوف**

السبع أو العدو أو المرض أو الطين فإذا خاف علی نفسه أو دابتهٖ من سبعٍ أو لصٍّ أو کان فی طین یغیب الوجه فیه و لا یجد مکاناً جافاً أو کان مریضاً یحصل له بالنزول و الرکوب زیادة مرض أو بطؤ برءٍ جاز له الإیماء بالفرض علی الدابة واقفةً مستقبل القبلة إن أمکنه ذٰلک و إلا فبقدر الإمکان. (حلبی کبیر ۲۷۳، شامی زکریا ٤٨٦/٢، عالمگیری ١٤٣/١، الجوهرة النیرة ١٠٧/١)

بس کا مسافر کیا کرے؟

اگر کوئی شخص بس میں سفر کررہا ہو، اسی درمیان نماز کا وقت آجائے اور بس رکنے کا نام نہ لے، وضو اور تیمّم کی بھی کوئی شکل نہ ہو، اور قبلہ کی طرف رخ بھی نہ کرسکے، تو ایسے شخص کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ وقت ختم ہونے سے پہلے سیٹ پر بیٹھے بیٹھے اشارہ سے نمازیوں کی مشابہت اختیار کرلے اور پھر بعد میں موقع ملنے پر اس نماز کی قضا کرے۔ **وقالا: یتشبه بالمصلین وجوباً فیرکع ویسجد إن مکاناً یابساً وإلا یؤمی قائماً ثم یعید کالصوم به یفتیٰ.** (درمختار زکریا ٤٢٣/١)

اگر تکیہ لگا کر کھڑا ہونے پر قادر ہو تو کیا کرے؟

اگر چھتری یا دیوار وغیرہ پر ٹیک لگا کر کھڑا ہوسکتا ہو تو ایسے شخص پر بھی کھڑے ہوکر ہی نماز پڑھنا لازم ہوگا، بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی۔ **ولو قدر علیه متکئاً علی عصاً أو خادمٍ قال الحلوانی: الصحیح أنه یلزمه القیام متکئاً.** (حلبی کبیر ٢٦١-٢٦٢، عالمگیری ١٣٦/١، شامی زکریا ٥٦٧/٢)

دورانِ نماز ٹیک لگانا

اگر نفل نماز کھڑے ہوکر شروع کی تھی پھر تھکاوٹ کی وجہ سے ٹیک لگالی تو کوئی حرج نہیں؛ لیکن بلا عذر خواہ مخواہ ٹیک لگا کر نماز پڑھی تو یہ بے ادبی کی بنا پر مکروہ ہے۔ **وإن افتتح التطوع قائماً ثم أعیی أی کل و تعب فلا بأس له أن یتوکأ أی یعتمد علی عصاً أو علی**

حائطٍ أو نحو ذٰلک أو يقعد لأنه عذر فيجوز ولا يكره اتفاقاً أما لو اتكأ بغير عذر فإنه يكره اتفاقاً لما فيه من إساءة الأدب. (حلبی کبیر ۲۷۱، شامی زکریا ۵۷۲/۲)

نفل نماز کچھ کھڑے ہوکر اور کچھ بیٹھ کر پڑھنا

کوئی شخص نفل نماز کھڑے ہوکر شروع کرے اور بعد میں بیٹھ جائے، یا بیٹھ کر شروع کرے پھر کھڑے ہوکر پڑھنے لگے، تو اس طرح بھی نماز درست ہے؛ لیکن جب کھڑے ہوکر شروع کرے تو بہتر ہے کہ بلا عذر نہ بیٹھے۔ **أما القعود بغير عذرٍ بعد الافتتاح قائماً فيجوز عند أبي حنيفةؒ الخ، وأما لو افتتحها قاعداً ثم قام في أول ركعةٍ أو فيما بعدها وأتمّها قائماً فلا خلاف في جوازه لما صحَّ عنه عليه السلام أنه كان يفتتح التطوع قاعداً فيقرأ ورده حتى إذا بقي عشر آيات ونحوها قام الخ.** (حلبی کبیر ۲۷۱، تاتارخانية قديم ۶۳۳/۱، زكريا ۲۸۹/۲ رقم: ۲٤٤٦، الجوهرة ۱۰٦/۱)

نماز میں کتنی مقدار قرأت فرض ہے؟

ایک رکعت میں کم از کم ایک آیتِ قرآن کریم پڑھنا فرض ہے۔ (اور کم از کم تین چھوٹی سے چھوٹی آیتوں یا اس کے بقدر کا سورۂ فاتحہ کے ساتھ ملاکر پڑھنا واجب ہے) **فالفرض قراءةُ آيةٍ واحدةٍ في كل ركعةٍ فرضت فيها القرأة.** (حلبی کبیر ۲۷۸، شامی زکریا ۱۳۳/۲، تاتارخانية قديم ٤٤٥/۱، زكريا ۵۸/۲ رقم: ۱۷۳۰، فتح القدير ۳۳۱/۱)

نماز کی کن کن رکعات میں قرأت فرض ہے؟

تمام سنن ونوافل اور وتر کی ہر رکعت میں قرأت فرض ہے جب کہ دو رکعت سے زائد والی فرض نمازوں میں لاعلی التعیین صرف دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔ (اور ہر فرض میں ابتدائی دو رکعتوں میں قرأت کی تعیین واجب ہے۔) **وهي فرضٌ عمليٌّ في جميع ركعات النفل والوتر وفي ركعتين من الفرض.** (شامی زکریا مبحث القرأة ۱۳۳/۲، طحطاوی علی المراقی

٢٦٦، تاتر خانية قديم ١/٤٤٥، زكريا ٥٦/٢ رقم: ١٧٢٤)

جو شخص قرآن پڑھا ہوا نہ ہو وہ نماز کیسے پڑھے؟

جو شخص قرآن پڑھا ہوا نہ ہو اس پر قرآن سیکھنا اور سورۂ فاتحہ اور دیگر سورتیں یاد کرنا لازم ہے ورنہ وہ کوتاہی پر گنہ گار ہوگا، اور جب تک نہ سیکھ سکے تو نماز اس طرح پڑھے کہ نیت باندھ کر نماز کا تصور کر کے کھڑا رہے اور قرأت کرنے کے بقدر کھڑے رہنے کے بعد رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ **أما الأمي والأخرس لو افتتحا بالنية جاز لأنهما أتيا بأقصى ما في وسعهما.** (شامی زکریا ۱۲۸/۲، البحر الرائق ۲۹۱/۲)

گونگا شخص نماز کیسے پڑھے؟

گونگا شخص خاموش رہ کر پوری نماز ادا کرے گا اور اس کی نماز اسی طرح درست ہو جائے گی۔ **إن العاجز عن النطق لا يلزمه تحريك لسانه للتكبير أو القراءة في الصحيح.** (شامی زکریا ۹۱/۲، البحر الرائق ۲۹۱/۲)

نماز کے دوران دیکھ کر ناظرہ قرآن پڑھنا

تراویح یا دیگر نمازوں میں اگر نمازی قرآن کو دیکھ کر قرأت کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ **وإن قرأ المصلي القرآن من المصحف أو من المحراب تفسد صلاتهٔ عند أبي حنيفةؒ.** (حلبی کبیر ٤٤٧، هداية ١٣٧/١، عناية ٤٠٢/١، شامی زكريا ٢٨٣/٢)

فرض رکوع کی حد

کامل رکوع یہ ہے کہ آدمی اتنا جھکے کہ اس کا سر آدھے بدن کی سیدھ میں آجائے اب اگر کوئی شخص رکوع میں اس سے کم جھکا تو دیکھا جائے گا کہ وہ جھکنے میں قیام سے زیادہ قریب ہے یا کامل رکوع کی حالت سے زیادہ قریب ہے، اگر رکوع کی حالت کے قریب ہوگا تو اس کا رکوع درست

ہوجائے گا، اوراگرقیام کی حالت کےقریب ہوگا تو رکوع معتبر نہ ہوگا۔ وإن طأطأ رأسه قليلاً ولم يعتدل إن كان إلى الركوع أقرب جاز، وأن كان إلى القيام أقرب لايجوز.

(حلبی کبیر ۲۸۰، شامی زکریا ۲/ ۱۳٤)

تنبيه: بہت سے لوگ جلدبازی میں ناقص رکوع کرتے ہیں انہیں مسئلہ بالا پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

سجدہ کی تعریف

درج ذیل سات اعضاء کو زمین یا اس کے حکم کی چیز پر ٹیک دینا شرعاً سجدہ کہلاتا ہے، وہ اعضا یہ ہیں: (۱) پیشانی اور ناک (۲-۳) دونوں قدم (۴-۵) دونوں ہاتھ (۶-۷) دونوں گھٹنے۔ (ان میں سے پیشانی یا ناک رکھنا بالاتفاق فرض ہے، دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے رکھنا سنت ہے، اور قدم کے بارے میں فرضیت اور وجوب کا اختلاف ہے) فهو بوضع الجبهة والأنف والقدمين واليدين والركبتين لما في الصحيحين من قوله عليه الصلاة والسلام أمرت أن أسجد على سبعة أعظمٍ: على الجبهة واليدين والركبتين وأطراف القدمين والأنف داخل في الجبهة لأن عظمهما واحد، وهٰذه الصفة المذكورة هي الكمال. وإن وضع جبهته دون أنفه جاز سجوده بالإجماع، ولكن إن كان ذٰلك من غير عذر الخ يكره. (حلبی کبیر ۲۸۲-۲۸۳، طحطاوی ۲۲۹)

اگر صرف رخسار یا ٹھوڑی زمین پر رکھی تو سجدہ صحیح نہ ہوگا

اگر کسی شخص نے سجدہ میں پیشانی یا ناک زمین پر ٹیکنے کے بجائے اپنا رخسار زمین پر رکھ دیا یا ٹھوڑی کو ٹیک دیا تو سجدہ درست نہیں ہوا خواہ یہ عمل عذر کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو۔ ولو وضع خده في السجود أو ذقنه وهو ملتقى اللحيين من الحنك لايجوز سجوده بالإجماع الخ، ولو كان ذٰلك من عذر مانع. (حلبی کبیر ۲۸۳، الجوهرة النيرة ۱/ ۷٤)

ہتھیلی پر پیشانی رکھ کر سجدہ کرنا

اگر سجدہ میں پیشانی زمین پر رکھنے کے بجائے زمین پر رکھی ہوئی اپنی ہتھیلی پر ٹیک لی تو بھی سجدہ

درست ہے۔ **ولو وضع كفه بالأرض وسجد عليها يجوز على الصحيح.** (حلبی کبیر ۲۸۵، شامي زكريا ۲/۲۰۷، هندية ۱/۷۰)

بھیڑ کے وقت اپنی ران پر سجدہ کرنا

اگر مجمع بہت زیادہ ہے اور زمین پر سجدہ کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے، جیسا کہ ریاض الجنۃ (مسجد نبوی علی صاحبہا الصلاۃ یا مسجد حرام میں کبھی کبھی یہ صورت پیش آجاتی ہے) تو نمازی خود اپنی ران پر سر رکھ کر سجدہ کرسکتا ہے؛ البتہ بلا عذر ایسا کرنے سے سجدہ ادا نہ ہوگا۔ **ولو سجد بسبب الازدحام على فخذه جاز.** (حلبی کبیر ۲۸۵، شامي زكريا ۲/۲۰۸)

نمازی کا دوسرے نمازی کی پیٹھ پر سجدہ کرنا

اگر جماعت میں زبردست مجمع ہو (جیسا کہ حج کے موقع پر حرمین شریفین زادهما الله شرفاً وعظمةً میں ہوتا ہے) اور زمین پر سجدہ کرنے کی گنجائش نہ ہو تو پچھلے صف والے نمازیوں کے لئے اپنے سے آگے جماعت میں شریک نمازیوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے۔ **وإن سجد على ظهر رجلٍ وهو أي والحال أن ذٰلك الرجل المسجود على ظهره فى الصلاة يجوز سجوده.** (حلبی کبیر ۲۸۶، البحر الرائق ۱/۳۱۹)

کھڑے ہونے کی جگہ سے اونچی جگہ سجدہ کرنا

اگر سجدہ میں سر رکھنے کی جگہ قدم رکھنے کی جگہ سے اونچی ہو تو دیکھا جائے گا کہ اونچائی اگر بارہ انگل سے کم ہے تو سجدہ درست ہوجائے گا اور اگر اس سے زیادہ اونچائی ہے تو سجدہ درست نہ ہوگا۔ **فمقدار ارتفاع اللبنتين المنصوبتين نصف ذراع طول اثنتى عشر إصبعاً.**

(حلبی کبیر ۲۸٦، هندية ۱/۷۰، البحر الرائق ۱/۳۲۰)

قرأت کی شرعی تعریف

فقہاء سے شرعی قرأت کے مفہوم کے متعلق دو اقوال منقول ہیں: (۱) ایک یہ کہ زبان سے

صحیح حروف کی ادائیگی اس طرح ہو کہ آدمی خود اپنے پڑھے ہوئے کو سن سکے (یہ علامہ ہندوانیؒ وعلامہ فضلیؒ کا قول ہے) (۲) دوسری رائے یہ ہے کہ قرأت کے لئے صرف زبان سے تصحیح حروف کافی ہے خود سننا لازم نہیں (یہ علامہ کرخیؒ کا قول ہے) اور اگرچہ دونوں اقوال کی تصحیح کی گئی ہے؛ لیکن زیادہ تر فقہاء کا رجحان پہلے قول کی طرف ہے۔ **القراءة وهو تصحيح الحروف بلسانه بحيث يسمع نفسه. فان صحّح الحروف من غير أن يسمع نفسه لا يكون ذٰلک قراءة في اختيار الهندواني والفضلي الخ وقيل إذا صحّح الحروف يجوز وإن لم يسمع نفسه وهو اختيار الكرخي.** (حلبی کبیر ۲۷۵) **وذكر أن كلًّا من قولي الهندواني والكرخي مصححان وأن ما قاله الهندواني أصح وأرجح لاعتماد أكثر علماء نا عليه.** (شامی زکریا ۲۵۳/۲) **وقال في البدائع: وقول الكرخي أصح.** (طحطاوی ۲۲۵)

کبڑا شخص کیسے رکوع کرے؟

کبڑا شخص جس کی قدرتی حالت رکوع کی کیفیت تک پہنچ چکی ہو اس کے رکوع کرنے کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے سر کو مزید کچھ جھکالے، اسی سر جھکانے سے اس کا رکوع درست ہو جائے گا۔ **رجل أحدب بلغت حدوبته الركوع يخفض رأسه في الركوع تحقيقاً للانتقال من القيام إلى الركوع وليس عليه غير ذٰلک.** (حلبی کبیر ۲۸۰، طحطاوی ۲۲۹، البحر الرائق ۲۲۹، عالمگیری ۷۰/۱)

مقتدی کا امام سے پہلے رکوع میں چلے جانا

اگر مقتدی امام سے پہلے ہی رکوع میں چلا گیا پھر امام کے رکوع میں جانے سے پہلے ہی رکوع کر کے قیام کی حالت میں آگیا تو اس کا یہ رکوع شرعاً معتبر نہیں ہوا، اسے دوبارہ امام کے ساتھ یا اس کے بعد رکوع کرنا پڑے گا ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ ہاں اگر پہلے رکوع کیا تھا؛ لیکن ابھی وہ رکوع ہی میں تھا کہ امام بھی رکوع میں چلا گیا تو اس صورت میں مقتدی کا رکوع معتبر ہو جائے گا، کیوں کہ اس

کا رکوع امام کے ساتھ ہوگیا ہے۔ **وإذا ركع المقتدي قبل ركوع الإمام فرفع رأسه قبل أن يركع الإمام لم يجز ذلك الركوع ولم يحسب له الخ. وإن أدركه الإمام أي ركع المقتدي قبل الإمام فأدركه الإمام وهو في الركوع بعد اجزأه.** (حلبی کبیر ۲۸۰)

رکوع کی حالت میں تکبیر تحریمہ معتبر نہیں

اگر کوئی شخص مسجد میں اس وقت پہنچا جب کہ امام رکوع میں جاچکا تھا، اب اس شخص نے جلد بازی میں رکوع میں یا رکوع کے قریب پہنچ کر تکبیر تحریمہ کہی تو اس کی نماز شروع نہیں ہوئی، اس لئے کہ تکبیرِ تحریمہ بحالتِ قیام کہنی فرض ہے۔ رکوع کی حالت میں کہی گئی تکبیرِ تحریمہ کا اعتبار نہیں (لہٰذا ایسے شخص کو چاہئے کہ از سرِ نو حالتِ قیام میں تکبیر کہے اور اگر رکعت چھوٹ جائے تو بعد میں اس کی قضا کرے) **قال في البرهان: ولو أدرك الإمام راكعاً فحني ظهره ثم كبر إن كان إلى القيام أقرب صح الشروع الخ، وإن كان إلى الركوع أقرب لا يصح الشروع.** (طحطاوی علی المراقی ۱۱۹، شامی زکریا ۱۸۰/۲، عالمگیری ۶۸/۱)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص رکوع کس طرح کرے؟

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص اگر پیٹھ اور سر قدرے جھکا دے تو اس کا رکوع ادا ہوجائے گا؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کا سر گھٹنوں کے سامنے آجائے۔ (تاہم اس میں سرین کا اٹھانا ضروری نہیں) **وفي حاشية الفتال عن البرجندي: ولو كان يصلي قاعداً ينبغي أن يحاذي جبهته قدام ركبتيه ليحصل الركوع. قلت: ولعله محمولٌ على تمام الركوع وإلَّا فقد علمت حصوله بأصل طأطأة الرأس أي مع إنحناء الظهر تأمل.**

(شامی زکریا ۱۳۴/۲، بدائع الصنائع ۲۸۴/۱، خانیة ۱۷۱/۱)

صرف پیشانی پر سجدہ

اگر کوئی شخص پیشانی پر سجدہ کرے اور ناک زمین پر نہ رکھے تو بھی اس کا سجدہ ادا ہوجائے گا

(لیکن بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے) **وإن وضع جبهته دون أنفه جاز سجوده بالإجماع.**

(حلبی کبیر ۲۸۲، بدائع الصنائع ۲۸۳/۲)

صرف ناک پر سجدہ

اگر کوئی شخص سجدہ میں محض ناک زمین پر رکھے اور پیشانی نہ رکھے تو امام صاحب کے نزدیک اس کا سجدہ بکراہت ادا ہو جائے گا، بشرطیکہ ناک کی ہڈی زمین پر ٹکی ہو؛ البتہ اگر صرف ناک کا نرم حصہ زمین سے ملایا تو سجدہ معتبر نہ ہوگا۔ اور صاحبین کے نزدیک اگر بلا عذر صرف ناک پر اکتفاء کیا تو سجدہ ادا نہ ہوگا، اسی پر فتویٰ ہے۔ **وإن وضع أنفه دون جبهته فكذٰلك يجوز سجوده ولكن يكره إن كان بغير عذرٍ.** (حلبی کبیر ۲۸۳) **إنما يجوز الاقتصار على الأنف إذا سجد على ما صلب منه وأما إذا سجد على ما لان منه وهو الأرنبة فلا يجوز.** (عالمگیری ۷۰/۱) **وقالا لا يجوز الاختصار على الأنف من غير عذر، وهو مذهب أئمة الثلاثة ورواية عن الإمام، وعليه الفتوىٰ.** (مجمع الأنهر ۹۸/۱)

سجدہ میں قدم زمین پر رکھنے کی تحقیق

سجدہ کے دوران قدم زمین پر رکھنے کے سلسلہ میں فقہائے احناف کے درمیان اختلاف ہے۔ مذہب کی معتبر کتابوں میں اکثر فقہاء کا قول یہ لکھا گیا ہے کہ سجدہ میں کسی پیر کی کم از کم ایک انگلی کا تلوے کی جانب سے زمین پر رکھنا فرض ہے، لہٰذا اس قول کے اعتبار سے اگر پورے سجدہ میں ایک مرتبہ **سبحان ربی الأعلیٰ** پڑھنے کے بقدر بھی پیر زمین پر نہ رکھا گیا تو سجدہ صحیح نہ ہوگا، اور اگر پیر کچھ دیر رکھ کر اٹھا دیا تو اگر اٹھا کر فوراً پھر رکھ دیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی اور اگر تین مرتبہ **سبحان ربی الأعلیٰ** پڑھنے کے بقدر دونوں پیر اٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہو جائے گی (فتاوی محمودیہ ۲۰۵/۲، اور آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲۱۶/۲ میں اسی پر فتوی دیا گیا ہے)

اور اس بارے میں دوسری رائے یہ ہے کہ سجدہ میں پاؤں کے کسی حصہ کا زمین پر رکھنا فرض نہیں؛ بلکہ واجب ہے۔ اس رائے کے اعتبار سے اگر پورے سجدہ میں پیر کا کچھ حصہ بھی زمین پر نہ رکھا،

یا رکھا مگر پھر اٹھا دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ ترک واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا، اور اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ رہے گی۔ علامہ شامیؒ نے صاحبِ عنایہ وغیرہ کے حوالہ سے اس قول کو دلائل وقواعد کی رو سے راجح قرار دیا ہے۔ (احسن الفتاوی ۳۹۸/۳ میں اسی رائے پر فتوی دیا گیا ہے)

راقم الحروف کے نزدیک پہلے قول (اکثر مشائخ کی رائے) کے مطابق فتوی دینے میں احتیاط زیادہ ہے۔ واللہ اعلم۔ **وفيه: (أى فى شرح الملتقى) يفترض وضع أصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة وإلا لم تجز.** (درمختار بیروت ۱۸۰/۲، درمختار زکریا ۲۰۴/۲) **قال الزاهدى: ووضع رؤوس القدمين حالة السجود فرض. وفى مختصر الكرخي: سجد ورفع أصابع رجليه عن الأرض لا تجوز وكذا فى الخلاصة والبزازى الخ.** (شرح المنية حلبی کبیر ۲۸۵) **وأما وضع القدمين فقد ذكر القدورى رحمه اللّٰه تعالى أنه فريضة فى السجود.** (هدایه مع فتح القدیر ۳۰۵/۱) **قال الشاميؒ بحثا: والحاصل أن المشهور فى كتب المذهب اعتماد الفرضية وإلا رجح من حيث الدليل والقواعد عدم الفرضية، ولذا قال فى العناية والدرر أنه الحق، ثم الأوجه حمل عدم الفرضية على الوجوب. واللّٰه أعلم.** (شامی بیروت ۱۸۱/۲، شامی زکریا ۲۰۵/۲) **قال العلامة ابن الهمامؒ: وأما افتراض وضع القدم فلأن السجود مع رفعهما بالتلاعب أشبه منه بالتعظيم والاجلال ويكفيه وضع إصبع واحدة، وفى الوجيز: وضع القدمين فرض فإن وضع إحداهما دون الأخرى جاز ويكره.** (فتح القدیر ۳۰۵/۱)

بھس یا پوال پر سجدہ

اگر بھس کا کھلا ہوا ڈھیر ہو یا بڑی مقدار میں پوال پھیلی ہوئی ہے اور اس پر سجدہ کرنے سے سر کسی سطح پر نہیں ٹکتا ہو؛ بلکہ دبانے سے نیچے دبتا رہتا ہو تو اس پر سجدہ کرنا درست نہیں، ہاں اگر انہیں خوب ٹھوک کر گٹھر کی شکل میں بنا دیا جائے کہ ان کی خود اپنی مستقل سطح بن جائے جو دبانے سے نہ دبے تو اس پر سجدہ درست ہو جائے گا۔ **وعلى هذا إذا ألقى الحشيش الرطب أو اليأبس فسجد عليه إن لبده حتى لا يتسفل بالتسفيل جاز و إلا فلا، وكذا الحكم إذا**

سجد علی التبن الخ. (حلبی کبیر ۲۸۹، عالمگیری ۱/ ۷۰، البحر الرائق ۱/ ۳۲۰)

چاول اور مکئی کے ڈھیر پر سجدہ

چاول، باجرہ اور مکئی وغیرہ کے ڈھیر پر سجدہ کرنا درست نہیں؛ اس لئے کہ ان اشیاء کے دانے چکنے ہونے کی بنا پر سر کو قرار حاصل نہیں ہو سکے گا۔ (البتہ اگر ایسی محدود جگہ ہو جس میں غلہ پر چلنا ممکن ہو اور اس پر پیشانی ٹک جائے تو اس پر سجدہ درست ہوگا) **ولو سجد علی الأرز أو علی الجاورس وهو نوع من الدخن أو علی الذرة لا یجوز سجوده لأن هٰذه الحبوب لمُلاسَّتها ولزازتها لایستقر بعضها علی بعض فلا یمکن انتهاء التسفل فیها واستقرار الجبهة علیها.** (حلبی کبیر ۲۸۹، عالمگیری ۱/ ۷۰، البحر الرائق ۱/ ۳۲۰)

غلہ کی بوری پر سجدہ

اگر چاول یا دیگر غلہ جات سے پوری طرح بھری ہوئی بوری پر سجدہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں؛ اس لئے کہ بوری میں محدود ہونے کی بنا پر سر کو قرار حاصل ہو جائے گا۔ **أما الأرز ونحوه من الحبوب أو المحلوج شبهه من المنفوش إذا کان شیءٌ منها فی جوالق جاز.**

(حلبی کبیر ۲۸۹، عالمگیری ۱/ ۷۰، طحطاوی ۲۳۱)

فوم کی صف پر سجدہ

آج کل بعض مساجد میں فوم کی صفیں بچھائی جاتی ہیں تو ان میں یہ دیکھا جائے گا کہ پیشانی زمین پر ٹک رہی ہے یا نہیں؟ اگر پیشانی ٹک رہی ہو تو سجدہ ادا ہو جائے گا، اور اگر فوم اتنا دبیز ہو کہ کوشش کے باوجود پیشانی نہ ٹک پاتی ہو تو سجدہ ادا نہ ہوگا۔ **ان بعده حتی لا یشغل بالتشغیل جاز وإلا فلا، وکذا الحکم إذا سجد علی التبن.** (حلبی کبیر ۲۸۹، عالمگیری ۱/ ۷۰)

ایک رکعت میں کتنے سجدے فرض ہیں؟

ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں۔ **السجود الثانی فرضٌ کالأول بإجماع**

الأمة. (عالمگیری ۱/ ۷۰)

قیام، رکوع اور سجدہ میں ترتیب لازم ہے

نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ میں ترتیب فرض ہے؛ لہٰذا اگر رکوع کرکے پھر قیام کرلیا یا رکوع سے قبل سجدہ کرلیا، تو ازسرِنو رکوع اور سجدہ کرنا پڑے گا ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ **وترتیب القیام علی الرکوع والرکوع علی السجود والقعود الأخیر علی ما قبله.** (درمختار) **أی تقدیمه علی الرکوع حتی لو رکع ثم قام لم یعتبر ذٰلک الرکوع فإن رکع ثانیاً صحت صلاته لوجود الترتیب المفروض الخ.**

(شامی زکریا ۲/ ۱۳۸، عالمگیری ۱/ ۷۰، شرح وقایة ۱/ ۱٤۱)

قعدۂ اخیرہ میں فرض کی مقدار

قعدۂ اخیرہ میں کم از کم اتنی دیر بیٹھنا فرض ہے جس میں پوری التحیات جلدی سے جلدی پڑھی جاسکتی ہو۔ **وقدر الفرض فی القعدة هو القعود مقدار أدنیٰ قراءة التشهد وهو أسرع ما یکون مع تصحیح الألفاظ.** (حلبی کبیر ۲۹۰، عالمگیری ۱/ ۷۰، البحر الرائق ۱/ ۲۹٤)

سونے کی حالت میں ارکانِ نماز ادا کرنا

سونے کی حالت میں ارکانِ نماز کی ادائیگی معتبر نہیں ہے؛ لہٰذا اگر پوری طرح سوتے ہوئے قرأت کی، یا بالکل گہری نیند میں رکوع، سجدہ اور قعدۂ اخیرہ کیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، ازسرِنو ان ارکان کو جاگ کر ادا کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو بھی کرے۔ **فإن أتی بها أو بأحدها بأن قام أو قرأ أو رکع أو سجد أو قعد الأخیر نائماً لا یعتد بما أتی به بل یعیده ولو القراءة أو القعدة علی الأصح وإن لم یعده تفسد لصدوره لا عن اختیار فکان وجوده کعدمه به والناس عنه غافلون.** (درمختار زکریا مع الشامی ۲/ ۱٤۵–۱٤٦)

رکوع یاسجدہ کی حالت میں سوجانا

اگر رکوع یا سجدہ میں جاتے وقت بیدار تھا پھر سوگیا اور بعد میں بیدار ہوکر سر اٹھایا نماز درست ہوگئی؛ اس لئے کہ اصل فرض کی ادائیگی اپنے اختیار سے رکوع سجدہ میں جانے اور اٹھنے سے ہوچکی ہے۔ **ولو ركع أو سجد فنام فيه أجزأه لحصول الرفع منه والوضع بالاختيار.** (درمختار شامی زکریا ۲/ ۱٤٦، عالمگیری ۱/ ۷۰)

نماز کو بالقصد ختم کرنا

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز سے اپنے ارادہ سے نکلنا بھی فرض ہے؛ لہٰذا اگر قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے بعد بلا ارادہ کوئی حدث لاحق ہوگیا، تو اس کی نماز تام نہیں ہوئی اس پر لازم ہے کہ دوبارہ وضو کرکے نماز پوری کرے۔ **إذا سبقه الحدث بعد ما قعد قدر التشهد في القعدة الأخيرة فإن صلاته تامةً فرضاً عندهما، وعند أبي حنيفةؒ لم تتم صلاته فرضاً فيتوضأ ويخرج منها بفعل مناف لها.** (البحر الرائق کراچی ۱/ ۲۹۵، حلبی کبیر ۲۹۱)

نماز کے واجبات

واجب کا حکم اور اس کی حیثیت

فقہاء احناف کے نزدیک ''واجب'' ایک خاص اصطلاح ہے جس کا اطلاق ایسے احکام پر ہوتا ہے جن کا ثبوت فرض کے مقابلے میں ایک گونہ کم تر دلائل سے ہو؛ لیکن عمل کے اعتبار سے واجب اور فرض میں زیادہ فرق نہیں ہے، جس طرح فرض پر عمل لازم ہے اسی طرح واجب پر بھی عمل کرنا ضروری ہے، اور فرض و واجب ہر ایک کا تارک گنہ گار ہے، اسی لئے واجب کو ''فرض عملی'' بھی کہا جاتا ہے۔ تاہم ان دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ نظریاتی اعتبار سے فرض کا انکار کرنے والا کافر قرار پاتا ہے جب کہ واجب کے منکر کو کافر نہیں کہتے۔ اور نماز وغیرہ اعمال میں ترکِ فرض کی تلافی کسی طرح نہیں ہوسکتی؛ لیکن ترکِ واجب کی تلافی نماز میں سجدۂ سہو سے، اور حج میں دَم سے ممکن ہے۔ (اس کے بالمقابل کسی بات کے ممنوع ہونے کا ثبوت اگر قطعی دلائل سے ہوتو اُسے حرام کہتے ہیں اور اگر قطعیت میں کچھ شبہ ہوتو اس کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے کتب فقہ واصول کا مطالعہ کیا جائے) **ثم إن المجتهد قد يقوى عنده الدليل الظني حتى يصير قريباً عنده من القطعي فما ثبت به يسميه فرضاً عملياً لأنه يُعامل معاملةَ الفرضِ في وجوب العمل فيسمى واجباً نظراً إلى ظنية دليله.** (شامی زکریا ۱/۲۰۷) **وفي الشرع إسم لما لزمنا بدليل فيه شبهة الخ، وحكم الواجب استحقاق العقاب بتركه عمداً وعدم إكفار جاحده والثواب بفعله ولزوم سجود السهو بنقص الصلاة بتركه سهواً، وإعادتها بتركه عمداً، وسقوط الفرض ناقصاً إن لم يسجد ولم يُعِد.** (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۳٤، شامی زکریا ۲/۱٤٦)

واجباتِ نماز

صاحبِ بدائع ملک العلماء علامہ کاسانیؒ (المتوفی ۵۸۷ھ) کے بقول نماز کے اصل واجبات کل ۶ رہیں: (۱) سورہ فاتحہ اور ضم سورۃ (۲) جہری نمازوں میں جہر اور سری نمازوں میں سر (۳) تعدیل ارکان (۴) قعدہ اولی (۵) تشہد (۶) ترتیب افعال (بدائع الصنائع ۱/۳۹۴-۴۰۰) تاہم متعلقات اور جزئی صورتوں

کے اعتبار سے یہ تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوسکتی ہے، بعض فقہاء نے لاکھوں لاکھ امکانی صورتوں کی طرف اشارہ کیا ہے مگر ان میں سر کھپانا محض ضیاع وقت ہے۔ **قال الشامی بحثاً: أکثرها صور عقلیة کما یظهر ذٰلک لمن أراد ضیاع وقته.** (شامی بیروت ۱۴۹/۲، زکریا ۱۶۹/۲)

اس لئے دیگر تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے ذیل میں (۲۱) اہم واجبات ترتیب وار ذکر کئے جارہے ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ میں ''اللہ اکبر'' کہنا

نماز شروع کرتے وقت خاص ''اللہ اکبر'' کے لفظ سے تکبیر تحریمہ کہنا واجب ہے، اور اللہ اکبر کے علاوہ کسی اور ذکر (مثلاً اللہ اعظم) سے نماز شروع کرنا مکروہِ تحریمی ہے، عیدین کی تکبیراتِ واجبہ زائدہ کا بھی یہی حکم ہے۔ **ویجب تعیین لفظ التکبیر لافتتاح کل صلاة للمواظبة علیه.** (طحطاوی کراچی ۱۳۷، شامی زکریا ۱۷۸/۲، مجمع الانهر ۸۹/۱)

(۲) سورۂ فاتحہ پڑھنا

امام اور اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے فرض کی دو رکعتوں اور وتر اور سنن ونوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے، جب کہ مقتدی کے لئے امام کی قرأت کے وقت خاموش رہنا واجب ہے؛ اس لئے کہ امام کا پڑھنا مقتدی کے پڑھنے کو بھی حکماً شامل ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: **من کان له إمام فقراءة الإمام له قراءةٌ.** (نصب الرایة ۱۲/۲) اور ایک جگہ آپ ﷺ نے صاف طور پر مقتدیوں کو حکم دیا: **وإذا قرأ فانصتوا.** (مسلم ۱۷۴/۱) یعنی جب امام قرآن پڑھے خواہ سورۂ فاتحہ ہو یا کوئی اور آیت تو مقتدی سب خاموش رہیں۔ اور یہ احادیث دوسری روایت: **لاصلاة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب.** (مسلم شریف ۱۶۹/۱، ترمذی ۷۰/۱) یعنی ''بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز ہی درست نہیں ہے''، کے معارض نہیں ہیں؛ اس لئے کہ معارض تو جب ہوتیں جب امام کا قرأت کرنا مقتدی کی قرأت کو حکماً شامل نہ ہوتا اور یہاں جب امام کے پڑھنے کو ہی مقتدیوں کی طرف سے پڑھنا مان لیا گیا تو مقتدی نہ پڑھنے والا کہاں

رہا؟لہٰذا **لاصلاۃ لمن لم یقرأ** والی روایت سےمقتدی کے لئےقرأتِ فاتحہ کےوجوب پر استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے۔ **منها تعيين قراء ة الفاتحة فإن قراء تها واجبٌ عندنا.** (حلبی کبیر ۲۹۵) **وإنصات المقتدى فلو قرأ خلف إمامه كره تحريماً ولا تفسد في الأصح لو قرأه سهواً لأنه لا سهو على المقتدى.** (شامی زکریا ۱٦٥/۲)

(۳) سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا

سورۂ فاتحہ کے ساتھ فرض کی دورکعتوں میں اور باقی سب نمازوں کی ہر رکعت میں سورت ملانا یعنی قرآنِ کریم کی کم ازکم تین آیتوں یا ایک لمبی آیت کے بقدر قرأت کرنا امام اورمنفرد کے لئے واجب ہے۔ **ومنها ضم السورة أو ما يقوم مقامها من الأيات التى تعدل سورةً إليها أي إلى الفاتحة.** (حلبی کبیر ۲۹٦، شامی زکریا ۲٤۹/۲)

(۴) فرض کی ابتدائی دورکعتوں میں قرأت کی تعیین

واجب ہے کہ فرض کی اول دورکعتوں میں فاتحہ اورسورت ملانے کاعمل کیا جائے اگران دو رکعتوں کو چھوڑ کر تیسری یا چوتھی رکعت میں قرأت کی گئی تو ترکِ واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم آئے گا۔ **ويجب تعيين القراء ة في الأوليين من الفرض لمواظبة النبي ﷺ على القراء ة فيهما.** (مراقی الفلاح ۱۳٥، عالمگیری ۷۱/۱، شامی زکریا ۱٥۱/۲)

(۵) سورۂ فاتحہ کا قرأت سے پہلے پڑھنا

جن رکعتوں میں سورۂ فاتحہ ملانا ضروری ہے ان میں سورۂ فاتحہ کا سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے اگراس کے برعکس کردیا تو سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا۔ **ويجب تقديم الفاتحة على السورة.** (عالمگیری ۷۱/۱، حلبی کبیر ۲۹٦، شامی زکریا ۱٥۱/۲، طحطاوی ۱۳٥)

(٦) سورۂ فاتحہ کا تکرار نہ کرنا

واجب ہے کہ فرض کی ابتدائی دورکعتوں میں سے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ بلافصل صرف

ایک ہی بار پڑھی جائے، اگر لگاتار دومرتبہ پڑھ دی تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا (ہاں اگر سورۂ فاتحہ پڑھ کر کوئی اورسورت پڑھی پھر سورۂ فاتحہ اُسی رکعت میں پڑھ لی تو حرج نہیں ہے؛ اس لئے کہ دوسری سورۂ فاتحہ قرأت کے درجہ میں سمجھی جائے گی اور اسے تکرار نہ کہیں گے) **ومنها الاقتصار فيهما أي في الركعتين الأوليين على مرةٍ واحدةٍ في كل واحدة فإنه واجب حتى لو كررها في كل ركعةٍ كره إن عمداً ووجب سجود السهو لو سهواً.** (حلبی کبیر ۲۹۵) **أما لو قرأها قبل السورة مرةً وبعدها مرةً فلا يجب كما في الخانية واختاره في المحيط والظهيرية والخلاصة.** (شامی بیروت ۱۳۵/۲، زکریا ۱۵۲/۲ عالمگیری ۷۱/۱، طحطاوی ۱۳۵)

(۷) جہری نمازوں میں جہر کرنا

جہری نمازوں جیسے فجر، جمعہ، عیدین، مغرب اور عشاء کی اول دو رکعتوں اور وتر وتراویح کی سب رکعتوں میں امام کے لئے بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ **ومن أي الواجبات الجهر بالقراءة فيما يُجهر فيه بها كالفجر والجمعة والعيدين وأولي المغرب والعشاء وكالتراويح والوتر فإن الجهر بالجميع في ذٰلك واجبٌ على الإمام.**

(حلبی کبیر ۲۹۶، تاتارخانية قديم ۵۱۰/۱، زکریا ۱۳۲/۲ رقم: ۱۹۵۴، طحطاوی ۱۳۷)

(۸) سری نمازوں میں آہستہ قرأت

سری نمازوں جیسے ظہر اور عصر کی سب رکعتیں، مغرب کی تیسری رکعت اور عشاء کی آخری دو رکعتیں اور دن کے اوقات میں (جماعت کے بغیر) پڑھی جانے والی سنن ونوافل میں آہستہ قرأت کرنا واجب ہے۔ **ويسر في غيرها الخ. كمتنفّل بالنهار فإنه يسر.** (الدرالمختار شامی بیروت ۲۲۲/۲، زکریا ۲۵۱/۲) **والإسرار يجب على الإمام والمنفرد فيما يسر فيه وهو صلاة الظهر والعصر والثالثة من المغرب والأخريان من العشاء.**

(شامی زکریا ۱۶۳/۲، حلبی کبیر ۲۹۶)

(۹) تعدیلِ ارکان

نماز کے افعال (قیام، رکوع، سجدہ، قعدۂ اخیرہ، قومہ اور جلسہ کی ادائیگی) میں اطمینان اور تعدیل واجب ہے، جس کی حد یہ ہے کہ ہر رکن میں اعضاء وجوارح ساکن ہوکر اپنی اپنی جگہ برقرار ہوجائیں اور یہ کیفیت کم ازکم ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم کہنے تک باقی رہے۔ **ویجب الاطمئنان وهو التعديل في الأركان بتسكين الجوارح في الركوع والسجود حتى تطمئن مفاصله في الصحيح.** (مراقی الفلاح) **وفي الطحطاوي: ويستقر كل عضو في محله بقدر تسبيحة كما في القهستاني هٰذا قول أبي حنيفةؒ ومحمدؒ على تخريج الكرخي.** (الطحطاوی علی المراقی ۱۳۵، شامی زکریا ۱۵۷/۲، تاتارخانیة قدیم ۵۱۰/۱، زکریا ۱۳۱/۲ رقم: ۱۹۴۷)

(۱۰) قومہ کرنا

رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑا ہونا جسے قومہ کہتے ہیں واجب ہے۔ **وينبغي أن تكون القومة والجلسة واجبتين للمواظبة.** (حلبی کبیر ۲۹۴، شامی زکریا ۱۵۸/۲، مجمع الانهر ۹۰/۱)

(۱۱) سجدہ میں پیشانی کے ساتھ ناک زمین پر رکھنا

سجدہ میں پیشانی کے ساتھ ناک کا زمین پر ٹیکنا بھی واجب ہے اور بلا عذر صرف ناک پر سجدہ کرنا ممنوع ہے۔ **ويجب ضم الأنف أي ما صلب منه للجبهة في السجود للمواظبة عليه ولا تجوز الصلاة بالاقتصار على الأنف في السجود على الصحيح.** (مراقی الفلاح ۱۳۵، شامی زکریا ۲۰۴/۲، الجوهرة النيرة ۷۵/۱)

(۱۲) ہر رکعت میں دونوں سجدے لگاتار کرنا

ہر رکعت میں دونوں سجدوں کا بلافصل ادا کرنا واجب ہے یعنی دونوں سجدوں کے درمیان نماز کا کوئی اور رکن ادا نہ کیا جائے ورنہ سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا۔ **ويجب مراعاة الترتيب**

فیما بین السجدتین وهو الاتیان بالسجدة الثانیة فی کل رکعة من الفرض وغیره قبل الإنتقال لغیرها أی لغیر السجدة من باقی أفعال الصلاة للمواظبة. (مراقی الفلاح ۱۳۵، شامی زکریا ۱۵۳/۲)

(۱۳) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ کرنا) واجب ہے۔ وینبغی أن تکون القومة والجلسة واجبتین للمواظبة. (حلبی کبیر ۲۹۴، شامی زکریا ۱۵۸/۲)

(۱۴) قعدۂ اولیٰ

تین یا چار رکعت والی فرض یا نفل نمازوں میں دو رکعت کی ادائیگی کے بعد کم از کم اتنی دیر بیٹھنا واجب ہے جس میں التحیات پڑھی جاسکتی ہو۔ ویجب القعود الأول مقدار قراءة التشهد بأسرع ما یکون بلا فرق فی ذٰلک بین الفرائض والواجبات والنوافل استحساناً عندهما وهو ظاهر الروایة والأصح، وقال محمدؒ وزفرؒ والشافعیؒ هو فرض فی النوافل وهو القیاس. (طحطاوی ۱۳۶، شامی زکریا ۱۵۸/۲، بدائع ۳۹۹/۱)

(۱۵) قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنا

قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیرہ دونوں میں تشہد یعنی التحیات پڑھنا واجب ہے۔ ویجب قراءة التشهد أی فی الأول وفی الجلوس الأخیر أیضا للمواظبة. (مراقی الفلاح ۱۳۶، شامی ۱۵۹/۲)

(۱۶) قعدہ اولیٰ کے بعد بلا تاخیر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونا

دو سے زائد رکعت والی فرض نمازوں میں قعدہ اولیٰ میں تشہد پڑھتے ہی تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونا واجب ہے، اگر بھول سے دیر کردی اور درود شریف پڑھنا شروع کردیا تو سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا۔ ویجب القیام إلی الرکعة الثالثة من غیر تراخ بعد قراءة التشهد حتی لو زاد علیه بمقدار أداء رکن ساهیا یسجد للسهو لتأخیر واجب

القيام للثالثة. (مراقی الفلاح ١٣٦)

(۱۷) افعالِ نماز میں بلافصل ترتیب باقی رکھنا

نماز کے سب افعال کی بغیر کسی فصل کے بالترتیب ادائیگی واجب ہے؛ لہٰذا اگر مثلاً پہلی رکعت میں دوسرے سجدہ سے اٹھتے ہوئے سیدھے کھڑے ہونے کے بجائے کوئی شخص قعدہ میں بیٹھ گیا یا لگاتار دومرتبہ رکوع یا تین مرتبہ سجدے کرلئے تو ترتیب میں خلل پڑنے کی بناپر سجدۂ سہو لازم ہوجائے گا۔ **ومنها الانتقال من الفرض الذی هو فیه إلی الفرض الذی بعده فإن ذٰلک واجب حتی لو أحلّ به کما إذا رکع رکوعین یجب علیه سجود السهو الخ، أوقعد عن النهوض إلی الثانیة أو الرابعة ثم قام.** (حلبی کبیر ٢٩٧)

(۱۸) لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا

لفظ السلام دومرتبہ کہہ کرنماز کی تکمیل کرنا واجب ہے اور عام فقہاء کے نزدیک امام کے پہلی مرتبہ السلام کہتے ہی اس کی اقتداء کا حق ختم ہوجاتا ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ امام پہلی مرتبہ ''السلام'' کہہ چکا تھا تو اب اس کی اقتداء درست نہ ہوگی، گوکہ اس نے ابھی ''**علیکم**'' نہ کہا ہو۔ **ولفظ السلام مرتین فالثانی واجبٌ علی الأصح، برهان، دون علیکم وتنقضی قدوة بالأول قبل علیکم علی المشهور عندنا وعلیه الشافعیة خلافا للتکملة.** (درمختار مع شامی زکریا ١٦٢/٢) **قال فی التجنیسن: الإمام إذا فرغ من صلاته فلما قال السلام جاء رجل واقتدی به قبل أن یقول علیکم لا یصیر داخلاً فی صلاته** (شامی زکریا ١٦٢/٢)

(۱۹) وتر کی نماز میں قنوت پڑھنا

وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے۔ **ثم وجوب القنوت مبنی**

علی قول الإمام. (شامی زکریا ۲/ ۱۶۳، مراقی الفلاح بیروت/ ۹۳)

(۲۰) عیدین میں تکبیراتِ زائدہ

عیدین کی نمازوں میں چھ زائد تکبیریں واجب ہیں (تین پہلی رکعت میں اور تین دوسری رکعت میں) اور ان میں سے ہر ایک تکبیر مستقل واجب ہے۔ **ویجب تکبیرات العیدین وکل تکبیرة منها واجبةٌ.** (مراقی الفلاح بیروت ۹۳، مراقی کراچی ۱۳۷، شامی زکریا ۲/ ۱۶۳)

(۲۱) عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر

عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر واجب ہے (دیگر نمازوں میں یہ تکبیر صرف سنت ہے) **ویجب تکبیرة الرکوع فی ثانیة أی الرکعة الثانیة من العیدین تبعاً لتکبیرات الزوائد فیها لإتصالها.** (مراقی الفلاح بیروت ۹۳، مراقی کراچی ۱۳۷) **لکن تکبیر رکوع الرکعة الثانیة التحق فیهما بالزوائد لاتصاله بها حتی یجب سجود السهو بترکه ساهیا وإن کان سنة فی غیرها.** (حلبی کبیر ۲۹۷)

فوت شدہ نمازوں کی قضا کا بیان

قضاء نمازوں کی ادائیگی کی فکر

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ پنج وقتہ نماز بروقت پڑھنے کا مکمل اہتمام رکھے، اور حتی الامکان نماز کو قضاء نہ ہونے دے۔ اور اگر بالفرض کوئی نماز کسی وجہ سے قضاء ہوجائے تو پہلی فرصت میں اسے ادا کرلے، اس میں بلا وجہ تاخیر نہ کرے۔ اور اگر بہت سی نمازیں غفلت کی وجہ سے ذمہ میں ہوجائیں تو اندازہ لگا کر ان کی بالترتیب قضاء کا اہتمام کرے۔ **قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من نام عن صلاۃ أو نسیہا فلیصلہا إذا ذکرہا فإن ذٰلک وقتہا.**

(فتاویٰ تاتارخانیۃ ۲/ ٤٤١، مسائل بهشتی زیور ١٨٦)

قضاء عمری کا آسان طریقہ

جس کے ذمہ بہت سی نمازیں قضاء ہوں، اسے چاہئے کہ وہ اس طرح نیت کرے کہ میں مثلاً قضاء شدہ ظہر کی نمازوں میں اول یا آخری نماز پڑھ رہا ہوں۔ **ولو نوی أول ظہر علیہ أو آخر ظہر علیہ جاز، وہٰذا ہو المخلص لمن لم یعرف أوقات الفائتۃ أو اشتبہت علیہ أو أراد التسہیل علی نفسہ.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۱/ ٦٠، شامی زکریا ۱/ ٦٩٦، تاترخانیۃ ۱/ ٤٢٩)

قضاء عمری پڑھنے کے اوقات

قضاء عمری کی نمازیں مکروہ اوقات (طلوع وغروب اور زوال) کے علاوہ سب اوقات میں پڑھی جاسکتی ہیں (حتی کہ فجر سے پہلے اور بعد میں اور عصر کے بعد سورج زرد ہونے سے قبل تک

قضاء نمازیں پڑھنے میں حرج نہیں ہے؛ لیکن عام جگہوں مثلاً مسجد میں انہیں نہ پڑھا جائے کہ اس میں اپنی کوتاہی کا اظہار پایا جاتا ہے جو ممنوع ہے) **وجمیع أوقات العمر وقت للقضاء إلا الثلاثة المنهية كما مر.** (درمختار مع الشامي کراچی ۲/۶٦) **فما وجب بإيجاب الله تعالىٰ يجوز أدائه في هٰذين الوقتين، وما وجب بإيجاب العبد لا يجوز.** (فتاویٰ تاتارخانية زکریا ۲/۱۵)

بعض وہ اعذار جن کی بنا پر نماز کو مؤخر کرنے کی گنجائش ہے؟

اصل تو یہی ہے کہ کوئی نماز وقت سے قضاء نہ ہو؛ لیکن اگر کوئی معقول عذر پیش آجائے تو شریعت میں نماز کو وقت سے مؤخر کرنے کی گنجائش ہے۔ مثلاً:

(۱) دشمن کا خطرہ جیسے: چور، ڈاکو حملہ آور ہوں اور اس کی بنیاد پر کسی طرح بھی نماز پڑھنا ممکن نہ رہے، حتی کہ بھاگتے ہوئے سواری پر یا قبلہ کے علاوہ جانب نماز پڑھنے کی بھی کوئی صورت نہ ہو، تو ایسی صورت میں نماز مؤخر کرنے کی گنجائش ہے، بعد میں جب اطمینان کی حالت ہو تو نماز قضا کی جائے۔

(۲) دائی کا پیدائش کے عمل میں مشغولی کے وقت بچہ کی یا اس کی ماں کی جان کا خطرہ محسوس کرنا، مثلاً: بچہ کا سر ظاہر ہو چکا ہو، اب اس درمیان میں اگر اس عمل کو چھوڑ دیا جائے تو معاملہ بگڑنے کا شدید اندیشہ رہتا ہے، تو ایسی صورت میں اگر نماز کو مؤخر کردیا جائے تو گناہ نہ ہوگا۔

الغرض ایسا کوئی بھی عذر جس کا تعلق جان و مال کے تحفظ سے ہو، اس کی بنا پر نماز مؤخر کرنے کی گنجائش ہے۔ **ومن العذر: العدوّ وخوف القابلة موت الولد لأنه عليه الصلوٰة والسلام أخرها يوم الخندق.** (درمختار) **وقال الشامي: قوله: العدوّ كما إذا خاف المسافر من اللصوص أو قطاع الطريق جاز له أن يؤخر الوقتية؛ لأنه بعذر الخ. قلت: هٰذا حيث لم يمكن فعله أصلاً، أما لو كان راكباً فيصلي على الدابة ولو هارباً، وكذا لو كان يمكنه صلاتها قاعداً أو**

إلى غير القبلة وكان بحيث لو قام أو استقبل يراه العدو يصلي بما قدر كما صرحوا به. (شامی زکریا ۲/۵۱۸)

صاحبِ ترتیب کے لئے پنج وقتہ نمازوں اور وتر کے درمیان ترتیب لازم ہے

جو شخص صاحبِ ترتیب ہو یعنی بالغ ہونے کے بعد سے اس کے ذمہ میں کوئی نماز قضا نہ ہو، تو ایسے شخص کے لئے پنج وقتہ نمازوں اور وتر کو بالترتیب پڑھنا لازم ہے۔ **الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر أداءً وقضاءً لازم يفوت الجواز بفوته.** (درمختار زکریا ۲/۵۲۳)

کن اعذار کی وجہ سے ترتیب ساقط ہوجاتی ہے؟

درج ذیل صورتوں میں صاحبِ ترتیب سے ترتیب کا حکم ساقط ہوجاتا ہے:

(۱) چھوٹی ہوئی نماز بالکل یاد ہی نہ رہے۔

(۲) وقتیہ نماز کا وقت اتنا تنگ ہوجائے کہ مسنون طریقہ پر اسے ادا نہ کیا جاسکے۔

(۳) یا فوت شدہ نمازوں کی تعداد چھ ہوکر چھٹی نماز کا وقت ختم ہوجائے، تو اب ترتیب ضروری نہیں رہے گی۔

ولا يلزم الترتيب إذا ضاق الوقت المستحب حقيقةً الخ، أو نسيت الفائتة؛ لأنه عذر أو فاتت ست اعتقادية لدخولها في حد التكرار المقتضي للحرج بخروج وقت السادسة على الأصح ولو متفرقةً أو قديمةً على المختار.

(درمختار زکریا ۲/۵۲۵-۵۲۷)

ظہر کا قضا ہونا یاد نہ رہا پھر عصر پڑھ لی تو اب کیا کرے؟

اگر کسی شخص کی ظہر کی نماز قضا ہوچکی تھی؛ لیکن وہ اسے بھول گیا اور بعد میں عصر کی نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تو اب وہ صرف ظہر کی نماز دہرائے گا، عصر کی نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت

نہیں۔ وحاصله أنه يسقط الترتيب إذا نسي الفائتة وصلى ما هو مرتب عليها من وقتيةٍ أو فائتةٍ أخرىٰ. (شامی زکریا ۲/۵۲۶)

عصر کی نماز پڑھنے کے بعد پتہ چلا کہ ظہر کی نماز بلا وضو پڑھی گئی

اگر کسی شخص نے عصر کی نماز ادا کی، پھر اسے یاد آیا یا معلوم ہوا کہ اس نے ظہر کی نماز بغیر وضو ادا کی ہے، تو اس شخص سے بھی ترتیب ساقط ہے؛ لہٰذا اب اس کے لئے صرف ظہر کی نماز قضا کر لینا کافی ہے، عصر کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ لو صلى العصر ثم تبين له أنه صلى الظهر بلا وضوءٍ يعيد الظهر فقط؛ لأنه بمنزلة الناسي. (شامی زکریا ۲/۵۲۶)

نوٹ:- مذکورہ جزئیہ سے معلوم ہوا کہ اگر نمازیں پڑھنے کے بعد پتہ چلے کہ جس پانی سے وضو کیا گیا ہے وہ ناپاک تھا، تو ایسی صورت میں بھی اصحابِ ترتیب سے ترتیب ساقط ہوجائے گی؛ کیوں کہ یہ بھی بھول ہی کے درجہ میں ہے۔ (مرتب)

وتر پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ اس نے عشاء نہیں پڑھی

کسی شخص نے عشاء کے فرض ادا نہیں کئے تھے مگر وہ یہی سمجھتا رہا کہ میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے، اور اسی بنا پر اس نے وتر کی نماز ادا کرلی، پھر بعد میں اسے یاد آیا کہ اس نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی تھی، تو ایسی صورت میں اس پر صرف عشاء کی ادائیگی لازم ہوگی، وتر کی نماز دہرانا اس پر ضروری نہ ہوگا۔ كما لو صلى الوتر ناسياً أنه لم يصل العشاء ثم صلاها لا يعيد الوتر؛ لقوله أنه لو صلى العشاء بلا وضوءٍ والوتر والسنة به يعيد العشاء والسنة لا الوتر؛ لأنه أداه ناسياً أن العشاء في ذمته فسقط الترتيب. (شامی زکریا ۲/۵۲۶)

جب فوت شدہ نمازیں چھ سے زائد ہوجائیں تو بعض کی ادائیگی سے ترتیب کا حکم دوبارہ لاگو نہیں ہوگا

اگر کسی شخص کے ذمہ چھ سے زائد نمازیں قضاء ہوگئی تھیں پھر اس نے ان کو ادا کرنا شروع

کیا؛ تاآں کہ ان کی تعداد چھ سے کم رہ گئی، تو اب اس کے لئے ترتیب کا حکم دوبارہ عائد نہ ہوگا۔ **ولا یعود لزوم الترتیب بعد سقوطه بکثرتها أي الفوائت بعود الفوائت إلی القلة بسبب القضاء لبعضها علی المعتمد؛ لأن الساقط لا یعود.** (درمختار زکریا ۲/ ۵۲۹)

اگر تمام فوت شدہ نمازیں لوٹالیں تو ترتیب کا حکم دوبارہ لازم ہوجائے گا

اگر کسی شخص پر بہت سی نمازیں قضاء تھیں، پھر اس نے حساب لگا کر تمام نمازیں ادا کرلیں؛ تاآں کہ کوئی بھی نماز اس کے ذمہ میں باقی نہیں رہی، تو اب آئندہ ترتیب کا حکم اس پر بالاتفاق لازم ہوجائے گا، اور وہ دوبارہ صاحبِ ترتیب بن جائے گا۔ **وقیّد بقضاء البعض؛ لأنه لو قضی الکل عاد الترتیب عند الکل، کما نقله القهستاني.** (شامی زکریا ۲/ ۵۲۹)

ترکِ ترتیب کی وجہ سے نماز کا فساد کب تک موقوف رہتا ہے

اگر صاحبِ ترتیب شخص فوت شدہ نماز یاد ہونے کی حالت میں وقتیہ نماز پڑھ لے، تو یہ نماز فاسد قرار پاتی ہے؛ لیکن اس کا فساد اس پر موقوف ہے کہ وہ چھ نمازوں سے پہلے پہلے فوت شدہ نماز ادا کرلے، پس اگر اس نے فوت شدہ نماز قضا نہیں کی؛ تاآں کہ اس کے ذمہ مزید چھ نمازیں لازم ہوگئیں تو چھٹی نماز کا وقت نکلتے ہی ترتیب کا حکم ساقط ہوجائے گا، اور اس کی ادا کردہ سب نمازیں صحیح قرار پائیں گی۔ (مثلاً اس کی فجر کی نماز چھوٹ گئی تھی، پھر اس نے ظہر کی نماز فائتہ کے یاد ہونے کی حالت میں پڑھ لی اور بعد میں عصر، مغرب، عشاء، وتر اور فجر کی نمازیں بدستور پڑھتا رہا؛ لیکن اس دوران اس نے فوت شدہ فجر کی نماز قضا نہیں کی، تو ایسی صورت میں اگلے دن فجر کا وقت نکلتے ہی اس کی پچھلی ظہر تک کی سب نمازیں درست قرار پائیں گی) **وفساد أصل الصلاة بترک الترتیب موقوف عند أبي حنیفة، سواء ظن وجوب الترتیب أو لا، فإن کثرت وصارت الفوائت مع الفائتة ستاً ظهر صحتها بخروج وقت الخامسة التي هي**

سادسة الفائتة؛ لأن دخول وقت السادسة غير شرط؛ لأنه لو ترک فجر يوم وأدی باقي صلاته انقلبت صحيحة بعد طلوع الشمس. (درمختار زکریا ۲/ ۵۳۰-۵۳۲) ولو صلی السادسة قبل الاشتغال بالقضاء صح الخمس عنده. وقال شمس الأئمة السرخسي: وهٰذه التي يقال لها واحدة تفسد خمساً وواحدة تصح خمساً. (فتاویٰ تارتاخانیة زکریا ۲/ ۴۵۰)

چھوٹی ہوئی نمازوں کا فدیہ

زندگی میں نمازوں کے فدیہ کی ادائیگی کی کوئی شکل نہیں؛ بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو نمازوں کا ادا کرنا بروقت فرض ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص عذر کی وجہ سے نمازیں نہ پڑھ سکے اور اسے قضاء کا بھی موقع نہ ملے؛ تا آں کہ اس کی موت کا وقت آ جائے تو اب دو شکلیں ہیں: اگر اس نے اپنی نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی ہے اور مال چھوڑا ہے تو فی نماز بشمول وتر ایک صدقۂ فطر (ایک کلو ۵۷۵ رگرام گیہوں یا اس کی قیمت) اس کے تہائی مال سے نکالنا وارثین پر لازم ہوگا، اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس نے وصیت نہیں کی یا مال نہیں چھوڑا، تو ایسی صورت میں وارثین پر اس کی طرف سے فدیہ کی ادائیگی لازم تو نہیں ہے؛ لیکن اگر ادا کردیں گے تو امید ہے کہ میت کا ذمہ عنداللہ بری ہوجائے گا۔ سئل عن الحسن بن العلي عن الفدية عن الصلوات في مرض الموت هل يجوز؟ فقال: لا، وسئل حمير الوبر ويوسف بن محمد عن الشيخ الفاني هل يجب عليه الفدية عن الصلوات؟ كما يجب عليه من الصوم وهو حيٌّ، فقالا: لا، والله أعلم بالصواب. (فتاویٰ تاتارخانیة زکریا ۲/ ۴۵۹) ولو مات وعليه صلوات فائتة وأوصیٰ بالكفارة يعطیٰ لكل صلوٰة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وإنما يعطى من ثلث ماله. (درمختار) ثم اعلم أنه لو أوصیٰ بفدية الصوم يحكم بالجواز قطعاً؛ لأنه منصوص عليه، وأما إذا لم يوص فتطوع بها الوارث فقد قال محمد في

الـزيـادات: أنـه يـجزيه إن شاء اللّٰه تعالیٰ، وعلق الإجزاء بالمشية لعدم النص، وكـذا عـلّـقـه بـالـمشية فيـمـا إذا أوصیٰ بفدية الصلوٰة لأنهم ألحقوها بالصوم **احتياطاً.** (شامی زکریا ۵۳۲/۲، فتاویٰ تاتارخانية زکریا ۴۵۸/۲)

عام نوافل کے مقابلہ میں فوت شدہ نمازوں کی قضاء افضل اور اہم ہے

جن سنن ونوافل کی تاکید احادیث میں وارد ہے، مثلاً نمازوں سے پہلے یا بعد کی سنن مؤکدہ یا صلوٰۃ التسبیح اور تحیۃ المسجد وغیرہ، ان کو تو اپنے وقتوں پر ادا کرنا ہی افضل ہے؛ لیکن ان کے علاوہ دیگر عام نوافل کے مقابلہ میں قضاء شدہ نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کرنا بہتر اور اولیٰ ہے۔

وأما النفل فقال في المضمرات: الاشتغال بقضاء الفوائت أولیٰ وأهم من النوافل إلا سـنـن الـمفروضة وصلوٰة الضحیٰ وصلوٰة التسبيح والصلوٰة التي رويت فيها **الأخبار الخ.** (شامی زکریا ۵۳۶/۲، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۴۵۲/۱۱)

فوت شدہ نمازوں کی قضاء برسرِ عام نہ کی جائے

نماز کا ذمہ میں قضاء رہنا معصیت ہے، اور معصیت کا اظہار بجائے خود معصیت ہے؛ لہٰذا جہاں تک ممکن ہو قضاء نمازوں کی ادائیگی میں اخفاء سے کام لینا چاہئے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ دوسروں کے سامنے اظہار کر کے نمازوں کا قضاء کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔ ويـنـبـغي أن لا يـطـلـع غيـره عـلى قضائه؛ لأن التاخير معصية فلا يظهرها (درمختار) قال الشامي: تقدم فـي باب الأذان أنه يكره قضاء الفائتة في المسجد. وعلله الشارح بما هنا من أن التـاخيـر مـعصية فلا يظهرها، وظاهره أن الممنوع هو القضاء مع الإطلاع عليه، سـواء كان في المسجد أو غيره. قلت: والظاهر أنه ينبغي الوجوب وأن الكراهة تـحـريـمية؛ لأن إظهـار المعصية معصية لحديث الصحيحين: كل أمتي معافاً إلا

المجاهرين، وأن من الجهار أن يعمل الرجل بالليل عملاً ثم يصبح وقد ستره الله فيقول: عملت البارحة كذا و كذا، وقد بات يستره ربه ويصبح يكشف ستر الله عنه، والله تعالىٰ أعلم. (شامی زکریا ۲/ ۵۳۹)

تنبیہ :- آج کل بہت سی جگہ عیدگاہ میں نمازِ عید سے قبل برملا فجر کی قضاء نماز پڑھی جاتی ہے، ایسے لوگ مذکورہ حدیث کی روشنی میں سخت گنہگار ہیں۔

مسائل سجدۂ سہو

سجدۂ سہو کیوں مشروع ہے؟

نماز کے درمیان شیطان طرح طرح کے وساوس اور خیالات ڈال کر نماز خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کبھی بے خیالی میں آدمی غلطی بھی کر بیٹھتا ہے، اس غلطی کی تلافی اور شیطان کی کوشش کو ناکام کرنے کے لئے شریعت میں سجدۂ سہو کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: **إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّيْ جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَّسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَايَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.** (مسلم شريف، عن أبي هريرة ۱/ ۲۱۰) جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آکر اس کو شبہ میں ڈالتا ہے تا آں کہ اسے پتہ نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی اس طرح کی بات محسوس کرے تو اسے چاہئے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے اور کرلے۔

سجدۂ سہو کے وجوب کے اسباب

نماز میں سجدۂ سہو واجب ہونے کے درج ذیل اسباب ہیں، ان میں سے جب بھی کوئی سبب پایا جائے گا تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا:

(۱) کسی فرض یا واجب عمل کو اپنی اصل جگہ سے مقدم کر دینا: مثلاً قراءت سے پہلے رکوع کرلیا یا سورۂ فاتحہ سے پہلے سورت ملالی۔

(۲) کسی فرض یا واجب عمل کو اپنی اصل جگہ سے مؤخر کر دینا: مثلاً پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا اور دوسری رکعت میں یاد آنے پر تین سجدے کرلئے، یا سورۂ فاتحہ سورت کے بعد پڑھ لی۔

(۳) کسی فرض یا واجب کا تکرار کر دینا: مثلاً رکوع دوبارہ کرلیا، یا ایک رکعت میں تین سجدے کرلئے۔

(۴) کسی واجب کی صفت کو بدل دینا: مثلاً جہری نماز میں امام نے آہستہ قرأت کردی یا سری نماز میں زور سے قرأت کی۔

(۵) کسی واجب کوترک کردینا: مثلاً تشہد نہیں پڑھا، یا سورۂ فاتحہ چھوڑ دی۔ (حلبی کبیر ۴۵۵-۴۵۶، شامی بیروت ۲/۴۷۴-۴۷۵، شامی زکریا ۲/۵۴۳-۵۴۴)

ذیل میں سجدۂ سہو سے متعلق چند اہم اور ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

سجدۂ سہو کا طریقہ

سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد دائیں جانب ایک سلام پھیر کر دو سجدے ادا کریں اس کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھیں، اور پھر درود شریف اور دعائیں پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ **يجب بعد سلام واحد عن يمينه فقط سجدتان وتشهد وسلام.** (تنوير الابصار مع الشامي بيروت ۲/۴۷۱-۴۷۲، شامي زكريا ۲/۵٤۰-۵٤۱)

نماز میں جان بوجھ کر غلطی کی تلافی سجدۂ سہو سے نہیں ہوسکتی

اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر نماز میں کسی واجب کو ترک کر دیا تو وہ نماز واجب الاعادہ رہے گی، محض سجدۂ سہو کرنے سے تلافی نہیں ہوگی۔ **وتعاد وجوباً في العمد.** (درمختار مع الشامي زكريا ۲/۱٤٦، تاترخانية قديم ۱/۷۱٤، زكريا ۲/۳۸۷ رقم: ۲۷۵۱، البحر الرائق ۲/۹۱، عالمگيري ۱/۱۲٦)

سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا

اگر نفل کی کسی رکعت میں اور فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں سے کسی میں سورۂ فاتحہ بھول سے نہیں پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ **وهي – إلى قوله – قراءة فاتحة الكتاب فيسجد للسهو بترك أكثرها لا أقلها.** (درمختار مع الشامي زكريا ۲/۱٤۸-۱٤۹)

سورۂ فاتحہ کی کوئی ایک آیت چھوڑنا بھی موجبِ سجدۂ سہو ہے

فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اور سنن ونوافل اور وتر کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ مکمل پڑھنی واجب ہے؛ لہٰذا اگر بھول سے اس کی کوئی آیت یا کوئی جزو رہ گیا تو اس کی تلافی کے لئے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ (البتہ اگر فرض کی آخری دو رکعتوں میں پوری سورۂ فاتحہ یا اس کا کوئی جزء نہیں پڑھا تو

اس کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہیں) **لکن فی المجتبیٰ یسجد بترک آیة منها وهو أولى.** (درمختار) **وقال الشامي: وذكر الآية تمثيل لا تقييد إذ بترك شيءٍ منها آية أو أقل ولو حرفا لا يكون آتيا بكلها الذى هو الواجب.** (شامی زکریا ۱۴۹/۲، طحطاوی علی المراقی ۲۵۰، عالمگیری ۱۲۶/۱، البحر الرائق ۹۴/۲) **وإن تركها في الأخريين لا يجب إن كان في الفرض، وإن كان في النفل أو الوتر وجب عليه لوجوبها في الكل.** (البحر الرائق رشیدیه ۹۴/۲)

سورۂ فاتحہ کے بجائے بھول سے کوئی اور سورت شروع کردی

اگر شروع میں سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا کوئی اور سورت شروع کردی پھر یاد آیا تو اب اسے چاہئے کہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھر کوئی سورت ملائے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ **وكذا إذا قرأ السورة وسها عن الفاتحة ثم تذكّر فإنه يعود ويقرأ الفاتحة ويعيد السورة ويعيد الركوع وعليه السهو.** (طحطاوی ۲۵۰، عالمگیری ۱۲۶/۱، تاتارخانیة قدیم ۷۱۶/۱، زکریا ۳۹۱/۲ رقم: ۲۷۵۸، البحر الرائق ۹۴/۲)

فرض نمازوں میں سورۂ فاتحہ کا تکرار

اگر فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں یا سنن ونوافل کی کسی رکعت میں سورۂ فاتحہ یا اس کا اکثر حصہ لگاتار مکرر پڑھا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا؛ (لیکن فرض کی آخری رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے تکرار سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا) **ولو قرأها في ركعة من الأوليين مرتين وجب سجود السهو لتاخير الواجب الخ، وكذا لو قرأ أكثرها ثم أعادها كما في الظهيرية.** (شامی زکریا ۱۵۲/۲) **ولو قرأ الحمد فى الأخريين مرتين لا سهو عليه.** (بدائع الصنائع ۴۰۶/۱)

تنبیه:- بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعض حصہ کے تکرار سے بھی سجدۂ سہو واجب ہے، تو دیگر عبارات اور اصول کی روشنی میں اس بعض سے جزء مراد نہیں؛ بلکہ اکثر حصہ مراد ہے، اسی لئے دیگر عبارات میں ''بعض'' کی جگہ ''اکثر'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ **ولو كرّر**

الفاتحة أو بعضها فی إحدی الأولیین قبل السورة سجد للسهو. (طحطاوی ۲۵۰، فتح القدیر کراچی ۵۰۳/۱) **وقرائة أکثر الفاتحة ثم اعادتها کقرائتها مرتین، کما في الظهیریة.** (البحر الرائق کوئٹه ۹٤/۱)

سنن ونوافل میں سورۂ فاتحہ کا تکرار

سنن ونوافل اور تراویح میں سورۂ فاتحہ یا اس کے کسی جزء کے تکرار سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ **وینبغي أن یقید ذٰلک بالفرائض؛ لأن تکرار الفاتحة في النوافل لم یکره، کما في القهستاني.** (مجمع الأنهر ۲۲۰/۱)

ضم سورت کے بعد سورۂ فاتحہ کا دوبارہ پڑھنا

اگر پہلے سورۂ فاتحہ پڑھی پھر کوئی سورت ملائی اور پھر اسی رکعت میں دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھ لی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ **بخلاف ما لو أعادها بعد السورة.** (عالمگیری ۱۲٦/۱) **أما لو قرأها قبل السورة مرةً وبعدها مرةً فلا یجب کما فی الخانیة.** (شامی زکریا ۱۵۲/۲، حلبی کبیر ٤٦۰، البحر الرائق ۹٤/۲)

سورت ملائے بغیر رکوع میں چلا گیا تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورت ملائے بغیر رکوع میں چلا گیا پھر اسے رکوع میں یا رکوع سے اٹھ کر اس بھول کا احساس ہوا، تو اس پر لازم ہے کہ پہلے سورت ملائے پھر دوبارہ رکوع کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ **ولو ترک السورة فتذکرها فی الرکوع أو بعد الرفع منه قبل السجود فإنه یعود ویقرأ السورة ویعید الرکوع وعلیه السهو.**

(طحطاوی ۲۵۰، عالمگیری ۱۲٦/۱، بدائع الصنائع ٤۱۵/۱، البحر الرائق ۹٤/۲)

قومہ اور جلسہ میں جلد بازی سے سجدۂ سہو کا وجوب

اگر کسی نے نماز میں اتنی جلد بازی کی کہ قومہ اور جلسہ کی حالت میں ایک تسبیح کے بقدر بھی رکا

نہ رہا، تو ترکِ واجب کی وجہ سے اس پر سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ (اس مسئلہ کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کیوں کہ عام طور پر لوگ قومہ اور جلسہ میں جلد بازی سے کام لیتے ہیں) **ومقتضى الدليل وجوب الطمانينة فى الأربعة أى فى الركوع والسجود والقومة والجلسة الخ.**

(شامی زکریا ۲/۱۵۷، البحر الرائق ۲/۹۵، بدائع الصنائع ۱/۳۹۹)

کسی رکعت کا بھولا ہوا ایک سجدہ اگلی رکعت میں ادا کیا

ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں اور دونوں کا لگاتار ایک ساتھ کرنا واجب ہے، اگر کسی شخص نے کسی رکعت میں ایک سجدہ بھول سے چھوڑ دیا پھر نماز کے دوران ہی اپنی بھول کا احساس ہوا تو اسے چاہئے کہ بھولا ہوا سجدہ نماز کے دوران ہی ادا کرلے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے، دیگر ارکان کو از سر نو دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ **قال فى شرح المنية: حتى لو ترك سجدة من ركعةٍ ثم تذكرها فيما بعدها من قيام، أو ركوع، أو سجود، فإنه يقضيها ولا يقضى ما فعله قبل قضائها مما هو بعد ركعتها من قيام أو ركوع أو سجود بل يلزمه سجود السهو فقط.** (شامی زکریا ۲/۱۵٤، حلبی کبیر ٤٥٦، عالمگیری ۱/۱۲۷، البحر الرائق ۲/۹٤)

قعدہ میں تشہد سے پہلے کچھ اور پڑھنا

قعدہ میں بیٹھتے ہی تشہد پڑھنا واجب ہے؛ لہٰذا اگر تشہد شروع کرنے سے پہلے کچھ اور پڑھ لیا تو تاخیر واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔ **ولو قرأ فى القعود إن قرأ قبل التشهد فى القعدتين فعليه السهو لترك واجب الابتداء بالتشهد أول الجلوس.**

(طحطاوی/ ۲۵۰، عالمگیری ۱/۱۲۷)

قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود پڑھ لینا

اگر فرض نماز کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھنے کے بعد بھول سے درود شریف پڑھنا شروع کردیا اور ’’**على آل محمد**‘‘ تک پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، راجح قول یہی ہے۔ **وقدمنا**

عن القاضي الإمام أنه لا يجب ما لم يقل "وعلیٰ آل محمد" وفی شرح المنية الصغير أنه قول الأكثر وهو الأصح. قال الخير الرملی: فقد اختلف التصحيح كما تریٰ، وينبغي ترجيح ما قالهٗ القاضی الإمام. (شامی زکریا ۲/ ۲۵۴، تاترخانية قديم ۱/ ۷۲۳، زکریا ۲/ ۴۰۰-۴۰۱ رقم: ۲۷۹۳)

تشہد کا کچھ حصہ چھوڑ دینا

اگر قعدہ اولیٰ یا قعدہ اخیرہ میں تشہد یا اس کا کچھ حصہ پڑھنے سے رہ گیا تو سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے۔ ويسجد للسهو بترک بعضه ككله، وكذا فی كل قعدة فی الأصح. (در مختار مع الشامی زکریا ۲/ ۱۵۹، طحطاوی ۲۵۱، عالمگیری ۱/ ۱۲۷)

قعدۂ اولیٰ میں تشہد کا تکرار

اگر فرض نماز کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد کو دوبار پڑھ دیا تو تکرار واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ ولو كرّر التشهد فی القعدة الأولیٰ فعليه السهو. (عالمگیری ۱/ ۱۲۷)

قعدۂ اخیرہ میں تشہد کا تکرار

اگر قعدۂ اخیرہ میں تشہد (التحیات) دومرتبہ پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں (کیوں کہ پہلی مرتبہ پڑھنے سے واجب ادا ہوجائے گا اور دوسری مرتبہ پڑھنا ذکر شمار ہوگا جو قعدۂ اخیرہ میں ممنوع نہیں ہے) ولو قرأ التشهد مرتين فی القعدة الأخيرة الخ، لا سهو عليه. (طحطاوی ۲۵۱، عالمگیری ۱/ ۱۲۷، بزازیة علی الهندية ۴/ ۶۴)

قعدۂ اولیٰ کا سہواً ترک کر دینا

اگر بھول سے قعدۂ اولیٰ کرنے کے بجائے کھڑا ہوگیا تو جب تک کھڑے ہونے کے قریب نہ ہو لوٹ آئے؛ لیکن اگر نہیں لوٹا یا کھڑے ہونے کے قریب پہنچ کر لوٹا تو سجدۂ سہو کرنا لازم ہوگا، خواہ نماز فرض ہو یا نفل۔ ولو ترک القعود الأول سهواً فی النفل سجد ولم

تفسد استحساناً. (تنویر الابصار مع الشامی زکریا ۵۵۵/۲، عالمگیری ۱۲۷/۱، البحر الرائق ۹۵/۲، بدائع ۳۹۹/۱)

سری نمازوں میں کتنی آیتوں کو جہراً پڑھنا موجبِ سہو ہے؟

اگر سری نمازوں (مثلاً ظہر وعصر) میں تین آیتوں یا ایک طویل آیت کے بقدر جہراً قرأت کردی تو سجدۂ سہو لازم ہے۔ **ومنها جهر الإمام فيما يجهر فيه، والاسرار فى محلّه مطلقاً، واختلف فى القدر الموجب للسهو، والأصح أنه قدر ما تجوز به الصلاة فى الفصلين.** (طحطاوی ۲۵۱، البحر الرائق ۹۶/۲، شامی زکریا ۵۴۵/۲، هدایه مع الفتح ۵۰۴/۲)

جہری نمازوں میں آہستہ قرأت

اگر امام نے جہری نمازوں میں بھول کر تین آیتوں یا ایک لمبی آیت کے بقدر قرأت سراً کردی تو ترکِ واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ **ومنها جهر الإمام فيما يجهر فيه، والإسرار فى محلّه مطلقاً، واختلف فى القدر الموجب للسهو، والأصح أنه قدر ما تجوز به الصلوة فى الفصلين.** (طحطاوی/ ۲۵۱، تنویر الابصار مع الدر زکریا ۵۴۵/۲)

اگر تشہد یا ثناء جہراً پڑھ لی تو سجدۂ سہو واجب نہیں

اگر کسی شخص نے تشہد، ثناء، درود شریف یا تسبیحات جہراً پڑھیں تو اگرچہ ایسا کرنا مناسب نہیں ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے نہ تو نماز فاسد ہوگی اور نہ سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ **وقد نصّوا أن وجوب الإسرار مختص بالقراءة فلو جهر بالأذكار والأدعية ولو تشهد لا سهو عليه.** (طحطاوی ۲۵۱)

وتر میں دعائے قنوت کی تکبیر چھوڑ دی

اگر کسی شخص نے وتر میں دعائے قنوت بلا تکبیر کہے شروع کردی تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے

(اور بعض علماء نے دعائے قنوت کی تکبیر کے وجوب سے انکار کیا ہے، ان کے نزدیک اس کے چھوڑ نے پر سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا) **قال الشامی نقلاً عن الفتاوی الظهيرية: وينبغي ترجيح عدم الوجوب لأنه الأصل ولا دليل عليه بخلاف تكبيرات العيد.** (شامی بیروت ۲/ ٤٤١، زکريا ۲/ ۱٦٣) **ولو ترك التكبيرة التي بعد القراءة قبل القنوت سجد للسهو لأنها بمنزلة تكبيرات العيد.** (عالمگيري ۱/ ۱۲۸، تاتارخانية قديم ۱/ ۷۲۱، زكريا ۲/ ۳۹۸ رقم: ۲۷۸٦)

وتر میں دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا

اگر کوئی شخص وتر کی نماز میں دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا تو نہ تو رکوع میں دعاء قنوت پڑھے اور نہ اسے دوبارہ کھڑے ہوکر دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت ہے؛ بلکہ بس اخیر میں سجدۂ سہو کرلے، لیکن اگر رکوع سے قیام کی طرف لوٹ آیا اور دعائے قنوت پڑھ لی تو بھی اس کی نماز درست ہوجائے گی؛ البتہ سجدۂ سہو کرنا بہرحال لازم ہوگا۔ **ولو نسيه أي القنوت ثم تذكره في الركوع لا يقنت فيه لفوات محله، ولا يعود إلى القيام في الأصح، لأن فيه رفض الفرض للواجب فإن عاد إليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته لكون ركوعه بعد قراءةٍ تامةٍ وسجد للسهو.** (درمختار مع الشامي بيروت ۲/ ۳۸۷- ۳۸۸، درمختار زكريا ۲/ ٤٤٦- ٤٤٧)

سجدۂ سہو سے پہلے ایک سلام پھیرنا

سجدۂ سہو سے قبل دائیں طرف سلام پھیرنا مسنون ہے جو شخص سلام پھیرے بغیر سجدۂ سہو کرلے تو اگرچہ سجدۂ سہو صحیح ہوجائے گا؛ لیکن وہ کراہتِ تنزیہی کا مرتکب ہوگا۔ **ولو سجد قبل السلام جاز وكره تنزيهاً.** (درمختار بيروت ۲/ ٤٧٢، زكريا ۲/ ٥٤١، تاتارخانية قديم ۱/ ۷۱۲، زكريا ۲/ ۳۸٦- ۳۸۷ رقم: ۲۷٥٠، بدائع ۱/ ٤١٨)

قعدۂ اخیرہ کے وقت بھول سے کھڑا ہوگیا

اگر کوئی شخص آخری قعدہ میں بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہوجائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اگلی

رکعت کے سجدہ سے پہلے پہلے قعدہ اخیرہ کی طرف لوٹ آئے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر قعدہ کی طرف نہ لوٹا اور سجدہ کرلیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی اس کی نماز فرض کے بجائے نفل ہوجائے گی۔ **ولو سها عن القعود الأخير كله أو بعضه عاد – إلى قوله – ما لم يقيدها بسجدة لأن ما دون الركعة محل الرفض وسجد للسهو لتاخير القعود، وإن قيدها بسجدة – إلى قوله – تحول فرضه نفلاً برفعه.** (شامی بیروت ۲/ ۴۸۰–۴۸۱، زكريا ۲/ ۵۵۰–۵۵۱، هداية مع الفتح ۱/ ۵۰۸–۵۰۹، شرح وقاية ۱/ ۱۸۵)

آخری قعدہ میں سلام پھیرنے کے بجائے کھڑا ہوگیا

اگر کوئی شخص قعدہ اخیرہ میں بیٹھنے کے بعد پھر تیسری یا پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو اس کا فرض ادا ہوگیا؛ لیکن اسے چاہئے کہ فوراً قعدہ کی طرف لوٹ آئے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ چھٹی رکعت بھی ساتھ ملالے تاکہ اخیر کی دو رکعتیں نفل ہوجائیں؛ لیکن سجدۂ سہو کرنا بہرصورت ضروری ہوگا۔ **وإن قعد في الرابعة مثلاً قدر التشهد ثم قام عاد وسلم – إلى قوله – وإن سجد للخامسة – إلى قوله – وضم إليها سادسةً، لو في العصر، وخامسة في المغرب، ورابعة في الفجر، به يفتى لتصير الركعتان له نفلاً والضم هنا آكد – إلى قوله – وسجد للسهو في الصورتين، لنقصان فرضه بتاخير السلام في الأولىٰ وتركه في الثانية.** (درمختار مع الشامی بیروت ۴۸۳–۴۸۴، زكريا ۲/ ۵۵۳–۵۵۴، شرح وقاية ۱/ ۱۸۵، هداية مع الفتح ۱/ ۵۱۱)

کب تک سجدۂ سہو کرسکتا ہے؟

اگر کسی شخص پر سجدہ کرنا واجب تھا لیکن اس نے سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو کرنا اسے یاد نہ رہا تو اگر اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے قبلہ سے سینہ پھیرنے اور کسی منافی صلاۃ عمل کرنے سے پہلے اسے یاد آجائے تو اب سجدۂ سہو کرکے نماز پوری کرلے۔ **ويسجد للسهو ولو مع سلامه ناوياً للقطع لأن**

نية تغيير المشروع لغو ما لم يتحول عن القبلة أو يتكلم لبطلان التحريمة.

(درمختار مع الشامی بیروت ۴۸۷/۲، زکریا ۵۵۹/۲، تاترخانية قدیم ۷۳۱/۱، زکریا ۴۱۱/۲ رقم: ۲۸۲۲)

قعدۂ اولیٰ پر غلطی سے سلام پھیرنا

اگر کسی شخص نے مثلاً ظہر کی چار رکعت نماز کی نیت باندھی پھر دو رکعت پڑھ کر بھول سے سلام پھیر دیا، تو اس سلام سے وہ نماز سے خارج نہیں ہوا اسے چاہئے کہ چار رکعت پوری کرکے اخیر میں سجدہ کرلے۔ **سلم مصلی الظهر مثلاً على رأس الركعتين توهماً إتمامها أتمها أربعاً وسجد للسهو لأن السلام ساهياً لايبطل لأنه دعاء من وجهٍ.** (درمختار مع الشامی بیروت ۴۸۸/۲، زکریا ۵۵۹/۲، بدائع الصنائع ۴۰۲/۱، البحر الرائق ۱۱۱/۲، تاترخانية قدیم ۷۳۳/۱، زکریا ۴۱۳/۲ رقم: ۲۷۲۷)

نمازِ عید اور جمعہ وغیرہ میں سہو کا پیش آنا

اگر عیدین اور جمعہ کی نماز میں امام سے کوئی ایسی غلطی ہوگئی جس سے سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہو، تو متأخرین مشائخ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ان نمازوں میں سجدۂ سہو نہ کیا جائے؛ اس لئے کہ مجمع کثیر ہونے کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنے میں ناواقف عوام کی نماز خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے (یہی حکم بڑے بڑے اجتماعات میں کثیر مجمع کے ساتھ پڑھی جانے والی جماعت کی نمازوں کا بھی ہے) **السهو في الجمعة والعيدين والمكتوبة والتطوع واحد إلا أن مشائخنا قالوا: لا يسجد للسهو في العيدين والجمعة لئلا يقع الناس في فتنةٍ.** (عالمگیری ۱۲۸/۱) **وأخذ العلامة الواني من هذه السببية أن عدم السجود مقيد بما إذا حضر جمع كثير، أما إذا لم يحضروا فالظاهر السجود لعدم الداعي إلى الترك وهو التشويش.** (طحطاوی علی المراقی ۲۵۳) **قال الشامي: الظاهر أن الجمع الكثير فيما سواهما كذلك كما بحثه بعضهم وكذا بحثه الرحمتي، وقال: خصوصاً**

فـي زماننا وفي جمعه حاشية أبي السعود عن العزمية أنه ليس المراد عدم جوازهٖ بل الأولىٰ تركه لئلا يقع الناس في فتنة. (شامي بيروت ٤٨٩/٢، زكريا ٥٦٠/٢)

رکعتوں کی تعداد میں شک ہونا

اگر کسی شخص کو کبھی کبھار نماز کی رکعتوں کی تعداد میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ نیت توڑ کر از سرِ نو نماز پڑھے اور اگر بار بار نماز میں شک ہو جاتا ہو تو غلبۂ ظن پر عمل کرلے یعنی جتنی رکعت پڑھ لینے کا گمان غالب ہو اس کو بنیاد بنائے، اور اگر کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو جتنی رکعت پڑھنے کا یقین ہو (مثلاً دو اور تین میں شک ہے تو دو کا پڑھنا یقینی ہے) پر بنا کرے اور ساتھ میں آگے کی ہر رکعت پر قعدہ کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے۔ وإذا شك فـي صـلا تهٖ من لم يكن ذٰلك أي الشك عادةً لـهٗ – إلـى قـولـه – كـم صلى استأنف بعملٍ منافٍ وبالسلام قاعداً أولىٰ لأنه المحلل فإن كثر شكُّه عمل بغالب ظنهٖ إن كان له ظن للحرج وإلا أخذ بالأقل لتيقنهٖ وقعد في كل موضع توهمه موضع قعودهٖ ولو واجباً لئلا يصير تاركاً فرض القعود أو واجبه إلى قوله لكن في السراج أنه يسجد للسهو في أخذ الأقل مطلقاً. (درمختار مع الشامي بيروت ٤٨٩-٤٩١، زكريا ٥٦٠/٢ تا ٥٦٢، عالمگیری ١٣٠/١)

نماز کے دوران سوچتے رہ جانا

اگر کوئی شخص نماز کے دوران کسی فکر یا خیال میں ایسا محو ہو گیا کہ اس کی وجہ سے کوئی واجب چھوٹ گیا مثلاً ایک رکن (تین تسبیح) کے بقدر سوچتا رہا تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہے۔ قـال الشامي بحثاً: واستظهر أيضاً القول الأول بأن الملزم للسجود ما كان فيه تاخير الواجب أو الـركـن عـن مـحـلـه إذ ليس في مجرد التفكر مع الأداء ترك واجب. (شامي بيروت ٤٩١/٢، زكريا ٥٦٢/٢، عالمگیری ١٣١/١، حلبی کبیر ٤٦٤)

نماز کی رکعتوں کے بارے میں امام اور مقتدیوں میں اختلاف

سلام پھیرنے کے بعد نماز کی رکعتوں کے بارے میں امام اور مقتدیوں میں اختلاف ہو گیا

تواب کیا کیا جائے؟ اس بارے میں قدرے تفصیل ہے:

الف : اگر امام کو مکمل نماز پڑھانے کا یقین ہو تو اس کے لئے نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے۔

ب : اگر مقتدیوں میں بھی دو فریق ہوں کچھ لوگ کہیں کہ نماز پوری ہوئی اور کچھ لوگ کہیں کوئی رکعت کم رہ گئی تو امام کی رائے پر عمل کیا جائے گا۔

ج : اگر امام کو یقین ہو کہ رکعات کم ہوئی ہیں تو اعادہ لازم ہے؛ البتہ اس صورت میں اگر کسی مقتدی کو نماز مکمل ہونے کا یقین ہو تو اس کو اجازت ہے کہ اعادہ والی نماز میں شریک نہ ہو۔

د : اگر خود امام کو شک ہو جائے کہ نماز پوری ہوئی ہے یا ناقص، اور مقتدی یہ کہیں کہ نماز کی رکعتوں میں کمی رہ گئی، تو امام پر مقتدیوں کی بات ماننا اور اعادہ کرنا لازم ہے۔ **ولو اختلف الإمام والقوم فلو الإمام على يقين لم يعد وإلا أعاد بقولهم.** (درمختار بیروت ۲/ ۴۹۲، والتفصيل في الشامي ۲/ ۴۹۲، زكريا ۲/ ۵۶۳، خانية ۱/ ۲۰۴)

وتر کی رکعتوں میں شک

اگر نماز وتر پڑھتے ہوئے شک ہو جائے کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری؟ تو اسے چاہئے کہ قنوت پڑھے پھر قعدہ کرے اس کے بعد اگلی رکعت میں بھی قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے۔ **شک أنها ثانية الوتر أو ثالثته قنت وقعد ثم صلى أخرىٰ وقنت أيضاً في الأصح.** (درمختار بیروت ۲/ ۴۹۲، زکریا ۲/ ۵۶۳)

نماز کی سنتیں

سنت کی حقیقت

سنت پر عمل کرنا ضری ہے اور بڑے ثواب کا باعث ہے؛ لیکن اس کے چھوٹنے سے نہ تو نماز میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اور نہ وہ فاسد ہوتی ہے۔ اور تارک سنت کا حکم درج ذیل مختلف صورتوں میں الگ الگ ہے:

(۱) اگر بلا ارادہ کوئی سنت چھوٹ گئی تو کوئی گناہ نہیں۔

(۲) اگر قصداً کوئی سنت چھوڑی؛ لیکن دل میں سنت کی تحقیر اور استخفاف کا قصد نہیں ہے تو گنہ گار ہوگا۔

(۳) اور اگر نعوذ باللہ سنت کو تحقیر واستخفاف کی بنا پر چھوڑا ہے تو ایسا شخص اسلام سے خارج ہے۔

اس لئے بہرحال نماز کو سنت کے مطابق پڑھنے کا مکمل اہتمام کرنا چاہئے، اور کوشش کرنی چاہئے کہ نماز کی کوئی سنت ہم سے فوت نہ ہو۔ **وسننها، ترک السنة لا يوجب فساداً و لا سهواً بل إساء ة لو عامداً غير مستخف. (درمختار) وفی الشامی : فلو غير عامدٍ فلا إساء ة الخ. ولو مستخفاً كفر.** (شامی بیروت ۱۴۹/۲-۱۵۰، زکریا ۱۷۰/۲)

نماز میں کتنی سنتیں ہیں؟

نماز کی اصل سنتیں کتنی اور کون کون سی ہیں؟ اس بارے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں، نورالایضاح میں ۵۱ رسنتیں گنائی گئی ہیں، جب کہ درمختار میں ۲۳، اور شرح منیہ (حلبی کبیر) میں ۲۰ رسنتیں ذکر کی گئی ہیں اور مابقیہ چیزوں کو انہوں نے آداب میں شمار فرمایا ہے۔

ذیل میں انہیں ۲۰ رسنتوں کو ترتیب وار بیان کیا جارہا ہے:

(۱) اذان واقامت

پنج گانہ نماز باجماعت سے پہلے اذان دینا اور اقامت کہنا مسنون ہے۔ **ثم الأذان سنةٌ في قول عامة الفقهاء وكذا الإقامة، الخ. ثم هو سنة للصلوات الخمس أداءً**

وقضاءً إذا صليت بجماعة وللجمعة. (حلبی کبیر ۳۷۱-۳۷۲، درمختار مع الشامی زرکیا ۴۸/۲)

(اذان واقامت سے متعلق ضروری مسائل اذان واقامت کے مستقل باب میں ملاحظہ کئے جائیں)

(۲) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا

نماز کے شروع میں مرد کے لئے اللہ اکبر کہتے وقت کانوں کی لو تک دونوں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے، جب کہ عورت اپنے کندھے تک ہاتھ اٹھائے گی۔ **وثاني السنن رفع اليدين عند تكبيرة الافتتاح مع التكبير.** (حلبی کبیر ۳۸۲) **والمرأة ترفع حذاء منكبيها.**

(التنوير مع الشامي زكريا ۱۸۲/۲، بدائع الصنائع ۴۶۵/۱)

(۳) رفع یدین کے وقت انگلیاں اپنے حال پر رکھنا

تکبیر کے لئے ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں نہ تو سختی سے ملانی چاہئیں اور نہ ہی پوری پھیلانی چاہئیں؛ بلکہ انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دینا مسنون ہے، ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیاں قبلہ کی جانب ہوجائیں۔ **وثالثها نشر الأصابع عند التكبير بدون تكلف ضم ولا تفريج.** (حلبی کبیر ۳۸۲) **يعني يرفعهما منصوبتين لا مضمومتين حتى تكون الأصابع مع الكف مستقبلة للقبلة.** (شامي زكريا ۱۷۱/۲، خانية ۸۵/۱، مراقي الفلاح ۱۵۲)

(۴) امام کا تکبیرات کو بلند آواز سے کہنا

امام کا نماز کی سبھی تکبیراتِ انتقالیہ، اور "سمع اللہ لمن حمدہ" اور سلام کو بلند آواز سے کہنا مسنون ہے۔ **ورابعها جهر الإمام بالتكبير مطلقاً وكذا سائر أذكار الانتقالات كالتسميع والسلام للتوارث في ذٰلك كله من لدنه عليه السلام حتى الآن.**

(حلبي كبير ۳۸۲، بدائع الصنائع ۴۶۵/۱، هندية ۷۳/۱)

(۵) ثنا پڑھنا

تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھنا مسنون ہے۔ (ثنا کے الفاظ یہ ہیں: **سبحٰنک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک و لا إلٰہ غیرک**۔ (اے اللہ تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں تیرا نام بابرکت اور تیری شان بزرگ وبرتر ہے، اور تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے) **وخامسھا الثناء أی قراء ۃ سبحنک اللّٰھم الخ.** (حلبی کبیر ۳۸۲، خانیة ۸۵/۱، بدائع الصنائع ۴۷۱/۱)

(۶) اعوذ باللہ پڑھنا

ثنا کے بعد سورۂ فاتحہ سے پہلے **أعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم** (میں اللہ تعالیٰ کی شیطان لعین سے پناہ مانگتا ہوں) پڑھنا مسنون ہے۔ **وسادسھا التعوذ.** (حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۴۷۲/۱، مراقی الفلاح ۱۵۳)

(۷) بسم اللہ پڑھنا

اعوذ باللہ الخ کے بعد **بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم** پڑھنا مسنون ہے۔ **وسابعھا التسمیة.** (حلبی کبیر ۳۸۲، ھندیة ۷۳/۱، بدائع الصنائع ۴۷۴/۱، مراقی الفلاح ۱۵۴)

نوٹ: نیز ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بہتر ہے، اور سورۂ فاتحہ اور ضم سورت کے درمیان بھی آہستہ آواز سے بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے، اسی پر فتویٰ ہے۔ **وذکر في المصفی أن الفتویٰ علی قول أبي یوسف أنه یسمي في أول کل رکعة ویخفیها، وذکر في المحیط: المختار قول محمد وهو أن یسمی قبل الفاتحة وقبل کل سورة في کل رکعة الخ، مطلب: قراء ة البسملة بین الفاتحة والسورة حسن (قوله ولا تکره اتفاقاً) ولهٰذا صرح في الذخیرة والمجتبی: بأنه إن سمی بین الفاتحة والسورة المقروءة سراً أو جهراً کان حسناً عند أبی حنیفةؒ ورجحه المحقق ابن الهمام**

وتلميذه الحلبي لشبهة الاختلاف في كونها آية من كل سورة. (شامي زكريا ٢/ ١٩١)

(۸) آمین کہنا

سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین کہنا مسنون ہے۔ **وثامنها التأمين.** (حلبی کبير ٣٨٢، بدائع الصنائع ١/ ٤٨٣، مراقی الفلاح ١٥٤)

(۹) ثنا، تعوذ، وتسمیہ اور آمین کو آہستہ پڑھنا

ایک مستقل سنت یہ ہے کہ ثنا، اعوذ باللہ، بسم اللہ اور آمین کو آہستہ کہے خواہ امام ہو یا مقتدی؛ اس لئے کہ یہ سب چیزیں اذکارِ مسنونہ میں ہیں جن کا حکم اخفاء کا ہے، جیسے سجدہ اور رکوع کی تسبیحات وغیرہ۔ **وتاسعها: الإخفاء بهن أى بالأربع المذكورة من الثناء وما بعده إماماً كان المصلى أو مقتدياً أو منفرداً.** (حلبی کبير ٣٨٢، هندية ١/ ٧٣)

(۱۰) ہاتھ باندھتے وقت دایاں ہاتھ اوپر اور بایاں نیچے رکھنا

ایک سنت یہ ہے کہ جب تکبیرِ تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھیں تو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھیں۔ **وعاشرها وضع اليمين من اليدين على الشمال منهما.** (حلبی کبير ٣٨٢، بدائع الصنائع ١/ ٤٦٥، هندية ١/ ٧٣، خانية ١/ ٨٧)

(۱۱) مرد اور عورت کے ہاتھ باندھنے کی جگہ

مردوں کے لئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مسنون ہے جب کہ عورتوں کے لئے سینے پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔ **وحادى عشرها كون ذلك الوضع تحت السرة للرجل وكونه على الصدر للمرأة.** (حلبی کبير ٣٨٢، هندية ١/ ٧٣، بدائع الصنائع ١/ ٤٦٥)

(۱۲) تکبیراتِ انتقالیہ

نماز میں ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت تکبیراتِ انتقالیہ، اور رکوع

سے اٹھتے وقت **سمع اللّٰہ لمن حمدہ** کہنا مسنون ہے۔ **وثانی عشرها التكبيرات التي يؤتى بها في خلال الصلاة عند الركوع والسجود والرفع منه والنهوض من السجود أو القعود إلى القيام وكذا التسميع ونحوه فهي مشتملةٌ على ست سنن كما ترى.** (حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۴۸۳/۱)

(۱۳) رکوع میں تسبیحات پڑھنا

رکوع میں کم از کم تین مرتبہ ''**سبحان ربی العظیم**'' پڑھنا مسنون ہے۔ **وثالث عشرها تسبيحات الركوع.** (حلبی کبیر ۳۸۲، شامی زکریا ۱۷۳/۲، بدائع الصنائع ۴۸۷/۱)

(۱۴) سجدہ میں تسبیحات پڑھنا

سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ "**سبحان ربی الأعلٰی**" پڑھنا سنت ہے۔ **ورابع عشرها تسبيحات السجود.** (حلبی کبیر ۳۸۲، شامی زکریا ۱۷۳/۲، هندية ۷۵/۱)

(۱۵) رکوع میں دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں کو پکڑنا

رکوع کے وقت دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا مسنون ہے۔ **وخامس عشرها أخذ الركبتين باليدين في الركوع.** (حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۴۸۷/۱، شرح وقاية ۱۴۶/۱)

(۱۶) ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے وقت انگلیاں کیسے رکھیں؟

مردوں کے لئے ایک مستقل سنت یہ بھی ہے کہ رکوع میں جب گھٹنوں پر ہاتھ رکھیں تو انگلیاں کھول کر اچھی طرح پکڑ بنائیں؛ البتہ عورت انگلیاں ملا کر صرف ہاتھ رکھے گی پکڑے گی نہیں۔ **حال كونه مفرجاً أصابعه وهي سادس عشرها** (حلبی کبیر ۳۸۲) **لأن المرأة تضع يديها على ركبتيها وضعاً ولا تفرج أصابعها كما في المعراج.** (شامی زکریا ۱۷۳/۲، بدائع ۴۸۷/۱)

(۱۷) قعدہ میں بیٹھنے کی مسنون کیفیت

قعدہ میں مرد کے لئے مسنون ہیئت یہ ہے کہ بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں قدم اس طرح اٹھا رکھے کہ پیر کی انگلیاں قبلہ کی جانب رہیں اور عورت دونوں پیروں کو بائیں جانب نکال کر سمٹ کر بیٹھے گی۔ **وسابع عشرها افتراش الرجل اليسرى والقعود عليها ونصب الرجل اليمنى موجهة أصابعها نحو القبلة فى القعدتين للرجل والتورك فيهما للمرأة.** (حلبى كبير ٣٨٢، بدائع الصنائع ٤٩٦/١، هندية ٧٥/١)

(۱۸) آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا

قعدہ اخیرہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ **وثامن عشرها الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد فى القعدة الأخيرة.** (حلبى كبير ٣٨٢، بدائع ٥٠٠/١، هندية ٧٦/١)

(۱۹) قعدہ اخیر میں درود شریف کے بعد دعا پڑھنا

قعدہ اخیرہ میں تشہد اور درود شریف کے بعد سلام سے پہلے ادعیۂ ماثورہ پڑھنا مسنون ہے۔ **وتاسع عشرها الدعاء فى اٰخر الصلاة بما يشبه ألفاظ القرآن والأدعية المأثورة.** (حلبى كبير ٣٨٢، بدائع الصنائع ٥٠٠/١، هندية ٧٦/١)

(۲۰) شہادت کے وقت انگلی اٹھانا

قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیرہ میں التحیات میں جب کلمۂ اشہد ان لا الٰہ کہے تو شہادت کی انگلی اٹھانا مسنون ہے۔ **وتمام العشرين منها الإشارة بالمسبحة عند ذكر الشهادتين الخ.** (حلبى كبير ٣٨٢، بدائع الصنائع ٥٠١/١-٥٠٢)

نماز کے آداب ومستحبات

ادب اور مستحب کی شرعی حیثیت

اصطلاحِ شریعت میں جس عمل پر ادب اور مستحب کا اطلاق کیا جاتا ہے اس کی حیثیت یہ ہے کہ اگر اسے اختیار کیا جائے تو ثواب ملے گا اور اگر عمل نہ کیا جائے تو کوئی گناہ نہ ہوگا۔ **و لھا اٰداب ترکہ لا یوجب إساءۃً، ولا عتاباً کترک سنۃ الزوائد لکن فعلہ أفضل.** (درمختار مع الشامي بیروت ۱۵٤/۲، درمختار زکریا ۱۷۵/۲)

مستحب پر اصرار جائز نہیں

مذکورہ بالا صراحت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی مستحب امر پر اس قدر اصرار کرنا کہ اس کے نہ کرنے والے پر طعن وتشنیع کی نوبت آجائے یہ قطعاً جائز نہیں ہے۔ اور اگر کسی جگہ مستحب کو ایسی مبالغہ آمیز حیثیت دی جانے لگے تو پھر عارض کی وجہ سے وہ مستحب، مستحب نہ رہے گا؛ بلکہ قابلِ ترک ہوجائے گا؛ تاکہ شرعی احکام کے درجات کا بھرپور تحفظ کیا جاسکے۔ اس سلسلہ میں ہمیں بہترین رہنمائی سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے ملتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ”کوئی شخص اپنے عمل میں شیطان کا حصہ نہ رکھے اور یہ نہ سمجھے کہ اس پر نماز کے بعد دائیں جانب ہی رخ کرکے بیٹھنا ضروری ہے، اس لئے کہ میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں جانب بیٹھتے ہوئے بھی دیکھا ہے“۔ یعنی دائیں طرف رخ کرنا گو کہ مستحب ہے، مگر اس پر اصرار کرنا شیطانی عمل ہے، جس سے بچنے کی صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تلقین فرمارہے ہیں۔ **عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: لا یجعلن أحدکم للشیطان من نفسہ جزءاً لا یری إلاَّ أن حقاً علیہ أن لا ینصرف إلا عن یمینہ، أکثر ما رأیت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن شمالہ.**

(مسلم شریف ۲٤۷/۱، حدیث: ۷۰۷، موسوعۃ أثار الصحابۃ ۱۲۳/۳)

عوام کی بے اعتدالی

موجودہ دور میں مستحبات کے سلسلہ میں بے اعتدالی عام ہے، کہیں تو مستحبات کا بالکل اہتمام نہیں، اور کہیں اس قدر اہتمام ہے کہ مستحب کو واجب سے بھی اوپر کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ مثلاً جمعہ کے خطبہ میں خطیب کے لئے عصا ہاتھ میں لینے کو فقہاء نے مستحب اور مندوب قرار دیا ہے؛ لیکن جنوبی ہند میں اس استحباب پر اتنی سختی سے عمل ہے کہ عصا (جسے مخصوص انداز میں اس طرح بنایا جاتا ہے کہ اس کا مصرف سوائے خطیب کے پکڑنے کے اور کچھ نہیں ہوسکتا) ہاتھ میں لینے کو جمعہ کے لوازم میں شامل کرلیا گیا ہے، خود احقر کو ایک مرتبہ اس بے اعتدالی کا مشاہدہ ہوا کہ آمبور (نزد مدراس) کی ایک جامع مسجد میں خطبۂ جمعہ کے دوران احقر نے عصا ہاتھ میں لینے سے انکار کردیا تو نماز کے بعد چند بڑی عمر کے لوگ کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ ''جمعہ کی نماز دوبارہ پڑھی جائے، یہ نماز نہیں ہوئی اس لئے کہ خطیب نے عصا ہاتھ میں لے کر خطبہ نہیں دیا ہے''۔ ظاہر ہے کہ یہ بات اصل مسئلہ سے ناواقفیت پر مبنی ہے، کچھ اسی طرح کی بات اقامت میں ''حی علی الفلاح'' کہنے پر جماعت کے لئے کھڑے ہونے کے مسئلہ میں پائی جاتی ہے۔ فقہاء نے اسے محض مستحب قرار دیا ہے (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) لیکن اب ایک خاص گروہ نے اس مستحب کو اپنا ''رجسٹرڈ نشان'' بنالیا ہے، اور اس پر اس قدر شدت سے عمل ہے کہ اگر کوئی بے چارہ ان کی مساجد میں اس مستحب کے خلاف کرے تو اس کو ہدف ملامت بننا پڑتا ہے، یہ بات انصاف کے بالکل خلاف ہے۔ مستحب پر عمل کرنا ہے تو اس کو مستحب کے درجہ میں رکھ کر عمل کرنا چاہئے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر عمل نہ کرنے والے کو ملامت نہ کی جائے۔ خاص کر ایسے مستحبات جو صراحۃً پیغمبر علیہ السلام سے ثابت نہیں ہیں اور فقہاء نے محض بعض مصالح کی بنا پر انہیں مستحب کہہ دیا ہے ان میں شدت تو کسی طرح روا نہیں ہے۔ انصاف پسند اہل علم کو چاہئے کہ وہ عوام کو ان بے اعتدالیوں سے روکیں نہ کہ وہ خود ہی ان کے مرتکب ہونے لگیں اور محض اپنی انفرادیت باقی رکھنے کے لئے بے اعتدالی کے پرجوش مبلغ بن جائیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد نماز کے بعض مستحبات ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ چادر سے باہر نکالنا

مرد نمازی کے لئے مستحب ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت اپنے ہاتھ چادر یا آستین سے باہر نکال کر رفع یدین کرے (البتہ عورت چادر کے اندر رہی سے رفع یدین کرے گی) **إخراج الرجل كفيه من كمّيه عند التكبير للإحرام الخ، والمرأة تستر كفيها حذراً من كشف**

ذراعها. (مراقی الفلاح ۱۵۱، تاتارخانیة قدیم ۱/ ۵۲۱، زکریا ۲/ ۱۵۷ رقم: ۲۰۲۱)

قیام، رکوع، سجدہ وغیرہ میں نظر کہاں رہے؟

نماز میں خشوع وخضوع برقرار رکھنے کے لئے مستحب ہے کہ حالتِ قیام میں سجدہ کی جگہ نظر جمی رہے، حالتِ رکوع میں قدموں پر نظر رہے، سجدہ میں ناک پر نگاہ رہے، اور حالت قعدہ میں اپنی گود پر نظر رہے۔ یہ حکم ہر حالت میں ہے، حتی کہ اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کے عین سامنے نماز پڑھ رہا ہو تو اسے بھی مذکورہ آداب کا خیال رکھنا چاہئے، دورانِ نماز اسے کعبۃ اللہ پر نظر نہیں جمانی چاہئے۔ **ومنها نظر المصلي سواء كان رجلاً أو إمرأةً إلى موضع سجوده قائماً حفظاً له عن النظر إلى ما يشغله عن الخشوع، ونظره إلى ظاهر القدم راكعاً وإلى أرنبة أنفه ساجداً وإلى حجره جالساً. (المراقي) ويفعل هذا ولو كان مشاهداً للكعبة على المذهب.** (طحطاوی علی المراقی ۱۵۱، بدائع الصنائع ۱/ ۵۰۳)

سلام پھیرتے وقت نظریں کہاں رہیں؟

دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں مونڈھے پر نظر رکھنا اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں مونڈھے پر نظر رکھنا مستحب ہے۔ **ومنها نظره إلى المنكبين مسلماً.**

(مراقی الفلاح ۱۵۱)

نماز میں قرأت کی مستحب مقدار

نماز میں کتنی مقدار کی قرأت پڑھنا مستحب ہے، اس سلسلہ میں نمازی کی تین حالتوں کے اعتبار سے حکم الگ الگ ہے:

(۱) اگر نمازی سفر میں ہو اور سفر جاری ہو تو سورۂ فاتحہ کے بعد حسبِ سہولت جو سورۃ پڑھنا چاہے پڑھے خواہ وہ چھوٹی سے چھوٹی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کوئی سی نماز کیوں نہ ہو۔

(۲) اگر نمازی مسافر ہو؛ لیکن کسی جگہ اطمینان کے ساتھ ٹھہرا ہو تو نماز فجر وظہر میں اوساطِ

مفصل میں سے لمبی سورتیں، نماز عصر وعشاء میں اوساطِ مفصل کی چھوٹی سورتیں اور نماز مغرب میں قصارِ مفصل کی چھوٹی سے چھوٹی سورتیں پڑھنا مستحب ہے۔

(۳) اور اگر نمازی مقیم ہو اور وقت میں بھی گنجائش ہو تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ نماز فجر وظہر میں طوالِ مفصل، نماز عصر وعشاء میں اوساطِ مفصل اور نماز مغرب میں قصارِ مفصل پڑھے۔

نـــوٹ : طوالِ مفصل سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک کی سورتوں کو کہا جاتا ہے، جب کہ سورۂ طارق سے سورۂ لم یکن تک اوساطِ مفصل، اور سورۂ زلزال سے آخر قرآن تک کی سورتیں قصارِ مفصل کہلاتی ہیں۔

والـمستـحب عـلى ثلاثة أو جهٍ، أحدها أن يقرأ فى السفر حالة الضرورة الـخ . بفـاتـحة الـكتاب وأى سورة شاء أو مقدار أقصر سورة من أى محل تيسر الـخ . والوجه الثانى أن يكون فى السفر حالة الا ختيار الخ. يقرأ فى صلاة الفجر مع الفاتحة سورة البروج الخ. ويقرأ فى الظهر كذلك ويقرأ فى العصر والعشاء دون ذلك، وفـى الـمـغـرب يقرأ بالقصار جداً الخ. والوجه الثالث أن يكون فى الحضر الخ. (حلبى كبير ۳۱۰) **ويسن فى الفجر والظهر ومنها الخ. لم يكن أوساطه فـى العصر والعشاء وباقيه قصاره فى المغرب أى فى كل ركعة سورة مما ذُكِرَ، ذكره الحلبى.** (در مختار زكريا ٢/ ٢٦١)

ہر رکعت میں پوری سورت پڑھنا افضل ہے

فقہاء نے صراحت فرمائی ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں مکمل سورت پڑھی جائے (اگر چہ کسی سورت کا جزء پڑھنا بھی بلا کراہت درست ہے اور پیغمبر علیہ السلام سے ثابت ہے؛ لیکن جزو سورت پڑھتے وقت بطور خاص مضمون آیات کی تکمیل کی رعایت کرنی چاہئے) **قـال الشـامـى بحثاً: مع أنهم صرحوا بأن الأفضل فى كل ركعة الفاتحة وسورة تامة.**

(شامى زكريا ٢/ ٢٦١، خانية ١/ ٥١، هندية ١/ ٧٨)

جمعہ کے دن نمازِ فجر میں قرأتِ مستحبہ

ہر جمعہ کو نمازِ فجر کی پہلی رکعت میں ﴿ألم سجدہ﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿سورۂ دھر﴾ پڑھنا مستحب ہے (لیکن اس کو ایسا لازم نہ سمجھا جائے کہ ناواقف عوام یہ سمجھنے لگیں کہ اس دن ان سورتوں کے علاوہ کا پڑھنا جائز ہی نہیں، لہٰذا کبھی کبھی اس وہم کو رفع کرنے کے لئے قصداً اس التزام کو چھوڑ دینا چاہئے) **ویکرہ التعیین "کالسجدة" و"ھل أتی"، لفجر کل جمعةٍ، بل یندب قرأتھما أحیاناً.** (درمختار) **وفی فتح القدیر لأن مقتضی الدلیل عدم المداومة لا المداومة علی العدم کما یفعله حنفیة العصر، فیستحب أن یقرأ ذٰلک أحیانا تبرکاً بالمأثور، فإن لزوم الإیھام ینتفی بالترک أحیاناً.** (شامی زکریا ۲/۲۶۵، خانیة ۱/۴۵۳)

فرض کی آخری رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا

فرض نمازوں میں (ابتدائی دو رکعتوں کے بعد) آخر کی مابقیہ رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا افضل ہے۔ (واجب اور لازم نہیں ہے) **فالقراءة أفضل بالنظر إلی التسبیح**

(شامی زکریا ۲/۲۲۱، البحر الرائق ۱/۵۱۶، بدائع الصنائع ۱/۲۹۶)

کھانسی اور ڈکار کو روکنا

ایک ادب یہ ہے کہ نماز کے دوران حتی الامکان کھانسی اور ڈکار کو روکا جائے۔ **ومن الأدب دفع السعال ما استطاع تحرزاً عن المفسد فإنه إذا کان بغیر عذر یفسد وکذا الجشاء.** (مراقی الفلاح ۱۰۲، کبیری ۳۵۱، شامی زکریا ۲/۱۷۶، خانیة ۱/۵۲۹)

جمائی کے وقت منہ بند کرنا

نماز میں پوری کوشش کی جائے کہ جمائی میں منہ نہ کھلنے پائے، اور اگر ناگزیر صورت ہو تو منہ کو ہاتھ یا آستین سے ڈھک لیں۔ **ومن الأدب کظم فمه عند التثاؤب فإن لم یقدر**

غطاه بيده أو بكمه. (مراقی الفلاح /١٥١، خانية ٥٢٩/١، شامی زکریا ١٧٦/٢، بدائع ٢٩٦/١)

مقتدی نماز کے لئے کب کھڑے ہوں؟

فقہاء احناف نے اس مسئلہ میں مختلف صورتوں میں الگ الگ استحبابی حکم بیان فرمایا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) اگر امام صف کے درمیان موجود نہ ہو اور پیچھے سے مصلیٰ کی طرف آ رہا ہو تو جس صف تک پہنچتا جائے وہ صف کھڑی ہوتی جائے۔ **فأما إذا كان الإمام خارج المسجد فإن دخل المسجد من قبل الصفوف فكلما جاوز صفاً قام ذٰلک الصف.** (عالمگيري ٥٧/١، درمختار زكريا ١٧٧/٢)

(۲) اور اگر امام سامنے سے آ رہا ہو تو اس پر نظر پڑتے ہی جماعت کھڑی ہو جائے۔ **وإن كان الإمام دخل المسجد من قدامهم يقومون كما رأوا الإمام.** (عالمگیری ٥٧/١، درمختار زکریا ١٧٧/٢، خانية ٥٣٠/١)

(۳) اور اگر امام پہلے ہی سے صف میں موجود ہو (اور صفیں بھی سب درست ہوں) اور اقامت کا وقت ہو جائے تو اس خاص صورت میں مکبر کی اقامت سے پہلے کسی کا کھڑا ہونا مکروہ ہے، اور افضل یہ ہے کہ جب مکبر حی علی الفلاح تک پہنچے تو امام سمیت پوری جماعت کھڑی ہو جائے، کھڑے ہونے میں حی علی الفلاح سے تاخیر کرنا اور اس کے بعد تک بیٹھا رہنا مکروہ ہے۔ **إن كان المؤذن غير الإمام وكان القوم مع الإمام في المسجد فإنه يقوم الإمام والقوم إذا قال المؤذن حی على الفلاح عند علمائنا الثلاثة وهو الصحيح.**

(عالمگیری ٥٧/١، درمختار زکریا ١٧٧/٢)

مسئلہ بالا کے متعلق غلطیاں اور کوتاہیاں: اس مسئلہ پر عمل کرنے میں بعض جگہ بڑی کوتاہیاں پائی جاتی ہیں اور افسوس ہے کہ ایک خاص فرقہ نے اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا کر اسے غلط رخ دے دیا ہے اس لئے ذیل میں وہ چند کوتاہیاں تحریر کی جاتی ہیں جن میں عام ابتلاء ہے۔

(۱) بعض حضرات امام کی آمد سے پہلے ہی نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں اور کھڑے کھڑے امام کی آمد کا انتظار کرتے ہیں حالاں کہ یہ طریقہ خلافِ اولی ہے، افضل یہ ہے کہ کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھ کر انتظار کریں اور جب امام کو آتا دیکھیں تو کھڑے ہوجائیں۔ **دخــــل المسجد والـمؤذن يقيم قعد إلى قيام الإمام في مصلاه.** (درمختار) **قال الشامي: ويكـره لـه الانتظار قائماً.** (شامی بیروت ۲/۶۵، زکریا ۲/۷۱) **وقـال الـطحطاوي في حاشيته علـى الدر المختار: قوله (قعد) لم يبين حكمه والظاهر أنه مندوب وفيه أن قيامه تهيوٌ للعبادة فلا مانع منه.** (طحطاوی علی الدر ۱/۱۸۹ بحواله احسن الفتاوی ۲/۳۰۷)

(۲) اس کے برخلاف بعض لوگ حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے پر اس قدر اصرار کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس کا خیال نہ رکھے تو اس پر نکیر کرتے ہیں اور کہیں تو نزاع تک کی نوبت آجاتی ہے، حالاں کہ یہ مسئلہ صرف آداب سے تعلق رکھتا ہے، اس پر اصرار کرنا اور اس پر عمل نہ کرنے والے پر لعن طعن کرنا جائز نہیں ہے۔ **ولها آداب: تركه لا يوجب إساءة ولا عتاباً.**

(درمختار زکریا ۲/۱۷۵، الموسوعة الفقهية ۱/۳۱۳)

(۳) نماز میں صفوں کے سیدھا کرنے اور درمیان کے خلا کو پر کرنے کا حکم واجب کے قریب کا درجہ رکھتا ہے، اگر متفرق بیٹھے ہوئے لوگوں کو حی علی الفلاح سے پہلے کھڑا ہونے سے منع کیا جائے گا، تو کوئی صورت نہیں ہے کہ تکبیر ختم ہونے سے پہلے صفیں درست ہوجائیں، اس لئے صفوں کی درستگی کی اہمیت کو ترجیح دیتے ہوئے حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے ادب کو نظر انداز کرنا زیادہ مناسب ہے۔ اس مسئلہ کی نظیر یہ ہے کہ فقہاء نے اسی مستحب کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ امام مکبر کے قد قامت الصلاۃ کہتے ہی تکبیر تحریمہ شروع کردے؛ لیکن خود فقہاء نے اس ادب کو سرے سے نظر انداز کردیا؛ تاکہ نمازیوں اور مؤذن کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو، تو جب محض ایک فضیلت کے حصول کے لئے فقہاء کے بیان کردہ ادب کو ترک کیا جاسکتا ہے تو صفوں کی درستگی کے لئے تو بدرجہ اولی حی علی الفلاح کے ادب کو نظر انداز کرنا مناسب ہوگا۔ **ويـنـبـغـي أن يـأمـرهـم بأن يتراصوا**

ويسدوا الخلل ويسووا مناكبهم. (درمختار ۲/ ۳۱۰) **وشروع الإمام في الصلاة مذ قيل قد قامت الصلاة، ولو أخر حتى أتمها لا بأس به إجماعاً. (درمختار) لأن فيه محافظة على فضيلة المؤذن وإعانة له على الشروع مع الإمام.** (شامی زکریا ۲/ ۱۷۷)

(۴) پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی حیاتِ مبارکہ میں حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا شروع تکبیر سے کھڑا ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے، لہٰذا اسے مطلقاً مکروہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ **أبو هريرة** رضی اللہ عنہ **يقول أقيمت الصلاة فقمنا وعدلنا الصفوف قبل أن يخرج إلينا رسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم. (مسلم شریف ۱/ ۲۲۰ وغیرہ)

(۵) بعض مساجد میں یہ دستور ہے کہ عین جماعت کے وقت امام صاحب حجرہ سے نکل کر مصلیٰ پر آکر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر مکبر تکبیر کہنا شروع کرتا ہے اور اس کے حی علی الفلاح پر پہنچنے کے بعد جماعت کھڑی ہوتی ہے، یہ طریقہ فقہ وحدیث دونوں کے خلاف ہے۔ حدیث کے خلاف اس لئے ہے کہ پورے ذخیرۂ حدیث میں کوئی ایک حدیث بھی ایسی نہیں دکھلائی جاسکتی کہ پیغمبر علیہ السلام حجرۂ مبارکہ سے نکل کر محراب میں آکر تشریف فرما ہوگئے ہوں اور پھر تکبیر شروع ہوئی ہو؛ بلکہ مؤذنِ رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھتے تھے فوراً ہی تکبیر شروع کردیتے تھے اور اسی وقت صحابہ رضی اللہ عنہم بھی کھڑے ہوجاتے تھے، اور فقہ کے خلاف اس لئے ہے کہ ایسی صورت میں جب کہ امام اپنے کمرہ سے مسجد میں عین نماز کے وقت آرہا ہو تو حکم یہ ہے کہ اسے دیکھتے ہی لوگ کھڑے ہوجائیں جیسا کہ اوپر صورت نمبر (۱) اور (۲) میں بیان کیا گیا ہے، ایسی صورت میں یہ حکم ہرگز نہیں ہے کہ امام آکر مصلیٰ پر بیٹھ جائے، اور پھر تکبیر شروع ہو۔

(۶) بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جمعہ کے دن خطبہ دینے کے بعد امام صاحب مصلیٰ پر آکر بیٹھ جاتے ہیں پھر تکبیر شروع ہوتی ہے اور حی علی الفلاح پر لوگ کھڑے ہوتے ہیں، خطیب کا یہ عمل قطعاً بے اصل ہے، کوئی روایت ایسی نہیں دکھلائی جاسکتی کہ پیغمبر علیہ السلام یا کوئی صحابی رسول رضی اللہ عنہ خطبۂ جمعہ کے بعد مصلیٰ پر بیٹھ گئے ہوں اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہوئے ہوں، نیز فقہ کے کسی جزئیہ

سے بھی اس کی تائید نہیں ہوتی ۔اس طریقہ کا التزام بلاشبہ دین میں زیادتی ہے جس کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔

ضروری نوٹ : اس مسئلہ میں خربطہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض مشائخ کی عبارتوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے، مثلاً امام طحاویؒ ''طحاوی علی مراقی الفلاح'' میں لکھتے ہیں کہ: ''ابتدائے اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ ہے''۔ (طحاوی علی المراقی ۱۵۱) (حالاں کہ کسی امام سے صراحتہً یہ بات منقول نہیں ہے)اور دوسری طرف اسی مسئلہ میں درمختار کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ: ''ظاہر یہ ہے کہ اس سے حی علی الفلاح سے تاخیر کرنے سے احتراز مقصود ہے نہ کہ تقدیم سے، حتی کہ اگر شروع اقامت سے کھڑا ہوجائے تو بھی کوئی حرج نہیں''۔(طحاوی علی الدرالمختار ۱۱/۵ بحوالہ احسن الفتاوی ۳۱۶) تو ایک ہی مصنف جب دوطرح کی باتیں لکھے تو ہر بات کا الگ الگ محمل ہونا چاہئے؛ تاکہ تعارض نہ رہے، اور وہ محمل یہ ہے کہ اگر امام اپنی جگہ سے نہ اٹھا ہو یا مسجد میں داخل نہ ہوا ہو تو شروع اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، ایسی صورت میں بیٹھ کر امام کا انتظار کرنا چاہئے تا آں کہ امام مصلیٰ پر آ جائے ،اور جب امام کھڑا ہو چکا ہو یا مصلیٰ پر پہنچ چکا ہو تو پھر شروع اقامت سے کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں ۔فقہاء کی مختلف عبارات پر غور کرنے سے یہی تطبیق موزوں معلوم ہوتی ہے، واللہ اعلم۔ (مسئلہ کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: رسالہ ارشاد الانام بجواب ازالۃ الاوہام در احسن الفتاوی ۲۹۹/۲، ''اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں''؟۔(درجواہر الفقہ ۳۰۹/۱ وغیرہ)

نماز کا مسنون طریقہ

❑ جب مصلیٰ پر کھڑے ہوں:

❍ نماز شروع کرنے سے پہلے مکمل خشوع وخضوع کے ساتھ دربارِ خداندی میں حاضر ہونے کا تصور کریں اور دنیوی وساوس اور خیالات ذہن سے نکال دیں۔ (مجمع الانہر ۱/ ۱۳۷ فقیہ الامت دیوبند)

❍ چہرہ اور سینہ قبلہ کی طرف کرلیں۔ (درمختار زکریا ۲/ ۱۰۸)

❍ سیدھے کھڑے ہوں، سر یا کمر جھکا کر نہ رکھیں۔ (شامی ۲/ ۱۳۱)

❍ پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ رخ رکھنے کا اہتمام کریں، ان کا رخ دائیں بائیں نہ ہو۔ (مستفاد: حلبی کبیر ۳۱۵)

❍ مرد حضرات دونوں پیر ملا کر نہ رکھیں؛ بلکہ ان کے درمیان (اگر کوئی عذر نہ ہوتو) بہتر ہے کہ چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہئے۔ (شامی زکریا ۲/ ۱۳۱، طحطاوی علی المراقی ۱۴۳)

❍ ہر مسلمان پر ہر وقت اپنے ٹخنے کھلے رکھنا لازم ہے، آنحضرت ﷺ نے ٹخنے ڈھکنے والوں کے بارے میں سخت وعید ارشاد فرمائی ہے، اس لئے نماز میں بطورِ خاص ٹخنے کھلے رکھنے کا اہتمام رکھیں۔ (بخاری شریف ۲/ ۸۶۱)

❍ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہوں تو صف سیدھی رکھنے کا اہتمام کریں، اس کی آسان شکل یہ ہے کہ سب نمازی اپنی ایڑیاں صف کے کنارے پر رکھ لیں اور ٹخنے سیدھ میں کرلیں۔ (شامی ۲/ ۱۳۱)

❍ صفوں کے درمیان خلا کو پر کرلیں، اس کی مسنون شکل یہ ہے کہ ہر نمازی اپنا بازو دوسرے نمازی کے بازو سے ملا کر کھڑا ہو۔ (درمختار زکریا ۲/ ۳۱۰)

❍ نمازی کی ہیئت اور لباس باوقار رہنا چاہئے، ننگے سر نماز پڑھنا، کہنیاں کھول کر نماز

پڑھنا، یا حقارت آمیز کپڑے پہن کر نماز پڑھنا بارگاہِ خداوندی کے آداب کے خلاف ہے۔ **قال الشیخ عبد الوهاب الشعرانيؒ: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمر بستر الرأس في الصلوٰة بالعمامة أو القلنسوة وينهى عن كشف الرأس في الصلوٰة.**

(كشف الغمة ١/٨٧، درمختار زكريا ٢/٤٠٧، رسائل غير مقلديت)

❑ جب نماز شروع کریں:

○ نماز شروع کرتے وقت دل میں ارادہ کریں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں، بہتر ہے کہ دل کے استحضار کے ساتھ زبان سے بھی نیت کے الفاظ کہہ لیں؛ لیکن زبان سے نیت کرنا لازم اور ضروری نہیں ہے۔ (درمختار زکریا ۲/۹۱-۹۲)

○ اس کے بعد "**الله أكبر**" کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ رخ ہوں، اور انگوٹھے کان کی لو کے بالمقابل آجائیں۔

(درمختار زکریا ۲/۱۸۲، طحطاوی علی المراقی ۱۳۹)

○ پھر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھیں کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ لیں اور درمیان کی تین انگلیاں سیدھی کر کے اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ (شامی زکریا ۲/۱۸۷)

○ خواتین دوپٹہ کے اندر سے صرف کندھے تک ہاتھ اٹھائیں، اور پھر اپنے سینہ پر دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی کے اوپر رکھ دیں مرد کی طرح حلقہ نہ بنائیں۔ (شامی زکریا ۲/۱۸۸، درمختار ۲/۱۸۲)

❑ قیام کی حالت:

○ تکبیرِ تحریمہ کے بعد ثناء پڑھیں، جس کے الفاظ یہ ہیں: **سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا إلٰه غیرک**۔ (درمختار زكريا ٢/١٨٩)

○ ثناء کے بعد **أعوذ بالله من الشيطن الرجيم** پڑھیں۔ (درمختار زكريا ٢/١٩٠)

○ اس کے بعد **بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم** پڑھیں۔ (درمختار زکریا ۱۹۱/۲)

○ بسم اللہ کے بعد سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھیں، اور بہتر یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ اس کی ہر آیت الگ الگ سانس میں تلاوت کریں۔ (مستفاد: مسلم شریف ۱۷۲/۱)

○ پھر ہر نماز کے اعتبار سے جو سورۃ مستحب ہو (یا جو سورۃ یاد ہو) اسے پڑھیں۔ (درمختار زکریا ۱۹۴/۲)

○ اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو ثنا پڑھنے کے بعد خاموش کھڑے رہیں، تعوذ وتسمیہ اور قرأت نہ کریں، خواہ نماز جہری ہو یا سری، اس لئے کہ امام کی قرأت مقتدیوں کی طرف سے بھی کافی ہے۔ **قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ...... وإذا قرأ فانصتوا.** (مسلم شریف ۱۷٤/۱) **عن نافع أن عبد اللّٰہ بن عمر رضي اللّٰہ عنه کان إذا سئل هل یقرأ أحدکم خلف الإمام؟ یقول: إذا صلی أحدکم خلف الإمام فحسبه قراءة الإمام، وإذا صلی وحده فلیقرأ، قال: وکان عبد اللّٰہ لا یقرأ خلف الإمام.** (موطا مالك ۲۹، طحاوي جدید ۲۸٤/۱، رسائل غیر مقلدیت ۳۸۹) **عن جابر رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من کان له إمام فقراءة الإمام له قراءة.**

(آثار السنن بروایة مؤطا محمدؒ والطحاوي وغیرهم ۸٤، مجمع الانهر ۹۵/۱، درمختار زکریا ۲٦٦/۲)

○ جب امام وَلَا الضَّالِّیْنَ کہے تو سب مقتدی آہستہ آواز سے ''آمین'' کہیں۔ (ترمذی شریف ۵۸/۱، حلبی کبیر ۳۰۹، درمختار زکریا ۱۹۵/۲)

○ کھڑے ہوتے وقت بالکل پرسکون رہیں جسم کو خواہ مخواہ حرکت نہ دیں، کھجلی کے تقاضے کو حتی الامکان برداشت کریں، ناگزیر صورت ہو تو صرف ایک ہاتھ کا بقدر ضرورت استعمال کریں، اس طرح ممکن حد تک جمائی کو روکنے کی کوشش کریں، نیز ایک پاؤں پر مکمل زور دے کر نہ کھڑے ہوں؛ بلکہ اعتدال کے ساتھ دونوں پیروں پر برابر وزن رکھیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۵۱)

○ قیام کی حالت میں نظریں سجدہ کی جگہ جمائے رکھیں۔ (درمختار زکریا ۱۷۵/۲)

❑ رکوع کی حالت:

○ قرأت ختم ہونے کے فوراً بعد ''**اللّٰہ أکبر**'' کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں۔

(درمختار زکریا ۲/۱۹۶)

○ رکوع میں جاتے وقت رفع یدین مستحب نہیں ہے۔(مؤطا امام محمدؒ ۹۲ وغیرہ)

○ رکوع میں اتنا جھکیں کہ کمر اور سر ایک سطح پر آ جائیں۔(درمختار زکریا ۲/۱۹۶)

○ رکوع کے دوران سر اور گردن درمیان میں رکھیں، نہ اتنا اوپر اٹھائیں کہ کمر سے اوپر ہو جائے اور نہ اتنا نیچے کریں کہ ٹھوڑی سینے سے لگ جائے۔(درمختار زکریا ۲/۱۹۷)

○ پاؤں بالکل سیدھے رکھیں ان کو خم نہ دیں۔(شامی زکریا ۲/۱۹۷)

○ دونوں پیر برابر رکھیں، انگلیاں قبلہ رخ رکھیں، اور دونوں پیروں کے درمیان کم از کم چار انگل کا فاصلہ رکھیں۔(حلبی کبیر ۳۱۵، شامی زکریا ۲/۱۳۱)

○ ہاتھ کی انگلیاں کھول کر گھٹنے اچھی طرح سے پکڑ لیں۔(درمختار زکریا ۲/۱۹۶)

○ رکوع کی حالت میں بازو سیدھے رکھیں انہیں رانوں پر نہ ٹیکیں اور نہ کمان کی طرح خمیدہ کریں۔(مراقی الفلاح ۱۵۴)

○ رکوع میں نظریں دونوں قدموں پر جمائے رہیں۔(درمختار زکریا ۲/۱۷۵)

○ عورت رکوع میں صرف اس حد تک جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، اور وہ انگلیاں کھول کر گھٹنوں کو نہ پکڑے؛ بلکہ صرف انگلیاں گھٹنوں پر رکھ لے۔(شامی زکریا ۲/۱۹۷)

○ رکوع میں کم از کم تین مرتبہ "**سبحان ربی العظیم**" پڑھیں۔(مراقی الفلاح ۱۵۴، درمختار زکریا ۲/۱۹۷)

□ قومہ کی حالت:

○ رکوع کے بعد "**سمع اللّٰہ لمن حمدہ**" کہتے ہوئے بالکل سیدھے کھڑے ہو جائیں، ذرا بھی جھکے نہ رہیں۔(شامی زکریا ۲/۲۰۰-۲۰۲)

○ اس کے بعد "**ربنا لک الحمد**" کہیں۔(درمختار زکریا ۲/۲۰۱)

○ اگر مقتدی ہو تو "**سمع اللّٰہ لمن حمدہ**" نہ کہے؛ بلکہ صرف "**ربنا لک الحمد**" کہے۔(درمختار زکریا ۲/۲۰۱)

○ قومہ کی حالت میں ہاتھ نہ باندھیں بلکہ اپنی حالت پر چھوڑے رکھیں۔(حلبی کبیر ۳۲۰)

○ قومہ میں جلد بازی نہ کریں؛ بلکہ اتنی دیر ضرور کھڑے رہیں کہ تمام اعضاء اپنی اپنی جگہ پر ساکن ہوجائیں، بسا اوقات اس میں جلد بازی کرنے سے نماز واجب الاعادہ ہوجاتی ہے۔

(طحاوی علی المراقی ۱۳۵، شامی زکریا ۳/ ۱۵۷، حلبی کبیر ۳۲۰)

❑ سجدہ میں جانے کا صحیح طریقہ:

○ اس کے بعد "اللّٰہ أکبر" کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں، جس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت کمر سیدھی رکھتے ہوئے اولاً گھٹنے موڑ کر زمین پر رکھیں، اس کے بعد بتدریج سینہ کو زمین کی طرف جھکاتے ہوئے پہلے ہتھیلیاں زمین پر رکھیں، اس کے بعد ہتھیلیوں کے بیچ میں ناک اور پیشانی رکھ دیں۔ (شامی زکریا ۲/ ۲۰۲، مراقی الفلاح ۱۵۴)

○ مذکورہ ترتیب کے خلاف بلا عذر سجدہ میں جانا، مثلاً گھٹنے زمین پر ٹیکنے سے پہلے چہرہ اور سینہ آگے کو جھکا دینا (جیسا کہ عام لوگوں میں معمول ہے) یا ہاتھ زمین پر رکھنے سے پہلے پیشانی رکھ دینا وغیرہ یہ سب صورتیں صحیح طریقہ کے خلاف اور قابل ترک ہیں۔ (شامی زکریا ۲/ ۲۰۲)

❑ سجدہ کی حالت:

○ سجدہ میں ہر ہاتھ کی انگلیاں ملا کر اور قبلہ رخ رکھیں۔ (شامی زکریا ۲/ ۲۰۳)

○ دونوں ہاتھ کے انگوٹھے کان کی لَو کے بالمقابل رہنے چاہئیں۔ (شامی زکریا ۲/ ۲۰۳، حلبی کبیر ۳۲۱)

○ مردوں کے لئے سجدہ کی حالت میں کہنیاں زمین یا رانوں پر ٹیکنا صحیح نہیں ہے، ہمیشہ کہنیاں اوپر اٹھا کر رکھیں۔ (درمختار زکریا ۲/ ۲۱۰) تاہم جماعت سے نماز پڑھتے وقت دائیں بائیں کہنیاں اس طرح نہ نکالیں جس سے دیگر نمازیوں کو زحمت ہو۔

○ مرد نمازی سجدہ میں اپنی رانیں اور پیٹ الگ الگ رکھیں، انہیں آپس میں نہ ملائیں۔

(درمختار زکریا ۲/ ۲۱۰)

○ عورتیں زمین سے بالکل چپٹ کر سجدہ کریں، نہ تو کہنیاں اوپر اٹھائیں اور نہ ہی رانیں پیٹ

سے الگ کریں؛ بلکہ دونوں کو ملا کر سجدہ کریں اور پیروں کو بچھائے رہیں۔ (درمختار زکریا ۲/۲۱۱، عالمگیری ۱/۷۵)

- سجدہ میں پیروں کی انگلیاں موڑ کر قبلہ رخ ہی رکھیں پیروں کے سرے کو بلا عذر سیدھا زمین کی طرف رکھنا درست نہیں ہے۔ (درمختار زکریا ۲/۲۱۰)
- سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ "سبحان ربی الأعلیٰ" پڑھنا مسنون ہے، اس سے پہلے سجدہ سے سر نہ اٹھائیں۔ (درمختار زکریا ۲/۱۹۷)
- سجدہ کے دوران نظریں اپنی ناک کے بانسوں پر رکھیں۔ (درمختار زکریا ۲/۱۷۵)
- اس کا خیال رکھیں کہ سجدہ کے دوران دونوں پیر زمین سے نہ اٹھے رہیں، ورنہ نماز فاسد ہوسکتی ہے۔ (فتح القدیر ۱/۳۰۵)

دونوں سجدوں کے درمیان:

- پھر "اللّٰہ أکبر" کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھائیں۔
- اٹھتے وقت پہلے پیشانی اٹھائیں پھر ہتھیلیاں۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۲۰۳)
- اس کے بعد بایاں قدم بچھا کر اس پر دوزانو بیٹھ جائیں جب کہ دایاں قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرلیں۔ (درمختار زکریا ۲/۲۱۶، حلبی کبیر ۳۲۷)
- دونوں پیر کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا بلا عذر صحیح نہیں ہے۔ (البحر الرائق ۲/۲۲، شامی زکریا ۲/۴۱۱)
- اس وقت عورتوں کے بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ دونوں پیر بچھا کر دائیں طرف نکالیں اور بائیں پہلو پر بیٹھ جائیں۔ (حلبی کبیر ۳۳۳، عالمگیری ۱/۷۵)
- بیٹھتے وقت نظریں اپنی گود پر رکھیں۔ (درمختار زکریا ۲/۱۷۵)
- بیٹھنے کے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں قبلہ رخ رہیں ان کو گھٹنوں پر نہ رکھیں۔ (درمختار زکریا ۲/۲۱۶، حلبی کبیر ۳۲۸)

دوسرا سجدہ:

- جلسہ میں کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر اطمینان سے بیٹھنے کے بعد "اللّٰہ

أکبر'' کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں چلے جائیں۔(شامی زکریا ۲/۲۱۶)

- سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھیں، اس کے بعد ناک اور پیشانی۔(درمختار زکریا ۲/۲۰۲)
- سجدہ کی ہیئت وغیرہ میں وہی تفصیل ہے جو پہلے سجدہ میں بیان ہوئی۔

❑ سجدہ سے قیام کی طرف:

- جب سجدہ سے قیام کی طرف جائیں تو اولاً پیشانی زمین سے اٹھائیں، اس کے بعد ہتھیلیاں، اور پھر گھٹنے۔(درمختار زکریا ۲/۲۰۳)
- اٹھتے وقت قدموں کے بل اٹھیں اور بلا عذر زمین کا سہارا لینے کی عادت نہ بنائیں؛ البتہ کوئی عذر ہو تو سہارے میں حرج نہیں۔(شامی ۲/۲۱۳، حلبی کبیر ۳۲۳)
- کھڑے ہونے کے بعد اولاً بسم اللہ پڑھیں، اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور قرأت کریں، بعد ازاں اسی طرح رکوع اور سجدے کریں جیسا کہ پہلی رکعت میں کیا ہے۔(درمختار ۲/۱۹۲)

❑ قعدے کی حالت:

- دوسری رکعت مکمل کرنے کے بعد اس طرح دوزانو بیٹھ جائیں جیسا کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ لکھا گیا ہے۔(درمختار ۲/۲۱۶) اور نظریں اپنی گود پر جمائے رکھیں۔(درمختار ۲/۲۱۸)
- اس کے بعد "**التحیات**'' پڑھیں۔(درمختار ۲/۲۱۸)
- التحیات میں جب "**أشھد أن لا إلٰہ**'' پر پہنچیں تو دائیں ہاتھ کا حلقہ بنا کر شہادت کی انگلی اس حد تک اٹھائیں کہ انگلی کا رخ قبلہ کی طرف ہی رہے، آسمان کی طرف رخ نہ ہو، اور جب ''**إلا للّٰہ**'' پر پہنچیں تو انگلی نیچی کرلیں۔(شامی ۲/۲۱۷)
- اور یہ حلقہ سلام پھیرنے تک برقرار رکھیں۔
- اگر پہلا قعدہ ہو تو التحیات پڑھتے ہی فوراً تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں بالکل تاخیر نہ کریں۔(درمختار ۲/۲۲۰)

○ اگر قعدۂ اخیرہ ہوتو التحیات کے بعد درودِ ابراہیمی پڑھیں، اس کے بعد کوئی دعائے ماثورہ پڑھیں۔(درمختار۲/۲۲۲-۲۲۳)

❑ سلام:

○ نماز کے اختتام پر اولاً دائیں پھر بائیں سر گھماتے ہوئے "السلام علیکم ورحمة الله" کہیں۔(درمختار۲/۲۴۰)

○ سلام پھیرتے وقت گردن اتنی موڑیں کہ پیچھے سے رخسار دکھائی دے جائے۔(درمختار۲/۲۳۹)

○ چہرہ گھماتے وقت نظر کندھوں پر رکھیں۔(درمختار۲/۱۷۵)

○ سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں نماز میں شریک ملائکہ اور جنات وانسان سب کو سلام کرنے کی نیت کریں۔(درمختار۲/۲۴۲)

○ اکیلے نماز پڑھنے والا صرف محافظ فرشتوں پر سلام کی نیت کرے۔(درمختار۲/۲۴۶)

○ بہتر ہے کہ دوسرے سلام کی آواز پہلے سلام سے پست ہو۔(درمختار۲/۲۴۱)

❑ نماز کے بعد:

○ جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر، ان میں اولاً استغفار، تسبیحاتِ فاطمی پڑھیں یعنی ۳۳ رمرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ رمرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ رمرتبہ اللہ اکبر، اس کے بعد دعا کریں۔ (شامی زکریا۲/۲۴۷)

○ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب اور عشاء ان میں سلام پھیرتے ہی مختصر دعا کر کے سنتیں ادا کریں، نماز کے بعد کا وقت بھی دعا کے مقبول اوقات میں ہے، پھر سنتوں کے بعد تسبیحاتِ فاطمی پڑھیں۔(مستفاد: شامی زکریا۲/۲۴۶)

عورت اور مرد کی نماز کی کیفیت میں فرق

حضراتِ فقہاء نے احادیثِ شریفہ اور آثارِ صحابہ ﷺ وغیرہ کو سامنے رکھ کر عورت اور مرد کی نماز کی کیفیت میں چوبیس باتوں میں فرق رکھا ہے، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) عورت تکبیرِ تحریمہ میں صرف کندھوں اور سینوں تک ہاتھ اٹھائے گی، جب کہ مرد کو کانوں کی لوتک ہاتھ اُٹھانے کا حکم ہے۔ **عن وائل بن حجر رضي اللّٰه عنه قال: قال لي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يا وائل! إذا صليت فاجعل يديک حذاء أذنيک والمرأة تجعل يديها حذاء ثديها.** (المعجم الكبير للطبراني: ١٤٤٩٧، رسائل غير مقلديت ٣٧٤) **ترفع يديها حذاء منكبيها.** (شامی زکریا ۲۱۱/۲، ہندیہ ۷۳/۱)

(۲) عورت دوپٹہ اور چادر کے اندر سے ہاتھ اٹھائے گی، جب کہ مرد کے لئے ہاتھ کو باہر نکال کر رفع یدین کرنے کا حکم ہے۔ **ولا تخرج يديها من كميها.** (شامی زکریا ۲۱۱/۲)

(۳) عورت اپنے سینے پر ہاتھ رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا حکم ہے۔ **وتضع الكف على الكف تحت ثديها.** (شامی زکریا ۲۱۱/۲، ہندیہ ۷۳/۱)

(۴) عورت رکوع میں معمولی سا جھکے گی، جب کہ مرد کے لئے اچھی طرح سے جھکنے کا حکم ہے۔ **وتنحني في الركوع قليلاً.** (شامی زکریا ۲۱۱/۲، عالمگیری ۷۴/۱)

(۵) عورت رکوع میں گھٹنوں پر حلقہ نہیں بنائے گی، جب کہ مرد کے لئے باقاعدہ ہاتھ سے گھٹنوں کو پکڑ کر حلقہ بنانے کا حکم ہے۔ **ولا تعقد.** (شامی زکریا ۲۱۱/۲، مراقی الفلاح ۲۸۲)

(۶) عورت گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے وقت انگلیاں ملائے رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے اس وقت انگلیاں کھولنے کا حکم ہے۔ **ولا تفرج فيه أصابعها بل تضمها.** (شامی زکریا ۲۱۱/۲، ہندیۃ ۷۴/۱)

(۷) عورت رکوع میں گھٹنوں پر صرف ہاتھ رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے گھٹنوں کو پکڑنے کا حکم ہے۔ **وتضع يديها على ركبتيها.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، هندیه ۱/ ۷٤)

(۸) عورت رکوع میں گھٹنوں کو ذرا خم دے گی، جب کہ مرد کے لئے گھٹنوں کو خم دینا منع ہے۔ **ولا تخي ركبتيها.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، عالمگیری ۱/ ۷٤)

(۹) عورت کے لئے قیام ورکوع میں اپنے دونوں ٹخنوں کو ملانا بہتر ہے۔ (تحفۃ النساء ۱۰۵) جب کہ مرد کے لئے دونوں ٹخنوں کے درمیان چار انگل کے بقدر فاصلہ رکھنا افضل ہے۔

(۱۰) عورت رکوع اور سجدے میں سمٹ کر رہے گی، جب کہ مرد کے لئے ہر عضو کو الگ الگ رکھنے کا حکم ہے۔ **عن إبراهيم قال: كانت تؤمر المرأة أن تضع ذراعيها وبطنها على فخذيها إذا سجدت ولا تتجافى كما يتجافى الرجل لكي لا ترفع عجيزتها.** (مصنف ابن أبي شيبة ۱/ ۲٤۲) **عن ابن عمر رضي الله عنه مرفوعاً: ...... وإذا سجدت ألصقت بطنها بفخذها كاستر ما يكون لها.** (كنز العمال ۷/ ۲۲۳ رحمانیه لاهور، رسائل غیر مقلدیت ۳۷۵) **وتنضم في ركوعها وسجودها.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، هداية ۱/ ۱۱۰)

(۱۱) عورت کے لئے سجدہ میں دونوں قدم کھڑے کرنے کا حکم نہیں ہے؛ بلکہ وہ بیٹھے بیٹھے زمین سے چمٹ کر سجدہ کرے گی، جب کہ مرد کے لئے دونوں پیروں کو کھڑا کر کے انگلیوں کو قبلہ رخ کرنے کا حکم ہے۔ **إن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على امرأتين تصليان، فقال: إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض فإن المرأة ليست في ذٰلك كالرجل.** (مراسيل أبي داؤد ۸، السنن الكبرىٰ ۲/ ۳۱۵، بحواله تحفة النساء ۱۰٦، مستفاد شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، بدائع الصنائع ۱/ ٤۹٤)

(۱۲) عورت سجدے میں اپنی کہنیوں کو بچھا کر رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے کہنیوں کو اٹھا کر رکھنے کا حکم ہے۔ **وتفترش ذراعيها.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، بدائع الصنائع ۱/ ٤۹٤)

(۱۳) عورت تشہد میں ''تورّک'' کرے گی یعنی دونوں پیر دائیں جانب نکال کر بیٹھے گی،

جب کہ مرد کے لئے دایاں پیر کھڑا کرکے بائیں پیر پر بیٹھنا مسنون ہے۔ **إذا جلست المرأة في الصلوٰة وضعت فخذها على فخذها الأخرىٰ الخ.** (سنن بیهقي ۲/۲۲۲)

وتتورک في التشهد. (شامی زکریا ۲/۲۱۱، هدایه ۱/۱۱۱، شرح وقایه ۱/۱۴۸)

(۱۴) عورت تشہد کے وقت اپنی انگلیاں ملاکر رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے انگلیاں اپنے حال پر رکھنے کا حکم ہے۔ **وتضم فیه أصابعها.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱)

(۱۵) اگر جماعت میں کوئی بات پیش آئے تو عورت الٹے ہاتھ سے تالی بجا کر متوجہ کرے گی، جب کہ مرد کے لئے ایسی صورت میں بآواز بلند تسبیح وتکبیر کا حکم ہے۔ **وإذا أنابها شيئ في صلوتها تصفق ولا تسبح.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱)

(۱۶) عورت کے لئے کسی مرد کی امامت جائز نہیں، جب کہ مرد کے لئے عورتوں کی امامت جائز ہے۔ **ولا تؤم الرجل.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱، طحطاوی ۲۸۸)

(۱۷) عورتوں کی جماعت مکروہ ہے، جب کہ مردوں کی جماعت پسندیدہ اور مسنون ہے۔ **وتکره جماعتهن.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱)

(۱۸) اگر عورتیں اپنی جماعت کریں تو ان کی امام صف ہی کے اندر بیچ ہی میں کھڑی ہوگی، جب کہ مرد امام کے لئے آگے کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ **ویقف الإمام وسطهن.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱)

(۱۹) عورتوں کے لئے جماعت میں شرکت ناپسندیدہ ہے، جب کہ مردوں کے لئے جماعت سنتِ مؤکدہ ہے۔ **ویکره حضورها الجماعة.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۳۰۴)

(۲۰) اگر عورتیں جماعت میں شریک ہوں تو ان کو مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا ضروری ہے، جب کہ مردوں کے لئے آگے کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ **وتؤخر مع الرجال.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱، مراقی الفلاح ۳۰۶)

(۲۱) عورتوں پر جمعہ فرض نہیں، جب کہ مردوں پر لازمی ہے۔ **ولا جمعة علیها.**

(شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، مراقی الفلاح ۵۰۳)

(۲۲) عورتوں پر عید کی نماز واجب نہیں، جب کہ مردوں پر لازم ہے۔ **ولا عیــــــد.**

(شامی زکریا ۲/ ۲۱۱)

(۲۳) عورتوں کے لئے فجر کی نماز اسفار (روشنی) میں پڑھنا مستحب نہیں (بلکہ انہیں اول وقت فجر کی نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے) جب کہ مردوں کے لئے اسفار میں پڑھنا افضل ہے۔ **ولا یستحب أن تسفر بالفجر.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱)

(۲۴) جہری نماز میں عورتوں کے لئے جہر جائز نہیں، جب کہ مردوں کے لئے جہر جائز ہے اور امام کے لئے واجب ہے۔ **ولا تجهر في الجهرية.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱)

مکروہاتِ نماز

کراہت کا مطلب

نماز میں کراہت آنے کے معنی یہ ہیں کہ مکروہ اعمال کے ارتکاب کی وجہ سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی؛ البتہ کراہت کے درجات کے اعتبار سے نقصان آجانے کی بنا پر ثواب میں کمی ہوجاتی ہے؛ اس لئے پوری کوشش کرنی چاہئے کہ نماز میں کسی مکروہ فعل کا ارتکاب نہ ہو۔ **مستفاد: لا تفسد بتركها وتعاد وجوباً في العمد والسهو إن لم يسجد له.** (درمختار ۱۳۰/۲، شامی زکریا ۱٤٦/۲)

کراہت کی قسمیں

کراہت کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: (۱) کراہتِ تحریمی (۲) کراہتِ تنزیہی۔ ان دونوں میں فرق وامتیاز کراہت کی دلیلوں کے اعتبار سے ہوگا، اگر ممانعت کی دلیل ظنی الثبوت یا ظنی الدلالہ ہے یا وہ فعل ترک واجب کو شامل ہے اس پر مکروہ تحریمی کا اطلاق ہوگا۔ اور اگر ممانعت کی دلیل خلافِ اولی یا ترکِ استحباب پر مبنی ہے تو اس فعل کو مکروہ تنزیہی کہا جائے گا۔ پھر کراہت تحریمی اور کراہت تنزیہی میں بھی شدت وضعف کے اعتبار سے الگ الگ مراتب ہیں جنہیں صاحبِ نظر عالم اور ماہر فقیہ دلائل کی روشنی میں خود متعین کرسکتا ہے۔

قال الشامي: والمكروه في هذا الباب نوعان: أحدهما ما يكره تحريماً وهو المحمل عند إطلاقهم كما في زكوة الفتح وذكر أنه في رتبة الواجب لايثبت إلا بما يثبت به الواجب يعني بالمعنى الظني الثبوت أو الدلالة فإن الواجب يثبت بالأمر الظني الثبوت أو الدلالة. ثانيهما: المكروه تنزيهاً ومرجعه إلى ما تركه أولى وكثيراً ما يطلقونه كما ذكر في الحلية فحينئذٍ إذا ذكروا مكروهاً فلابد من النظر في دليله، فان كان نهياً ظنياً يحكم بكراهة التحريم إلا لصارف للنهي عن التحريم إلى الندب، وإن لم يكن الدليل نهياً بل كان مفيداً للترك الغير الجازم فهي تنزيهية. قلت: ويعرف أيضاً بلا دليل نهي خاص بأن تضمن ترك واجب أو ترك سنة فالأول مكروه تحريماً والثاني تنزيهاً

لكن تتفاوت التنزيهية في الشدة و القرب من التحريمية بحسب تأكيد السنة فإن مراتب الاستحباب متفاوتة كمراتب السنة والواجب و الفرض فكذا اضدادها كما أفاده في شرح المنية. (شامي بيروت ۳٤۸/۲، زكريا ٤٠٤/۲-٤٠٥)

مکروہ کا اثر نماز پر

جو نماز کراہتِ تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے، مثلاً ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھی جس میں تصویریں بنی ہوئی ہوں تو اس نماز کا لوٹانا ضروری ہوگا، جلد از جلد اس کا اعادہ کرلیا جائے خواہ وقت کے اندر ہو یا وقت کے بعد اور اگر کراہت تنزیہی کا ارتکاب ہوا تو نماز کا اعادہ واجب نہیں ؛ البتہ مستحب ہے۔ وفي جامع التمرتاشي: لو صلى في ثوب فيه صورة يكره وتجب الإعادة. قال أبواليسر: هذا هو الحكم في كل صلاة أديت مع الكراهة الخ. (شامي زكريا ۵۲۱/۲) قال الشامي: وأما كونها واجبة في الوقت مندوبة بعده كما فهمه في البحر وتبعه الشارح فلا دليل عليه وقد نقل الخير الرملي في حاشية البحر عن خط العلامة المقدسي أن ما ذكره في البحر يجب أن لا يعتمد عليه لإطلاق قولهم "كل صلاة أديت مع الكراهة سبيلها الإعادة" قلت: أي لأنه يشمل وجوبها في الوقت وبعده الخ، ثم هذا حيث كان النقصان بكراهة تحريم لما في مكروهات الصلاة من فتح القدير أن الحق التفصيل بين كون تلك الكراهة كراهة تحريم فتجب الإعاده أوتنزيه فتستحب، أي تستحب في الوقت وبعده أيضاً. (شامي بيروت ٤٥٦/۲، زكريا ۵۲۲/۲)

جس مکروہ تحریمی سے نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے وہ ایسا مکروہ تحریمی ہے جس کا تعلق نماز کے عین افعال سے ہو مثلاً: تعدیلِ ارکان چھوڑ دینا، یا تصویر والے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا وغیرہ ؛ لیکن ایسا فعلِ مکروہ جس کا تعلق عین ارکانِ نماز سے نہ ہو ؛ بلکہ اس میں کراہت کسی دوسری وجہ سے آئی ہو، مثلاً سورتوں کا الٹ پلٹ کر کے پڑھ دینا یا فاسق امام کا نماز پڑھانا، تو اس طرح کی کراہت کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ نہیں ہوتی ؛ اس لئے کہ قرآنِ کریم کی آیات اور سورتوں میں ترتیب کا لحاظ رکھنا دراصل نماز کے واجبات میں سے نہیں ؛ بلکہ قرأتِ قرآن کے واجبات میں سے ہے۔ اسی طرح فسق سے محفوظ رہنا ہر مسلمان پر مستقلاً واجب ہے وہ اصلاً نماز کے واجبات میں سے نہیں ؛ بلکہ جماعت کے واجبات میں سے ہے۔ (مکروہاتِ تحریمی کی بحث میں درج بالا وضاحت پیشِ نظر رکھنی ضروری ہے)

قال الشامی بحثاً: إلا أن يدعی تخصيصها بأن مرادهم بالواجب والسنة التی تعاد بتركه ما كان من ماهية الصلاة وأجزائها الخ والأقرب الأول ولذا لم يذكروا الجماعة من جملة واجبات الصلوة، لأنها واجب مستقل بنفسه خارج عن ماهية الصلاة. ويؤيده أيضاً أنهم قالوا: يجب الترتيب فی سور القرآن فلو قرأ منكوساً أثم لكن لا يلزمه سجود السهو لأن ذٰلک من واجبات القراءة لا من واجبات الصلاة. (شامی بيروت ١٣١/٢، زكريا ١٤٨/٢، امداد الفتاوی ٢٦٠/١)

عام طور پرفقہاء کرام نے مکروہاتِ نماز کے باب میں مکروہاتِ تحریمیہ وتنزیہیہ کو ملا جلا کر بیان فرمایا ہے، ہم نے کوشش کی ہے کہ دونوں طرح کے افعال کو الگ الگ کردیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

□ مکروہاتِ تحریمیہ:

سر یا کندھوں پر کپڑا ڈال کر دونوں جانب چھوڑ دینا

نماز کی حالت میں چادر یا رومال سر یا دونوں کندھوں پر رکھ کر اس کے دونوں سرے ایک دوسری جانب لپیٹے بغیر دونوں جانب چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے، اس کو ''سدل'' کہا جاتا ہے، یہی حکم اس صورت میں بھی ہے، جب کہ کوٹ یا شیروانی کو آستینوں میں ہاتھ دیئے بغیر کندھے پر ڈال لیا جائے (خارجِ نماز یہ کیفیت مکروہ تنزیہی ہے) وكره الخ. سدل تحريماً للنهی ثوبه أی إرساله بلا لبس معتاد، وكذا القباء بكم إلی وراء ذكره الحلبی كشد ومنديل يرسله من كتفيه فلو من أحدهما لم يكره كحالة عذر وخارج صلوة في الأصح. (درمختار) قال الشامی: أی إذا لم يكن للتكبّر فالأصحّ أنه لايكره، قال فی النهر أی تحريماً وإلاَّ فمقتضی ما مر أنه يكره تنزيهاً. (شامی بيروت ٣٤٩/٢، زكريا ٤٠٥/٢، شرح وقاية ١٦٧/١، بدائع الصنائع ٥١٣/١، هداية ١٤١/١)

دورانِ نماز دامن یا آستین کو چڑھا کر رکھنا

آستین اور دامن سمٹے ہوئے حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے (اور اگر کوئی شخص جلد

بازی میں اس حالت میں نماز میں داخل ہوا کہ اس کی آستینیں چڑھی رہ گئی ہیں، تو اس کو چاہئے کہ معمولی عمل کے ساتھ آستینیں ٹھیک کرلے، اسی طرح سجدے میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے دامن نہ سمیٹے) **وکره كفه أي رفعه ولو لتراب كمشمّر كم أو ذيل (درمختار) وحرّر الخير الرملي: ما يفيد أن الكراهة فيه تحريمية الخ. ومثله ما لو شمر للوضوء ثم عجل لإدراك الركعة مع الإمام، وإذا دخل فى الصلوة كذٰلک وقلنا بالكراهة فهل الأفضل إرخاء كميه فيها بعمل قليل أو تركهما لم أره، والأظهر الأول بدليل قوله الآتي ولو سقطت قلنسوته فإعادتها أفضل.** (شامی بیروت ۳۵۰/۲، زکریا ۴۰۶/۲، شرح وقاية ۱۶۷/۱، هندية ۱و۱۰۵، هداية ۱۴۱/۱، بدائع الصنائع ۵۰۶/۱)

تنبیه: اسی سے یہ بھی مستنبط ہوا کہ چھوٹی آستین والی شرٹ (جو آج کل بکثرت رائج ہے) پہن کر بھی نماز پڑھنا کم از کم مکروہ تنزیہی ہوگا۔

دورانِ نماز کپڑے یا بدن سے کھیلنا

نماز کی حالت میں کپڑے یا بدن کے کسی حصّے سے کھیل کرنا یعنی خواہ مخواہ کپڑے کو یا بدن کو ہاتھ لگائے رہنا مکروہ تحریمی ہے (مثلاً بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ نماز سے زیادہ اپنے کپڑوں کے کلپ کا خیال رکھتے ہیں اور رکوع سجدہ سے اٹھتے بیٹھتے دامن اور آستین یا رومال کی ہیئت درست کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح دورانِ نماز بدن کے کسی حصے کو رگڑنا یا ناخون چھیلنا یا ناک کریدنا یہ سب فعل عبث میں داخل اور مکروہ تحریمی ہیں) **وعبثه به أي بثوبه وبجسده للنهي إلا لحاجةٍ (درمختار) قال الشامي: قوله للنهي وهو ما أخرجه القضاعي عنه ﷺ. "إن الله كره لكم ثلاثاً: العبث في الصلوة والرفث في الصيام والضحک في المقابر" وهي كراهة تحريم كما في البحر.** (شامی بیروت ۳۵۰/۲، زکریا ۴۰۶/۲، شرح وقاية ۱۶۷/۱، مجمع الانهر ۱۲۳/۱، خانية على الهندية ۱۰۵/۱)

پیشاب، پاخانہ کے تقاضے کے وقت نماز پڑھنا

پیشاب، پاخانہ یا ریاح کے دباؤ کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگر نماز شروع کرتے وقت تقاضا نہیں تھا درمیان میں یہ صورت پیش آ گئی اور وقت میں گنجائش ہے، تو نماز توڑ کر اولاً ضرورت سے فارغ ہونا چاہئے اس کے بعد سکون کی حالت میں نماز ادا کرنی چاہئے، خواہ نماز تنہا پڑھ رہا ہو یا جماعت کے ساتھ، اگر تقاضے کو زبردستی روک کر نماز پوری کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ **وصلاته مع مدافعة الأخبثين أو أحدهما أو لريح للنهي. (درمختار) قال في الخزائن: سواء كان بعد شروعه أو قبله فإن شغله قطعها إن لم يخف فوت الوقت وإن أتمها أثم الخ. وما ذكره من الإثم صرح به في شرح المنية وقال لأدائها مع الكراهة التحريمية بقي ما خشي فوت الجماعة ولايجد جماعة غيرها فهل يقطعها، كما يقطعها إذا رائ على ثوبه نجاسة قدر الدرهم ليغسلها أو لا كما إذا كانت النجاسة أقل من الدرهم، والصواب الأول لأن ترك سنة الجماعة أولى بالا تيان بالكراهة.**

(شامی بیروت ۳۵۲/۲، زکریا ۴۰۸/۲، عالمگیری ۱۰۷/۱، کبیری ۳۵۲، خانیة ۱۱۹/۱)

نوٹ: جماعت کے دوران اگر یہ حالت پیش آئے تو ایسی صورت میں پچھلی صفوں کے درمیان سے گذر کر آنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

مرد کا بالوں کو باندھ کر نماز پڑھنا

کسی مرد کا اپنے بالوں کی چوٹیاں یا مینڈھیاں بنا کر یا ربڑ وغیرہ سے باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (البتہ عورتوں کے لئے اس کی ممانعت نہیں) **وعقص شعره للنهي عن كفه ولو بجمعه أو إدخال أطرافه في أصوله لقبل الصلوة الخ. (درمختار) والمراد به أن يجعله على هامته ويشده بصمغ أو أن يلف ذوائبه حول رأسه كما يفعله النساء في بعض الأوقات أو يجمع الشعر كله من قبل القفا، أو يشده بخيط أو بخرقةٍ كي لا يصيب الأرض إذا سجدوا جميع ذٰلك مكروه لما روى الطبراني**

أنـه عـليـه الـصلاة والسلام نهى أن يصلى الرجل ورأسهٗ معقوص الخ. (ابن ماجة ۷۲ بـلـفـظ: أن يـصـلـى الـرجـل وهـو عـاقص شعره وبمعناه فى أبو داؤد ۹٥/۱ ونسائى ۱۲٥/۱ ومسلم ۱۹۳) والأشبه بسياق الحديث أنها تحريم. (شامى بيروت ۳٥۲/۲، زكريا ٤۰۸/۲، بدائع ٥۰٦/۱، عالمگیری ۱۰٦/۱، مجمع الانهر ۱۲٤/۱، كبيرى ۳۳٥)

دورانِ نماز سجدے کی جگہ کو بار بار صاف کرنا

نماز کے دوران سجدے کی جگہ اگر کوئی کنکری وغیرہ نظر آئے تو ایک مرتبہ صاف کرنے کی اجازت ہے؛ لیکن اگر بار بار خواہ مخواہ صاف کرے گا تو یہ فعل مکروہ ہوگا۔ وقلب الحصى للنهى إلا لسجوده التام فيرخص مرة وتركها أولىٰ. (درمختار) عن معيقيب أنه عليه الصلاة والسلام قال: ”لا تمسح الحصى وأنت تصلى فإن كنت ولا بد فاعلاً فواحدةً. (أبوداؤد شريف ۱۳٦، شامى بيروت ۳٥۲/۲، زكريا ٤۰۹/۲، شرح وقاية ۱٦۸/۱، بدائع الصنائع ٥۰٤/۱، عالمگیری ۱۰٦/۱، خانية ۱۱۸/۱)

انگلیاں چٹخانا

دورانِ نماز انگلیاں چٹخانا مکروہ تحریمی ہے (یہی حکم نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے بیٹھے انگلیاں چٹخانے کا بھی ہے) وفرقعة الأصابع وتشبيكها ولو منتظر الصلاة أو ماشياً إليها للنهى. (درمختار) قوله للنهى: هو ما رواه ابن ماجة مرفوعاً: ”لا تفقع أصابعك وأنت تصلى“. (ابن ماجة ٦۸، ترمذى شريف ۸۸/۱، مسلم ۲۰٦/۱) ورواه فى المجتبىٰ حديثاً: أنه نهى أن يفرقع الرجل أصابعه وهو جالس فى المسجد ينتظر الصلاة. وفى رواية: وهو يمشى إليها الخ، وينبغى أن تكون تحريمية للنهى المذكور. (شامى بيروت ۳٥۳/۲، زكريا ٤۰۹/۲، شرح وقاية ۱٦۸/۱، هندية ۱۰٦/۱، بدائع الصنائع ٥۰٤/۱، خانية ۱۱۸/۱، مجمع الانهر ۱۲۳/۱)

دورانِ نماز انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا

نماز کی حالت میں ہاتھ کی انگلیوں کو ایک دوسرے کی انگلیوں میں ڈالنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ **ونقل فی المعراج الإجماع علی کراهة الفرقعة والتشبیک فی الصلاة، وینبغی أن تکون تحریمیة للنهی.** (شامی ۲/ ۳۵۳، زکریا ۲/۴۰۹، هندیة ۱/ ۱۰۶، خانیة ۱/ ۱۱۸، طحطاوی ۳٤٦)

نوٹ: نماز اور اس سے متعلق اعمال کے علاوہ کسی صحیح مقصد سے انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا یا انہیں چٹخانا منع نہیں ہے۔ (شامی کراچی ۲/ ۳۵۳)

نماز کے دوران اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھنا

نماز پڑھتے ہوئے اپنی کوکھ پر ہاتھ ٹیکنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ **والتخصر وضع الید علی الخاصرة للنهی.** (درمختار زکریا ۲/ ۴۰۹) **لما فی الصحیحین وغیرهما "نهی رسول الله ﷺ: عن الخصر فی الصلوة الخ".** (ابن ماجة ٦٨، ترمذی ۱/ ۸۷، مسلم ۱/ ۲۰٦) **قال فی البحر: والذی یظهر أن الکراهة تحریمیة فی الصلاة للنهی المذکور.** (شامی بیروت ۲/ ۳۵۳، زکریا ۲/ ۴۱۰)

نوٹ: نماز کے علاوہ حالت میں بھی کوکھ پر ہاتھ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ **ویکره خارجها تنزیهاً.** (درمختار ۲/ ۳۵۳، شامی زکریا ۲/ ۴۰۹، هندیة ۱/ ۱۰٦، بدائع ۱/ ۵۰٤، مجمع الانهر ۱/ ۱۲۳)

نماز میں چہرہ اِدھر اُدھر گھمانا

دورانِ نماز چہرہ کا رخ قبلہ کی جانب رہنا چاہئے اگر چہرہ اِدھر اُدھر گھمائے گا تو کراہتِ تحریمی کا مرتکب ہوگا (اور کنکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے، اور سینہ اگر قبلہ سے ہٹ گیا تو نماز ہی جاتی رہے گی) **والالتفات بوجهه کله أو بعضه للنهی. وببصره یکره تنزیهاً وبصدره تفسد کما مر. (درمختار) وینبغی أن تکون تحریمیة کما هو ظاهر**

الأحاديث. (شامی بیروت ۳٥٤/۲، زکریا ٤١٠/٢، البحر الرائق زکریا ٣٧/٢، مجمع الانهر ١٢٣/١، طحطاوی ٣٤٧، بدائع الصنائع ٥٠٥/١)

بلاضرورت ٹیک لگا کر نماز پڑھنا

فرض نماز بلاضرورت ٹیک لگا کر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **وکره الاتكاء علىٰ حائطٍ أو عصاً فی الفرض بلا عذرٍ.** (شامی زکریا ٤٢٥/٢، بدائع الصنائع ٥١٣/١، کبیری ٣٤١، خانیة ١١٩/١) (البتہ ضرورت کی وجہ سے ٹیک لگائیں یا سہارا لیں تو کوئی حرج نہیں، مثلاً چلتی ٹرین میں نماز پڑھتے ہوئے ہاتھ سے دیوار یا سیٹ کا سہارا لیں تو جائز ہے) (مرتب)

نماز میں سرین کے بل بیٹھنا

نماز میں کتے کی طرح سرین ٹیک کر اور پاؤں کھڑے کر کے بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره إقعاء ه كالكلب. قال الشامي: وينبغي أن تكون الكراهة تحريمية.**

(درمختار مع الشامی زکریا ٤١٠/٢، بدائع الصنائع ٥٠٥/١، خانیة ١١٨/١، هداية ١٤٠/١)

صرف لنگی یا پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا

کرتا یا چادر وغیرہ مہیا ہونے کے باوجود صرف لنگی یا پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره أن يصلى فی إزارٍ واحدٍ أو فی سراويل. قال رسول الله ﷺ: "لا يصلى أحدكم فی الثوب الواحد ليس على عاتقه منه شيءٌ".** (بخاری شریف ٥٢/١ حدیث: ٣٥٩، حلبی کبیر پاکستان ٣٤٨، بدائع الصنائع ٥١٥/١)

کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھنا

تمام بدن کو ایک لمبی چادر سے اس طرح لپیٹ لیا کہ ہاتھ نکالنے کا بھی موقع نہیں رہا تو اس ہیئت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره اشتمال الصماء وظاهر التعليل بالنهی أن الكراهة تحريمية كما فی نظائره.** (شامی زکریا ٤٢٣/٢، بدائع ٥١٤/١، خانیة ١١٩/١، عالمگیری ١٠٦/١)

رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرأت کرنا

نماز میں قرآنِ کریم صرف قیام کی حالت میں پڑھنا جائز ہے، دیگر افعال مثلاً رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرأت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ویکره إتمام القراء ة راكعاً والقراء ة في غير حالة القيام.** (شامی زکریا ۴۲۵/۲، بدائع الصنائع ۵۱۱/۱)

نماز میں پنکھا جھلنا

نماز پڑھتے ہوئے نمازی کو خود دو ایک مرتبہ پنکھا جھلنا مکروہ تحریمی ہے۔ (اور اگر مسلسل پنکھا جھلتا رہا تو نماز ہی فاسد ہو جائے گی) **ويكره أن يروح بثوبه أو بمروحةٍ لأنه عملٌ كثيرٌ.** (كبيرى ۳۴۴، عالمگیری ۱۰۷/۱، بدائع الصنائع ۵۰۷/۱، حاشية الطحطاوي ۳۵۳)

امام سے پہلے ارکان ادا کرنا

جماعت کی نماز میں مقتدی کا امام سے پہلے ارکانِ نماز ادا کرنا ممنوع اور مکروہ ہے۔ احادیثِ شریفہ میں فرمایا گیا ہے کہ: ''ایسی حرکت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ گدھے کی صورت میں مسخ کرسکتا ہے''، اس لئے اس جلد بازی سے احتراز لازم ہے۔ **وكره رفع الرأس ووضعه قبل الإمام.** (شامی زکریا ۴۲۵/۲) **قال رسول الله ﷺ: ''أما يخشى أحدكم إذا رفع رأسه قبل الإمام أن يجعل الله رأسه رأس حمارٍ''.** (بخاری شریف ۹۶/۱ حدیث: ۶۸۲، مراقی الفلاح ۱۸۹، حاشية الطحطاوي ۳۴۵، بدائع ۵۱۱/۱)

غسل خانہ، بیت الخلاء وغیرہ میں نماز پڑھنا

بیت الخلاء، غسل خانہ اور ہر ایسی جگہ جہاں نجاست کا شبہ ہو وہاں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **وكره الصلاة في مظان النجاسة كمقبرةٍ وحمامٍ.** (شامی زکریا ۴۲۵/۲، کبیری ۳۴۹)

قبرستان میں نماز پڑھنا

قبرستان میں اس طرح نماز پڑھنا کہ قبریں سامنے ہوں مکروہ تحریمی ہے؛ البتہ اگر قبریں

سامنے نہ ہوں تو کراہت نہیں۔ **لأن رسول اللّٰہ ﷺ نهى أن يصلى في سبعة مواطن في المزبلة والمجزرة والمقبرة الخ.** (طحطاوی علی مراقی الفلاح ۱۹۶، حاشية الطحطاوي ۳۵۶)

بیچ راستہ میں نماز پڑھنا

چلتے ہوئے راستہ پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔(اس لئے راستہ سے الگ ہٹ کر نماز کی نیت باندھنی چاہئے ؛تاکہ گذرنے والوں کو خلل نہ ہو) **لأن الصلاة في نفس الطريق أى طريق العامة مكروهة بسترةٍ وبدونها، وظاهره أن الكراهة للتحريم.** (شامی زکریا ۲/۴۰۴)

درمیان سے سر کھول کر نماز پڑھنا

سر پر کوئی رومال وغیرہ اس طرح باندھا کہ بیچ سر کا حصہ کھلا رہا(جسے عربی میں اعتجار کہتے ہیں) اس ہیئت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره الاعتجار (درمختار) لنهي النبي ﷺ عنه وهو شد الرأس أو تكوير عمامته على رأسه وترك وسطه مكشوفا الخ. وكراهته تحريمية أيضاً لما مر.** (شامی ۲/۴۲۳، بدائع ۱/۵۰۷، هندية ۱/۱۰۶، خانية ۱/۱۱۸)

صرف پیشانی پر سجدہ کرنا

بلا کسی عذر کے ناک کو چھوڑ کر صرف پیشانی پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره الاقتصار على الجبهة في السجود بلاعذر تحريماً.** (مراقی الفلاح ۱۹۶، حاشية الطحطاوي ۳۵۶)

مرد کا زمین سے چپک کر سجدہ کرنا

سجدہ کی حالت میں مرد کا کہنیاں زمین پر ٹیکنا اور زمین سے چپک کر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔**وافتراش الرجل ذراعيه أى بسطهما في حالة السجود الخ. والظاهر أنها تحريمية للنهي المذكور من غير صارف.** (شامی زکریا ۲/۴۱۱، البحر الرائق ۲/۲۳، خانية ۱/۱۱۸، حاشية الطحطاوي ۳۴۸) (البتہ عورت کے لئے افضل اور استر یہی ہے کہ وہ زمین سے چپک کر سجدہ کرے)

کسی آدمی کے چہرے کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا

اگر کوئی شخص سامنے قبلہ کی جانب پشت کرکے بیٹھا ہو اور اس کا رخ نمازی کی جانب ہو تو عین اس کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ اس میں خشوع وخضوع میں خلل پڑنے کا قوی اندیشہ ہے۔ **وكره صلاته إلى وجه إنسان والظاهر أنها كراهة تحريم.** (شامی زکریا ۲/۱ ۴۱، البحر الرائق ۲/۶ ۵، عالمگیری ۱/۸ ۱۰)

نماز میں بلا آواز ہنسنا

نماز میں آواز کے بغیر ہنسنا مکروہ تحریمی ہے (اور اگر آواز نکل جائے تو نماز حتی کہ بعض صورتوں میں وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے) **عن سهل بن معاذ رفعه: ''الضاحک فی الصلاة والملتفت والمفرقع أصابعه بمنزلةٍ واحدةٍ.** (البحرالرائق کراچی ۲/ ۲۰)

نماز میں آسمان کی جانب نگاہ اٹھانا

نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔ **وذكر الشارح أنه يكره رفع بصره إلى السماء لقوله** ﷺ: **"ما بال أقوام يرفعون أبصارهم إلى السماء فی الصلاة".** (بخاری شریف ۱/ ۱۰۳ حدیث: ۷۴۱، البحر الرائق کراچی ۲/ ۲۲)

ترتیب کے خلاف قرأت کرنا

اگر نماز کی دوسری رکعت میں پہلی رکعت میں پڑھی گئی سورت سے پہلی سورت پڑھی تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا۔ **ويكره قراءة سورة فوق التی قرأها. قال ابن مسعود** رضی اللہ عنہ: **''من قرأ القرآن منكوساً فهو منكوسٌ''.** (طحطاوی علی المراقی ۱۹۳)

پچھلی صف میں تنہا کھڑا ہونا

اگر جماعت ہو رہی ہے اور اگلی صف میں جگہ خالی ہے، پھر بھی کوئی شخص پچھلی صف میں تنہا

کھڑا ہوگیا تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا، اسے چاہئے کہ اگلی صف میں پہنچ جائے۔ **وقدمنا كراهة القيام في صف خلف صف فيه فرجة.** (درمختار مع الشامی زکریا ٢/ ٤١٦) **هل الكراهة فيه تنزيهية أو تحريمية؟ ويرشد إلى الثاني قوله** ﷺ: **''ومن قطعه قطعه الله''.** **أبوداؤد شريف ٩٧/١ بلفظ من قطع صفاً قطعه الله.** (شامی زکریا ٢/ ٣١٢، عالمگیری ١/ ١٠٧، شرح وقاية ١/ ١٦٨، بدائع الصنائع ١/ ٥١٢، مجمع الانهر ١/ ١٣٥، خانية ١/ ١١٩)

امام کا بلند مقام پر کھڑے ہو کر امامت کرنا

جماعت کی نماز میں اگر امام اکیلا بلند مقام (ایک فٹ یا اس سے زائد) پر کھڑا ہو تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا۔ **وكره انفراد الإمام على الدكان. للنهي وهو ما أخرجه الحاكم أنه عليه الصلاة والسلام: ''نهى أن يقوم الإمام فوق ويبقى الناس خلفه''. (بمعناه دارقطني ١٩٧، مطبوعه فاروقي دهلي) وعللوه بأنه تشبه بأهل الكتاب، والحديث يقتضي أنها تحريمة.** (شامی زکریا ٢/ ٤١٥، البحر الرائق ٢/ ٤٧، عالمگیری ١/ ١٠٨)

امام کا آنے والے کے لئے قرأت یا رکوع لمبا کرنا

اگر امام نے کسی آنے والے نمازی کو پہچان لیا اور اس کی خاطر قرأت یا رکوع وغیرہ لمبا کیا تو مکروہ تحریمی ہے، اور اگر بغیر پہچانے لمبا کیا تو کوئی قباحت نہیں؛ لیکن اتنا زیادہ لمبا نہ کرے کہ نمازی اکتا جائیں اور لوگوں کو پریشانی ہو۔ **وكره تحريما إطالة ركوع أو قرأة لإدراك الجائي أى إن عرفه وإلا فلا بأس به، وقال الشامي: لكن يطول مقدار ما لا يثقل على القوم بأن يزيد تسبيحة أو تسبيحتين على المعتاد.** (در مختار مع شامی زکریا ٢/ ١٩٨، شامی بیروت ٢/ ١٧٥)

مکروہاتِ تنزیہیہ

اشارے سے سلام کا جواب دینا

نماز کے دوران ہاتھ یا سر کے اشارے سے (زبان ہلائے بغیر) سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔ **ویکرہ رد السلام بیده أو برأسه.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۴۱۱، مجمع الانہر ۱/ ۱۲۵) (اور اگر زبان سے جواب دے گا تو نماز ہی فاسد ہو جائے گی)

بلا عذر چارزانو بیٹھنا

نماز میں کسی عذر کے بغیر قعدہ میں چارزانو بیٹھنا مکروہ ہے؛ بلکہ حتی الامکان مسنون ہیئت ہی پر بیٹھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ **وکره التربع تنزیهاً لترک الجلسة المسنونة بغیر عذر.** (در مختار مع الشامی زکریا ۲/ ۴۱۲، عالمگیری ۱/ ۱۰۶، خانیة ۱/ ۱۱۸، مجمع الانہر ۱/ ۱۲۵)

ایک پیر پر زور دے کر کھڑے ہونا

نماز میں قیام کی حالت میں ایک پیر پر زور دے کر کھڑا ہونا مکروہ ہے، دونوں پیروں پر برابر وزن ہونا چاہئے۔ **ویکره القیام علی أحد القدمین فی الصلاة بلا عذر.** (شامی زکریا ۲/ ۱۳۱)

ایڑیوں پر بیٹھنا

قعدہ اور جلسہ میں ایڑیوں کے بل بلا عذر بیٹھنا مکروہ ہے۔ **وأما نصب القدمین والجلوس علی العقبین فمکروه فی جمیع الجلسات.** (شامی زکریا ۲/ ۴۱۱)

نوافل میں پہلی رکعت کو زیادہ طویل کرنا

سنن ونوافل میں دونوں رکعتوں میں قرأت کا اندازہ یکساں رہنا چاہئے؛ لہٰذا اگر مقدار

میں زیادہ فرق ہوجائے تو یہ عمل مکروہ ہوگا۔ **ویکرہ تطویل الرکعة الأولی علی الرکعة الثانیة فی التطوع.** (حلبی کبیر جدید ۳۵۵، خانیة ۱/۱۱۹)

دوسری رکعت کو پہلی سے طویل کرنا

کسی بھی نماز میں خواہ نفل ہو یا فرض دوسری رکعت میں قرأت کی مقدار پہلی رکعت سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے ورنہ کراہت لازم آئے گی۔ **ویکرہ تطویل الرکعة الثانیة علی الرکعة الأولٰی فی جمیع الصلوات.** (حلبی کبیر جدید ۳۵۶، خانیة ۱/۱۱۹)

ننگے سر نماز پڑھنا

ننگے سر نماز پڑھنا اگر محض سستی کی وجہ سے ہے تو مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر تکبّر کی وجہ سے ہے (جیسا کہ آج کل بعض لوگوں نے ننگے سر نماز پڑھنا اپنا فیشن؛ بلکہ شعار بنالیا ہے، حتی کہ ٹوپی ہوتے ہوئے بھی ٹوپی باقاعدہ اتار کر نماز پڑھتے ہیں) تو یہ عمل قابلِ مذمت اور مکروہ تحریمی ہے؛ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ عام حالات میں سر ڈھک کر نماز ادا فرمائی ہے، ننگے سر نہیں پڑھی۔ **وکرہ صلاته حاسراً أی کاشفاً رأسه للتکاسل.** (در مختار مع الشامی زکریا ۲/۴۰۷، عالمگیری ۱/۱۰۶، مجمع الانہر ۱/۱۲٤)

تسبیحات کا شمار انگلیوں پر کرنا

نماز کے دوران آیات یا تسبیح کو انگلیوں پر شمار کرنا مکروہ ہے، اگر ضرورت ہو تو باقاعدہ شمار کرنے اور انگلیوں کو حرکت دینے کے بجائے ایک ایک انگلی اپنی جگہ رہتے ہوئے دبایا جائے، اس طرح مقصد حاصل ہوجائے گا اور کوئی کراہت بھی نہ رہے گی۔ **وکرہ تنزیهاً عد الآي والسور والتسبیح بالید فی الصلاة مطلقاً.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/٤۲۰، تاتارخانیة ۱/١٦٤)

نامناسب کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

نماز کے وقت صاف ستھرا لباس پہننا چاہئے، اگر نامناسب کپڑوں میں نماز پڑھ لی تو نماز تو

ہوجائے گی (بشرطیکہ کپڑے پاک ہوں) لیکن کراہت ہوگی۔ **وکرہ صلاته في ثياب بذلة يلبسها في بيته. (درمختار) قال الشامي: ولا يذهب به إلى الأكابر الخ. والظاهر أن الكراهة تنزيهيةٌ.** (شامي زكريا ٤٠٧/٢، مجمع الانهر ١٢٤/١، عالمگيری ١٠٧/١)

نماز میں سینہ آگے نکال کر اکڑ کر کھڑا ہونا

نماز کی حالت میں انتہائی عاجزی اور خشوع وخضوع کا اظہار ہونا چاہئے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص سینہ آگے نکال کر اکڑ کے کھڑا ہوگا تو یہ سخت بے ادبی اور کراہت کی بات ہوگی۔ **ويكره التمطي وهو مد يديه وابداء صدره لأنه من سوء الأدب.** (مجمع الانهر ١٢٤/١، عالمگيری ١٠٧/١، مجمع الانهر ١٢٤/١)

نماز میں جان بوجھ کر خوشبو سونگھنا

نماز پڑھتے ہوئے قصداً خوشبو سونگھنا (مثلاً معطر روئی کا پھایا ناک پر لگانا) مکروہ ہے؛ لیکن اگر کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہو جہاں خوشبو موجود ہے اور وہ خوشبو اسے نماز میں محسوس ہو رہی ہے تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔ **ويكره شمّ طيب قصداً لأنه ليس من فعل الصلاة.**

(طحطاوی علی المراقی ١٩٤، صغيری ١٨٨، حاشية الطحطاوي ٣٥٢)

نماز میں بلا ضرورت جوں یا مچھر وغیرہ مارنا

نماز پڑھتے ہوئے جوں نظر آئی، یا مچھر دکھائی دیا اور اسے فوراً مسل دیا (اگر چہ ابھی اس نے اذیت نہ دی تھی) تو یہ عمل مکروہ ہوگا، اور اگر اذیت کی وجہ سے مچھر وغیرہ مارے تو کوئی کراہت نہیں۔ **ويكره كل عملٍ قليلٍ بلا عذر كتعرض لِقمّلة قبل الأذى.** (درمختار مع الشامي زكريا ٤٢٣/٢، عالمگيری ١٠٩/١، خانية ١١٨)

نماز میں کندھا کھلا رکھنا

نماز میں دونوں کندھوں کا ڈھکنا مستحب ہے؛ لہٰذا جو شخص ایک یا دونوں کندھے کھول کر نماز

پڑھے گا وہ کراہت کا مرتکب ہوگا۔ (بعض لوگ حالتِ احرام میں طواف کی سنت پڑھتے وقت بھی کندھا کھلا رکھتے ہیں یہ عمل مکروہ ہے، طواف ختم کرتے ہی کندھے ڈھک لینے چاہئیں) **ویکرہ جعل الثوب تحت إبطه الأیمن وطرح جانبیه علی عاتقه الأیسر أو عکسه لأن ستر المنکبین مستحبٌ فی الصلاۃ.** (طحطاوی علی المراقی ۱۹۳)

نماز میں جمائی لینا

نماز میں بالقصد جمائی لینا مکروہ ہے، اگر خود بخود جمائی آئے تو اسے حتی الامکان روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ **ویکرہ التثاؤب لأنه من التکاسل والامتلاء.** (طحطاوی علی المراقی ۱۹٤، هندیة ۱۰۷/۱)

نماز میں آنکھیں بند رکھنا

دوران نماز آنکھیں بلا عذر بند رکھنا مکروہ ہے؛ لیکن اگر توجہ اور یکسوئی حاصل کرنے کے لئے آنکھیں بند کرے تو اس کی گنجائش ہے۔ **وتغمیض عینیه للنهی إلا إذا قصد قطع النظر عن الأغیار والتوجه إلی جناب الملک الستار.** (مجمع الانهر ۱/۱۲٤، درمختار زکریا ۲/۴۱۳)

بلا شدید عذر کے تھوکنا یا ناک سنکنا

نماز پڑھتے ہوئے تھوکنا یا بلا شدید ضرورت کے ناک سنکنا مکروہ ہے۔ **ویکرہ التنخم. قال الشامیؒ: هو إخراج النخامة بالنفس الشدید لغیر عذر.** (در مختار مع الشامی ۲/۴۲۳) **ویکرہ أن یرمی ببزاقه.** (حلبی کبیر ۳۵٦)

بلا ضرورت پسینہ صاف کرنا

نماز کے دوران بلا شدید ضرورت کے پسینہ پوچھنا مکروہ ہے۔ **ویکرہ أن یمسح عرقه.** (حلبی کبیر ۳۵۷)

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا

امام صاحب محراب میں اس طرح کھڑے ہوں کہ دونوں قدم داخل محراب ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے؛ البتہ اگر قدم محراب سے باہر ہوں تو مکروہ نہیں، نیز نمازیوں کے ازدحام اور جگہ کی تنگی کے سبب امام کو مجبوراً اندرونِ محراب کھڑے ہونے کی نوبت آئے تو مکروہ نہیں ہے۔ **ویکرہ قیام الإمام بجملته فی المحراب لا قیامه خارجه وسجوده فیه (إلی قوله) وإذا ضاق المکان فلا کراھة.** (مراقی الفلاح ھامش الطحطاوی ۱۹۸، درمختار علی الشامی زکریا ۴۱۴/۲، درمختار مع الشامی بیروت ۳۵۷/۲، مجمع الانھر ۱۲۵/۱، حاشیة الطحطاوي ۳۶۰)

تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے ہاتھوں کو کانوں سے نیچے یا اوپر کرنا

تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے مردوں کو کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھانے چاہئیں، اگر صرف ہاتھ کندھوں سے نیچے ہی تک اٹھائے یا کانوں سے بھی اوپر تک اٹھالئے تو یہ عمل مکروہ ہوگا۔ **ویکرہ مجاوزة الیدین الأذنین وجعلھما تحت المنکبین.** (طحطاوی ۱۸۹، صغیری ۱۹۵)

بھوک کے وقت کھانا سامنے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا

بھوک زور کی لگ رہی ہو اور کھانا سامنے موجود ہو تو اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے (بشرطیکہ وقت میں گنجائش ہو؛ لہٰذا اگر وقت تنگ ہو رہا ہو تو بہر حال اولاً نماز ادا کی جائے گی) **ولذلک کرھت الصلاة بحضرة طعام تمیل إلیه نفسه.**

(شامی زکریا ۴۲۵/۲، صغیری ۱۹۵)

رکوع میں سر کو برابر نہ رکھنا

رکوع کرتے وقت سر کو پیٹھ کے بالکل برابر رکھنا چاہئے، اس کے برخلاف کرے گا تو کراہت کا مرتکب ہوگا۔ **ویکرہ أن یرفع رأسه أو ینکسه وھو فی الرکوع.**

(حلبی کبیر جدید ۳۴۹)

سجدہ میں جاتے ہوئے مستحب ترتیب کے خلاف کرنا

سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے زمین پر ٹکنے چاہیئے، اس کے بعد ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں اور سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھ پہلے اور گھٹنے بعد میں اٹھائے۔ اگر اس ترتیب کے خلاف کیا تو کراہت کا ارتکاب ہوگا۔ **ویکرہ وضع الید علی الأرض قبل وضع الرکبة إذا سجد ورفعها أی رفع الرکبة قبلها أی قبل رفع الید إذا أقام من السجود.** (حلبی کبیر جدید ۳۴۶)

تکبیراتِ انتقالیہ کب تک پوری کرلی جائیں؟

تکبیراتِ انتقالیہ میں اس کا خیال رہے کہ منتقلی کا عمل شروع ہوتے ہی **اللّٰہ أکبر یا سمع اللّٰہ لمن حمدہ** شروع کردیں اور اسے پورے عمل کے اختتام تک باقی رکھیں، اگر عجلت یا تاخیر کردی اور دوسرے رکن میں جانے کے بعد **اللّٰہ أکبر** کا کلمہ زبان سے نکلا تو کراہت لازم آئے گی۔ **ویکرہ أن یأتی بالأذکار المشروعة فی الانتقالات بعد تمام الانتقال.** (حلبی کبیر جدید ۳۵۷)

دوسرے کی زمین پر بلا اجازت نماز پڑھنا

کسی دوسرے شخص کی زمین پر اس کی صراحۃً یا دلالۃً اجازت کے بغیر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **وتکرہ فی أرض الغیر بلا رضاہ.** (مراقی الفلاح: ۱۹۷)

اپنی پگڑی یا ٹوپی کے کنارے پر سجدہ کرنا

اپنی پیشانی براہِ راست زمین یا اس کے قائم مقام چیز پر ٹیکنی چاہیئے، اگر عمامہ کے پیچ یا ٹوپی کے کنارے پر سجدہ کیا تو مکروہ ہوگا۔ **ویکرہ أن یسجد علی کور عمامته.** (حلبی کبیر جدید ۳۵۱)

نیت باندھتے وقت بائیں ہاتھ کو اوپر رکھنا

قیام کی حالت میں نیت باندھتے وقت دایاں ہاتھ اوپر رکھنا مسنون ہے، اگر اس کے برخلاف بایاں ہاتھ اوپر رکھا تو مکرہ ہوگا۔ **ویکرہ ترک وضع الیمین علی الیسار حال**

القيام. (طحطاوی ١٩٤)

نماز پڑھنے کے دوران کوئی لکھی ہوئی چیز پڑھ لینا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے کوئی کتبہ لگا ہوا تھا یا کوئی کتاب کھلی ہوئی رکھی تھی، جس پر اس نمازی کی نظر پڑ گئی اور اس نے اسے پڑھ لیا اور سمجھ لیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی؛ البتہ قصداً اس طرح پڑھنا مکروہ ہے۔ **ولا يفسدها نظره إلى مكتوب وفهمه، ولو مستفهما وإن كره. (در مختار) أي لاشتغاله بما ليس من أعمال الصلاة، وأما لو وقع عليه نظره بلا قصد وفهمه فلا يكره.** (شامی بیروت ٣٤٢/٢، زکریا ٣٩٨/٢، بدائع الصنائع ٥٤٣/١، هداية ١٣٨/١، حاشية الطحطاوي ٣٤١)

لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا حکم

جدید تحقیقات سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ امام کی عین آواز ہی بلند ہوکر لوگوں تک پہنچتی ہے؛ لہٰذا نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ بلاضرورت استعمال کرنا مناسب نہیں ہے؛ کیوں کہ ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا مطلقاً خلافِ اولیٰ ہے۔ **بأن الإمام إذا جهر فوق الحاجة فقد أساء والإسائة دون الكراهة ولا توجب الإفساد.** (شامی کراچی ٥٨٩/١، آلاتِ جدیدہ ٥٩، فتاویٰ عثمانی ٥٥٤/١، إمداد الفتاویٰ ٨٤٠/١-٨٤٧، جواهر الفقه ٩٩/٥ -١٠٢، فتاویٰ محمودیه میرٹھ ١٦٣/١١)

نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں

نماز میں گفتگو کرنا

نماز کے ارکان کی تکمیل سے قبل کوئی خارجی کلمہ زبان سے نکل گیا خواہ غلطی سے ہو یا بھول سے، معنی دار ہو یا مہمل، بہرصورت نماز فاسد ہو جائے گی۔ **ویفسدها التکلم الخ، عمده وسهوه قبل قعوده قدر التشهد سيان وسواء كان ناسيا أو نائماً أو جاهلا أو مخطئاً أو مكرهاً هو المختار.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۳۷۰، مراقی الفلاح الطحطاوی ۱۷۵، بدائع الصنائع ۱/ ۵۱۸، شرح الوقایة ۱/ ۱۶۳، حاشية الطحطاوي ۳۲۱)

نماز میں دنیوی ضرورت والے الفاظ سے دعا مانگنا

نماز پڑھتے ہوئے اگر ادعیہ ماثورہ کے علاوہ دعا میں ایسے الفاظ استعمال کئے جو غیر اللہ سے بھی کئے جا سکتے ہوں تو نماز فاسد ہو جائے گی، مثلاً یہ کہا کہ: ”اے اللہ! مجھے فلاں کپڑا پہنا دے یا میرا فلانی عورت سے نکاح کرا دے“ وغیرہ۔ **والدعاء بما يشبه كلامنا نحو اللّٰهم ألبسني ثوب كذا أو أطعمنى كذا أو أقض دينى أو أرزقنى فلانة على الصحيح لأنه يمكن تحصيله من العباد.** (مراقی الفلاح) **وفى الطحطاوى: وذكر فى البحر عن المرغينانى ضابطاً: فقال الحاصل أنه إذا دعا فى الصلاة بما جاء عن القراٰن أو فى الماثور لاتفسد صلاته، وإن لم يكن فى القراٰن أو الماثور فإن استحال طلبه من العباد لا يفسد وإلّا يفسد.**

(طحطاوی ۱۷۶، درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۳۷۷، شرح الوقاية ۱/ ۱٦٤، حاشية الطحطاوي ۳۲۱)

نماز میں سلام کرنا

نماز پڑھتے ہوئے کوئی شخص سامنے نظر آیا اور نمازی نے اسے زبان سے سلام کر لیا تو نماز

فاسد ہوگئی، اگر چہ بھول کر ہی سلام کیا ہو۔ **بخلاف السلام علی إنسان الخ. فإنه یفسدها مطلقاً.** (درمختار ۲/۳۷۲، ومثله فی المراقی ۱۷٦، بدائع الصنائع ۱/ ٥٤٤، حاشية الطحطاوي ۳۲۲)

نماز میں سلام کا جواب دینا

نماز پڑھتے ہوئے سلام کا زبانی جواب دینے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے؛ البتہ اگر ہاتھوں سے جواب دیا تو صرف کراہت لازم آئے گی نماز فاسد نہ ہوگی۔ **وردّ السلام ولو سهواً بلسانه لا بيده بل يكره على المعتمد.** (درمختار ۲/۳۷۳، طحطاوی ۱۷٦، بدائع ۱/٥٤٤، حاشية الطحطاوي ۳۲۲)

نماز میں مصافحہ کرنا

نماز کے دوران اگر کسی شخص سے مصافحہ کرلیا تو نماز فاسد ہوجائے گی؛ اس لئے کہ مصافحہ بھی کلام کرنے کے درجہ میں ہے۔ **ورد السلام بالمصافحة لأنه كلام معنى.** (مراقی الفلاح ۱۷۷، حلبی کبیر ٤٤۲، عالمگیری ۱/۹۸، حاشية الطحطاوي ۳۲۲)

نماز میں عملِ کثیر کرنا

نماز پڑھتے ہوئے ایسی حرکت کی کہ دیکھنے والا یہ سمجھا کہ یہ شخص نماز کی حالت میں نہیں ہے، مثلاً ٹوپی اتار کر دونوں ہاتھوں سے سر کھجانے لگا یا اچھل کود کرنے لگا، تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور اگر معمولی حرکت کی مثلاً ایک ہاتھ سے کھجالیا یا دامن درست کرلیا یا ایک ہاتھ سے موبائل کا بٹن بند کردیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ **ويفسدها العمل الكثير لا القليل، والفاصل بينهما أن الكثير هو الذى لا يشك الناظر لفاعله أنه ليس فى الصلاة، وإن اشتبه فهو قليل على الأصح. (مراقی الفلاح) وقال الطحطاوی: كذا فى التبيين وهو قول العامة وهو المختار وهو الصواب كما فى المضمرات.** (طحطاوی ۱۷۷، حلبی کبیر ٤٤۱، بدائع الصنائع ۱/٥٥۳، حاشية الطحطاوي ۳۲۲)

دورانِ نماز جیب سے موبائل نکال کر سوئچ بند کرنا

جیب سے باقاعدہ موبائل نکال کر سوئچ بند کرنے کا عمل مفسد صلاۃ ہے؛ کیوں کہ اسے دیکھ کر

یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے، اور ایسے عمل کو فقہی اصطلاح میں عمل کثیر کہتے ہیں، جس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ **ویفسدها کل عمل کثیر لیس من أعمالها ولا لإصلاحها وفیه أقوال خمسة: أصحها ما لا یشک الناظر في فاعله أنه لیس فیها، وفي الشامیة: الثالث: الحرکات الثلاث المتوالیة کثیر وإلا فقلیل.** (درمختار مع الشامي زکریا ۲/ ۲۸۵)

ویفسدها العمل الکثیر لا القلیل والفاصل بینهما أن الکثیر هو الذي لا یشک الناظر لفاعله أنه لیس في الصلاة. (طحطاوي علی مراقی الفلاح ۳۲۲، شامی زکریا ۲/ ۲۸۵)

نماز میں سینہ قبلہ سے پھیرنا

نماز پڑھتے ہوئے اگر سینہ قبلہ سے پھیرلیا تو نماز فاسد ہوجائے گی؛ لیکن دو حالتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، ایک یہ کہ نماز پڑھتے ہوئے حدث لاحق ہوجائے اور آدمی طہارت کے لئے صف چھوڑ کر جائے، دوسرے یہ کہ نماز خوف میں دورانِ نماز نقل وحرکت کرے کہ یہ دونوں حالتیں مفسد نماز نہیں ہیں۔ **یفسدها تحویل الصدر عن القبلة لترکه فرض التوجه إلا لسبق حدثٍ أو لاصطفاف حراسة بإزاء العدو فی صلاة الخوف.** (مراقی الفلاح ۱۷۷، حلبی کبیر ۴۵۱ حاشیة الطحطاوي ۳۲۳)

نماز کے دوران کھانا پینا

نماز پڑھتے ہوئے اگر کوئی معمولی سے معمولی چیز بھی منہ میں ڈال کر نگل لی تو نماز فاسد ہو جائے گی، حتی کہ اگر دورانِ نماز منہ آسمان کی طرف اٹھایا اور بارش یا شبنم کا کوئی قطرہ منہ میں گر کر نگل گیا تو بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔ **وکذا أکله وشربه مطلقاً ولو سمسمة ناسیاً (درمختار) ومثله ما أوقع فی فیه قطرة مطر فابتلعها.** (شامی زکریا ۲/ ۳۸۲، مراقی الفلاح ۱۷۷، البحر الرائق ۲/ ۱۱، بدائع الصنائع ۱/ ۵۵۴، حاشیة الطحطاوي ۳۲۳)

دانت میں اٹکی ہوئی چیز کو نگلنا

اگر دانت میں غذا اٹکی رہ گئی اور وہ چنے کے برابر ہے تو اس کے نگلنے سے نماز فاسد ہوجائے

گی۔اسی طرح اگروہ چنے سے چھوٹی ہومگراتنی سخت ہوکہ اسے دانت سے چبانا پڑے تو بھی نماز فاسد ہوجائے گی،اوراگرمعمولی سی شئ ہوجومحض زبان پھیرنے سے تھوک کے ساتھ حلق میں چلی جائے تو نمازنہیں ٹوٹے گی۔ **ویفسدها أکل ما بین أسنانه إن کان کثیراً وهو أی الکثیر قدر الحمّصة ولو بعمل قلیل لإمکان الاحتراز عنه، بخلاف القلیل بعمل القلیل لأنه تبع لریقه وإن کان بعمل کثیر فسد بالعمل.** (مراقی) **وقال الطحطاوی: کان مضغه مرات.** (طحطاوی علی المراقی ۱۷۷، عالمگیری ۱۰۲/۱، بدائع ۵۵٤/۱، حاشية الطحطاوي ۳۲٤)

بلا عذر کھنکھارنا

اگرکسی عذر کے بغیر کھنکھارایا کھانسااوراس سے کسی حرف کی آواز منہ سے نکل گئی تو نماز فاسد ہوجائے گی؛ (البتہ اگر بلغم آنے کی وجہ سے کھنکھارنا ناگزیر ہوجائے یا آواز اچھی کرنے کے لئے کھنکھارے یا بے اختیار کھانسی آجائے وغیرہ، تو نماز میں کوئی خرابی نہ آئے گی) **ویفسدها التنحنح بلا عذر لما فیه من الحروف وإن کان لعذر لمنعه البلغم من القراءة لا یفسد.** (المراقی) **وفی الطحطاوی: وکذا السعال یفسد إذا حصل به حروف بلا ضرورة.** (حاشية الطحطاوي علی المراقي ۳۲٤، درمختار ۳۷٦/۲) **وقال بعضهم: إن تنحنح لتحسین الصوت لا یفسد لأن ذٰلک سعي فی أداء الرکن وهو القراءة علی وصف الکمال.** (بدائع الصنائع ۵۳۹/۱)

نماز پڑھتے ہوئے زور سے پھونک مارنا

اگر نماز پڑھتے ہوئے آواز سے پھونکا، یا اُف یا تف کی آواز منہ سے نکالی تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ **والتافیف کنفخ التراب والتضجر.** (مراقی) **وفی الطحطاوی: والتافیف إذا کان مسموعاً، والتافیف أن یقول: "اُف" أو "تف" لنفخ التراب أو التضجر.** (حاشية الطحطاوی علی المراقی ۳۲٤، بدائع الصنائع ۵۳۹/۱، عالمگیری ۱۰۱/۱)

نماز میں رونا اور کراہنا

نماز کے دوران تکلیف کی وجہ سے جان بوجھ کر کراہنا، یا غم کی وجہ سے قصداً رونا مفسد نماز ہے؛ البتہ اگر سخت تکلیف کی بنا پر بے اختیار آواز نکل جائے، یا جنت وجہنم کے تصور سے رقت طاری ہوجائے تو مفسد نہیں۔ **والبکاء بصوت یحصل به حروف لوجع أو مصیبة قید الأربعة إلا لمریض لا یملک نفسه عن أنین وتاؤه الخ، لا لذکر جنة ونار.** (در مختار ۳۷۸/۲) **ومحل الفساد به عند حصول الحروف إذا أمکنه الامتناع عنه أما إذا لم یمکنه الامتناع عنه فلا تفسد به عند الکل.** (حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۵، عالمگیری ۱۰۰/۱، بدائع ۵٤۰/۱)

چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہہ کر جواب دینا

نماز کے دوران کسی شخص کی چھینک کی آواز سن کر اگر جواب میں یرحمک اللہ کہا تو نماز فاسد ہوگئی۔ **ویفسدها تشمیت الخ، عاطس بیرحمک اللّٰه.**

(مراقی الفلاح ۱۷۸، درمختار ۳۷۸/۲)

کلماتِ ذکر کو عام گفتگو کی جگہ استعمال کرنا

نماز پڑھتے ہوئے کسی شخص نے کوئی خوش کن خبر سنی پھر ''الحمدللہ'' کہہ دیا، یا غم کی بات سنی تو ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھ دیا یا کسی مشرک کے سوال کے جواب میں ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوگئی؛ اس لئے کہ یہ کلمات عام گفتگو کے معنی میں استعمال کئے گئے۔ **وجواب مستفهم عن نادٍ بلا اٰله إلا اللّٰه وخبر سوء بالاسترجاع وسار بالحمد للّٰه.** (نور الایضاح مع المراقی ۱۱۹)

دورانِ نماز چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا

اگر نماز میں کسی کو چھینک آجائے اور اس نے الحمد للہ کہہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی؛ اس لئے

کہ یہ کلمہ جواب کے لئے نہیں؛ بلکہ ثواب کے حصول کے لئے استعمال ہوا ہے۔ **ولو قال: الحمد للّٰه فمن العاطس نفسه لا تفسد وكذا من غيره إن أراد الثواب اتفاقاً.**

(حاشية الطحطاوی علی المراقی ٣٢٥-٣٢٦، بدائع الصنائع ١/٥٤١)

قرآنِ کریم کی کسی آیت کو جواب کی جگہ استعمال کرنا

اگر نماز کے دوران قرآن کی کوئی آیت کسی سوال کرنے والے کے جواب میں استعمال کی تو نماز فاسد ہوگئی، مثلاً کسی شخص نے کمرے میں اندر آنے کی اجازت مانگی اور نمازی نے نماز ہی میں زور سے یہ آیت پڑھ دی: ﴿اُدْخُلُوْهَا بِسَلامٍ آمِنِيْنَ﴾ یا ملازم نے پوچھا کہ کھانا لے آؤں تو یہ آیت پڑھ دی: ﴿آتِنَا غَدَاءَ نَا﴾ وغیرہ؛ اس لئے کہ یہاں آیاتِ قرآنیہ کو گفتگو کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔ **ويفسدها كل شيء من القرآن قصد به الجواب، كـ ﴿يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ﴾ لمن طلب كتاباً ونحوه.** (مراقی الفلاح ١٧٨، درمختار ١/٣٨٠، حلبی کبیر ٤٥١، فتح القدير ١/٣٩٩)

تیمّم کر کے نماز پڑھنے والا دورانِ نماز پانی پر قادر ہوگیا

جس شخص نے پانی ناپید ہونے کی وجہ سے یا کسی عذر کی وجہ سے تیمّم کر کے نماز شروع کی تھی، اگر وہ نماز کے دوران پانی کے حصول پر قادر ہوگیا یا اس کا عذر زائل ہوگیا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ **ويفسدها رؤية متيمم الخ، ماءً قدر على استعماله قبل قعوده قدر التشهد الخ أو كذا تبطل بزوال كل عذر أباح التيمم.** (مراقی الفلاح ١٢٠، درمختار زکریا ٢/٣٦١، حاشية الطحطاوی علی المراقی ٣٢٦)

اَن پڑھ شخص نے دورانِ نماز کوئی آیت سیکھ لی

اگر کسی اَن پڑھ شخص نے اپنی نماز شروع کی پھر نماز کے دوران ہی وہ کم از کم ایک آیت پڑھنے اور یاد کرنے پر قادر ہوگیا، تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ و **(يفسدها) تعلم الأمي**

آية. (مراقي الفلاح ١٧٩، درمختار زكريا ٣٦١/٢، بدائع الصنائع ٥٤٦/١، حاشية الطحطاوي على المراقي ٣٢٧)

دورانِ نماز موزوں پر مسح کی مدت پوری ہوگئی

اگر نماز پڑھتے ہوئے موزوں پر مسح کی مدت پوری ہوگئی یا معمولی سی حرکت سے کوئی موزہ اتر گیا تو نماز فاسد ہوجائے گی (بشرطیکہ وہاں پانی دستیاب ہو اور تیمّم کے جواز کا کوئی عذر موجود نہ ہو) **وكذلك تمام مدة ماسح الخف وتقدم بيانها وكذا نزعه إلى الخف ولو بعمل يسير.** (مراقي الفلاح ١٧٩، حاشية الطحطاوي على المراقي ٣٢٧) **ومضى مدة مسحه إن وجد ماءً ولم يخف تلف رجله من برد وإلا فيمضي.** (در مختار زكريا ٣٦١/٢، مجمع الانهر ١١٥/١)

ننگے شخص کو کپڑا میسر آگیا

اگر کسی شخص نے کپڑا دستیاب نہ ہونے کی بنا پر ننگے ہونے کی حالت میں نماز شروع کی پھر اسے بقدرِ ستر کپڑا میسر آگیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی، اب کپڑا پہن کر دوبارہ نماز پڑھے۔ **ووجدان العاري ساتراً يلزمه الصلاة فيه.** (مراقي الفلاح ١٧٩، درمختار زكريا ٣٦٢/٢)

اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنے والے کو قدرت حاصل ہوگئی

اگر کسی شخص نے کمزوری یا بیماری کی وجہ سے اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرلیا تھا پھر وہ دورانِ نماز رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر ہوگیا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، اب ازسرنو نماز پڑھے۔ **وقدرة المؤمي على الركوع والسجود لقوة باقيها (مراقي) وفي الطحطاوي: هٰذا يفيد أن القدرة حصلت بعد ركوع وسجود بالإيماء فأما إذا حصلت قبل فعلهما أصلاً فلا بناء لضعيف على قوي في ذٰلك فلا تفسد.** (طحطاوي ١٧٩،

مجمع الانہر ۱/۱۱۵، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۳۲۷)

صاحبِ ترتیب شخص کو فوت شدہ نماز یاد آ گئی

اگر کوئی شخص صاحبِ ترتیب ہو (یعنی اس کے ذمہ کوئی نماز پہلے کی قضا نہ ہو) اور اس نے وقت میں گنجائش کے باوجود بھول کر وقتیہ نماز کی نیت باندھ لی ہو، پھر نماز کے دوران اسے یاد آ جائے کہ اس پر تو پچھلی نماز بھی قضا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اب پہلے فوت شدہ نماز پڑھے اس کے بعد وقتیہ نماز ادا کرے۔ **وتذکر فائتة لذی ترتیب.** (نور الایضاح مع المراقی ۱۷۹، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸)

نوٹ: مگر یہ فساد موقوف ہے، اگر آئندہ ۵ / نمازوں کے وقت کے گذرنے کے اندر اس نے فوت شدہ نماز قضاء نہ کی تو اس درمیان پڑھی جانے والی سب نمازیں درست ہو جائیں گی۔ اور اگر ۵ / نمازوں کے وقت کے اندر سابقہ فوت شدہ نماز قضا کر لی تو بقیہ نمازیں نفل بن جائیں گی اور اسے بالترتیب سب نمازیں ادا کرنی ہوں گی۔ **قال فی المراقی: والفساد موقوف فإن صلی خمساً متذکراً لفائتة وقضا ھا قبل خروج وقت الخامسة بطل وصف ما صلاہ قبلھا وصار نفلاً وإن لم یقضھا حتی خرج وقت الخامسة صحت وارتفع فسادھا وفی الطحطاوی: لصیرورة الفائت ستاً بضمیمة المتروکة أولا.** (طحطاوی علی المراقی ۱۸۰، شامی ۲/۵۲۴، مجمع الانہر ۱/۱۱۵، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸)

نا اہل شخص کو نائب بنا دینا

اگر کسی امام نے دوران نماز عذر پیش آنے کی بنا پر اپنا نائب کسی ایسے شخص کو بنا دیا جو دیگر مقتدیوں کے لئے نا اہل ہو مثلاً بالکل امی یا معذور شرعی ہو تو سب لوگوں کی نمازیں فاسد ہو جائیں گی۔ **واستخلاف من لا یصلح إماماً کأمي ومعذور.** (مراقی الفلاح ۱۸۰، درمختار ۲/۳۶۳، مجمع الانہر ۱و۱۱۵)

نماز پڑھتے ہوئے وقت نکل گیا

اگر فجر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج نکل آیا، یا عید کی نماز پڑھتے ہوئے زوالِ شمس ہوگیا، یا جمعہ پڑھنے کے دوران عصر کا وقت داخل ہوگیا وغیرہ، تو اس کی فرض نماز باقی نہ رہے گی؛ بلکہ دوبارہ پڑھنی ہوگی (البتہ اگر عصر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج غروب ہوگیا تو نمازِ عصر ادا سمجھی جائے گی) **وطلوع الشمس في الفجر لطر و الناقص على الكامل وزوالها أي الشمس في صلاة العيدين ودخول وقت العصر في الجمعة.** (مراقی الفلاح ۱۸۰، حاشية الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸) **وغروب، إلا عصر يومه فلا يكره فعله لأدائه كما وجب بخلاف الفجر.** (در مختار مع الشامی ۳۲/۲، هداية ۱۳۰/۱)

زخم درست ہوکر پٹی کھل گئی

اگر نماز پڑھتے ہوئے زخم ٹھیک ہوگیا اور پٹی یا پھایا کھل کر گر پڑا تو نماز فاسد ہوگئی؛ اس لئے کہ پٹی پر مسح کرنے کا عذر زائل ہوگیا (البتہ اگر زخم ٹھیک ہوئے بغیر پٹی کھل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی) **وسقوط الجبيرة عن برءٍ لظهور الحدث السابق (مراقی) قيد به لأنها لوسقطت لا عن برءٍ لا تفسد.** (طحطاوی ۱۸۰، شرح الوقاية ۱۶۰/۱، حاشية الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸)

معذور شرعی کا عذر زائل ہوجانا

اگر کوئی معذور شخص لگاتار حدث میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے شرعی رخصت پر عمل کررہا تھا (یعنی ایک ہی وضو سے پورے وقت میں نماز پڑھتا تھا) کہ نماز پڑھتے ہوئے اس کا عذر زائل ہوگیا یعنی پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی اس کا عذر پیش نہیں آیا، تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اسے نیا وضو کرکے نماز ادا کرنی ہوگی۔ **وزوال عذر المعذور بأن لم يعد في الوقت الثاني.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳۶۳/۲، مراقی الفلاح ۱۸۰، هداية ۱۳۰/۱، حاشية الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸)

دورانِ نماز قصداً حدث کرنا

اگر نماز کے اندر جان بوجھ کر وضوتوڑا یا جنابت پیش آ گئی تو نماز فاسد ہوگئی۔ **والحدث عمداً الخ، والإغماء والجنون والجنابة.** (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۰، بدائع الصنائع ۵۱۹/۱، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۹)

عورت کا مرد کے دائیں بائیں یا سامنے کھڑا ہونا

اگر کوئی مرد کسی عورت کے دائیں بائیں یا پیچھے اس کی سیدھ میں نماز پڑھے اور وہاں درج ذیل شرائط پائی جائیں تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ وہ شرائط یہ ہیں:

(۱) وہ عورت مشتہاۃ ہو، یعنی ۹ رسال سے زیادہ عمر کی ہو خواہ بڑھیا ہو یا محرم، سب کا حکم یہی ہے۔

(۲) مرد کی پنڈلی، ٹخنا یا بدن کا کوئی بھی عضو عورت کے کسی عضو کے بالمقابل پڑ رہا ہو۔

(۳) یہ سامنا کم از کم ایک رکن (تین تسبیح پڑھنے کے بقدر) تک برقرار رہا ہو۔

(۴) یہ اشتراک مطلق نماز میں پایا جائے یعنی نماز جنازہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

(۵) مرد وعورت دونوں ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوں۔

(۶) مرد وعورت کے نماز پڑھنے کی جگہ سطح کے اعتبار سے برابر ہو، یعنی اگر سطح میں آدمی کے قد کے بقدر فرق ہو تو محاذات کا حکم نہ ہوگا۔

(۷) دونوں کے درمیان ایک آدمی کے کھڑے ہونے کے بقدر فاصلہ نہ ہو۔

(۸) مرد نے اپنے قریب آ کر کھڑی ہونے والی عورت کو وہاں نہ کھڑے ہونے کا اشارہ نہ کیا ہو، اگر اشارہ کیا پھر بھی عورت برابر میں کھڑی رہی تو اب مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۹) اور امام نے مرد کے برابر میں کھڑی ہوئی عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو۔

وشـروط المحاذات: أولها، المشتهاة. ثانيها: أن يكون بالساق والكعب على ما ذكره. ثالثها: أن تكون في أداء ركن أو قدره. رابعها: أن تكون في صلاة مطلقة. خامسها: أن تكون في صلاة مشتركة تحريمة. سادسها: اتحاد المكان. سابعها: عدم الحائل. ثامنها: عدم الإشارة إليها بالتأخر. وتاسعها: أن يكون الإمام قد نوى إمامتها. (طحطاوی ۱۸۱، حاشية الطحطاوی علی المراقی ۳۳۱)

وفي الخانية: لو صلت المرأة على الصفة والرجل أسفل منها بجنبها أو خلفها، إن كان يحاذی عضو من الرجل عضوا منها فسدت صلاته لوجود المحاذاة ببعض بدنها. (طحطاوی ۱۸۰، حاشية الطحطاوی علی المراقی ۳۲۹)

مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں نمازی احتیاط کیسے کریں؟

مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں تو مردوں اور عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کی جگہیں الگ الگ ہیں؛ اس لئے وہاں مرد وعورت میں اختلاط و محاذات کا مسئلہ اب پیش نہیں آتا؛ لیکن مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں اگر چہ عورتوں کی نماز کی جگہیں الگ بنی ہوئیں ہیں؛ لیکن مطاف میں اور حج کی بھیڑ کے زمانہ میں وہاں اکثر مرد وعورت نماز پڑھتے ہوئے خلط ملط ہوجاتے ہیں؛ اس لئے اس معاملہ میں احتیاط کی ضرورت ہے، عورتوں کو چاہئے کہ ہمیشہ مردوں سے الگ ہوکر ہی نماز پڑھیں، اگر موقع نہ ہو تو جماعت چھوڑ دیں اور بعد میں اپنی نماز الگ پڑھ لیں، اور مردوں کو چاہئے کہ:

(۱) نماز کی نیت باندھنے سے پہلے دائیں بائیں اور سامنے دیکھ لیں کہ کوئی عورت تو نہیں کھڑی ہے اس کے بعد نیت باندھیں۔

(۲) اگر پہلے اطمینان کر کے نیت باندھ لی اور نماز کے درمیان کوئی بالغ عورت برابر میں آکر کھڑی ہونے لگے تو اسے دورانِ نماز اشارہ سے روکنے کی کوشش کریں، اگر وہ اشارہ سے رک جائے تو فبہا، ورنہ اس اشارہ کرنے سے مرد کی ذمہ داری پوری ہوجائے گی، اب اگر وہ عورت برابر میں کھڑی ہوکر نماز پڑھنے بھی لگے پھر بھی مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ خود عورت کی نماز فاسد

ہوجائے گی۔ واستفید من قوله: بعد ما شرع، إنها لو حضرت قبل شروعه ونوى إمامتها محاذيا لها، وقد أشار إليها بالتأخر تفسد صلا ته، فالإشارة بالتأخر إنما تنفع إذا حضرت بعد الشروع ناوياً إمامتها. قال: والظاهر إن الإمام ليس بقيد، أى فلو حاذت المقتدى بعد الشروع وأشار إليها بالتأخر ولم تتأخر فسدت صلاتها دونه، وينبغي أن يعد هٰذا فى الشروط. (شامی زکریا ۲/۰ ۳۲)

دوران نماز ستر کھل جانا

اگر نماز پڑھتے ہوئے ستر (عضو مستور کا چوتھائی یا اس سے زیادہ تین تسبیح پڑھنے کی مدت کے بقدر) کھلا رہ گیا، تو نماز فاسد ہو جائے گی اگر چہ ستر کھولنا ناگزیر ہو، مثلاً عورت کو نماز پڑھتے ہوئے حدث لاحق ہوگیا، اب اگر وہ وضو کو جائے اور ہاتھ دھونے کے لئے کہنی کھول لے حالاں کہ یہ حصہ اس کے ستر میں داخل ہے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور وضو کے بعد از سر نو پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ ويمنع حتى انعقادها ربع عضو قدر أداء ركن. (در مختار) والحاصل أنه يمنع الصلاة فى الابتداء ويرفعها فى البقاء الخ. (شامی زکریا ۲/ ۸۱) ويفسدها ظهور عورة من سبقه الحدث في ظاهر الرواية، ولو اضطر إليه للطهارة، ككشف المرأة ذراعها للوضوء. (مراقی الفلاح ۱۸۱، حاشية الطحطاوى على المراقى ۳۳۱)

حدث کے بعد وضو کے لئے جاتے اور آتے ہوئے قرآن پڑھنا

اگر کسی شخص کا نماز کے دوران اتفاقاً وضو ٹوٹ گیا پھر وہ وضو کرنے کے لئے گیا، تو اگر آنے اور جانے کے درمیان قرآنِ پاک کی تلاوت کرے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی؛ البتہ اگر تسبیح وغیرہ پڑھتا ہے تو فاسد نہ ہوگی، اس لئے کہ قرأتِ قرآن نماز کا ایک رکن ہے جس کا حالتِ حدث میں دورانِ نماز ادا کرنا ممنوع اور مفسد ہے۔ بقى من المفسدات، قال الشامى قلت: منها أيضاً أداؤه ركناً مع حدثٍ أو مشيٍ. (شامی زکریا ۲/ ۳۹۱) وقراء ته، لا تسبيحه فى

الأصح، أي قراءة من سبقه الحدث حالة كونه ذاهباً أو عائدًا للوضوء وإتمام الصلاة، لف ونشر، لإتيانه بركن مع الحدث أو المشي. (مراقی الفلاح ۱۸۲)

نماز میں وضوٹوٹنے کے بعد بلا عذر اپنی جگہ ٹھہرے رہنا

اگر کسی شخص کا نماز میں وضوٹوٹ گیا پھر وہ ایک رکن یعنی تین مرتبہ تسبیح پڑھنے کے بقدر وہیں ٹھہرا رہا، تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی، ایسی صورت میں فوراً نماز موقوف کر کے وضو کے لئے جانا چاہئے؛ البتہ کوئی عذر درپیش ہو مثلاً بھیڑ بہت زیادہ ہے نکلنے کا موقع نہیں، یا نکسیر کا خون بہا چلا جارہا ہے، یا اسی طرح کا کوئی اور عذر ہے تو تاخیر کے باوجود نماز باقی رہ جائے گی۔ **بقي من المفسدات. قال الشامي: قلت ومنها أيضاً ووقوفه بعد سبق الحدث قدر ركن.** (شامی زکریا ۲/۳۹۱) **ومكثه قدر أداء ركن بعد سبق الحدث مستيقظاً بلا عذر، فلو مكث لزحام أو لينقطع رعافه أو نوم رعف فيه متمكناً، فإنه يبني.**

(مراقی الفلاح ۱۸۲)

قریب پانی رہتے ہوئے دور جانا

اگر دورانِ نماز حدث لاحق ہوا اور قریب میں وضو کا پانی موجود ہے، اب اگر وہ اس پانی کو چھوڑ کر اس سے دوصف آگے جان بوجھ کر بلا عذر تجاوز کر جائے گا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی؛ البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً وہ بھول جائے کہ قریب میں پانی ہے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے پانی کے مقام تک پہنچنا مشکل ہو وغیرہ، تو تجاوز کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ومجاوزته ماء قريباً بأكثر من صفين لغيره عامداً المراد أنه لا عذر له، فلو كان له عذر كأنّ كان المكان ضيقاً، أو لا يتأتى له الوصول إليه، أو جاوزه ناسياً، أو لاحتياجه إلى الاستقاء من البئر فلا تفسد.** (مراقی الفلاح ۱۸۲)

حدث کے شک میں مسجد سے یا صفوں سے باہر نکل گیا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا نماز کے دوران اسے گمان ہوا کہ غالباً اس کا وضوٹوٹ گیا ہے،

چناں چہ وہ وضو کے لئے چل پڑا تا آں کہ مسجد سے نکل گیا (اگر مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا) یا صفوں سے نکل گیا (اگر میدان میں جماعت میں شریک تھا) یا سجدہ کے مقام سے تجاوز کر گیا (اگر میدان میں تنہا نماز پڑھ رہا تھا) پھر اسے معلوم ہوا کہ اس کا وضو نہیں ٹوٹا تھا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی؛ البتہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے یا صفوں کے تجاوز کرنے سے پہلے ہی پتہ چل گیا کہ اس کا وضو قائم ہے تو وہ اپنی مابقیہ نماز پوری کرسکتا ہے ازسرنو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ **(وتفسد) خروجه من مسجد بظن حدث. قال الشامي: المراد مجاوزة الحد المتقدم، أعم من أن يكون في صحراء أو مسجد أو جبانة أو دار.** (شامی زکریا ۲/۳۵٦) **ويفسدها خروجه من المسجد بظن الحدث لوجود المنافي بغير عذر، لا إذا لم يخرج من المسجد أو الدار أو البيت أو الجبانة أو مصلى العيد، استحساناً لقصد الإصلاح. ويفسدها مجاوزته الصفوف أو سترته في غيره أى غير المسجد، وما هو في حكمه.** (مراقی الفلاح ۱۸۲)

بے وضو ہونے کے خیال میں وضو کے لئے چل پڑا

نماز شروع کرنے کے بعد خیال ہوا کہ اس نے تو بلا وضو نماز شروع کی ہے (یا اس کی مسح کی مدت ختم ہوچکی ہے یا یہ کہ اس کے کپڑے نجس ہیں وغیرہ) پھر وہ وضو کرنے کے ارادے سے اپنی جگہ سے چل پڑا، پھر پتہ چلا کہ اس نے طہارت کی حالت میں نماز شروع کی تھی تو نماز فاسد ہوجائے گی اگر چہ مسجد سے نہ نکلا ہو۔ **لو ظن أنه افتتح بلا وضوءٍ، أو أن مدة مسحه انقضت، أو أن عليه فائتة، أو رأى سراباً فظنه ماءً، وهو متيمم، أو حمرة في ثوبه فظنها نجاسة، فانصرف تفسد بالانحراف، وإن لم يخرج من المسجد.** (شامی زکریا ۲/۳۵٦) **ويفسدها انصرافه عن مقامه، ظاناً أنه غير متوضأٍ أو ظاناً أن مدة مسحه انقضت أو ظاناً أن عليه فائتة، أو أن عليه نجاسة، وإن لم يخرج من المسجد.** (مراقی الفلاح ۱۸۳)

امام کے علاوہ دوسرے شخص کولقمہ دینا

نماز کے دوران مقتدی کے لئے اپنے امام کولقمہ دینا تو جائز ہے؛ لیکن امام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کولقمہ دینا مفسدِ صلاۃ ہے۔ (یفسد الصلاۃ) فتحه علی غیر إمامه. قال الشامی: لأنه تعلم وتعلیم من غیر حاجةٍ، وهو شامل لفتح المقتدی علی مثله، وعلی المنفرد، وعلی غیر المصلي وعلی إمام آخر. (شامی زکریا ۲/ ۳۸۱) وفی الطحطاوي: ویفسدها فتحه أی المصلی علی غیر إمامه، سواء کان الغیر فی الصلاة أم لا. هٰذا إذا قصد تعلیمه، لأنه یقع جواباً من غیر ضرورة، فکان من کلام الناس. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۳، مجمع الانہر ۱/ ۱۱۹)

امام کا غیر مقتدی سے لقمہ لینا

امام قرأت کررہا تھا درمیان میں غلطی آئی تو نماز میں شامل مقتدیوں کے علاوہ کسی اور شخص نے اس امام کولقمہ دیا اور امام نے اس لقمہ کو قبول کرلیا، تو امام اور اس کے مقتدیوں کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ وکذا الأخذ. قال الشامي: أی أخذ الإمام بفتح من لیس فی صلاته.

(شامی زکریا ۲/ ۳۸۱) وتفسد بأخذ الإمام ممن لیس معه. (طحطاوی ۱۸۳)

نئی نماز شروع کرنے کی نیت سے تکبیرِ تحریمہ کہنا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا، پھر اس نے ارادہ کیا کہ اس نماز کو چھوڑ کر دوسری نماز شروع کرے اور اس نیت سے اس نے ''اللہ اکبر'' کہا تو اللہ اکبر کہتے ہی اس کی پہلی نماز فاسد ہوجائے گی۔ ویفسدها انتقاله من صلاة إلی مغایرتها. قال الشامی: أی بأن ینوی بقلبه مع التکبیرة الانتقال المذکور. (شامی مع الدر ۲/ ۳۸۳) ویفسدها التکبیر بنیة الانتقال لصلاة أخری غیر صلاته. (مراقی الفلاح ۱۸۳، مجمع الانہر ۱/ ۱۲۱)

دورانِ نماز قرآنِ پاک دیکھ کر پڑھنا

اگر کوئی شخص نماز کے دوران قرآنِ کریم ہاتھ میں لے کر دیکھ کر قرأت کرے تو اس کی نماز فاسد

ہوجائے گی؛ اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔اوردوسرے یہ کہ اس میں نماز کے اندرخارجی چیز سے تلقی اور تعلم کی صورت پیش آتی ہے، جوممنوع ہے۔ **وقراء ة ما لا يحفظه من مصحف. (مراقي الفلاح)**

وفي الطحطاوي: ولأبي حنيفة في فسادها وجهان: أحدهما: أن حمل المصحف والنظر فيه وتقليب الأوراق عملٌ كثيرٌ الخ. والثاني: أنه تلقن من المصحف فصار كما لو تلقن من غيره وهو مناف للصلاة وهذا يوجب التسوية بين المحمول وغيره فتفسد بكل حال وهو الصحيح، كذا في الكافي. (طحطاوی علی المراقی ۱۸۵)

مقتدی کا امام سے پہلے کوئی رکن ادا کر لینا

اگرکوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا، پھراس نے کوئی رکن مثلاً رکوع، امام سے پہلے اس طرح ادا کرلیا کہ ایک منٹ بھی امام کے ساتھ شرکت نہیں ہوسکی، اور پھر بعد میں اس رکن کو دہرایا بھی نہیں اورسلام پھیر دیا تو اس شخص کی نماز فاسد ہوگئی۔ **ومسابقة المؤتم بركن لم يشاركه فيه إمامه.** (درمختار زکریا ۲/ ۳۹۲) **ويفسدها مسابقة المقتدي بركن لم يشاركه فيه إمامه، كما لو ركع ورفع رأسه قبل الإمام، ولم يعده معه أو بعده وسلم.** (مراقی الفلاح ۱۸۵)

نماز کا کوئی رکن سوتے ہوئے ادا کرنا

اگرکوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے کسی رکن مثلاً سجدہ میں سوتا رہ جائے تو بعد میں اس رکن کا دہرانا لازم ہے، اگر دہرائے بغیر سلام پھیر دے گا تو نماز فاسد قرار پائے گی۔ **وعدم إعادة ركنٍ أداه نائماً.** (درمختار زکریا ۳۹۲/۲) **ويفسدها عدم إعادة ركنٍ، أداه نائماً لأن شرط صحته أداؤه مستيقظاً.** (مراقی الفلاح ۱۸۶)

چار یا تین رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دینا

اگرکسی شخص نے چار یا تین رکعت والی نماز میں قعدۂ اولی کے بعد یہ سمجھتے ہوئے سلام پھیرا کہ یہی قعدہ اخیرہ ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی، اوراخیر میں سجدۂ سہو سے کام بن جائے گا؛ لیکن اگر مذکورہ

نمازوں میں قعدہ کے بعد یہ سمجھ کر سلام پھیرا کہ اس پر دو ہی رکعت واجب ہے حالاں کہ درحقیقت چار واجب تھیں، مثلاً مقیم شخص اپنے کو مسافر سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیر دے، یا ظہر کی نماز کو جمعہ کی نماز سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیرے، تو اس صورت میں سلام پھیرتے ہی نماز فاسد ہوجائے گی۔ **إلا السلام ساهياً، للتحليل أی للخروج من الصلاة قبل إتمامها على ظن إكمالها فلا يفسد، بخلاف السلام على إنسان للتحية، أو على ظن أنها ترويحة مثلاً فإنه يفسدها مطلقاً.** (در مختار) **قال الشامي: أی بأن كان يصلی العشاء فظن أنها التراويح ومثله ما لو صلى ركعتين من الظهر فسلم على ظن أنه مسافر أو أنها جمعة أو فجر.** (شامی زکریا ۳۷۲/۲، طحطاوی ۱۷٦)

قرأت میں فحش غلطی

نماز کے دوران اگر قرآنِ کریم پڑھتے ہوئے ایسی فحش غلطی ہوجائے جس سے معنی بالکل بدل جائیں اور تاویل کی کوئی صورت نہ رہے تو اس فحش غلطی سے نماز فاسد ہوجائے گی، اگر قریب المخارج حروف میں ادل بدل ہوجائے، مثلا: ''ظا'' اور ''ضاذ'' ''طا'' اور ''تا''، یا ''ہا'' اور ''حا'' وغیرہ، تو متأخرین کے نزدیک مطلقاً نماز فاسد نہ ہوگی، الا یہ کہ کوئی شخص قصداً غلط پڑھے، تو پھر یقیناً فساد کا حکم لگایا جائے گا۔ **قال في الخانية والخلاصة: الأصل فيما إذا ذكر حرفاً مكان حرف وغير المعنى، إن أمكن الفصل بينهما بلا مشقة تفسد، وإلَّا يمكن إلا بمشقةٍ، كالظاء مع الضاد المعجمتين، والصاد مع السين المهملتين، والطاء مع التاء. قال أكثرهم: لا تفسد. وفي خزانة الأكمل، قال القاضي أبو عاصم: إن تعمد ذٰلک تفسد.** (شامی زکریا ۳۹٦/۲، طحطاوی ۱۸٦، فتاوی محمودیہ ۱۸۱/۲، ۱۵۰/۷)

تنبیہ: قرأت میں جو بھی غلطی ہو اس کے بارے میں صورتِ واقعہ بتا کر جان کار عالم اور مفتی سے مسئلہ پوچھنا چاہئے۔ (مرتب)

نماز پڑھتے ہوئے عورت کا بچہ کو دودھ پلانا

اگر عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس کے چھوٹے بچے نے اسی حالت میں اس کے پستان کو چوسا جس سے دودھ نکل آیا تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ **مص ثديها ثلاثاً أو مرة ونزل لبنها. (در مختار) وفي المحيط: إن خرج اللبن فسدت، لأنه يكون إرضاعاً وإلا فلا، ولم يقيده بعدد.** (شامي زكريا ۲/ ۳۹۰)

نماز کے دوران جان بوجھ کر وضو توڑ دینا

اگر نماز پڑھتے ہوئے کسی شخص نے قصداً وضو توڑ دیا تو نماز فاسد ہوگئی؛ (البتہ اگر خود بخود اچانک وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے بنا کی گنجائش ہے) **والحدث عمداً أي لا يسبقه لأنه به يبني.** (مراقي الفلاح ۱۸۰)

نماز پڑھتے ہوئے بے ہوش یا پاگل ہو جانا

اگر نماز کے دوران کسی شخص پر بے ہوشی طاری ہوگئی، یا مجنون ہو گیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ **والإغماء والجنون.** (مراقي الفلاح ۱۸۰)

نماز پڑھتے ہوئے موت آگئی

نماز پڑھتے ہوئے اگر کسی کو موت آجائے تو اس سے نماز ساقط ہو جائے گی، اور اگر امام نماز کے دوران انتقال کر جائے تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور انہیں از سر نو نماز پڑھنی ہوگی۔ مرنے والے کی نماز کا فدیہ لازم نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے نماز ساقط ہو چکی ہے۔ **أقول تظهر ثمرته في الأيام لو مات بعد القعدة الأخيرة بطلت صلاة المقتدين به، فيلزمهم استئنافها، الخ. ولا تظهر الثمرة في وجوب الكفارة فيما لو كان أوصى بكفارة صلاته لأن المعتبر اٰخر الوقت وهو لم يكن في اٰخر الوقت من أهل الأداء فلا تجب عليه.** (شامي زكريا ۲/ ۳۹۱)

❍❖❍

امامت و جماعت کے مسائل

نماز باجماعت کی اہمیت

اسلام ایک اجتماعی مذہب ہے، اسی لئے اس کی بہت سی عبادات اجتماعی طور پرادا کی جاتی ہیں، انہی میں سے نماز باجماعت بھی ہے جوامت کے مردوں پرسنتِ مؤکدہ (واجب کے قریب) ہے۔احادیثِ شریفہ میں نماز با جماعت کی نہایت تاکید اور فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، چنداحادیث کا ترجمہ ذیل میں پیش ہے: آنحضرت ﷺ نے ارشادفرمایا:

❑ ''اکیلے اور بازار میں نماز پڑھنے کے مقابلہ میں جماعت سے نماز پڑھنے میں ۲۵ رگنا زیادہ ثواب ہے، اس لئے کہ کوئی شخص اچھی طرح وضوکر کے صرف نماز پڑھنے کی غرض سے جب مسجد جاتا ہے تو اس کے ہر ہرقدم پر نیکی کا ایک درجہ بڑھتا ہے اور ایک برائی اس سے معاف کی جاتی ہے، پھر جب وہ نماز پڑھ کے فارغ ہوتا ہے تو جب تک وہ مصلیٰ پر بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں، اور جب تک وہ نماز کے انتظار میں بیٹھے گا نماز ہی میں سمجھا جائے گا''۔(بخاری شریف عن ابی ہریرۃ ۱/۸۹، الترغیب والترہیب ۱/۱۵۹)

❑ ''باجماعت نماز اکیلے نماز کے مقابلہ میں ۲۷رگنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے''۔(بخاری شریف ۱/۸۹)

❑ ''جوشخص اچھی طرح وضوکر کے فرض نماز کی باجماعت ادائیگی کے لئے گیا اور امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے سب گناہ معاف کردئے جاتے ہیں''۔(الترغیب والترہیب ۱/۱۵۹)

❑ ''جوشخص چالیس دن برابر اس طرح باجماعت نماز ادا کرے کہ کسی بھی نماز کی تکبیرِ اولیٰ امام کے ساتھ فوت نہ ہو تو اس کے لئے جہنم اور نفاق سے براءت کے دو پروانے لکھ دئے جاتے ہیں''۔(الترغیب والترہیب ۱/۱۶)

❑ ''جس شخص نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے آدھی رات عبادت میں گذاری اور جس شخص نے فجر کی نماز بھی باجماعت پڑھی تو گویا وہ پوری رات عبادت میں مشغول رہا''۔(الترغیب والترہیب ۱/۱۶۳)

نماز باجماعت ترک کرنے پر وعیدیں

نبیٔ اکرم ﷺ نے جماعت کی نماز چھوڑنے والوں کے لئے سخت ترین وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

❑ ''لوگ جماعت چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ میں ان کے گھروں کو ضرور جلوادوں گا''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۷)

❑ ''جو شخص اذان سنے اور پھر بلا عذر نماز کے لئے نہ آئے تو اس کی پڑھی گئی نماز (جو اکیلے پڑھے گا) قبول نہیں کی جائے گی''۔ (ابوداؤد شریف ۱/۸۱، الترغیب والترہیب ۱/۱۶۶)

❑ ''نہایت بے مروتی اور کفر ونفاق کی علامت ہے کہ آدمی اذان سن کر نماز کے لئے حاضر نہ ہو''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۶۷)

❑ ''مؤمن کی بدنصیبی اور محرومی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مؤذن کو اقامت کہتے ہوئے سنے اور اس کی دعوت پر لبیک نہ کہے (یعنی جماعت میں شریک نہ ہو)''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۶۷)

لہٰذا ہر مسلمان مرد پر ضروری ہے کہ وہ مساجد میں جاکر باجماعت نماز ادا کرنے کا اہتمام کرے، اور اس بارے میں قطعاً سستی اور غفلت سے کام نہ لے۔

امام کی ذمہ داری

جماعت کی نماز کا سارا دارومدار چوں کہ امام پر ہوتا ہے، اس لئے شریعت میں امام کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مقام ومنصب کا خیال رکھے، اور امامت کی عظیم ذمہ داری پوری امانت ودیانت کے ساتھ بجالانے کی کوشش کرے؛ اس لئے کہ اگر امام اچھی طرح آداب وشرائط ملحوظ رکھ کر نماز پڑھائے گا تو اسے مقتدیوں کی نمازوں کے بقدر ثواب ملے گا اور اگر کوتاہی کرے گا تو سارا وبال بھی اسی پر ہوگا، مقتدی ذمہ دار نہ ہوں گے۔

ایک روایت میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَمَّ قَوْماً فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ ضَامِنٌ وَمَسْؤُلٌ لِمَا ضَمِنَ وَإِنْ أَحْسَنَ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مَنْ صَلّٰى خَلْفَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئاً، وَمَا كَانَ مِنْ نُقْصٍ فَهُوَ عَلَيْهِ.

جو شخص کسی جماعت کی امامت کرے تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے، اور یہ جان لینا چاہئے کہ وہ ذمہ دار ہے اور اپنی ذمہ داری کے بارے میں اس سے سوال ہوگا، اب اگر وہ اچھی طرح امامت کرے گا تو اسے اپنے پیچھے نماز پڑھنے والے نمازیوں کے بقدر ثواب ملے گا جب کہ ان

(الترغيب والترهيب ١/ ١٨٤) نمازیوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جو بھی امامت میں کوتاہی ہوگی اس کا وبال امام ہی پر ہوگا۔

اس لئے ائمہ کرام کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اس ہدایت کو پیش نظر رکھیں، مسائلِ امامت سے واقفیت کے ساتھ ورع وتقوی، امانت ودیانت اور حسنِ اخلاق کا التزام کریں، کیوں کہ ائمہ اسلام کے شعائر کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی عزت میں امت کی عزت ہے اور ان کی رسوائی میں پوری قوم کی رسوائی ہے۔

امامت کی شرائط

صحت مند مردوں کی امامت کے لئے فقہاء نے چھ شرائط ذکر کی ہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عقل مند ہونا (۴) مرد ہونا (۵) قرأت پر قادر ہونا (۶) عذر (نکسیر، ہکلا پن وغیرہ) سے محفوظ ہونا۔ (یہاں مردوں کی قید سے عورتوں اور بالغ بچوں کا استثناء مقصود ہے کہ عورتوں کی امامت کے لئے مرد ہونا شرط نہیں، اسی طرح نابالغ بچہ اپنے ہم جنسوں کی امامت کرسکتا ہے، ان میں بلوغ کی شرط نہیں ہے۔ اور صحت مند کی قید سے معذورین کا استثناء پیشِ نظر ہے کہ ایک معذور اپنے جیسے معذورین کا امام بن سکتا ہے عذر کی سلامتی وہاں مشروط نہیں ہے؛ البتہ اتنا ضرور خیال رہے کہ امام بہ نسبت مقتدیوں کے صحت کے اعتبار سے اچھے حال میں ہو یا کم سے کم برابر درجہ میں ہو، ان سے کمتر حال میں نہ ہو)

وأما شروط الإمامة فقد عدها في نور الإيضاح على حدة. فقال: وشروط الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام، والبلوغ، والعقل، والذكورة، والقراءة، والسلامة من الأعذار، كالرعاف والفأفأة والتمتمة واللثغ وفقد شرط كطهارةٍ وستر عورةٍ، احترز بالرجال الأصحاء عن النساء الأصحاء فلا يشترط في إمامهن الذكورة، وعن الصبيان فلا يشترط في إمامهم البلوغ، وعن غير الأصحاء فلا يشترط في إمامهم الصحة، لكن يشترط أن يكون حال الإمام أقوى من حال المؤتم أو مساوياً. (شامي بيروت ٢/ ٢٤٢، شامي زكريا ٢/٢٨٤-٢٨٥)

اقتداء کی شرائط

اور کسی بھی امام کی اقتداء درست ہونے کے لئے دس شرائط ملحوظ رہنی ضروری ہیں: (۱) مقتدی کا امام کی اقتداء کی نیت کرنا (۲) امام اور مقتدی کی جگہ حقیقۃً یا حکماً متحد ہونا (۳) دونوں کی نماز ایک ہونا (یہ نہ ہو کہ امام

پڑھ رہا ہے ظہر کی نماز، اور مقتدی نیت کرلے عصر کی) (۴) امام کی نماز کا درست ہونا (۵) کسی عورت کا امام یا مقتدی کے سامنے یا دائیں بائیں نہ ہونا (۶) مقتدی کی ایڑی کا امام کی ایڑی سے آگے نہ ہونا (اگر ایڑی امام سے آگے ہوگی تو مقتدی کی اقتداء درست نہ ہوگی، ہاں اگر ایڑی پیچھے ہو مگر قد و قامت میں زیادتی کی وجہ سے سجدہ کرتے ہوئے مثلاً سر امام کے سر سے آگے ہوجائے تو اقتداء میں کوئی فرق نہ آئے گا) (۷) مقتدی کو امام کی نقل وحرکت کا علم ہونا (کہ اب وہ قیام میں ہے یا رکوع یا سجدہ میں ہے، محض اٹکل سے کام نہ چلے گا) (۸) مقتدی کا (نماز کے دوران یا امام کے سلام پھیرنے کے بعد) یہ جان لینا کہ امام مسافر ہے یا مقیم (تاکہ اپنا حال دیکھ کر قصر واتمام پر عمل کرسکے) (۹) مقتدی کا امام کے ساتھ ارکانِ نماز میں شریک رہنا (۱۰) ارکان کی ادائیگی میں مقتدی کا حال امام کے مساوی یا اس سے کم تر ہونا، مثلاً۔ (۱) رکوع سجدہ پر قدرت رکھنے والے امام کا اپنے جیسے مقتدی کی امامت کرنا، یا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا اپنے جیسے شخص کی امامت کرنا (۲) اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا رکوع سجدہ پر قادر امام کی اقتداء کرنا اور یہی تفصیل شرائط نماز کے معاملہ میں بھی ہے، یعنی مقتدی، شرائط (مثلاً ستر، طہارت وغیرہ) میں امام کے برابر یا اس سے کمتر ہونا چاہئے۔

والصغریٰ ربط صلاة المؤتم بالإمام بشروط عشرة: نية المؤتم الاقتداء، واتحاد مكانهما، وصلاتهما، وصحة صلاة إمامه، وعدم محاذاة إمرأة، عدم تقدمه عليه بعقبه، وعلمه بانتقالاته، وبحاله من إقامة وسفر، ومشاركته في الأركان، وكونه مثله أو دونه فيها وفي الشرائط. (در مختار مع الشامی بیروت ۲/۲۴۲- ۲۴۴، شامی زکریا ۲/۲۸۴ تا ۲۸۶)

اب ذیل میں امامت و جماعت سے متعلق بعض ضروری مسائل ملاحظہ فرمائیں:

امامت کا حق دار

امامت کا صحیح حقدار وہی ہے جو نماز اور اس کے متعلقہ مسائل سے زیادہ واقفیت رکھتا ہو، قرآنِ کریم صحیح پڑھتا ہو، دین دار ہو اور کبائر سے اجتناب کرتا ہو۔

الأولى بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة هٰكذا في المضمرات وهو الظاهر هكذا في البحر الرائق، هٰذا إذا علم من القراء ة قدر ما تقوم به سنة القراء ة هٰكذا في التبيين ولم يطعن في دينه كذا في الكفاية وهٰكذا في النهاية، ويجتنب الفواحش الظاهرة وإن كان غيره أورع منه كذا في المحيط. (هندیه ۱/۸۳، ومثله في در مختار مع

الشامی زکریا ۲ / ۲۹٤، در مختار مع الشامی بیروت ۲ / ۲۵۱، طحطاوی علی المراقی ۱٦۳)

قادیانی کی امامت

مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والے بلا تردد کافر ومرتد اور زندیق ہیں، ان کی امامت قطعاً جائز نہیں ہے۔ **سمعت بعضهم يقول: إذا لم يعرف الرجل أن محمداً ﷺ آخر الأنبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلمٍ.** (هنديه ۲٦۳/۲، الاشباه والنظائر ۲۹٦، جواهر الفقه ۵۷/۱، فتاویٰ دارالعلوم ۳/ ۳۱۰)

منکرینِ حدیث کی امامت

علماء نے فرقہ منکرینِ حدیث (اہلِ قرآن) کو کافر قرار دیا ہے ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ۳/ ۴۷ وغیرہ)

شیعہ کی امامت

شیعہ اثنا عشری کی امامت میں نماز درست نہیں ہے؛ کیوں کہ اس فرقہ کے عقائد کفریہ ہیں۔ (مثلاً حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تکفیر، عصمتِ انبیاء، تحریفِ قرآن وغیرہ) **فإن أدى إلى الكفر فلا يجوز أصلاً الاقتداء به كغلاة الروافض.** (صغیری ۲٦٤) **أو الكافر بسب الشيخين أو بسب أحدهما فى البحر عن الجوهرة معزيا للشهيد من سب الشيخين أو طعن فيهما كفر، ولا تقبل توبته. وبهٖ أخذ الدبوسى وأبو الليث وهو المختار للفتوىٰ.** (شامی زکریا ۳۷٦/٦، جوار الفقه ٦۰/۱)

بدعتی کی امامت

بدعتی کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره تقديم الفاسق كراهة تحريم وكذا المبتدع.** (صغیری ۲٦٤، شامی زکریا ۲۹۹/۲، بیروت ۲۵۵/۲، البحر الرائق ۳٤۸/۱، هندیه ۸۵/۱)

غیر مقلد (اہلِ حدیث) کی امامت

جو غیر مقلد سخت متعصب ہو اور بزرگانِ دین کے بارے میں زبان درازیاں کرتا ہو وہ فاسق کے حکم میں ہے، اس کی امامت مکروہ ہے؛ لیکن اگر وہ متعصب نہ ہو اور بزرگوں کی شان میں بے ادب نہ ہو، نیز وہ ایسا عمل نہ کرے کہ جس سے امام صاحبؒ کے مذہب کے مطابق نماز مکروہ یا فاسد ہوتی ہے، تو ایسے غیر مقلد کے پیچھے مذکورہ شرائط کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ۳۴۸، فتاوی دار العلوم ۱۴۳/۳) **وذهب عامة مشائخنا إلى الجواز إذا كان يحتاط في موضع الخلاف وإلا فلا، والمعنى أنه يجوز في المراعي بلا كراهة الخ.** (شامی بیروت ۲/۲۵۹، زکریا ۲/۳۰۲)

فاسق کی امامت

فاسق کو امام مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھی جائے؛ بلکہ متقی شخص ہی کو امام بنایا جائے۔ **ویکره تقديم الفاسق كراهة تحريم.** (صغیری ۲٦٤، حلبی ۵۱۳، هدایه ۱/۱۲۲، البحر الرائق ۱/۳٤۹، فتاوی دار العلوم ۳/۱٤٥)

ڈاڑھی کٹانے والے کی امامت

ڈاڑھی کٹانے والا فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (خواہ فرائض میں ہو یا تراویح میں) **والسنة فيها القبضة (إلى قوله) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته.** (در مختار مع الشامی زکریا ۹/۵۸۳) **وأما الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً.** (شامی زکریا ۲/۲۹۹، بیروت ۲/۲٥٥)

ٹی وی دیکھنے والے یا سینما باز کی امامت

جو شخص سینما یا ٹی وی وغیرہ پر فحش مناظر دیکھتا ہو اور ناچ گانے وغیرہ کی محفلوں سے احتراز

نہ کرتا ہوا ایسا شخص فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ **ویکرہ تقدیم الفاسق کراھة تحریم.** (شامی بیروت ۲/ ۲۵۵، زکریا ۲/ ۲۹۹)

انگریزی بال رکھنے والے کی امامت

انگریزی بال رکھنے والا فاسق ہے، اور فاسق کو امام بنانا مکروہ ہے۔ (محمودیہ ۲/ ۷۷) **ویکرہ إمامة فاسق لأنه لا یهتم لأمر دینه.** (شامی زکریا ۲/ ۲۹۹، بیروت ۲/ ۲۵۵)

جس کی بیوی پردہ نہ کرتی ہو اس کی امامت

اگر امام کی بیوی شرعی طور پر پردہ نہیں کرتی اور وہ بے پردگی سے نہیں روکتا؛ بلکہ اس کے اس فعل سے راضی ہے اور اس سے بہتر امامت کا اہل موجود ہے تو ایسی حالت میں اس کو امام بنانا مکروہ ہے؛ کیوں کہ وہ فاسق ہے۔ **ویکرہ إمامة فاسق لأنه لا یهتم لأمر دینه.** (شامی زکریا ۲/ ۲۹۸-۲۹۹، بیروت ۲/ ۲۵۵) البتہ اگر امام بے پردگی سے روکتا ہے اور بیوی نہیں مانتی تو امامت مکروہ نہیں۔ (کفایت المفتی ۳/ ۸۰، محمودیہ ۲/ ۹۹، ۷/ ۴۷، امداد الاحکام ۲/ ۱۳۰)

ٹخنوں سے نیچے پائجامہ لٹکانے والے کی امامت

ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننا ناجائز ہے اور موجب فسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ۳/ ۱۱۷) **ویکرہ إمامة فاسق لأنه لا یهتم لأمر دینه.** (شامی زکریا ۲/ ۲۹۹، در مختار مع الشامی بیروت ۲/ ۲۵۵) **وکرہ کفه أی رفعه ولو لتراب کمشمر کم أو ذیل عبثه به أو بثوبه.** (در مختار زکریا ۲/ ۴۰۶، در مختار مع الشامی بیروت ۲/ ۳۵۰)

کالا خضاب لگانے والے کی امامت

بلا عذر سیاہ خضاب لگانے والے امام کی امامت مکروہ ہے۔ (احسن الفتاوی ۳/ ۲۹۶، امداد الفتاوی ۴/ ۲۱۳، محمودیہ ۱۴/ ۳۸۶) **ویکرہ بالسواد أی لغیر الحرب وأما الخضاب بالسواد لیزین نفسه للنساء فمکروہ.** (شامی زکریا ۹/ ۶۰۵) (البتہ اگر کسی عذر سے خضاب لگایا مثلاً میدان

جنگ میں دشمن پر رعب ڈالنے یا (بعض علماء کے نزدیک) بیوی کوخوش کرنے کے لئے لگایا تو ایسے امام کی امامت مکروہ نہ ہوگی)

نابینا کی امامت

جو نابینا محتاط ہو اور نجاست سے بچنے کا پورا اہتمام کرتا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔ **وهذا ذكره في النهر بحثا أخذا من تعليل الأعمى بأنه لا يتوقى النجاسة، الخ. لكن ورد في الأعمى نص خاص هو استخلافه ﷺ لابن أم مكتوم وعتبان على المدينة وكانا أعميين.** (شامی زکریا ۲۹۸/۲، ۲۹۹، بیروت ۲۵۵/۲، طحطاوی ۱۶۴- ۱۶۵، احسن الفتاوی ۲۶۰/۳، رحیمیه ۳۶۳/٤، دارالعلوم ۱۳۷/۳)

امرد کی امامت

امرد اگر خوبصورت ہو اور اس کو شہوت کی نگاہ سے لوگوں کے دیکھنے کا اندیشہ ہو تو اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے، اور بہتر ہے کہ کسی باریش شخص کو ہی مستقل امام مقرر کیا جائے۔ **وكذا تكره خلف أمرد. في الشامي: الظاهر أنها تنزيهية أيضاً، والظاهر أيضا كما قال الرحمتي: أن المراد به الصبيح الوجه لأنه محل الفتنة.** (شامی زکریا ۳۰۱/۲)

عنین (نامرد) کی امامت

اگر کوئی شخص امراض کی وجہ سے نا قابل جماع ہو جائے یعنی نامرد ہو جائے تو اس کی امامت جائز ہے؛ کیوں کہ فقہاء نے عنین کی امامت کو مکروہ یا ناجائز کہیں نہیں لکھا ہے۔ (فتاوی دارالعلوم باب الامامت ۱۵۶/۳، ۲۲۲/۳، ۲۷۹/۳، محمودیہ ۱۰۱/۲)

جس مرد کی داڑھی نہ نکلے اس کی امامت کا حکم

اگر کسی شخص کی عمر زیادہ ہوگئی ہو؛ لیکن اس کی داڑھی نہ نکلی ہو تو وہ امرد نہیں رہا، اس کے پیچھے امامت بلا کراہت درست ہے۔ **وفي حاشية المدني عن الفتاوى العفيفية: سئل**

العلامة الشيخ عبد الرحمن بن عیسیٰ المرشد عن شخص بلغ من السن عشرين سنة وتجاوز حد الإنبات ولم ينبت عذاره فهل يخرج بذلک عن حد الأمردية وخصوصاً قد نبت له شعرات فی ذقنه تؤذن بأنه ليس من مستديری اللحیٰ فهل حکمه فی الإمامة کالرجال الکاملين أم لا؟ (إلی قوله) فأجاب بالجواز من غير کراهة. (شامی بیروت ۲/۲۵۸، زکریا ۲/۳۰۱)

نابالغ کی امامت

حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ نابالغ کو فرض ونفل کسی میں بھی امام مقرر کرنا صحیح نہیں؛ البتہ اگر وہ اپنے ہم جنسوں کی امامت کرے تو صحیح ہے۔ (امداد الفتاوی ۱/۳۶۱، دار العلوم ۴/۲۲۶، محمود یہ ۲/۷۷، ۲/۳۵۰، دار العلوم ۳/۱۱۵) **أما غير البالغ فإن کان ذکراً تصح إمامته لمثله.** (شامی زکریا ۲/۳۲۱، در مختار مع الشامی ۲/۲۷۶) **لا يصح اقتداء رجل بامرأة وخنثی وصبی مطلقاً.** (شامی زکریا ۲/۳۲۱) **فلا يصح اقتداء بالغ بصبی مطلقاً سواء کان فی فرض لأن صلاة الصبی ولو نوی الفرض نفل، أو فی نفل لأن نفله لا يلزمه أی ونفل المقتدی لازم مضمون عليه فيلزم بناء القوی علی الضعيف.** (طحطاوی ۱۵۷، حلبی کبیر ۵۱۶)

بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز

اگر کوئی شخص بیٹھ کر باقاعدہ رکوع سجدے کے ساتھ نماز پڑھائے اور اس کے پیچھے مقتدی کھڑے ہو کر اقتداء کریں تو اس کی اقتداء کرنا جائز اور درست ہے؛ لیکن افضل یہی ہے کہ ایسے شخص کو امام بنایا جائے جو قیام پر قادر ہو۔ (فتاویٰ ریاض العلوم ۲/۴۰۹)

نوٹ: البتہ جو شخص اشارہ سے رکوع سجدہ کر رہا ہو تو اس کی اقتداء کرنا تندرست غیر معذور کے لئے درست نہ ہوگا۔ **وصح اقتداء قائم بقاعد يرکع ويسجد؛ لأنه عليه الصلاة والسلام صلی اٰخر صلاته قاعداً وهم قيام وأبوبکرؓ يبلغهم تکبيره.** (درمختار) **وفي الشامية: وقيد القاعد بکونه يرکع ويسجد؛ لأنه لو کان مومياً لم يجز**

اتفاقاً. (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۳۳۶، وهکذا في الهداية ۱/۱۰۷) **ويصح اقتداء القائم بالقاعد الذي يركع ويسجد.** (هندية ۱/۸۵، طحطاوي على المراقي ۲۹۵ دار الكتاب، تاتاخانية زكريا ۲/۲۵٤، البحر الرائق كوئٹه ۱/۳٦٤)

معذور کی امامت

طاہر کے لئے معذور آدمی کی اقتداء درست نہیں؛ البتہ اگر ایک معذور آدمی دوسرے معذور کی امامت کرے تو درست ہے، بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں، اگر دونوں کا عذر الگ الگ ہو تو پھر درست نہیں۔ **ويجوز اقتداء المعذور بالمعذور إن اتحد عذرهما وإن اختلف فلا يجوز الخ، ولا يصل الطاهر خلف من به سلسل البول.** (شامی زکریا ۲/۳۲۳، بیروت ۲/ ۲۷۸،ہندیہ ۱/۸٤، طحطاوی ۱۵۷، حلبی کبیر ۵۱٦)

پٹی پر مسح کرنے والے کی امامت

پٹی پر مسح کرنے والے امام کے پیچھے غاسل کی نماز شرعاً درست ہے۔ **وصح اقتداء غاسل بماسح على خف أو جبيرة.** (مراقی الفلاح ۲۹۵) **صح اقتداء غاسل بماسح ولو على جبيرة، وفي الشامية: لأن المسح على الجبيرة أولىٰ بالجواز؛ لأنه كالغسل لما تحته.** (درمختار مع الشامي زكريا ۲/۳۳٦، تاتارخانية زكريا۲/۲۵۷)

غیر مختون کی امامت

ختنہ سنت ہے جو شخص بلا عذر اس کو چھوڑ دے وہ تارک سنت ہے، اگر وہ بدن کو غسل واستنجاء میں پاک صاف رکھتا ہے تو اس کی امامت درست ہے، بشرطیکہ اتفاقی طور پر غیر مختون رہ گیا ہو اور ختنہ کے سنت ہونے کا قائل ہو، اگرچہ مختون مقدم ہے۔ (کفایت المفتی ۳/۴۴، محمودیہ ۲/۹۸) **إذا أمكنه أن يختتن لنفسه فعل.** (درمختار زكريا ۹/۵٤۹)

تتلے شخص کی امامت

صحیح تلفظ پر قدرت نہ رکھنے والے تتلے شخص کی امامت ایسے لوگوں کے لئے جو صحیح تلفظ پر

قادر ہوں درست نہیں؛ لہٰذا تتلے شخص کو امام نہ بنایا جائے۔ **ولا یجوز إمامة الالثغ الذي لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم یکن في القوم من یقدر علی التکلم بتلک الحروف، فأما إذا کان في القوم من یقدر علی التکلم بها فسدت صلاته وصلوٰة القوم.** (عالمگیری ۸۶/۱، طحطاوي علی المراقي دارالکتاب ۲۸۹) **ولا یصح اقتداء غیر الالثغ بہٖ أي بالالثغ علی الأصح ...... ولا تصح صلاته إذا أمکنه بمن یحسنه أو ترک جهده أو وجد قدر الفرض مما لا لثغ فیه هٰذا هو الصحیح المختار في حکم الالثغ. (درمختار) وفي الشامیة: الراجح المفتی به عدم صحة إمامة الالثغ لغیرہٖ ممن لیس به لثغة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳۲۷/۲-۳۲۸، شامی بیروت ۲۸۲/۲، البحر الرائق کوئٹه ۳۶۷/۱)

امام کو تکبیرات کس طرح کہنی چاہئیں؟

تکبیراتِ انتقالیہ کہنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ تکبیرات شروع کرے اور جونہی دوسرے رکن میں پہنچے تکبیر کی آواز بند ہوجائے۔ **وینبغی أن یکون ابتداء تکبیرہ عند أول الخرور والفراغ منه عند الاستواء.** (کبیری ۳۱٤، شامی زکریا ۱۹٦/۲، بیروت ۱۷۳/۲)

رکوع وسجدہ میں امام کتنی مرتبہ تسبیحات پڑھے؟

امام تسبیحاتِ رکوع وسجدہ میں اس بات کا لحاظ رکھے کہ مقتدی اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ تسبیح پڑھ لیں، اس لئے امام کو چاہئے کہ پانچ مرتبہ تسبیحات کہہ لے؛ تاکہ مقتدی اطمینان سے تین مرتبہ کہہ لیں۔ **ونقل فی الحلیة عن عبد اللّٰہ بن المبارک وإسحاق وإبراهیم والثوری: أنه یستحب للإمام أن یسبح خمس تسبیحاتٍ لیدرک من خلفه الثلاث.** (شامی زکریا ۱۹۹/۲، رحیمیه ۳۷۱/٤، احسن الفتاوی ۲۹٦/۳)

امام کا مصلیٰ ہی پر سنتیں پڑھنا

اگر مسجد میں جگہ تنگ نہیں ہے تو امام کا مصلیٰ پر سنتیں پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر جگہ تنگ ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۱۱۵) **ویکره للإمام التنفل في مكانه لا للمؤتم. (درمختار) والكراهة تنزيهية كما دلّت عليه عبارة الخانية.** (شامی زکریا ۲/ ۲٤۸، بیروت ۲/ ۲۱۹) **إذا ضاق المكان فلا كراهة.** (مراقی الفلاح ۱۹۸)

امام نماز پڑھ کر کس طرف رخ کرے؟

بہتر ہے کہ فجر اور عصر کی نماز میں سلام پھیرنے کے بعد امام قبلہ کی دائیں جانب رخ کرکے بیٹھے۔ **يستحب للإمام التحول ليمين القبلة يعني يسار المصلي.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۲٤۸، در مختار مع الشامی بیروت ۲/ ۲۲۰)

بارش اور سخت سردی میں ترکِ جماعت

سخت بارش اور سردی کی وجہ سے ترکِ جماعت کی گنجائش ہے۔ **ولا تجب على مريض ولا على من حال بينه وبينها مطر وطين وبرد شديدٌ.** (شامی زکریا ۲/ ۲۹۲، شامی بیروت ۲/ ۲٤۹، هندیه ۱/ ۸۳)

کرفیو میں ترکِ جماعت

اگر کسی وجہ سے شہر میں کرفیو نافذ ہو اور باہر نکلنے کی قانونی ممانعت ہو تو ایسی صورت میں اپنی جان، عزت اور آبرو کی حفاظت ضروری ہے اور جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے۔ **وخوف ظالم أي على نفسهٖ أو مالهٖ أو خوف ضياع مالهٖ، لو اشتغل بالصلاة جماعة.** (طحطاوی علی المراقی ۱٦۲)

قضاء حاجت مقدم ہے یا جماعت

اگر کسی کو پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو تو پہلے قضاء حاجت کرے اس کے بعد جماعت مل جائے تو فبہا ورنہ تنہا نماز پڑھ لے۔ **فلا تجب على مريضٍ الخ، أو مدافعة أحد**

الأخبثين. (درمختار زکریا ۲/۲۹۳، در مختار مع الشامی بیروت ۲/۲۴۹، فتاوی دارالعلوم ۳/۶۶)

گھر پر تراویح کی جماعت

تراویح کی جماعت گھر یا فرم وغیرہ میں پڑھنی درست ہے؛ البتہ فرض نماز قریبی مسجد ہی میں ادا کی جائے اور اس کے بعد گھر آ کر تراویح پڑھیں ورنہ مسجد کے ثواب سے محرومی ہوگی۔ **وقال الصدر الشهيد: الجماعة سنة كفاية حتى لو أقامها البعض منفرداً في بيته لا يكون تاركاً للسنة، إلى أن قال وإن صلاها بجماعةٍ في بيته فالصحيح أنه نال إحدى الفضيلتين.** (طحطاوی علی المراقی ۲۲۵)

کیا عورتیں تنہا جماعت کرسکتی ہیں؟

فرض نمازوں میں عورت کا امام بن کر عورتوں کی امامت کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔ **عن عائشة رضي الله تعالى عنها أن رسول الله ﷺ قال: ''لا خير في جماعة النساء''.** (المعجم الكبير للطبراني ۲۴/۶، ۲۴۵/۱۲) **ويكره تحريماً جماعة النساء ولو في التراويح.** (شامی زکریا ۲/۳۰۵، بیروت ۲/۲۶۲، فتاوی رحیمیہ ۹/۷۶، شامی زکریا ۲/۳۰۵، بیروت ۲/۲۶۲، هدایه ۱/۱۲۳)

نوٹ: البتہ اگر کوئی حافظہ عورت اپنا قرآن یاد کرنے کی غرض سے تراویح میں قرآنِ کریم سنائے تو اس کی گنجائش ہے؛ اس لئے کہ ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ (کتاب الآثار للامام محمدؒ ۱/۲۰۳-۲۰۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۴۰۳)

عورتوں کا مسجد میں جماعت کے لئے جانا

عورتیں چاہے بوڑھی ہوں یا جوان، ان کا گھروں میں ہی نماز پڑھنا افضل ہے، ان کا مسجد میں نماز اور جماعت کے لئے جانا پسندیدہ نہیں ہے؛ کیوں کہ اس پرفتن دور میں فتنہ وفساد کا اندیشہ زیادہ ہے؛ لہٰذا احتراز بہرحال لازم ہے۔ **الفتوى في زماننا على أنهن لا يخرجن وإن**

عـجـائـز إلـى الـجـماعات لا فى الليل ولا النهار لغلبة الفتنة والفساد وقرب يوم المعاد. (نفع المفتى والسائل ۹۳، شامى زكريا ۳۰۷/۲، بيروت ۲۶۳/۲)

نفل کی جماعت کا حکم

تراویح کے علاوہ نفل نماز (مثلاً تہجد وغیرہ) کی جماعت کرنا مکروہ تنزیہی ہے؛ البتہ اگر مقتدی ۲-۳ ہوں تو کوئی کراہت نہیں۔ **والـنـفـل بـالجماعة غير مستحبٍ لأنه لم تفعله الصحابة ﷺ فـى غيـر رمـضان وهو كالصريح فى أنها كراهةٌ تنزيهةٌ.** (شامى زكريا ۵۰۰/۲، بيروت ۴۳۷/۲، هنديه ۸۴/۱) **وإن كـان متطوعاً فالجماعة فيه مكروهة كراهة تنزيهية إلا فى شهر رمضان.** (حاشية العلامة أبى الوفاء الافغانى على كتاب الآثار ۲۴۸/۱)

وتر کی جماعت رمضان کے ساتھ خاص ہے

وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے؛ لہٰذا اسے صرف رمضان میں ہی باجماعت پڑھنے کی اجازت ہے، رمضان کے علاوہ زمانہ میں وتر کی جماعت کا حکم نہیں ہے۔ **إن جـمـاعة الـوتر تبع لجماعة التراويح وإن كان الوتر نفسه أصلاً فى ذاته لأن سنة الجماعة فى الوتر إنما عرفت بالأثر تابعة للتراويح.** (شامى زكريا ۵۰۰/۲، بيروت ۴۳۶/۲، احسن الفتاوى ۴۵۵/۳، احسن الفتاوى ۴۵۵/۳)

کن اعذار کی وجہ سے ترکِ جماعت کی گنجائش ہے؟

جو شخص کسی سخت بیماری میں مبتلا ہو، یا اس کے ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں، یا وہ فالج زدہ ہو، یا ظالم کے ظلم کے اندیشہ سے روپوش ہو یا بڑھاپے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے عاجز ہو، تو ایسے لوگوں کے لئے جماعت کی نماز ترک کرنے کی شرعاً گنجائش ہے۔ **الثـانـى فى الأعذار التى تبيح التـخـلف عـن الـجماعة. فمنها: المرض الذى يبيح التيمم، وكونه مقطوع اليد والرجل من خلاف أو مفلوجاً أو مستخفياً أو لا يستطيع المشى كالشيخ العاجز**

وغیره وإن لم یکن بهم ألمٌ. (کبیری ۵۰۹)

جماعت کی فضیلت کب تک حاصل ہوگی؟

امام محمدؒ کی رائے یہ ہے کہ جب تک امام کے ساتھ کم از کم ایک رکعت میں شریک نہ ہو جماعت کی فضیلت حاصل نہ ہوگی؛ لیکن جمہور فقہائے احناف کا موقف یہ ہے کہ اگر نماز کے کسی بھی جز میں امام کے ساتھ شرکت ہوگئی، تو نماز باجماعت کی فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ أجمع العلماء علی أن فضل الجماعة الموعود فی قوله علیه الصلاة والسلام: "صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرین درجة" علی ما رویاه فی الصحیحین. یحصل بإدراک أقل الصلاة مع الإمام ولو کان ذلک آخر القعدة الأخیرة قبل السلام لا علی قیاس قول محمد فإنه لا بد أن یکون رکعة بأن یدرکه قبل رفع رأسه من رکوع الرکعة الأخیرة حتی یدرک فضیلة الجماعة. (کبیری ۵۱۰، شامی کراچی ۲/۵۱)

اکیلے فرض نماز پڑھنے کے دوران جماعت کھڑی ہوگئی

اگر کسی شخص نے انفرادی طور پر کسی فرض نماز کی نیت باندھ لی تھی، اسی درمیان اسی مسجد میں وہ نماز باجماعت پڑھی جانے لگی، تو اب یہ الگ پڑھنے والا شخص کیا کرے؟ اس بارے میں فقہاء نے درج ذیل تفصیل فرمائی ہے:

(۱) اگر وہ نماز دو یا تین رکعت والی (مثلاً فجر یا مغرب) ہے، اور ابھی اس نمازی نے دوسری رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے، تو حکم یہ ہے کہ اپنی نماز توڑ کر امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہوجائے۔

(۲) اور اگر ۲/ یا ۳/ رکعت والی نماز میں دوسری رکعت کا سجدہ کرچکا ہے، تو اب اپنی ہی نماز پوری کرے، جماعت میں شریک نہ ہو۔

(۳) اگر نماز چار رکعت والی ہے (مثلاً ظہر اور عشاء) اور ابھی اس نمازی نے پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے تو فوراً کھڑے کھڑے ایک سلام کے ذریعہ نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہوجائے۔

(۴) اور اگر ۴؍رکعت والی نماز میں پہلی رکعت کا سجدہ کرلیا ہے تو فوراً نماز نہ توڑے؛ بلکہ دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر جماعت میں شریک ہو جائے۔

(۵) اور اگر تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ جماعت کھڑی ہوگئی تو اب اپنی نماز نہ توڑے؛ بلکہ اسے پوری کرے، اور بعد میں بطور نفل امام کے ساتھ شریک ہوجائے، (مگر یہ صورت عصر میں نہیں ہوسکتی؛ کیوں کہ عصر کے فرض پڑھنے کے بعد کوئی بھی نفل نماز پڑھنا منع ہے)

فلو شرع فی صلاة منفرداً فی مسجد ثم أقیمت تلک الصلاة فی ذلک المسجد وشرع الإمام فیها بجماعةٍ ولیس المراد شروع المؤذن فی الإقامة فإن کانت تلک الصلاة ثنائیة أو ثلاثیة یقطعها ویقتدی احرازاً لفضل الجماعة ما لم یقید الرکعة الثانیة بالسجدة، فإن قیدها فلا؛ لأن القطع لإدراک فضل الجماعة إنما یباح قبل استحکام الصلاة وبعد تقیید الرکعة الثانیة بالسجدة قد استحکمت الثنائیة بتمام رکعتیها والثلاثیة بوجود أکثرها، وإن کانت الصلاة رباعیة ولم یتم شفعها بعد فإن کان لم یقید الرکعة الأولی بالسجدة یقطعها ولا یتم شفعاً علی ما اختاره فخر الاسلام قال فی الهدایة: وهو الصحیح. (حلبی کبیر ۵۱۱)

أو قیدها بها فی غیر رباعیة أو فیها ولکن ضم إلیها رکعةً أخری وجوباً ثم یأتم إحرازاً للنفل والجماعة، وإن صلی ثلاثاً منها أی الرباعیة أتم منفرداً ثم اقتدی بالإمام متنفلاً ویدرک بذلک فضیلة الجماعة. حاوی، إلا فی العصر فلا یقتدی لکراهة النفل بعده. (در مختار مع الشامی زکریا ۲/۵۰۶)

نفل یا سنت پڑھتے ہوئے نماز کھڑی ہوگئی تو کیا کرے؟

اگر نفل یا سنت کی نیت باندھ رکھی تھی کہ نماز کھڑی ہوگئی تو اب تین صورتیں ہیں: (۱) اگر اس نے ابھی دو رکعت پوری نہیں کی ہے تو فوراً نماز نہ توڑے؛ بلکہ دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر نماز میں شریک ہوجائے۔ (۲) اور اگر سنت کی تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو چکا تھا مگر ابھی سجدہ

نہیں کیا تھا، تو لوٹ کر قعدہ میں آ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں شریک ہوجائے۔ (۳) اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ بھی کرلیا تھا تو اب چوتھی رکعت پوری کر کے ہی جماعت میں شریک ہو۔

والشارع فی نفل لا یقطع مطلقاً ویتمه رکعتین. (درمختار) **ثم اعلم أن هذا كله حيث لم يقم إلى الثالثة، أما إن قام إليها وقيدها بسجدة ففي رواية النوادر يضيف إليها رابعة ويسلم وإن لم يقيدها بسجدة، قال في الخانية: لم يذكر في النوادر واختلف المشائخ فيه قيل يتمها أربعاً ويخفف القراءة، وقيل يعود إلى القعدة ويسلم وهذا أشبه.** (شامی کراچی ۲/۵۰۷)

جمعہ کی سنت کے دوران خطبہ شروع ہوجائے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص جمعہ کی سنت پڑھ رہا تھا اسی دوران خطیب نے خطبہ شروع کردیا تو راجح قول کے مطابق اس سنت پڑھنے والے شخص کو چاہئے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر خطبہ سننے میں مشغول ہوجائے اور نماز کے بعد سنتوں کو دوبارہ ادا کرے۔ **وسنة الجمعة إذا أقيمت أو خطب الإمام يتمها أربعاً على القول الراجح لأنها صلاة واحدة، وليس القطع للإكمال بل للإبطال خلافاً لما رجحه الكمال.** (درمختار) **حيث قال وقيل يقطع على رأس الركعتين وهو الراجح لأنه يتمكن من قضائها بعد الفرض ولا إبطال في التسليم على الركعتين فلا يفوت فرض الاستماع والأداء على الوجه الأكمل بلاسبب.** (شامی کراچی ۲/۵۰۶)

فجر کی سنتوں کا مسئلہ

اگر فجر کے وقت مسجد میں اس حال میں پہنچا کہ جماعت شروع ہوچکی ہے تو فجر کی سنت پڑھے یا نہ پڑھے؟ اس بارے میں درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱) اگر مسجد میں ایک ہی ہال ہے جہاں جماعت ہورہی ہے یا مسجد کشادہ ہے؛ لیکن

نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے صفیں پیچھے تک پہنچ چکی ہیں اور کوئی جگہ خالی نہیں ہے، تو اس صورت میں فجر کی سنت چھوڑ دے اور فوراً فرض نماز میں شریک ہوجائے، اس لئے کہ فرض نماز کی صفوں کے ساتھ مل کر سنتیں پڑھنا سخت مکروہ ہے۔

(۲) اگر مسجد کشادہ ہے اور باہری حصہ تک نماز کی صفیں نہیں پہنچ رہی ہیں، تو اگر سنت کی ادائیگی کے بعد امام کے ساتھ تشہد میں شریک ہونے کی امید ہوتو باہری حصہ میں (جماعت کی جگہ سے دور ہٹ کر مثلاً اندر نماز ہورہی ہے تو دالان میں یا ملحقہ کمرے میں) سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہوجائے۔

(۳) اگر یہ اندیشہ ہے کہ سنت پڑھنے کی وجہ سے پوری جماعت ہی چھوٹ جائے گی تو اب سنت نہ پڑھے؛ بلکہ جماعت میں شریک ہوجائے اور اشراق کے وقت یہ چھوٹی ہوئی سنتیں ادا کرلے۔ **وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لإشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل وإلا بأن رجا إدراك ركعة في ظاهر المذهب، وقيل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلالي تبعاً للبحر لكن صنفه في النهر لايتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكاناً وإلا تركها لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة.** (درمختار ۵۱۰/۲) **قال محمد: أحب إليّ أن يقضيها إلى الزوال.** (شامی زکریا ۵۱۲/۲)

محلّہ کی مسجد میں اہل محلّہ کا جماعتِ ثانیہ کرنا

محلّہ کی مسجد میں اہل محلّہ کے لئے جماعت ثانیہ سخت مکروہ ہے؛ کیوں کہ اس سے تقلیل جماعت لازم آتی ہے۔ **ويكره تكرار الجماعة في مسجد محلة بأذان وإقامة.** (شامی زکریا ۲۹۲/۲، البحر الرائق ۳٤٦/۱، هندية ۸۳/۱، منحة الخالق ۳٤٥/۱) **وفي الحديث أن رسول الله عليه السلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلى.** (مسند أحمد ۲٥٤/٥ – ۲٦٩، ابن ماجه رقم: ۳۱۲، البيهقي ٦٩/١، مستدرك للحاكم ۳۳٤/٤، مجمع الزوائد ٤٥/٢)

بازار یاراستہ کی مسجد میں جماعتِ ثانیہ

بازار یا اسٹیشنوں کی مسجد میں اگر باقاعدہ امام اور نمازی مقرر نہ ہوں تو وہاں تکرار جماعت مطلقاً جائز ہے، اور اگر باقاعدہ امام اور نمازی مقرر ہوں تو اسکے آس پاس رہنے والوں کے لئے جماعت ثانیہ مطلقاً مکروہ ہے؛ لیکن جو مسافر وہاں آتے جاتے ہیں ان کے لئے تکرار جماعت مکروہ نہیں ہے۔ **ولو كرر أهله بدونهما أو كان مسجد طريق جاز إجماعاً كما في مسجد ليس له إمام ولا مؤذن ويصلي الناس فيه فوجاً فوجاً.** (شامی زکریا ۲/۲۸۸)

ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محله لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن. (شامی زکریا ۲/۲۸۸)

تنگی کی وجہ سے تکرارِ جماعت

بڑے شہروں وغیرہ میں اگر ایک مسجد میں بیک وقت سب نمازی نہ سما پائیں اور دوسری جماعت کی ضرورت ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ مسجد کے علاوہ کسی قریبی ہال یا میدان میں جمع ہوکر دوسری جماعت کا اہتمام کیا جائے؛ تاکہ ایک مسجد میں تکرار جماعت کا محظور لازم نہ آئے؛ لیکن اگر دوسری جگہ جماعت کرنے کا انتظام ممکن نہ ہو تو ایک ہی مسجد میں دوسرے امام کی اقتداء میں مابقیہ لوگ جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہیں؛ کیوں کہ یہاں تکرار جماعت کی علت تقلیل جماعت نہیں پائی جارہی ہے۔

وإذا علموا أنها لا تفوتهم الجماعة فيتأخرون فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروه بخلاف المساجد التي على قوارع الطريق لأنها ليست لها أهل معروفون فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرىٰ لا يؤدي إلى تقليل الجماعة. (بدائع الصنائع ۱/۳۷۹) **لأن تكرار الجماعة يؤدي إلى تقليل الجماعة؛ لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة.** (بدائع الصنائع ۱/۳۸۰)

دوسری مرتبہ جو جماعت ادا کی جارہی ہے اس کے لئے اذان واقامت نہیں کہی جائے گی۔

وإن صلى فيه أهله بأذان وإقامة أو بعض أهله يكره لغير أهله وللباقين وأهله أن يعيدوا الأذان والإقامة. (بدائع الصنائع ۱/ ۳۷۸)

بارش کے عذر سے تکرارِ جماعت

اگرنمازی زیادہ ہوں اور جماعت کے لئے کوئی اور جگہ دستیاب نہ ہوتو بارش کی شدت کی وجہ سے ایک ہی مسجد میں تکرار جماعت کی گنجائش ہے۔ لأن الناس إذاعلموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة. (بدائع الصنائع ۱/ ۳۸۰) واختلف في كون الأمطار والثلوج والأوحال والبرد الشديد عذراً، وعن أبي حنيفة: إن اشتد التأذي يعذر، قال الحسن: أفادت هٰذه الرواية أن الجمعة والجماعة في ذٰلك سواء ليس على ما ظنه البعض أن ذٰلك عذر في الجماعة؛ لأنها سنة لا في الجمعة لأنها من أكد الفرائض. (شامی زکریا ۲/ ۲۹۲)

مسافرحضرات کا کسی مسجد میں جماعتِ ثانیہ کرنا

اگر مسافرحضرات محلّہ کی مسجد میں تداعی اوراذان کے بغیر باجماعت نماز پڑھ لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ان کے لئے مسجد کی حدود میں رہ کر جماعت ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ وروي عن محمد أنه إنما يكره إذا كانت الثانية على سبيل التداعي والإجتماع. (بدائع الصنائع ۱/ ۳۷۹) وكره تركهما أي الأذان والإقامة معاً لمسافر ولو منفرداً وكذا تركها لا تركه لحضور الرفقة بخلاف مصل ولو بجماعة، وعن أبي حنيفة: لو اكتفوا بأذان الناس أجزأهم وقد أساؤوا، فرق بين الواحد والجماعة في هٰذه الرواية. (شامی زکریا ۱/ ۶۳)

مدرک، لاحق، اور مسبوق سے متعلق مسائل

مدرک کسے کہتے ہیں؟

جو شخص امام کے ساتھ نماز کی تمام رکعتوں کو پالے وہ مدرک کہلاتا ہے۔ **المدرک من أدرک الرکعات کلھا مع الإمام.** (البحر الرائق ۶۲۳/۱، در مختار مع الشامی ۳۴۳/۲، مراقی الفلاح ۱۶۸)

رکوع میں شریک ہونے والا شخص بھی مدرک ہے

جو شخص مسجد میں اس وقت پہنچا جب کہ امام پہلی رکعت کے رکوع میں تھا، اور وہ رکوع میں شریک ہوگیا تو وہ بھی مدرک شمار ہوگا۔ **أی أدرک جمیع رکعاتھا معه سواء أدرک معه التحریمة أو أدرکه من جزء من رکوع الرکعة الأولیٰ.** (شامی ۳۴۳/۲)

لاحق کسے کہتے ہیں؟

جو شخص پہلی رکعت میں تو امام کے ساتھ شریک ہو؛ لیکن بعد کی کسی رکعت میں (مثلاً سوتے رہ جانے، یا حدث لاحق ہوجانے وغیرہ کی وجہ سے) شریک نہ ہوسکے، اسے اصطلاح میں ''لاحق'' کہتے ہیں۔ **اللاحق وھو الذی أدرک أوّلھا، وفاته الباقي لنوم أو حدث أو بقی قائماً للزحام.** (عالمگیری ۹۲/۱، بدائع الصنائع ۵۶۳/۱، درمختار مع الشامی ۳۴۴/۲، مراقی الفلاح ۱۶۸)

لاحق مسبوق کسے کہتے ہیں؟

جو شخص شروع سے امام کے ساتھ شریک نہیں رہا؛ بلکہ ایک رکعت (یا اس سے زیادہ) ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا، اور پھر درمیان میں کسی وجہ سے اس کی کوئی رکعت مزید چھوٹ گئی، تو اس مقتدی کو لاحق مسبوق کہتے ہیں۔ **وأما اللاحق المسبوق فھو من لم یدرک بالرکعة الأولیٰ مع الإمام، وفاته بعد الشروع أو أکثر بعذر.** (البحر الرائق ۶۲۳/۱، در مختار مع الشامی ۳۴۶/۲)

لاحق اپنی نماز کیسے پوری کرے گا؟

لاحق شخص پر ضروری ہے کہ وہ اولاً اپنی فوت شدہ رکعت ادا کرے اس کے بعد اگر ابھی امام نے سلام نہ پھیرا ہو تو اس کے ساتھ شامل ہوکر نماز مکمل کرلے، اور اگر امام سلام پھیر چکا ہو تو پھر تنہا اپنی نماز پوری کرلے، اگر اس کے برخلاف کیا یعنی امام کے ساتھ رہا اور اس کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ رکعت پڑھی تو نماز صحیح ہوجائے گی، مگر گنہ گار ہوگا۔ **والصواب إبدال قوله إن أمكنه إدراكه بقوله ''إن أدركه'' مع إسقاط ما بعده. وحق التعبير أن يقول: ويبدأ بقضاء ما فاته بلا قراءة عكس المسبوق ثم يتابع إمامه إن أدركه ثم ما سبق به.**

(شامی ۳۴۵/۲، هندیه ۹۲/۱، بهشتی گوهر ۶۱/۱۱)

لاحق فوت شدہ رکعت میں قرأت نہیں کرے گا

لاحق مقتدی اپنی فوت شدہ رکعت ادا کرتے وقت قرأت نہیں کرے گا؛ بلکہ صرف قرأت کے بقدر خاموش کھڑا رہے گا، خواہ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ادا کرے یا بعد میں۔ **اللاحق إذا أعاد بعد الوضوء ينبغي لهٗ أن يشتغل أولاً بقضاء ما سبقه الإمام بغير قراءةٍ يقوم مقدار قيام الإمام وركوعه وسجوده ولو زاد أو نقص فلا يضر.** (هندیه ۹۲/۱)

لاحق کی نماز میں سہو موجبِ سجدۂ سہو نہیں

لاحق کا حکم چوں کہ مقتدی کی طرح ہے اس لئے اگر اس کی فوت شدہ رکعت میں کوئی سہو ہوجائے تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔ **فاشتغل بقضاء ما سبق به فسها فيه لا سهو عليه.** (بدائع الصنائع ۴۲۰/۱)

لاحق مسبوق نماز کیسے پوری کرے؟

لاحق مسبوق شخص اولاً وہ رکعتیں ادا کرے گا جو امام کے ساتھ شامل ہونے کے بعد چھوٹی ہیں، اور انہیں مکمل کرنے کے بعد وہ رکعت پڑھے گا جو جماعت میں شامل ہونے سے پہلے چھوٹی ہے (مثلاً

کوئی شخص ظہر کی ایک رکعت ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا، پھر امام کی اقتداء کے دوران کسی رکعت میں سوتا رہ گیا، تو بیدار ہونے کے بعد اولاً سونے کی وجہ سے جو رکعت چھوٹی ہے اسے ادا کرے گا، اور اس میں قرأت نہیں کرے گا، اس کے بعد وہ رکعت ادا کرے گا جو پہلے چھوٹی ہے اور اس میں قرأت کرے گا) **رجل سبق بركعة فى صلاة هى من ذوات الأربع، ونام خلف الإمام فى الثلاث الباقية ثم انتبه يأتى بما عليه فى حال نومه ولا يقرأ فيها ثم يقعد متابعة للإمام ثم يقوم ويصلى ركعة بقراءة ويقعد ويتم صلاته.** (هنديه، ۹۳/۱، شامی زکریا ۳٤٥/۲)

بھیڑ کی وجہ سے ارکانِ نماز ادا کرنے سے قاصر رہنا

اگر کوئی شخص جماعت میں شامل ہوا؛ لیکن دورانِ نماز اچانک اتنی بھیڑ ہوگئی کہ ارکان کی ادائیگی ممکن نہ رہی، تو اس شخص کو چاہئے کہ اپنی جگہ ویسے ہی کھڑا رہے اور بھیڑ ختم ہونے پر جو رکعتیں چھوٹی ہیں انہیں ادا کرلے اور ان میں قرأت نہ کرے۔ (یہ صورت بسا اوقات مسجد حرام مکہ معظّمہ میں مطاف اور مسعیٰ میں پیش آتی ہے کہ تکبیر ہوتے ہی جو شخص جہاں ہوتا ہے نیت باندھ لیتا ہے، اور بعد میں اِدھر اُدھر سے جگہ نہ ملنے والوں کا ریلا آتا ہے اور اتنی بھیڑ ہوجاتی ہے کہ رکوع سجدہ کا موقع نہیں رہتا، تو جو شخص اس طرح کی صورتِ حال سے دوچار ہوجائے اسے مذکورہ مسئلہ پر عمل کرنا چاہئے) **اللاحق وهو الذى أدرك أولها وفاته الباقى لنوم أو حدث أو بقى قائماً للزحام.**

(هنديه ۹۲/۱)

نماز کے دوران سوتا رہ گیا

کوئی شخص جماعت میں شامل ہوا، اس کے بعد مثلاً سجدہ میں اتنی دیر سوتا رہ گیا کہ کوئی رکعت امام کے ساتھ ادا ہونے سے رہ گئی، تو یہ شخص لاحق قرار دیا جائے گا اور لاحق کے طریقہ پر نماز پوری کرے گا۔ **فلو نام فى الثالثة واستيقظ فى الرابعة فإنه يأتى بالثالثة بلا قراءة فإذا فرغ منها صلىٰ مع الإمام الرابعة، وإن فرغ منها الإمام صلاَّها وحده بلا قراءة أيضاً.** (شامی زکریا ۳٤٥/۲)

جماعت کے دوران حدث لاحق ہوگیا

جماعت کے دوران اگر اچانک وضوٹوٹ جائے اور نمازی وضوکرنے چلاجائے ،تو لوٹ کر اولاًوضو کے دوران جو رکعت چھوٹ گئی ہے اسے پڑھے اس کے بعد امام کے ساتھ شامل ہو، اوراگر امام نماز پوری کرچکا ہوتو اپنی نماز تنہا پوری کرلےاور بہرصورت قرأت نہ کرے۔ **إذا عـاد بعـد الوضوء ينبغي له أن يشتغل أولاً بقضاء ما سبقه الإمام بغير قراءة.** (هنديه ۹۲/۱)

مقیم کا مسافر کی اقتداء کرنا

اگرکوئی مقیم شخص مسافر کے پیچھے نماز پڑھےتو مسافرامام دورکعت پرسلام پھیردے گا،اس کے بعد مقیم مقتدی اپنی دورکعت قرأت کے بغیر پوری کرے گا،گویا مسافرامام کی اقتداءکرنے والا مقیم لاحق کےحکم میں ہے۔ **وإذا صـلّـى الـمسافر بالمقيمين صلّى بهم ركعتين ثم أتم الـمقيمون صلاتهم يعني وحداناً ولا يقرؤن فيما يقضون لأنهم لاحقون.** (الجوهرة النيرة ١٢٤/١، البحر الرائق ٦٢٣/١، شامي زكريا ٣٤٤/٢)

مسبوق کسے کہتے ہیں؟

مسبوق،اس مقتدی کو کہتے ہیں جو پہلی رکعت ہوچکنے کے بعد جماعت میں شامل ہوا ہو۔

والمسبوق هو من سبقه الإمام بكلها أو بعضها. (طحطاوي ١٦٩)

مسبوق کس طرح نماز پوری کرے؟

مسبوق شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی نماز اس طرح پڑھے گا کہ قرأت کے اعتبار سے انہیں اولین رکعات قرار دیا جائے،جب کہ قعدہ کی ترتیب کےاعتبار سے ان رکعتوں کوآخری قراردیا جائے۔(مثلاً اگرکسی شخص کی ظہر میں تین رکعتیں نکل گئیں اورامام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی،تو یہ شخص امام کے سلام کے بعد جب فوت شدہ تین رکعتیں اداکرے گا تو ترتیب یہ رہے گی کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملائے گا،اور پھر رکوع سجدہ کے بعد

قعدہ کرے گا؛ کیوں کہ یہاں اس کی دو رکعتیں پوری ہوئی ہیں، ایک امام کے ساتھ اور دوسری بعد میں، پھر قعدہ کے بعد والی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورت ملائے گا اور آخری رکعت میں سورت نہیں ملائے گا)۔ **وحكمه أنه يقضي أول صلاته في حق القراءة وآخرها في حق القعدة.** (طحطاوی علی المراقی ۱۶۹) **ولو أدرك ركعةً من الرباعية فعليه أن يقضي ركعة ويقرأ فيها الفاتحة والسورة ويقعد لأنه يقضي آخر صلاته في حق القعدة وحينئذ فهي ثانية ويقضي ركعة يقرأ فيها كذلك ولا يقعد، وفي الثالثة يتخير والقراءة أفضل.** (حلبی کبیر ٤٦٨-٤٦٩)

مسبوق کو مغرب کی صرف ایک رکعت ملی تو نماز کیسے پوری کرے؟

اگر کسی شخص کو امام کے ساتھ مغرب کی صرف ایک رکعت ملی تو وہ مابقیہ دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملائے گا، اور بہتر ہے کہ ان کے درمیان قعدہ کرے (تاہم اگر قعدہ نہیں کیا تو بھی استحساناً نماز درست ہوجائے گی) **لو أدرك مع الإمام ركعة من المغرب فإنه يقرأ في الركعتين الفاتحة والسورة ويقعد في أولٰهما، لأنها ثانية ولو لم يقعد جاز استحساناً لا قياساً ولم يلزمه سجود السهو لو سهواً لكونها أولى من وجه.** (حلبی کبیر ٤٦٨)

جہری نماز میں مسبوق ثناء کب پڑھے گا؟

جہری نماز میں امام کے ساتھ شامل ہوکر تحریمہ کے بعد مسبوق ثناء نہیں پڑھے گا؛ بلکہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی فوت شدہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوگا تو اس وقت ثناء پڑھے گا۔ **إذا أدرك الإمام في القراءة في الركعة التي يجهر فيها لا يأتي بالثناء.**

(تاتارخانیه ١/٤٠١، هندیه ١/٩٠)

مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیر دینا

اگر مسبوق شخص نے بھول سے سلام پھیر دیا تو اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) امام سے پہلے

سلام پھیرا (۲) امام کے بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرا (۳) امام کے بعد سلام پھیرا (جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے) تو ان میں پہلی اور دوسری صورت میں مسبوق پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور تیسری صورت میں واجب ہے، خواہ ایک طرف سلام پھیرا ہو یا دونوں طرف پھیر دیا ہو۔ **و من أحكامه أنه لو سلّم مع الإمام ساهياً أو قبله لا يلزمه سجود السهو لأنه مقتد وإن سلّم بعده لزمه.** (البحر الرائق ۱/ ٦٦٢، تاتارخانیه ۱/ ۱۰۱)

مسبوق سجدۂ سہو میں امام کے ساتھ رہے گا

اگر امام پر سجدۂ سہو واجب ہو تو مسبوق کو بھی اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے، حتی کہ اگر مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا ہو، پھر اسے معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو ہے، تو اسے واپس لوٹ کر سجدۂ سہو میں شامل ہونا چاہئے۔ **أنه يتابع الإمام في السهو.** (هنديه ۱/ ۹۲) **لو قام إلى قضاء ما سبق به وعلى الإمام سجدتا سهو ولو قبل اقتدائه فعليه أن يعود.** (تنویر الابصار ۲/ ۳٤٨، بدائع الصنائع ۱/ ٤٢١)

مسبوق کو اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کب کھڑا ہونا چاہئے؟

مسبوق کو چاہئے کہ جب امام دونوں سلام پھیر چکے اور اس کا اطمینان ہو جائے کہ امام پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہے، تو اب وہ اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ **لا يقوم بعد التسليمة أو التسليمتين بل ينتظر فراغ الإمام بعدهما.** (شامی ۲/ ۳٤٨، هنديه ۱/ ۹۱)

مسبوق کا سلام سے پہلے اپنی نماز کے لئے کھڑا ہونا

آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بقدر بیٹھنے سے پہلے مسبوق کا کھڑا ہونا کسی صورت میں جائز نہیں ہے، اور تشہد کے بقدر بیٹھنے کے بعد امام کے سلام سے پہلے کھڑے ہونے کی اجازت صرف عذر کی صورت میں ہو سکتی ہے، عام حالات میں اجازت نہیں، اور عذر درج ذیل ہو سکتے ہیں: (۱) مسبوق نے خفین پہن رکھے ہیں اور اسے خطرہ ہے کہ اگر امام کے سلام کے بعد نماز

پوری کی تو مسح کی مدت ختم ہوجائے گی (۲) مسبوق معذور شرعی ہے اور اسے نماز کے وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہے (۳) جمعہ کی نماز میں عصر کے وقت کے داخل ہونے کا خطرہ ہے یا فجر کی نماز میں سورج طلوع ہونے کا امکان ہے (۴) مسبوق کو اندیشہ ہے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی ایسی بھیڑ ہوگی کہ اس کے لئے بعد میں اپنی نماز پوری کرنا مشکل ہوجائے گا، تو اس طرح کے اعذار کی وجہ سے وہ امام کے سلام پھیرنے سے قبل بھی اپنی نماز پوری کرنے میں مشغول ہوسکتا ہے۔ **لا يقوم قبل السلام بعد قدر التشهد إلا في مواضع: إذا خاف المسبوق الماسح زوال مدته أو صاحب العذر خاف خروج الوقت أو خاف المسبوق في الجمعة دخول وقت العصر أو دخول وقت الظهر في العيدين أو في الفجر طلوع الشمس أو خاف أن يسبقه الحدث له أن لا ينتظر فراغ الامام ولا سجود السهو.** (هنديه ۱/۹۱، البحر الرائق ۱/۶۶۲) **وإذا خاف أنه لو انتظر سلام الإمام يمر الناس بين يديه كان له أن يقوم بقضاء ما سبق ولا ينتظر سلام الإمام.** (تاتارخانيه ۱/۱۰٤)

صف بندی سے متعلق مسائل

صف بندی کی اہمیت

نماز باجماعت میں صفیں درست رکھنا ضروری ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلاةِ. (مسلم شریف ۱۸۲/۱)

اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو اس لئے کہ صف کو سیدھا رکھنا نماز کی تکمیل کا حصہ ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح درست فرماتے تھے گویا کہ اس سے تیر کو سیدھا کر رہے ہیں، پھر جب آپ ﷺ نے یہ محسوس فرمایا کہ ہم اس بات کو سمجھ چکے ہیں تو یہ عمل چھوڑ دیا، پھر آپ ﷺ ایک مرتبہ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے اور مصلّٰی پر کھڑے ہوکر تکبیر کہنا ہی چاہتے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا تھا اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ.

(مسلم شریف ۱۸۲/۱، مشکوۃ شریف ۹۷/۱)

اللہ کے بندو! تم اپنی صفوں کو ضرور درست رکھا کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا کردیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے:

اِسْتَوُوْا، اِسْتَوُوْا، اِسْتَوُوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَرَاكُمْ مِنْ خَلْفِيْ كَمَا أَرَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ.

(نسائی شریف ۸۰۹)

سیدھے کھڑے ہو، سیدھے کھڑے ہو، سیدھے کھڑے ہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں تم کو اپنے پیچھے سے اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں۔

شارحینِ حدیث نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ بطور معجزہ امامت فرماتے ہوئے اپنے پیچھے کھڑے

ہوئے نمازیوں کو بھی دیکھ لیتے تھے۔ (حاشیہ سندھی علی النسائی ۱/۲۰۷) اور اس میں ایک خاص حکمت یہ تھی کہ نماز کے دوران حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی کامل تربیت ہو سکے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضراتِ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی صفوں کی درستگی کا نہایت اہتمام فرمایا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وہ باقاعدہ صفوں کی درستگی کے لئے افراد مقرر فرماتے تھے، اور اس وقت تک نماز نہ شروع فرماتے، جب تک کہ مقرر کردہ افراد خبر نہ دے دیتے کہ صفیں درست ہو چکی ہیں۔ (اعلاء السنن ۴/۳۲۰، ادارۃ القرآن کراچی، ترمذی ۱/۵۳)

اور بعض روایات سے یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز شروع کرنے سے پہلے صف اول کا جائزہ لیتے تھے، اور اگر کوئی شخص صف سے آگے پیچھے نظر آتا تو دُرّے سے اس کی خبر لیتے تھے۔ (اعلاء السنن ۴/۳۲۱، ادارۃ القرآن کراچی)

نیز امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی صفوں کی درستگی کے لئے افراد مقرر کرتے تھے، اور جب تک صفیں سیدھی نہ ہو جاتیں تکبیرِ تحریمہ نہیں کہتے تھے۔ (ترمذی شریف ۱/۵۳)

بریں بنا ہم سب کو خاص طور پر نمازوں میں صفیں درست رکھنے کا اہتمام رکھنا چاہئے، آج کل عام طور پر اس بارے میں کوتاہی ہو رہی ہے، باوجود یکہ مساجد میں الگ الگ صفیں بچھی رہتی ہیں اور تھوڑی سی توجہ سے صفیں سیدھی ہو سکتی ہیں؛ لیکن پھر بھی اس معاملہ میں تساہل برتا جاتا ہے، اور لوگ آگے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح صفوں کے درمیان خلا رہ جاتا ہے اور اس پر طرہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بعد میں آ کر اس خلا کو پر کرنا چاہے تو دائیں بائیں کھڑے ہوئے لوگ کھسکنے کو بھی تیار نہیں ہوتے، یہ صورتِ حال پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی ہدایات کے بالکل برخلاف ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَحَاذُوْا بَيْنَ مَنَاكِبِكُمْ وَلِيْنُوْا فِيْ أَيْدِيْ إِخْوَانِكُمْ وَسُدُّوْا الْخَلَلَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيْمَا بَيْنَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْخَذَفِ يَعْنِيْ أَوْلَادَ الضَّأْنِ الصِّغَارِ. (رواه أحمد، مشكوة شريف ۹۸/۱، نسائی شريف ۸۱۱، أبو داؤد شريف ۶۶۷)

اپنی صفوں کو سیدھا رکھو اور اپنے کندھوں کو ایک لائن میں رکھو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہا کرو (یعنی اگر کوئی دوران نماز صفوں کی درستگی کے لئے اپنی جگہ سے اِدھر اُدھر کرنا چاہے تو اکڑا مت کرو؛ بلکہ اعضاء کو نرم رکھو) اور صفوں کے درمیان خلا کو بھرا رکھو، اس لئے کہ شیطان (ان خالی جگہوں میں) تمہارے درمیان اس طرح گھس جائے گا جیسے بھیڑ کے چھوٹے چھوٹے بچے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ وَصَلَ صَفاً وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفاً قَطَعَهُ اللّٰهُ.

(نسائی شریف ٨١٥، أبوداؤد شریف ٦٦٦)

جو شخص کسی صف کو ملائے گا (یعنی اس کے خلا کو پر کردے گا) تو اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت سے) ملالیں گے، اور جو شخص کسی صف کو قطع کرے گا (یعنی صف کے بیچ میں حائل ہوگا یا کسی سامان وغیرہ کو رکھ دے گا) تو اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت سے) کاٹ دیں گے۔

نیز ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے صفوں کے خلا کو پر کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:

مَنْ سَدَّ فُرْجَةً فِيْ صَفٍّ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً أَوْ بَنىٰ لَهُ فِيْهَا بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ.

(مصنف ابن ابي شيبه ٣٣٣/١)

جو شخص کسی صف میں خالی جگہ کو بھر دے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس عمل کے ذریعہ اس کا ایک درجہ بلند فرمائیں گے یا اس کے لئے اس عمل کی بدولت جنت میں ایک مکان تعمیر فرمائیں گے۔

ان ہدایاتِ نبویہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شریعت کی نظر میں صفوں کی درستگی کی کس قدر اہمیت ہے؟

صفیں کیسے سیدھی کی جائیں؟

صفوں کو درست رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جماعت میں شریک سب نمازی اپنی ایڑی صف کے کنارہ پر رکھیں، اور کندھے سے کندھا ملالیں، اور اپنی فطری ہیئت پر رہتے ہوئے پیروں کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف رکھیں، تو اس طرح ہر ایک کا ٹخنہ دوسرے کے ٹخنہ کی سیدھ میں آجائے گا، اور خود بخود صف درست ہوتی چلی جائے گی۔ کچھ لوگ پیر کی انگلیوں کو صف کے کنارے پر رکھ کر صف سیدھی کرنا چاہتے ہیں، تو یہ طریقہ صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے صف سیدھی نہیں ہوتی؛ بلکہ کندے آگے پیچھے ہوجاتے ہیں۔

ضروری تنبیہ!

بعض حضرات حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے بعض آثار سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جماعت کی نماز میں ہر نمازی کو شروع سے اخیر تک دائیں بائیں کھڑے نمازیوں کے ٹخنے سے ٹخنے ملاکر رکھنا ضروری ہے، اور اس پر اتنا اصرار کرتے ہیں کہ بسا اوقات اس کوشش میں نماز کے دوران ان کی ہیئت بڑی مضحکہ خیز بن جاتی ہے؛ لیکن شارحینِ حدیث کے نزدیک مذکورہ حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اخیر تک

باقاعدہ ٹخنے سے ٹخنے ملے رہیں؛ بلکہ مطلب یہ ہے کہ صفوں کی درستگی اور درمیانی خلا کو پر کرنے کا شدت سے اہتمام کیا جائے، اس طرح کہ ہر آدمی کے ٹخنے قریبی آدمی کے ٹخنے کے بالکل سیدھ میں آجائیں۔ (فتح الباری شرح بخاری دارالفکر ۲/۲۱۱، اعلاء السنن بیروت ۴/۳۳۶، ادارۃ القرآن کراچی ۴/۳۱۹)

صفِ اول کی فضیلت

احادیثِ شریفہ میں صفِ اول کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِيْ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَكَانَتْ قُرْعَةً.

(مسلم شریف ۱/۱۸۲)

اگر تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ صفِ اول میں کتنا ثواب ہے تو پھر قرعہ اندازی (کرکے باری مقرر کرنے) کا انتظام ہوا کرے گا۔

یعنی ہر آدمی چاہے گا کہ وہ صفِ اول میں شامل ہو، اور جب سب کو جگہ نہ مل پائے گی تو قرعہ ڈال کر جس کا نام نکلے گا وہی صفِ اول میں کھڑے ہونے کا مستحق ہوگا۔

ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا.

(مسلم شریف ۱/۱۸۲)

مردوں کی سب سے بہتر صف پہلی صف ہے، اور سب سے بری (کم ثواب والی) صف آخری ہے، اور (اگر عورتیں بھی جماعت میں شامل ہوں تو) عورتوں کی سب سے قابلِ تعریف صف آخری ہے اور سب سے بری صفِ اول ہے۔

آج کل پہلی صفوں کے اہتمام میں بھی بہت کوتاہی پائی جاتی ہے، سردی کے زمانہ میں لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ دھوپ کی جگہ نماز پڑھیں جب کہ آگے کی صفیں خالی پڑی رہتی ہیں، اور گرمی کے زمانہ میں ایسی جگہ تلاش کی جاتی ہے جہاں پنکھوں کی ہوا زیادہ آرہی ہو، قطع نظر اس کے کہ وہ پہلی صف ہے یا بعد کی؟ یہ طریقہ قطعاً نامناسب ہے۔ اس کے بجائے ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم اگلی صفوں میں نماز پڑھ کر زیادہ سے زیادہ ثواب کے مستحق بنیں؛ کیوں کہ نماز میں اللہ کی رحمت اس شخص کی طرف زیادہ متوجہ ہوتی ہے جو امام کے بالکل پیچھے ہوتا ہے، اس کے بعد صف اول کے دائیں بائیں جانب کھڑے ہوئے نمازیوں کی طرف اور پھر دوسری صف اور بقیہ صفوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ (شامی زکریا ۲/۳۱۰)

ذیل میں صف بندی سے متعلق بعض اہم مسائل درج کئے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

اگر مقتدی ایک ہوتو کہاں کھڑا ہو؟

اگر مقتدی ایک مرد ہو (یا بچہ ہو) تو وہ امام کے دائیں طرف برابر میں اس طرح کھڑا ہو کہ اس کا قدم امام کے قدم سے آگے نہ بڑھے۔ **ویقف الواحد ولو صبیاً الخ محاذیاً أی مساویاً لیمین إمامه علی المذهب ولا عبرة بالرأس بل بالقدم.** (درمختار زکریا ۲/ ۳۰۷)

اگر مقتدیہ ایک عورت ہوتو کہاں کھڑی ہو؟

اگر مقتدیہ ایک عورت ہے تو وہ امام کے بالکل پیچھے کھڑے ہو کر اقتداء کرے گی (ایک مرد کی طرح برابر میں نہ کھڑی ہوگی) **أما الواحدة فتتأخر.** (درمختار زکریا ۲/ ۳۰۷)

صف بنانے کی ترتیب

صفوں میں سب سے آگے مرد کھڑے ہوں، اس کے بعد بچوں کی صف بنائی جائے اور اگر کسی جگہ عورتیں بھی جماعت میں شریک ہوں تو ان کی صف بچوں کے پیچھے بنائی جائے۔ **ویصف الرجال ثم الصبیان ثم النساء.** (هدایه ۱/ ۱۲۴، هندیه ۱/ ۸۹)

بچوں کو بڑوں کی صف میں کھڑا کرنا

اگر بچے ایک دو ہوں، یا ان کو الگ کھڑا کرنے میں اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ یکجا ہو کر شرارت کریں گے اور بڑوں کی نماز میں خلل ہوگا (یا اسی طرح عیدین وغیرہ میں بچوں کی صفیں الگ بنانے میں بڑے مجمع کی وجہ سے ان کے گم ہوجانے کا خطرہ ہو وغیرہ) تو بچوں کو بڑوں کی صف کے ساتھ کھڑا کرنے کی گنجائش ہے۔ **ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحداً دخل الصف.** (درمختار ۲/ ۳۱٤) **قال الرحمتی: ربما یتعین فی زماننا إدخال الصبیان فی صفوف الرجال لأن المعهود منهم إذا اجتمع صبیان فأكثر تبطل صلاة بعضهم ببعض وربما تعدی ضررهم إلی إفساد صلاة الرجال انتهی.**

(تقریرات الرافعی علی الدر المحتار ۲/ ۷۳)

محراب صفوں کے وسط میں بنانی چاہئے

امام کا صفوں کے درمیان میں کھڑا ہونا مسنون ہے؛ اس لئے مسجد کی محرابیں پہلی صف کے درمیان میں بنانی چاہئیں، (بعض جگہ یہ دیکھنے میں آیا کہ مسجد کے دائیں یا بائیں توسیع کی گئی مگر پرانی محراب برقرار رکھی گئی، حالاں کہ ایسی صورت میں محراب نئی بنانی چاہئے، جو پوری مسجد کے بالکل درمیان میں ہو) قال علیه الصلاة والسلام: " توسطوا الإمام وسدوا الخلل".

(شامی زکریا ۲/ ۳۱۰)

نئی صف میں تنہا کھڑا ہونا

اگر کوئی شخص مسجد میں اس حال میں پہنچا کہ اگلی صفیں سب پر ہو چکی تھیں تو اس شخص کو چاہئے کہ قدرے انتظار کرے اور جب کوئی اور مقتدی آجائے تو اس کو ساتھ لے کر نئی صف میں کھڑا ہو، اگر رکوع ہونے تک بھی کوئی نیا مقتدی نہ آئے تو بہتر ہے کہ اگلی صف میں سے کسی ایسے شخص کو جو مسئلہ جانتا ہو، پیچھے لاکر اپنے ساتھ صف میں کھڑا کرلے؛ لیکن اگر ایسا کوئی شخص دستیاب نہ ہو (جیسا کہ آج کل حالت ہے) تو پھر اکیلے ہی صف میں کھڑا ہو جائے۔ ولو كان الصف منتظماً ينتظر مجئى آخر فإن خاف فوت الركعة جذب عالماً بالحكم لا يتأذىٰ به وإلا قام وحده. (مراقی الفلاح) والقيام وحده أولىٰ فی زماننا لغلبة الجهل فلعله إذا جره تفسد صلاته. (طحطاوی ۱۶۸)

نیت باندھنے کے بعد دیکھا کہ اگلی صف میں جگہ خالی ہے

ایک شخص پچھلی صف میں نیت باندھ کر نماز میں شامل ہو چکا تھا کہ اس نے دیکھا کہ اگلی صف میں جگہ خالی ہے، تو اسے چاہئے کہ نیت باندھے باندھے آگے بڑھ جائے اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ إن كان فی الصف الثانی فرأى فرجة فی الأول فمشىٰ إليها لم تفسد صلاتهٔ لأنه مأمور بالمراصّة. (شامی زکریا ۲/ ۳۱۲)

بطور اعزاز کسی بڑے شخص کو پہلی صف میں جگہ دینا

اگر کوئی شخص پہلی صف میں پہلے سے موجود تھا پھر اس نے کسی عالم دین یا بڑی عمر کے شخص

کے لئے اپنی جگہ چھوڑدی تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ وہ تعظیم علم اور اکرام مشائخ کے ثواب کا مستحق ہوگا، انشاءاللہ تعالی۔ **وإن سبق أحد إلى الصف الأول فدخل رجل أكبر منه سناً أو أهل علم ينبغي أن يتأخر ويقدمه تعظيماً له.** (شامی زکریا ۲/ ۳۱۰)

کسی شخص کا نمازی کے آگے سے گذرنا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے آگے سے کوئی شخص گذر گیا تو نماز پڑھنے والے کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ البتہ گذرنے والا گنہ گار ہوگا اور بعض صورتوں میں نمازی بھی گنہ گار ہوسکتا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ امکانی طور پر اس مسئلہ کی چار شکلیں پائی جاسکتی ہیں:

(۱) نمازی کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہے جہاں نماز پڑھنے سے گذرنے والے کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور نمازی کے پیچھے سے گذرنے کا راستہ کھلا ہوا ہے، اب اگر گذرنے والا پیچھے کے راستہ کو چھوڑ کر آگے سے گذرتا ہے تو صرف گذرنے والا گنہ گار ہوگا، نمازی گنہ گار نہیں ہوگا۔

(۲) نمازی نے راستہ روک کر نماز کی نیت باندھ لی اور گذرنے والے کے لئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے، مثلاً مسجد کے عین دروازے پر نیت باندھ لی تو ایسی صورت میں آگے سے گذرنے والے کو گناہ نہ ہوگا؛ بلکہ صرف نماز پڑھنے والا ہی گنہ گار ہوگا۔

(۳) نمازی نے ایسی جگہ نیت باندھی جو اگرچہ عام گذرگاہ ہے؛ لیکن اس راستہ کا متبادل بھی موجود ہے، تو ایسی صورت میں گذرگاہ پر نماز پڑھنے کا وبال نمازی پر ہوگا، اور جو شخص دوسرا متبادل راستہ چھوڑ کر نمازی کے آگے سے گذرے گا اسے گذرنے کا گناہ ہوگا، گویا کہ دونوں گنہ گار رہوں گے۔

(۴) نمازی نے ایسی جگہ نیت باندھی جو عام گذرگاہ نہیں ہے؛ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ گذرنے والے کو نمازی کے آگے سے گذرنا کسی وجہ سے ناگزیر ہوگیا، تو ایسی صورت میں دونوں گناہ گار نہ ہوں گے۔ **ومرور مار في الصحراء، أو في مسجدٍ كبيرٍ بموضع سجود في الأصح الخ، وإن أثم المار (در مختار) لكن قال في الحلية: وقد أفاد بعض الفقهاء أن هنا صوراً أربعاً: الأولىٰ: أن يكون للمار مندوحة عن المرور بين يدى المصلي ولم يتعرض المصلي لذلك، فيختص المار بالإثم إن مر. الثانية: مقابلتها، وهي أن يكون**

المصلي تعرض للمرور والمار ليس له مندوحة عن المرور، فيختص المصلي بالإثم دون المار. الثالثة: أن يتعرض المصلي للمرور ويكون للمار مندوحة فياثمان، أما المصلي فلتعرضه، وأما المار فلمروره مع إمكانه أن لا يفعل. الرابعة: أن لا يتعرض المصلي ولا يكون لمار مندوحة فلا يأثم واحد منهما. كذا نقله شيخ تقي الدين ابن دقيق العيدؒ. (شامي بيروت ۲/ ۳٤۳-۳٤٤، زكريا ۲/۳۹۸-۳۹۹، بدائع الصنائع ۱/۵۰۹)

مسجدِ حرام میں نمازیوں کے آگے سے گذرنے کا حکم

مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں طواف کرنے والوں کے لئے طواف کرتے ہوئے نمازی کے آگے سے گذرنا مطلقاً جائز ہے؛ لیکن جو لوگ طواف نہ کررہے ہوں ان کو نمازی کے آگے سے گذرنے میں احتیاط کرنی چاہئے، اور اگر گذرنا ناگزیر ہو تو نمازی کے سجدہ کی جگہ کے آگے سے گذرے، اس کے بالکل قریب سے نہ گذرے۔ **ذكر في حاشية المدني: لا يمنع المار داخل الكعبة وخلف المقام وحاشية المطاف لما روى أحمد وأبوداؤد عن المطلب بن أبي وداعةؓ: أنه راىٰ النبي ﷺ يصلي مما يلي باب بني سهم، والناس يمرون بين يديه، وليس بينهما سترة.** (أبوداؤد شريف ۲۷٦ كتاب المناسك) **وهو محمول على الطائفين في ما يظهر، لأن الطواف صلاة، وصار كمن بين يديه صفوف من المصلين.** (شامي بيروت ۲/٤٤۲، زكريا ۲/٤۰۰) **قوله بموضع سجوده أي من موضع قدمه إلى موضع سجوده كما في الدرر.** (شامي بيروت ۲/۳٤۲، زكريا ۲/۳۹۸)

اگلی صف کو پُر کرنے کے لئے پچھلی صف سے گذرنا

اگر جماعت کی نماز میں نمازی اگلی صف میں جگہ چھوڑ کر پیچھے کھڑے ہوجائیں تو بعد میں آنے والے شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ پیچھے کی صف میں نماز پڑھنے والے کے آگے سے گذر کر اگلی صف پُر کرے۔ **ولو كان فرجة فللداخل أن يمر على رقبةٍ من لم يسدها لأنه أسقط حرمة نفسه، فتنبه.** (درمختار بيروت ۲/۳٤۵، شامي زكريا ۲/٤۰۱)

امام کا سترہ کافی ہے

جو شخص ایسی جگہ نماز پڑھنے کا ارادہ کرے جہاں سے لوگوں کے گذرنے کا احتمال ہے تو اسے چاہئے کہ ایک ہاتھ کے بقدر اور کم از کم ایک انگلی کی موٹائی کے برابر کوئی لکڑی وغیرہ سامنے سترہ کے طور پر لگائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ یہ لکڑی دائیں آنکھ کے سامنے ہو، اور اگر نماز باجماعت ہو رہی ہو تو امام کا سترہ سب مقتدیوں کے لئے کافی ہے، ہر نمازی کے لئے الگ سترہ کی ضرورت نہیں ہے۔ **ویغرز الإمام وکذا المنفرد فی الصحراء ونحوها، سترة بقدر ذراع طولاً وغلظ إصبع لتبدو للناظر بقربه دون ثلاثة أذرع علی حذاء أحد حاجبیه لا بین عینیه، والأیمن أفضل الخ، کفت سترة الإمام للکل.** (در مختار بیروت ۳۴۵/۲، ۳۴۷، شامی زکریا ۴۰۱/۲، هدایة ۱۳۹/۱، شرح وقایة ۱۶۷/۱)

آگے سے گذرنے والے کے ساتھ نمازی کیا کرے؟

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے آگے سے کوئی شخص گزرنے کا ارادہ کرے تو عزیمت یہ ہے کہ اس کو گذرنے دے اور اس سے کوئی تعرض نہ کرے؛ لیکن اگر اشارہ سے یا سبحان اللہ کہہ کر یا زور سے قرأت کرکے اس کو گذرنے سے روکنے کی کوشش کرے تو اس کی بھی گنجائش ہے؛ لیکن گذرنے والے سے مار پیٹ کرنا یا زور زبردستی کرنا درست اور جائز نہیں ہے۔ **ویدفعه وهو رخصة فترکه أفضل الخ، بتسبیح أو جهر بقراءة أو إشارة، ولا یزاد علیها عندنا (درمختار) بل قولهم ولا یزاد علی الإشارة صریح فی أن الرخصة هی الإشارة، وأن المقاتلة غیر ماذون بها أصلاً.** (شامی بیروت ۳۴۷/۲، زکریا ۴۰۳/۲، بدائع ۵۰۹/۱-۵۱۰، مجمع الانهر ۱۲۲/۱)

بڑی مسجد میں نمازی کے کتنے آگے سے گذرنے کی گنجائش ہے؟

بڑی مسجد (۶۰ رفٹ لمبی چوڑی مسجد) میں نمازی کے کتنے آگے سے گذر سکتے ہیں، اس

بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ راجح قول یہ ہے کہ اگر آدمی خشوع وخضوع سے سجدہ کی جگہ پر نظر جما کر نماز پڑھے، تو جہاں تک اس کی نظر متوجہ رہے اس سے آگے سے گذرنے کی گنجائش ہے، اس کا اندازہ سجدہ کی جگہ سے تقریباً دو یا تین صف آگے سے کیا جا سکتا ہے۔ **وأصح ما قيل فيه أن المصلى لو صلى بخشوع فإلى الموضع الذي يقع بصره على المار الذي يكره المرور بين يديه وفيما وراء ذٰلک لا يكره.** (مبسوط سرخسی بیروت ۱۹۲/۱) **ومنهم من قدره بقدر صفين أو ثلاثة.** (تاتارخانية زكريا ۲۸۵/۲، ۲۴۳۲) **ومنهم بمقدار صفين أو ثلاثة.** (کبیری اشرفیه ۳٦۷) **وذكر التمرتاشي أن الأصح أنه إن كان بحال لو صلى صلاة خاشع لا يقع بصره على المار فلا يكره المرور نحو أن يكون منتهى بصره في قيامه إلى موضع سجوده، وفي ركوعه إلى صدور قدميه، وفي سجوده إلى أرنبة أنفه، وفي قعوده إلى حجره، وفي سلامه إلى منكبيه، واختاره فخر الإسلام فإنه قال: إذا صلى رامياً ببصره إلى موضع سجوده فلم يقع عليه بصره لم يكره، وهٰذا حسن، وفي البدائع: وقال بعضهم: قدر ما يقع بصره على المار لو صلى بخشوع وفيما وراء ذٰلک لا يكره وهو الأصح، ورجحه في النهاية بأنه أشبه إلى الصواب.** (البحر الرائق كوئٹه ۱٥/۲، شامی زكريا ۳۹۸/۲، عناية مع الفتح بيروت ٤۰٥/۱، طحطاوي على الدر ۲٦۸/۱، احسن الفتاوىٰ ٤۰۹/۳، مستفاد: فتاوىٰ عثمانی ٤٦٦/۱)

تخت یا چبوترے پر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گذرنا

اگر نیچے سے گذرنے والے کے بعض اعضاء مصلی کے اعضاء کے مقابل آ جائیں، تو سامنے والے کے لئے گذرنا جائز نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶۹۵/۶) **إذا صلى على الدكان وحاذى أعضاء المار أعضاءهٗ يكره المرور ...... أقول: لا يخفى أن ليس المراد محاذاة جميع أعضاء المار جميع أعضاء المصلى ...... بل بعض الأعضاء بعضاً وهو يصدق على محاذاة رأس المار قدمي المصلى.** (كبيري أشرفية ۳٦۷) **ولو**

كان يصلي في الدكان فإن كانت أعضاء المار تحاذى أعضاء المصلي يكره وإلا فلا. (هندية ١٠٤/١) **إذا صلى على الدكان وحاذى أعضاء المار أعضاءه يكره المرور.** (فتح القدير بيروت ٤٠٦/١) **أو مروره أسفل من الدكان أمام المصلى لو كان يصلي عليها أي الدكان بشرط محاذاة بعض أعضاء المار بعض أعضائه، وكذا سطح وسرير وكل مرتفع.** (درمختار زكريا ٣٩٨/٢) **قوله: بشرط محاذاة أعضاء المار أعضاءه أي أعضاء المصلي كلها كما قال بعضهم أو أكثرها كما قال آخرون كما في الكرماني، وفيه إشعار بأنه لو حاذى أقلها أو نصفها يكره.** (منحة الخالق على البحر الرائق ١٧/٢ كوئٹه، تقريرات الرافعي ٨٣/٢)

مسائلِ وتر

وتر کی نماز واجب ہے

وتر کی نماز پڑھنا ہر عاقل بالغ مسلمان پر ضروری ہے، یعنی اس کا ادا کرنا عملاً فرض ہے، اعتقاداً واجب ہے، اور اگر وہ چھوٹ جائے تو اس کی قضا لازم ہے۔ **هو فرضٌ عملاً وواجبٌ اعتقاداً وسنةٌ ثبوتاً الخ ويقضى.** (تنوير الأبصار مع الدر المختار مع رد المحتار زكريا ٢/٤٣٨-٤٣٩)

وتر کی نماز کا وقت

وتر کی نماز کا وقت وہی ہے جو عشاء کی نماز کا ہے (یعنی شفق کے غروب سے لے کر صبح صادق تک) لیکن وتر کو عشاء کی نماز کے بعد ہی پڑھا جائے گا؛ تاکہ ترتیب کی خلاف ورزی نہ ہو (الا یہ کہ ایسی صورت پیش آجائے جس میں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے) **ووقت العشاء والوتر منه إلى الصبح ولكن لا يصح أن يقدم عليه الوتر إلا ناسياً لوجوب الترتيب.**

(درمختار مع الشامی زکریا ٢/١٨)

نماز وتر پڑھنے کا طریقہ

وتر کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سلام سے تین رکعتیں پڑھی جائیں، ہر رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملائی جائے، دوسری رکعت پر حسبِ دستور قعدہ کیا جائے اور تیسری رکعت میں سورت ملانے کے بعد رفع یدین کے ساتھ تکبیر کہی جائے، پھر ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھیں اس کے بعد رکوع میں جائیں۔ **وهو ثلاث ركعاتٍ بتسليمةٍ كالمغرب الخ ولكنه يقرأ في كل ركعة منه فاتحة الكتاب وسورةً احتياطاً الخ، ويكبر قبل ركوع ثالثته**

رافعاً یدیه الخ وقنت فیه. (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۴۴۱-۴۴۲)

بلا عذر نماز وتر بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں

وتر کی نماز بلا عذر بیٹھ کر یا چلتی ہوئی سواری (مثلاً اونٹ، گھوڑا وغیرہ) پر پڑھنی درست نہیں ہے۔ **ولا یصح قاعداً ولا راکباً اتفاقاً لأن الواجبات لا تصح علی الراحلة بلا عذرٍ.** (شامی مع الدر المختار زکریا ۲/ ۴۴۱)

وتر میں کون سی سورتیں پڑھنا مسنون ہے؟

وتر کی پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلیٰ﴾ دوسری رکعت میں ﴿قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ﴾ اور تیسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھنا مسنون ہے، لیکن اس کا اتنا زیادہ التزام نہ کیا جائے کہ لوگ انہی سورتوں کو پڑھنا واجب قرار دینے لگیں۔ **والسنة السور الثلاث، أی "الأعلی" و"الکفرون" و"الإخلاص لکن فی النهایة أن التعیین علی الدوام یفضی إلی اعتقاد بعض الناس أنه واجبٌ وهو لایجوز فلو قرأ بما ورد به الاٰثار أحیاناً بلا مواظبة یکون حسناً.** (شامی مع الدر المختار زکریا ۲/ ۴۴۱)

جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ کیا کرے؟

جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو اسے یاد کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب تک یاد نہ ہو اس وقت تک یہ دعا: "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ". (اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے سرفراز فرمائیے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما دیجئے) تین مرتبہ پڑھ لے، اور یہ بھی نہ پڑھ سکے تو کم از کم "اللّٰهم اغفرلی" یا "یا رب" تین مرتبہ کہہ لے۔ **ومن لا یحسن القنوت یقول: "ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة" الاٰیة. وقال أبو اللیث یقول: اللّٰهم اغفرلی یکررها ثلاثاً، وقیل یقول "یا رب" ثلاثاً ذکره فی الذخیرة.** (شامی زکریا ۲/ ۴۴۳)

حنفی شخص کا شافعی امام کے پیچھے وتر ادا کرنا

حنفیہ کے نزدیک وتر کی تین رکعات ایک سلام سے پڑھی جاتی ہیں جب کہ دیگر ائمہ کے نزدیک وتر دو سلاموں سے پڑھی جاتی ہے۔ اب اگر کوئی حنفی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں شافعی یا حنبلی امام دو سلاموں سے وتر پڑھاتا ہو، مثلاً حرمین شریفین کے ائمہ دو سلاموں سے وتر پڑھاتے ہیں تو یہ حنفی شخص وتر میں ان کی اقتداء کرے گا یا نہیں؟ اس بارے میں فقہ حنفی میں دو نقطۂ نظر پائے جاتے ہیں۔ اکثر فقہاء کے نزدیک نماز میں چوں کہ مقتدی کے عقیدہ اور رائے کا اعتبار ہے، اور دو سلاموں سے وتر اس شخص کے نزدیک درست نہیں ہے؛ لہٰذا اس حنفی شخص کے لئے دو سلاموں سے وتر پڑھانے والے کے پیچھے وتر پڑھنا درست نہ ہوگا۔ دوسرا نظریہ علامہ ابوبکر جصاص رازیؒ اور علامہ ہندوانیؒ کا ہے کہ ایسی صورت میں مقتدی کی رائے کا نہیں؛ بلکہ امام کی رائے کا اعتبار ہے، پس ۲؍سلاموں والی وتر چوں کہ امام کی رائے میں صحیح ہے، لہٰذا جو مقتدی اس کے ساتھ پڑھے گا اس کی وتر بھی درست ہو جائے گی۔ آج کل رمضان میں ماشاء اللہ حنفی زائرین کا حرمین شریفین میں بڑا مجمع ہوتا ہے، ان کے لئے جماعت کو چھوڑ کر الگ سے وتر پڑھنے میں بہر حال حرج ہے، اس لئے مناسب ہے کہ اس اجتہادی مسئلہ میں ابوبکر جصاص رازیؒ کی رائے پر عمل کرتے ہوئے حنفی زائرین کو امام حرم کی اقتداء میں وتر ادا کرنے کا حکم دیا جائے۔ مشہور فقیہ علامہ ابن وہبانؒ نے اپنی منظومہ میں اس کو ترجیح دی ہے، اور اکابر دیوبند میں حضرت شیخ الہندؒ کا موقف بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

قال ابن وهبان:

وَلَوْ حَنَفِيٌّ قَامَ خَلْفَ مُسَلِّمٍ بِشَفْعٍ وَلَمْ يَتَّبِعْ وَتَمَّ فَمُوْتِرُ

وقال ابن الشحنةؒ: فالحاصل أن قاضي خان قال في فتاوىٰ: لايجوز الاقتداء بمن يقطع الوتر وكذا في الفوائد الظهيرية، لأن المقتدي يرى أن إمامه خرج عن الصلاة بسلامه، ومبنى الخلاف على أن المعتبر رأى المقتدي أو رأى الإمام وعلى الثاني يتخرج كلام الرازي وهو يقول الهندواني وجماعة وفي

النهاية أنه أقيس الخ. (شرح منظومه ابن وهبان لإبن الشحنة طبع ديو بند ٦٢/١-٦٣، البحر الرائق ٣٩/٢، شامی ٣٣٩/٢، معارف السنن ١٧٠/٤، فيض الباری ٣٥٤/٣، انوارِرحمت ٦٩)

رمضان میں وتر با جماعت پڑھنا مسنون ہے

رمضان المبارک میں تراویح کے بعد وتر کی نماز با جماعت پڑھنی مسنون ہے۔ **وفی شرح المنية: والصحيح أن الجماعة فيها أفضل إلا أن سنتيها ليست كسنية جماعة التراويح. قال الخير الرملی: وهذا الذی عليه عامة الناس اليوم.** (شامی زکریا ٥٠٢/٢)

اکیلے عشاء پڑھنے والے کا وتر کی جماعت میں شریک ہونا

رمضان المبارک میں اگر کسی شخص کی عشاء کی جماعت نکل گئی اور وہ مسجد میں اس وقت پہنچا جب کہ تراویح کی جماعت ہورہی تھی، تو اسے چاہئے کہ اولاً عشاء کے فرض پڑھے اس کے بعد تراویح میں شریک ہو اور وتر بھی جماعت سے پڑھے، اور تراویح کی اگر کچھ رکعتیں رہ جائے تو انہیں وتر کے بعد ادا کرلے۔ **وإذا لم يصل الفرض مع الإمام قيل لا يتبعه فی التراويح ولا فی الوتر، وكذا إذا لم يصل معه التراويح لايتبعه فی الوتر والصحيح أنه يجوز أن يتبعه فی ذٰلک كله.** (صغیری ٢١٠، بهشتی گوهر ٣٢/١١، امداد الاحکام ٢١٥/٢-٢١٧)

مقتدی کی دعائے قنوت سے قبل امام کا رکوع میں چلا جانا

اگر وتر میں مقتدی نے دعائے قنوت شروع بھی نہ کی تھی کہ امام نے رکوع کی تکبیر کہہ دی، تو اگر کوئی بھی مختصر دعا پڑھ کر رکوع ملنے کی امید ہو تو مقتدی وہ دعا پڑھ کر رکوع میں شامل ہو، اور اگر امام کے ساتھ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو دعائے قنوت ترک کردے۔ **لو ركع الإمام ولم يقرأ المقتدی شيئاً من القنوت إن خاف فوت الركوع يركع وإلا يقنت ثم يركع، خانية وغيرها. وهل المراد ما يسمى قنوتاً أو خصوص الدعاء الشهور، والظاهر الأول.** (شامی زکریا ٤٤٧/٢)

دعائے قنوت پوری ہونے سے قبل امام نے رکوع کردیا

ابھی مقتدی دعائے قنوت پوری نہیں کرپایا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا، تو مقتدی کو چاہئے کہ اپنی دعائے قنوت چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے۔ **ركع الإمام قبل فراغ المقتدى من القنوت قطعه وتابعه.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ٤٤٢)

دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا

اگر وتر میں دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا جائے، تو بہتر ہے کہ دعائے قنوت ترک کردے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے، اور اگر رکوع کے بعد قیام کی طرف لوٹ گیا، تو اب دعائے قنوت پڑھ کر سیدھا سجدہ میں چلا جائے دوبارہ رکوع نہ کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے؛ کیوں کہ قنوت کو اصل محل میں پڑھنا ترک کردیا ہے۔ **ولو نسيه أى القنوت ثم تذكره فى الركوع لايقنت فيه لفوات محله ولايعود إلى القيام فى الأصح؛ لأن فيه رفض الفرض للواجب، فإن عاد إليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته لكون ركوعه بعد قراءةٍ تامةٍ وسجد للسهو قنت أولا لزواله عن محله.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ٤٤٦-٤٤٧) **بخلاف العود إلى القنوت حتى لو عاد وقنت ثم ركع فاقتدىٰ به رجل ولم يدرك الركعة لأن هذا الركوع لغو.** (شامی زکریا ۲/ ٤٤٧)

وتر کی آخری رکعت میں شرکت کرنے والا نماز کیسے پوری کرے؟

اگر مقتدی نے وتر کی آخری رکعت امام کے ساتھ پالی اور اس میں وہ قنوت پڑھ سکا ہو یا نہ پڑھ سکا ہو، بہرصورت وہ بعد میں قنوت نہیں پڑھے گا؛ بلکہ بقیہ دو رکعتیں بغیر قنوت کے پوری کرے گا۔ **المسبوق بركعتين فى الوتر فى شهر رمضان إذا قنت مع الإمام في الركعة الأخيرة من صلاة الإمام حيث لا يقنت في الركعة الأخيرة، إذا قام إلى القضاء في قولهم جميعاً، وكذٰلك إذا أدركه في الركعة الثالثة في الركوع ولم يقنت معه لم**

یقنت فیما یقضي. (تاتارخانیة زکریا ۲/۳٤٥) **وأما المسبوق فیقنت مع إمامہ فقط لأنه آخر صلاته وما یقضیه أولها حکماً في حق القراءة وما أشبهها وهو القنوت وإذا وقع قنوته في موضعه بیقین لا یکرر لأن تکراره غیر مشروع.** (شامی زکریا ۲/٤٤٨)

وتر میں قعدۂ اولی بھول کر کھڑا ہوگیا

اگر کوئی شخص وتر پڑھتے ہوئے قعدۂ اولی کے بجائے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا، تو اسے چاہئے کہ قعدہ کی طرف نہ لوٹے؛ بلکہ نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کرلے؛ لیکن اگر لوٹ گیا اور قعدہ کر کے پھر کھڑے ہوکر نماز پوری کی، تو بھی سجدۂ سہو کے ساتھ نماز درست ہوجائے گی۔ **حتی لو نسي القعود لا یعود ولو عاد ینبغي الفساد کما سیجئی.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/٤٤١) **لکنه رجح هناک عدم الفساد ونقل عن البحر أنه الحق.** (شامی زکریا ۲/٤٤١)

مسبوق امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے گا

جو شخص وتر کی نماز میں مسبوق ہو وہ صرف امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے گا، حتی کہ اگر وہ وتر کی تیسری رکعت کا رکوع امام کے ساتھ پالے تو وہ حکماً دعائے قنوت پڑھنے والا قرار پائے گا، بعد میں اسے کسی رکعت میں قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ **وأما المسبوق فیقنت مع إمامه فقط ویصیر مدرکاً بإدراک رکوع الثالثة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/٤٤٨)

وتر کے بعد نوافل کھڑے ہوکر پڑھیں یا بیٹھ کر؟

وتر کے بعد ۲؍رکعت پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، اور انہیں کھڑے ہوکر پڑھنے میں ثواب زیادہ ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کا ان نفلوں کو بیٹھ کر پڑھنا بدن بھاری ہونے اور ضعف کی بنا پر تھا، علاوہ ازیں آپ کے لئے بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب بھی کھڑے ہوکر پڑھنے کے برابر تھا، جب کہ امت کے لئے بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنے میں آدھے ثواب کا ہی استحقاق ہوگا۔ **عن أبي سلمة قال: سألت عائشة رضی اللّٰہ عنها عن صلاة رسول اللّٰہ ﷺ فقالت: کان یصلی**

ثلاث عشرة ركعة يصلى ثمان ركعات ثم يوتر ثم يصلى ركعتين وهو جالس فإذا أراد أن يركع قام فركع. (مسلم شريف حديث: ۷۳۸) **عن عبد اللّٰه بن شقيق** رضي الله عنه **قال قلت لعائشة: هل كان النبى ﷺ يصلى وهو قاعد؟ قالت: نعم بعد ما حطمه الناس.** (مسلم شريف حديث: ۷۳۲) **وفى رواية عبد اللّٰه بن عمرو** رضي الله عنه: **قلت: حدثت يا رسول اللّٰه إنك قلت: صلاة الرجل قاعداً على نصف الصلاة وأنت تصلى قاعداً؟ قال: أجل! ولٰكنى لست كأحد منكم.** (مسلم شريف حديث: ۷۳۵) **قال النووىؒ: أما قوله ﷺ: "لست كأحد منكم" فهو عند أصحابنا من خصائص النبى ﷺ فجعلت نافلته قاعداً مع القدرة على القيام كنافلته قائماً تشريفاً له.** (نووى على مسلم بيروت ٥٠٦، امداد الاحكام ٢٢٢/٢)

قنوتِ نازلہ

اگر کسی جگہ کے مسلمان دشمنوں کی طرف سے سخت فتنہ اور مصیبت میں مبتلا ہوجائیں، تو حکم یہ ہے کہ امام فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قومہ میں ''قنوتِ نازلہ'' پڑھے، جس میں مسلمانوں کے لئے فتنہ سے حفاظت اور دشمنانِ اسلام کے لئے تباہی اور ان کے شرور سے بچاؤ کی دعائیں کی جائیں، مقتدی حضرات ہر دعا پر سراً آمین کہیں۔ **ولا يقنت لغيره إلا لنازلة فيقنت الإمام فى الجهرية وقيل فى الكل.** (درمختار مع الشامى زكريا ٤٤٨/٢) **وقال الشامى بحثاً: وهو صريح فى أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية.** (شامى زكريا ٤٤٩/٢)

مسائلِ جمعہ

اسلام میں جمعہ کے دن کی اہمیت

اسلامی شریعت میں جمعہ کے دن کو بڑی فضیلت حاصل ہے، آنحضرت ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ:

خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِیْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ.

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ۱۱۹/۱)

سورج جن دنوں پر طلوع ہوتا ہے ان میں سب سے بہتر اور افضل دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، اسی دن انہیں جنت میں بھیجا گیا، اسی دن وہ جنت سے باہر تشریف لائے اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن ہی پہلا اور دوسرا صور پھونکا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ۱۲۰/۱) نیز یہ بھی فرمایا گیا کہ: ''جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی بڑھ کر ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف ۱۲۰/۱)

جمعہ کی ایک اہم خصوصیت

جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ساعت امتِ محمدیہ کو عطا فرمائی ہے کہ اس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگی جائے وہ یقیناً قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ فِی الْجُمُعَةِ لَسَاعَةٌ لَا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰی فِیْهَا خَیْراً اِلَّا أَعْطَاهُ اِیَّاهُ.

(متفق علیه، مشکوٰۃ شریف ۱۱۹/۱)

جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ جس میں کوئی بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس خیر سے سرفراز فرماتے ہیں۔

قبولیت کی گھڑی کون سی ہے؟

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کو اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا ہے؛ تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت

واطاعت اور دعا میں صرف کریں، تاہم بعض احادیث میں اس کی طرف کچھ رہنمائی بھی کی گئی ہے۔ چناں چہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کی مقبول ساعت کے متعلق یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: ''یہ ساعت جمعہ کے خطبہ سے لے کر نماز کے ختم تک کے درمیان ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۱۹) مگر اس وقت جو بھی دعا ہو وہ دل دل میں ہونی چاہئے؛ کیوں کہ دورانِ خطبہ زبان سے دعا وغیرہ کی اجازت نہیں ہے۔ (شامی ۲/۴۲) اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقبول ساعت جمعہ کے دن عصر سے لے کر مغرب کے درمیان ہوتی ہے۔ چناں چہ حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:

اِلْتَمِسُوْا السَّاعَةَ الَّتِيْ تُرْجىٰ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلىٰ غَيْبُوْبَةِ الشَّمْسِ.

(رواه الترمذی، مشکوٰة شریف ۱/۱۲۰)

وہ ساعت جس میں جمعہ کے دن قبولیت کی امید ہوتی ہے اسے عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کے درمیان تلاش کیا کرو۔

اس لئے خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے دن عصر کے بعد کا وقت عبادات، ذکر واذکار اور دعا میں صرف کرنا چاہئے۔

جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کی جائے

ویسے تو ہر مسلمان کو ہر روز اپنے محسنِ اعظم، سرورِ عالم، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں درود شریف کا نذرانہ بکثرت پیش کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے؛ لیکن جمعہ کے دن اس کا اور دنوں سے زیادہ اہتمام ہونا چاہئے، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَكْثِرُوْا الصَّلاَةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ مَشْهُوْدٌ يَشْهَدُهُ الْمَلاَئِكَةُ وَإِنَّ أَحَداً لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلاَتُهُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ: قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ يُرْزَقُ.

(رواه ابن ماجه، مشکوٰة شریف ۱/۱۲۱)

جمعہ کے دن میرے اوپر درود بکثرت بھیجا کرو، اس لئے کہ اس دن ملائکہ (بکثرت) حاضر رہتے ہیں، اور تم میں سے جو شخص بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، تا آں کہ وہ درود پڑھنے سے فارغ ہوجائے۔ راوی (حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے (تعجب سے) عرض کیا کہ کیا وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے مقدس بدنوں کو کھانا حرام کردیا ہے، پس اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ رہتے ہیں اور انہیں رزق عطا ہوتا رہتا ہے''۔

جمعہ کے دن اجر وثواب کی بہتات

جمعہ کے دن غسل کرنے، خوشبو لگانے اور اچھی طرح نظافت حاصل کرنے کے بعد نماز جمعہ میں باادب شرکت کرنے پر عظیم الشان اجر وثواب کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کی چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

(۱) عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَلَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرىٰ.

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف ۱۲۲/۱)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص بھی جمعہ کے دن غسل کرے اور ہر ممکن طور پر پاکی حاصل کرے اور تیل لگائے، اور اپنے گھر والوں کی خوشبو استعمال کرے، اس کے بعد جمعہ کے لئے گھر سے نکلے اور دو بیٹھنے والوں کے درمیان تفریق نہ کرے یعنی زبردستی نہ گھسے، پھر جو مقدر ہو نماز پڑھے اور جب امام خطبہ دے تو خاموش رہے، تو یقیناً اس کے اگلے جمعہ تک کے سارے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

(۲) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتىٰ الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ أَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهٗ غُفِرَلَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرىٰ وَفَضْلِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ۱۲۲/۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص غسل کرکے جمعہ میں حاضر ہو پھر جو مقدر ہو نماز پڑھے، اس کے بعد خطبہ ختم ہونے تک خاموش سنتا رہے، پھر امام کے ساتھ نماز ادا کرے، تو اس کے آئندہ جمعہ تک کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور تین دن کا ثواب مزید عطا ہوتا ہے۔

(۳) عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِيْ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشىٰ وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهٗ لِكُلِّ خُطْوَةٍ

حضرت اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ: ''جو شخص جمعہ کے دن خود بھی غسل کرے اور (اپنی بیوی کو بھی) غسل کرائے (یعنی اس سے حاجت پوری کرے) اور صبح کو جلد سو کر اٹھے اور جلد مسجد میں جائے، اور پیدل چل کر مسجد جائے

عَـمَـلُ سَـنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَـامِهَا. (رواه الترمذی، أبـو داؤد، مشـکوٰۃ شریف ۱۲۲/۱)

سوار نہ ہو، اور کان لگا کر خطبہ سنے اور لغو حرکت نہ کرے تو اس کو ہر ہر قدم کے بدلہ ایک سال کا روزہ رکھنے اور راتوں کو جاگنے کا ثواب عطا ہوگا۔

(٤) وَعَـنْ أَبِيْ أُمَامَةَ ﷺ عَـنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: إِنَّ الْـغُسْـلَ يَـوْمَ الْـجُمُعَةِ لَيَسُـلُّ الْـخَـطَـايَـا مِنْ أُصُوْلِ الشَّعْرِ اسْتِلاَلاً. (رواه الطبـرانـی بـإسـنـاد رجـالـه ثقات، المتجر الرابح ۱۱۱)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جمعہ کے دن غسل کرنا گناہوں کو بالوں کی جڑوں تک سے اچھی طرح کھینچ لیتا ہے''۔

(٥) عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَـالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ: إِنَّ يَـوْمَ الْـجُـمُـعَةِ وَلَيْـلَةَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعٌ وَعِشْرُوْنَ سَاعَةً، لَيْسَ فِيْهَـا سَـاعَةٌ إِلَّا وَلِـلّٰـهِ فِيْهَـا سِتُّ مِأَةِ أَلْفِ عَتِيْقٍ مِنَ النَّارِ. (أخرجه ابو ليلىٰ بإسناده، المتجر الرابح ۱۱۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جمعہ کی رات اور دن میں ۲۴ر گھنٹے ہوتے ہیں ان میں سے کوئی گھنٹہ ایسا نہیں جاتا جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف چھ لاکھ جہنم کے مستحق لوگ جہنم سے آزاد نہ کئے جاتے ہوں''۔

مذکورہ عظیم الشان بشارتوں کے باوجود اگر کوئی شخص جمعہ کا اہتمام نہ کرے، تو اس سے بڑا محروم کوئی نہیں ہوسکتا، اس لئے ہر مسلمان کو جمعہ کی قدر کرنی اور اس کا اہتمام کرنا لازم ہے۔

جمعہ کے دن مسجد میں پہلے پہنچنے کی کوشش کی جائے

جمعہ کی فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے صبح ہی سے جمعہ کی تیاری شروع ہوجانی چاہئے، اور مسجد میں جلد از جلد پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے، جو شخص جتنا پہلے مسجد میں حاضر ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب اور اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد عالی ہے:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰئِكَةُ عَلٰى بَـابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْأَوَّلَ فَـالْأَوَّلَ وَمَثَـلُ الْمُهَجِرِ كَمَثَلِ الَّذِيْ يُهْدِيْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِيْ يُهْدِيْ بَقَرَةً

جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور پہلے پہل آنے والوں کے نام بالترتیب لکھتے جاتے ہیں۔ تو سب سے پہلے آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کی قربانی کرے،

ثُمَّ كَبْشاً ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الإِمَامُ طَوُّوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ. (مشكوٰة شريف ۱/۱۲۲، بخاری شریف ۱/۱۲۷، مسلم شریف مکتبہ بلال دیوبند ۱/۲۸۰-۲۸۱)

اس کے بعد آنے والے کی مثال گائے کی قربانی کرنے والے کی طرح، اس کے بعد اسی ترتیب سے دنبہ، مرغی اور انڈا صدقہ کرنے والے کے بقدر ثواب ملتا ہے، پھر جب امام خطبہ دینے کے لئے نکل آتا ہے تو فرشتے اپنے فائل لپیٹ دیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ سے پہلے تو بہر حال مسجد میں پہنچ جانا چاہئے۔

جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی عظیم فضیلت

ہر مسلمان کو جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ احادیثِ شریفہ میں اس کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّوْرِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ. (ابن کثیر کامل ۸۰۳، المتجر الرابح ۱۱۹)

جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیانی زمانہ میں روشنی ہی روشنی کردی جائے گی۔

نیز سورۂ کہف پڑھنے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو ہر فتنہ بشمول فتنۂ دجال سے حفاظت کی بشارت سنائی گئی ہے۔ چناں چہ ارشاد نبوی ہے:

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَهُوَ مَعْصُوْمٌ إِلٰى ثَمَانِيَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ وَإِنْ خَرَجَ الدَّجَّالُ عُصِمَ مِنْهُ.
(ابن کثیر عن الحافظ المقدس ۸۰۳)

جو شخص جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھے وہ اگلے آٹھ دن تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا، حتی کہ اگر دجال نکل آئے تو اس کے فتنہ سے بھی محفوظ رہے گا۔

اور بعض صحیح احادیث کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی اول یا (بعض روایات میں) آخری دس آیتیں یاد کر کے پڑھے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (ابن کثیر ۸۰۳)

نماز جمعہ چھوڑنے کی نحوست

جو شخص مذکورہ بالا فضائل اور خصوصیات کے باوجود نماز جمعہ چھوڑ دے اور سستی اور غفلت کی بنا پر جمعہ

کی نماز نہ پڑھنے کا معمول بنالے، تو اس سے بڑا بدنصیب اور محروم القسمت شخص اور کوئی نہیں ہوسکتا، ایسا شخص منافقوں کے طریقہ پر چلنے والا ہے اور اس کوتاہی کی نحوست سے اس کے دل پر غفلت کی مہر لگادی جاتی ہے۔

اس سلسلہ کی بعض احادیث ملاحظہ فرمائیں:

○ عَنِ إبْنِ عُمَرَ وَأَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالاَ سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ عَلیٰ أَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ : لَیَنْتَهِیَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجَمُعَاتِ أَوْ لَیَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلیٰ قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَیَکُوْنَنَّ مِنَ الْغَافِلِیْنَ. (رواه مسلم، مشکوٰة شریف ۱ / ۱۲۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے پیغمبر علیہ السلام کو منبر کے تختوں پر بیٹھے ہوئے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: ''یا تو لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر ضرور مہر لگادیں گے پھر وہ یقیناً غافل لوگوں میں شامل ہوجائیں گے۔

○ عَنْ أَبِیْ الْجَعَدِ الضَّمَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ تَرَکَ ثَلاَثَ جُمَعٍ تَهَاوُناً طَبَعَ اللّٰهُ عَلیٰ قَلْبِهٖ. (مشکوٰة شریف ۱۲۱/۱)

حضرت ابوالجعد ضمری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص تین جمعے سستی اور غفلت سے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو لوگ (بلا عذر) جمعہ میں شرکت سے پیچھے رہ جاتے ہیں، ان کے بارے میں میرا دل یہ چاہتا ہے کہ کسی اور شخص کو جمعہ پڑھانے کا حکم دوں، پھر جو لوگ جمعہ سے رہ گئے ہیں ان کو ان کے گھر سمیت آگ لگا دوں''۔ (مشکوٰۃ شریف ۱۲۱/۱)

بریں بنا ہم سب کو چاہئے کہ ہم اس عظیم الشان نعمتِ خداوندی (جو خاص طور پر امتِ محمدیہ کو عطا ہوئی ہے) کی قدر کریں، اور جمعہ کے مبارک وقت کو ہر اعتبار سے وصول کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق مرحمت فرمائیں، آمین۔

اب آگے جمعہ سے متعلق چند اہم اور ضروری مسائل درج کئے جائیں گے:

صحتِ جمعہ کے شرائط

کسی جگہ جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے درج ذیل سات شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) بڑی آبادی ہونا (۲) حاکم یا اس کا قائم مقام ہونا (۳) ظہر کا وقت پایا جانا (۴) خطبہ

پڑھنا (۵) خطبہ کا جمعہ سے پہلے ہونا، اور اتنے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھنا جن سے جمعہ قائم ہو سکے (٦) کم از کم ۳؍مردوں کا جمعہ میں شامل ہونا (۷) جمعہ میں شرکت کی عام اجازت ہونا۔

ویشترط لصحتها سبعة أشياء: الأول: المصر الخ، والثاني: السلطان الخ، والثالث: وقت الظهر الخ، والرابع: الخطبة فيه الخ، والخامس: كونها قبلها الخ، والسادس: الجماعة الخ، والسابع: الإذن العام. (درمختار ۳/ ٢٤-٢٥)

جمعہ کس پر فرض ہے؟

جمعہ کی فرضیت اس شخص پر ہے جس میں درج ذیل ۹؍شرائط پائی جائیں:

(۱) بڑی آبادی میں مقیم ہونا (گاؤں دیہات میں رہنے والوں پر جمعہ فرض نہیں)

(۲) تندرست ہونا (مریض شخص پر جمعہ فرض نہیں)

(۳) آزاد ہونا (غلام پر جمعہ فرض نہیں)

(۴) مرد ہونا (عورتوں پر جمعہ فرض نہیں)

(۵) عاقل بالغ ہونا (بچہ اور پاگل پر جمعہ فرض نہیں)

(٦) بینا ہونا (نابینا پر جمعہ فرض نہیں)

(۷) چلنے پر قادر ہونا (اپاہج پر جمعہ فرض نہیں)

(۸) قید اور خوف نہ ہونا (قیدی اور گرفتاری کے خوف سے چھپنے والے پر جمعہ فرض نہیں)

(۹) سخت بارش اور کیچڑ نہ ہونا (سخت بارش وغیرہ کی وجہ سے ترک جمعہ کی رخصت ہو جاتی ہے)

تاہم مذکورہ اعذار کے باوجود اگر کوئی شخص جمعہ ادا کر لے (مثلاً دیہات کا رہنے والا شہر جا کر جمعہ پڑھ لے یا مریض اور اپاہج کسی کے سہارے سے مسجد چلا جائے) تو اس کا جمعہ فریضۂ وقت کے بطور ادا ہو جائے گا۔ **وشرط لافتراضها تسعة تختص بها: إقامة بمصر**

وصحة وحرية وذكورة وبلوغ عقل ووجود بصر وقدرته على المشي وعدم حبس وعدم خوف وعدم مطر شديد. (تنویر الابصار مع الدرالمختار ۳/ ۲۶-۲۹)

جمعہ کتنی بڑی آبادی میں جائز ہے؟

صحتِ جمعہ کے لئے بڑی آبادی ہونا شرط ہے، اوراس کی تحدید میں فقہاء کی عبارات مختلف ہیں، سب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہاں روزمرہ کی ضروریات کے لئے دوکانیں وغیرہ موجود ہوں اور حکومت کا ایسا نظام بھی ہو جس سے مظلوم مدد حاصل کرسکتا ہو (مثلاً پولیس چوکی یا گرام پنچایت) اور عام طور پر ہمارے ملک میں تین ہزار کی آبادی پر یہ سہولتیں مہیا ہوجاتی ہیں، لہٰذا اتنی بڑی آبادی میں جمعہ قائم کرنا درست ہوگا، اوراس سے کم آبادی پر جمعہ فرض نہ ہوگا، ان کو ظہر کی نماز پڑھنی ضروری ہوگی۔ **عن أبي حنيفةؒ أنه بلدة كبيرة فيها سلك وأسواق ولها أساتيق وفيها والٍ يقدر على إنصاف المظلوم من الظالم بحشمته بعلمه أو علم غيره يرجع الناس إليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الأصح.** (شامی زکریا ۳/ ۵-۶)

فناءِ شہر کی تعریف

''فناءِ شہر'' کا اطلاق آبادی کے اردگرد ان جگہوں پر ہوتا ہے جن سے شہر کی ضروریات وابستہ ہوتی ہیں۔ مثلاً: صنعتی کارخانے، ملحق ایرپورٹ، ریلوے اسٹیشن وغیرہ اور فناءِ شہر کا رقبہ شہر کے بڑے چھوٹے ہونے کے اعتبار سے مختلف ہوسکتا ہے۔ **وأما الفناء وهو المكان المعد لمصالح البلد كركض الدواب ودفن الموتى الخ.** (شامی زکریا ۳/ ۷) **وقال الشامي بحثاً: فظهر أن التحديد بحسب الأمصار.** (شامی زکریا ۳/ ۸)

فناءِ شہر کا حکم

بڑی آبادی سے ملحق علاقوں (جنہیں اصطلاح میں فناءِ شہر کہا جاتا ہے) میں جمعہ کا قیام درست ہے، اوراس کے لئے آبادی کا اتصال ضروری نہیں ہے۔ **بخلاف الجمعة فتصح إقامتها**

فی الفناء ولو منفصلاً بمزارع لأن الجمعة من مصالح البلد. (شامی زکریا ۲/ ۶۰۰)

ایک شہر میں متعدد جگہ جمعہ قائم کرنا

بہتر یہ ہے کہ ایک شہر میں ایک ہی جگہ جمعہ پڑھا جائے؛ تا کہ اسلام کی شوکت کا اظہار رہو؛ لیکن اگر ضرورت کی وجہ سے متعدد جگہ جمعہ قائم کریں تو بھی درست ہے۔ **وتؤدی فی مصر بمواضع کثیرة.** (تنویر الابصار مع الدرمختار زکریا ۳/ ۱۵)

شہر کے کسی میدان میں جمعہ کا قیام

جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے جامع مسجد یا کسی بڑی مسجد ہی کا ہونا ضروری نہیں؛ بلکہ بڑی آبادی کے کسی میدان میں بھی جمعہ کی نماز پڑھنی درست ہے۔ **لو صلی الجمعة فی قریةٍ بغیر مسجدٍ جامعٍ، والقریة کبیرة لها قری وفیها والٍ وحاکم جازت الجمعة بنوا المسجد أو لم ینوا.** (کبیری ۵۱۱، حلبی کبیر لاہور ۵۵۱)

جنگل بیابان میں جمعہ کا قیام درست نہیں

شہر اور قصبات سے دور دراز جنگل بیابان میں جمعہ قائم کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ وہاں صحتِ جمعہ کی شرط نہیں پائی جاتی۔ **ویشترط لصحتها سبعة أشیاء الأول المصر.** (درمختار زکریا ۳/ ۵)

چھوٹے دیہات میں جمعہ کا قیام درست نہیں

جس گاؤں کی آبادی تین ہزار سے کم ہو اور وہاں روزمرہ کی ضروریات مہیا نہ ہوں تو وہاں اقامتِ جمعہ جائز نہیں ہے۔ **وفیما ذکرنا إشارة إلی أنه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاضٍ ومنبرٍ وخطیبٍ کما فی المضمرات.** (شامی زکریا ۳/ ۷)

چھوٹے دیہات میں جمعہ پڑھنے سے گناہ ہوگا

چھوٹے دیہاتوں میں رہنے والوں پر جمعہ نہیں؛ بلکہ ظہر کی نماز فرض ہے، لہٰذا اگر وہ ظہر

کے بجائے جمعہ پڑھیں گے تو گنہ گار ہوں گے۔ **وفی الغنیة صلاة العید فی القریٰ تحریماً، قوله صلاة العید ومثله الجمعة.** (شامی کراچی ۱۶۷/۲)

جمعہ کی نماز کے لئے گاؤں سے شہر کی طرف آنا

دیہات پر رہنے والوں کے لئے جمعہ پڑھنے کے لئے شہر جانے کا اہتمام کرنا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص چلا جائے تو وہ عزیمت پر عمل کرنے والا ہوگا اور مستحق ثواب ہوگا۔ **وفاقدها أی هٰذه الشروط وبعضها إن اختار العزیمة وصلاها وهو مکلف عاقل وقعت فرضاً عن الوقت.** (شامی زکریا ۲۹/۳)

شہر سے متصل کارخانہ میں نمازِ جمعہ

شہر کے اطراف میں واقع کارخانہ میں نماز جمعہ قائم کرنا درست ہے جب کہ وہاں جمعہ قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ **وکما یجوز أداء الجمعة فی المصر یجوز أداؤها فی فناء المصر.** (هندیة ۱۴۵/۱) **والذی یضر إنما هو منع المصلین لا منع العدو.**

(شامی زکریا ۲۵/۳)

جس گاؤں میں شہر کی اذان سنائی دے وہاں جمعہ کا حکم

ایسا گاؤں جو شہر سے چند کلومیٹر پر واقع ہو اور اس کی آبادی شہر سے متصل نہ ہو تو وہاں جمعہ درست نہیں، اگرچہ وہاں شہر کی اذان کی آواز سنائی دیتی ہو۔ **ومن کان مقیماً بموضع بینه وبین المصر فرجة من المزارع والمراعی نحو القلع ببخاری لا جمعة علی أهل ذٰلک الموضع وإن کان النداء یبلغهم.** (عالمگیری ۱۴۵/۱، فتاوی دار العلوم ۶۰/۵)

حاکم کی اجازت کہاں شرط ہے؟

جس علاقہ میں اسلامی حکومت قائم ہو تو وہاں کے شہروں میں جمعہ صحیح ہونے کے لئے حکومت کی طرف سے صراحتاً یا دلالتاً اجازت شرط ہے، اس کی اجازت کے بغیر جمعہ کا قیام درست

نہ ہوگا۔ **والثانی السلطان ولو متغلباً.** (درمختار زکریا ۳/ ۸)

ہندوستان جیسے غیر اسلامی ممالک میں اقامتِ جمعہ

ہندوستان جیسے ممالک جہاں اسلامی حکومت قائم نہیں اور اقتدار پر کفار قابض ہیں، یہاں جمعہ کے قیام کا انتظام خود مسلمانوں کے سپرد ہے، مسلمان مل کر جسے امام جمعہ بنادیں اس کی اقتداء میں جمعہ پڑھنا درست ہے۔ **فلو الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین إقامة الجمعة ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین.** (شامی زکریا ۳/ ۱٤)

جیل میں نمازِ جمعہ

بعض جیلوں میں باقاعدہ مسجدیں بنی ہوئی ہیں اور وہاں ہزاروں قیدی مقیم رہتے ہیں اور حکومت کی طرف سے جمعہ قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے، تو وہاں جمعہ پڑھنا درست ہے۔ **فلا یضر غلق باب القلعة لعدو أو لعادة قدیمة لأن الإذن العام مقرر لأهله وغلقه لمنع العدو لا للمصلی.** (احسن الفتاویٰ ٤/ ١١٢، درمختار زکریا ٢/ ٢٥)

ایئرپورٹ کی عمارت میں جمعہ

کسی شہر کا ایئرپورٹ اگر فناءِ شہر میں داخل ہے تو وہاں جمعہ کا قیام درست ہے اور جمعہ کی جماعت ایئرپورٹ کے اندر بھی ادا کی جاسکتی ہے، اگرچہ وہاں باہر کے لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو؛ کیوں کہ وہاں باہر والوں پر روک ٹوک حفاظت کی غرض سے ہے ورنہ محض نماز کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ **والذی یضر إنما هو منع المصلین لا منع العدو.** (شامی زکریا ۳/ ۲٥)

ساحل پر لگے ہوئے اسٹیمر یا ایئرپورٹ پر کھڑے ہوئے ہوائی جہاز میں جمعہ

اگر پانی کا جہاز کسی شہر کے ساحل سے لگا ہوا کھڑا ہو یا ایئرپورٹ پر ہوائی جہاز کھڑا ہو، تو اس کے مسافروں کے لئے جہاز کے اندر جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ یہاں اذن عام کی شرط مفقود ہے۔ **والسابع الإذن العام من الإمام وهو یحصل بفتح أبواب**

الجامع للواردين. (شامی زکریا ۳/۲۵)

جمعہ کی پہلی اذان ہی سے جمعہ کی تیاری ضروری ہے

جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی سب دنیوی مصروفیات بند کر کے جمعہ کی تیاری شروع کردینی چاہئے۔ **وجب سعی إليها بالأذان الأول في الأصح وإن لم يكن في زمن الرسول بل في زمن عثمان** رضی اللہ عنہ. (شامی زکریا ۳/۳۸)

جمعہ میں ہر زمانہ میں تعجیل افضل ہے

زوال کے بعد جمعہ کی نماز جلد از جلد پڑھنی افضل ہے خواہ سردی کا زمانہ ہو یا گرمی کا۔ (اسی سے معلوم ہوگیا کہ بعض جگہ بہت تاخیر سے جمعہ کا وقت مقرر ہوتا ہے وہ خلافِ اولیٰ ہے) لٰکن **جزم في الأشباه من فن الأحكام أنه لا يسن لها الإبراد، وقال الجمهور ليس بمشروع لأنها تقام مجمع عظيم فتاخيرها مفضي إلى الحرج.**

(شامی کراچی ۱/۳۶۷)

مسائل خطبۂ جمعہ

جمعہ کی اذان ثانی خطیب کے سامنے مسجد کے اندر کہی جائے

جمعہ کی اذانِ ثانی (خطبہ کی اذان) خطیب کے بالمقابل مسجد کے اندر کہی جائے گی، یہی عمل دورِ عثمانی سے امت میں متوارث چلا آرہا ہے۔ **ویؤذن ثانیاً بین یدیه أی الخطیب أی علی سبیل السنیة کما یظهر من کلامهم.** (شامی زکریا ۳/۳۸)

نماز جمعہ میں خطبہ شرط ہے

جمعہ کی نماز میں نماز سے قبل خطبہ دینا شرط ہے اس کے بغیر نماز جمعہ درست نہ ہوگی۔

ویشترط لصحتها سبعةُ أشیاء الخ، والرابع الخطبة فیه. (شامی زکریا ۳/۵-۱۹)

خطبہ کی مقدار کیا ہو؟

خطبہ کی کم سے کم مقدار ایک مرتبہ "**الحمد للّٰه، یا سبحان اللّٰه، یا لا إلٰه إلا اللّٰه**" کہنا ہے؛ لیکن تین آیاتِ قرآنیہ سے کم خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک خطبہ کی کم سے کم مقدار تشہد کے بقدر ہے اس سے کم مکروہ ہے۔ **وکفت تحمیدة أو تهلیلة أو تسبیحة للخطبة المفروضة مع الکراهة. وقالا: لابد من ذکر طویل وأقله قدر التشهد الواجب الخ وتارکها مسیٔ علی الأصح کترکه قراء ة قدر ثلاث آیات.** (درمختار زکریا ۳/۲۰)

خطبہ کے سنن وآداب

خطبہ کے سنن وآداب پندرہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) طہارت (بلا وضو خطبہ دینا مکروہ ہے)

(۲) کھڑے ہوکر خطبہ دینا (بیٹھ کر بلاعذر خطبہ دینا مکروہ ہے)

(۳) حاضرین کی طرف متوجہ ہوکر خطبہ دینا (قبلہ رو ہوکر خطبہ دینا مکروہ ہے)

(۴) خطبہ سے پہلے آہستہ سے اعوذ باللہ پڑھنا۔

(۵) خطبہ میں اتنا جہر کرنا کہ لوگوں تک آواز پہنچ جائے۔

(۶) حمد سے شروع کرنا۔

(۷) خطبہ میں اللہ تعالی کی حمد وثناء کرنا۔

(۸) کلمۂ شہادت پڑھنا۔

(۹) درود شریف پڑھنا۔

(۱۰) لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنا۔

(۱۱) قرآنِ کریم کی کوئی آیت پڑھنا۔

(۱۲) دوسرے خطبہ میں دوبارہ حمد وثناء اور درود شریف پڑھنا۔

(۱۳) تمام مسلمان مرد وعورت کے لئے دعا مانگنا، بالخصوص خلفاء راشدین اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کرنا۔

(۱۴) خطبہ کو زیادہ لمبا نہ کرنا، بہتر ہے کہ طوال مفصل کی کسی سورت کے بقدر ہو۔

(۱۵) دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا۔

وأما سننها فخمسة عشر الخ. (عالمگیری ۱/ ۱٤٦-۱٤٧) **ويندب ذكر الخلفاء الراشدين والعمين.** (درمختار زکریا ۳/ ۲۱)

خطبہ کے دوران ہاتھ میں عصا لینا

خطبہ کے دوران ہاتھ میں عصا لینا مستحب ہے؛ لیکن اس کو ضروری قرار دینا اور نہ لینے والے کو ہدفِ ملامت بنانا (جیسا کہ جنوبی ہند کے بعض علاقوں میں التزام ہے) جائز نہیں ہے۔

ونقل القهستاني عن عبد المحيط إن أخذ العصا سنة كالقيام. (شامی زکریا ۳/ ٤۱)

خطبہ کی اذان کا زبان سے جواب نہ دیں

خطبہ کی اذان کا جواب صرف دل دل میں دیا جائے، زبان سے کلماتِ اذان نہ دہرائیں؛ اس لئے کہ خطیب کے منبر پر آنے کے بعد زبان سے ذکر اذکار کرنا منع ہے۔ **وینبغي ألَّا یجیبَ بلسانہٖ اتفاقاً في الأذان بین یدی الخطیب.** (درمختار زکریا ۲/ ۷۰)

کھڑے ہوکر خطبہ دینا مسنون ہے

جمعہ وعیدین کا خطبہ کھڑے ہوکر دینا مسنون ہے، تاہم اگر کوئی شخص بیٹھ کر خطبہ پڑھ دے تو بھی خطبہ معتبر ہوجائے گا، اور بلا عذر ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ **فالقیام سنة ولیس بشرط حتی لو خطب قاعداً یجوز عندنا، إلا أنه مسنون في حالة الاختیار لأن النبی ﷺ کان یخطب قائماً.** (بدائع الصنائع ۱/ ۵۹۲)

خطبہ کے وقت بچوں کو شرارت سے روکنا

اگر خطبہ کے وقت بچے شرارت کررہے ہوں تو انہیں اشارہ سے روکا جاسکتا ہے؛ لیکن زبان سے نہ روکیں۔ **والأصح أنه لا بأس بأن یشیر برأسه أو یده عند رؤیة منکر.**

(درمختار زکریا ۳/ ۳۶)

خطبہ سننے کے دوران چھینک آنے پر الحمد للہ کہے یا نہیں؟

اگر خطبہ سننے کے دوران کسی شخص کو چھینک آئے تو زبان سے الحمد للہ نہ کہے؛ بلکہ دل دل میں پڑھ لے؛ تاکہ خطبہ سننے میں کوئی خلل نہ واقع ہو۔ **وأما العاطش فهل یحمد اللّٰہ تعالٰی، فالصحیح أنه یقول ذٰلک فی نفسهٖ لأن ذلک مما لایشغله عن سماع الخطبة.**

(بدائع الصنائع ۱/ ۵۹۴)

دورانِ خطبہ سلام یا چھینک کا جواب

خطبۂ جمعہ کے دوران اگر کوئی شخص سلام کرے یا کسی شخص کو چھینک آئے تو سننے والے پر

جواب دیناواجب نہیں ہے۔ **ولا یجب تشمیت ولا رد سلام بہ یفتی. وعن أبی یوسفؒ لا یکرہ لأنہ فرض. قلنا: ذاک إذا کان السلام ماذوناً علیہ شرعاً ولیس کذلک فی حالة الخطبة.** (شامی زکریا ۳/۳٦)

خطبہ کے وقت لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے بڑھنا

جو شخص خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں پہنچے اسے پیچھے جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہئے، لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر اگلی صف میں جانے کی کوشش کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس عمل پر سخت وعید ارشاد فرمائی ہے، آپ کا ارشاد ہے کہ: ''جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگے اسے جہنم کا پل بنایا جائے گا''۔ **عن سهل بن معاذ بن أنس الجهنی** ؓ **قال: قال رسول اللّٰہ** ﷺ: **من تخطی رقاب الناس یوم الجمعة اتخذ جسراً إلی جهنم.** (ترمذی شریف ۱/۱۱٤)

جس شخص کو خطبہ کی آواز نہ آرہی ہو وہ کیا کرے؟

جو شخص امام سے اتنی دور ہے کہ اسے خطبہ کی آواز بالکل سنائی نہیں دے رہی ہو، اس کے لئے بھی افضل یہی ہے کہ خاموش بیٹھا رہے اور تلاوت یا کسی ذکر واذکار میں مشغول نہ ہو۔ **فأما البعید منہ إذا لم یسمع الخطبة کیف یصنع؟ قال محمد بن سلمة البلخیؒ الإنصات لہ أولی من قراءة القرآن.** (بدائع الصنائع ۱/۵۹۳)

خطبۂ جمعہ صرف عربی میں دیا جائے

خطبۂ جمعہ صرف عربی زبان میں دینا چاہئے، کسی اور زبان میں خطبہ دینا مکروہ اور قابل ترک ہے، عوام کو وعظ ونصیحت کی ضرورت ہو تو خطبہ کی عبارت میں تبدیلی کے بجائے کسی اور وقت (اذان خطبہ سے پہلے یا جمعہ کے بعد) وعظ کا معمول بنایا جائے۔ (علم الفقہ ۲/۱۸۸، جواہر الفقہ ۱/۳۵۲، دار العلوم ۵/۱۲۹)

دونوں خطبوں کے درمیان دعا کرنا

جمعہ کے دونوں خطبوں کے درمیانی وقفہ قبولیت کا وقت ہے، اس میں دل دل میں دعا کرنی

چاہئے، زبان سے کوئی کلمہ ادا نہ کریں۔ **وسئل عليه الصلاة والسلام عن ساعة الإجابة، فقال: ما بين جلوس الإمام إلى أن يتم الصلاة وهو الصحيح.** (درمختار) **قال في المعراج: فيسن الدعاء بقلبه لا بلسانه لأنه مامور بالسكوت.** (شامی زکریا ۴۲/۳)

خطبہ کے دوران نمازی کس طرح بیٹھے؟

خطبہ کے دوران جس طرح آسانی ہو بیٹھ سکتے ہیں کوئی خاص ہیئت مقرر نہیں ہے؛ البتہ حالتِ تشہد کی طرح بیٹھنا بہتر ہے۔ **إذا شهد الرجل عند الخطبة إن شاء جلس محتبياً أو متربعاً أو كما تيسر لأنه ليس بصلاة عملاً وحقيقةً ويستحب أن يقعد فيها كما يقعد في الصلاة.** (هنديه ۱۴۸/۱)

خطبہ میں آنحضرت ﷺ کا نام نامی سننے پر درود کیسے پڑھیں؟

دورانِ خطبہ چوں کہ زبان سے ذکر اذکار ممنوع ہے، لہٰذا اگر نبی اکرم ﷺ کا نام نامی خطبہ میں سنے تو صرف دل دل میں درود شریف پڑھے زبان سے نہ پڑھے۔ **وكذا إذا ذكر النبي ﷺ لايجوز أن يصلوا عليه بالجهر بل بالقلب وعليه الفتوىٰ.** (شامی زکریا ۳۵/۳)

تنبیہ: بعض جگہ رواج ہے کہ خطیب کے آیتِ درود ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ﴾ **الخ،** پڑھتے وقت زور سے درود شریف پڑھتے ہیں، یہ طریقہ شرعاً خلاف سنت ہے۔

خطبہ کے وقت چندہ کا ڈبہ گھمانا

بعض مساجد میں دستور ہے کہ خطبہ کے دوران نمازیوں کے سامنے چندہ کا ڈبہ گھمایا جاتا ہے یہ عمل جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ جب دورانِ خطبہ ذکر واذکار کرنے تک کی ممانعت ہے، تو اس عمل کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے؟ **ويكره الاشتغال بما يفوت السماع وإن لم يكن كلاماً.** (شامی زکریا ۳۵/۳)

رمضان میں خطبۃ الوداع کا ثبوت نہیں

رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو خطبۃ الوداع پڑھنے کا کہیں سے ثبوت نہیں ہے؛ لہٰذا اس

سے احتراز لازم ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ۵۳/۵)

منبر کتنے درجہ کا ہونا چاہئے

بہتر ہے کہ منبر کے تین درجے ہوں؛ تاکہ نبی اکرم ﷺ کے منبر مبارک سے موافقت ہوجائے۔ **ومنبره ﷺ كان ثلاث درج.** (شامی کراچی ۳/ ۱۶۱)

جمعہ کی تیاری کون سی اذان کے بعد فرض ہے؟

کسی شہر میں مختلف اوقات میں اگر جمعہ کی اذانیں ہوتی ہوں، تو اذان کے بعد جمعہ کی تیاری کے سلسلہ میں محلّہ کی مسجد کی اذان کا اعتبار ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ۱۱۸/۴)

جمعہ کی نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھنا مسنون ہے؟

جمعہ کی پہلی رکعت میں ﴿**سبح إسم ربک الأعلیٰ**﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿**هل أتاک حديث الغاشية**﴾ پڑھنا مسنون ہے، تاہم کبھی کبھی دوسری سورتیں بھی پڑھ دیں؛ تاکہ عوام انہی سورتوں کو لازم نہ سمجھیں۔ **وإن قرأ بسبح إسم ربک وهل أتاک حديث الغاشية تبركاً بالماثورة عنه عليه الصلاة والسلام كان حسناً لكن يتركه أحياناً لئلا يتوهم العامة وجوبه.** (کبیری ۵۲۰)

عورت کا مردوں کی جماعت میں شامل ہوکر جمعہ پڑھنا

عورت پر اگرچہ جمعہ پڑھنا فرض نہیں ہے؛ لیکن اگر وہ مردوں کی جماعت میں شامل ہوکر (مثلاً حرمین شریفین میں) جمعہ پڑھ لے تو اس کا جمعہ درست ہوجائے گا، اور ظہر کا فریضہ اس سے ساقط ہوجائے گا۔ **ومن هو من أهل الوجوب كالمريض والمسافر والعبد والمرأة تجزيهم ويسقط عنهم الظهر.** (بدائع الصنائع ۱/ ۵۸۲)

جمعہ میں خطیب اور امام کا الگ الگ ہونا

اگر جمعہ کا خطبہ کسی شخص نے دیا اور نماز دوسرے نے پڑھائی تو بھی جمعہ درست ہوجائے گا؛

لیکن بلاعذر ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ **وقد علم من تفاریعهم أنه لایشترط فی الإمام أن یکون هو الخطیب.** (شامی ۱۹/۳)

جمعہ کا خطبہ ختم ہونے سے قبل حاضرین کا کھڑا ہونا

بعض لوگ جلد بازی میں خطبۂ جمعہ پورا ہونے سے قبل ہی کھڑے ہوکر صف بندی شروع کردیتے ہیں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے خطبہ سننے میں خلل آتا ہے؛ لہٰذا خطبہ مکمل ہونے کے بعد ہی کھڑا ہونا چاہئے۔ **یکره کل ما شغل عن سماع الخطبة من التسبیح والتهلیل والکتابة ونحوها بل یجب علیه أن یستمع ویسکت.** (بدائع الصنائع ٥٩٣/١)

جمعہ کی جماعت کے لئے کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا شرط ہے

جمعہ کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ امام کے علاوہ کم از کم تین مقتدی خطبہ وجماعت میں شامل ہوں، خواہ وہ مسافر ہی کیوں نہ ہوں۔ **الجماعة وأقلها ثلاثة رجال أطلق فیهم فشمل العبید والمسافرین والمرضیٰ.** (شامی زکریا ٢٤/٣)

جمعہ کے دن وفات پانے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے

جمعہ کے دن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں وفات پانے والا شخص عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ **من مات فیه أو فی لیلة أمن من عذاب القبر.** (شامی کراچی ١٦٥/٢)

عیدین کے مسائل

عید! خوشی میں اظہار بندگی

اسلام ایک ایسا مبارک دین اور مذہب ہے جس کی مذہبی اقدار اور تعلیمات لہوولعب سے کوسوں دور اورخرافات کے شائبہ سے بالکلیہ پاک ہیں۔ چنانچہ اسلامی شریعت نے جہاں انسانی فطرت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے متبعین کے لئے سال میں دو دن عید کے نام پرخوشی و مسرت کے لئے تجویز کئے ہیں وہیں ان میں پرعظمت عبادت: دوگانہ نماز عید واجب کر کے خوشی کے جذبات کے ساتھ معرفت خداندی اور شکر نعمت جیسے واجبات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے، عید محض مذہبی تیوہار نہیں بلکہ انعامات خداوندی کی شکر گزاری کا دن ہے۔ عید کھیل کود کا دن نہیں بلکہ خدا کی معرفت حاصل کرنے کا دن ہے۔ وہ منظر بڑا خوش نما اور عبرت آموز ہوتا ہے جب ایک ہی دن، ایک وقت، ایک ہی انداز میں اور ایک ہی جذبہ کے ساتھ دنیا کے قریہ قریہ، چپہ چپہ، شہر در شہر، مسجدوں میں، میدانوں میں، سڑکوں میں، عیدگاہوں میں، سیکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں، لاکھ نہیں، کروڑ نہیں، بلکہ کروڑ ہا کروڑ، فرزندان توحید بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہوکر نہ صرف جذبۂ عبدیت کا اظہار کرتے ہیں بلکہ اسلامی اخوت کی بھی شاندار مثال پیش کرتے ہیں۔ جب اُجلے اُجلے لباس پہنے، بچے، بوڑھے اور جوان عید کی خوشیاں مناتے اور اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید میں مشغول نظر آتے ہیں تو دیکھنے والے صاحبِ ایمان کا دل، عظمتِ ایزدی سے سرشار اور روح، ایمانی سرور سے مسرور ہو جاتی ہے، رحمت کے فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے مجامع میں عاجزی وانکساری اور تضرع وزاری کے ساتھ دُعا کے لئے اُٹھنے والے ہاتھ رحمتِ خداوندی کے بے پایاں نزول کا سبب بن جاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ عید کی رات بھی اسلام کی متبرک ترین راتوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو انعامات سے سرفراز کرتا ہے۔ اسی لئے اس کو لیلۃ الجوائز (انعامات کی رات) کہا جاتا ہے۔ عارفین کے لئے یہ رات مسرت کا ابدی پیغام اور وصال محبوب کا عنوان بن کر آتی ہے۔ وہ انعامات خداوندی کے حصول کے لئے راتوں رات بارگاہ ایزدی میں حاضر رہ کر سربستہ راز و نیاز میں مشغول رہتے ہیں اور بیش از بیش رحمت خداوندی کے مستحق بنتے ہیں۔

دنیا کی قوموں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنے تہوار اور خوشی کے دنوں میں لہوولعب، ناچ گانے، شراب نوشی اور تفریحات کو پسند کرتے ہیں۔ اگلے پچھلے رنج وغم اور مصائب کو بھول کر وقتی خوشی میں ایسے سرشار ہوجاتے ہیں کہ انھیں اپنی سدھ بدھ ہی نہیں رہتی۔ ہم اپنے برادرانِ وطن میں ہولی اور دیوالی کے موقع پر ایسے مناظر بکثرت دیکھتے رہتے ہیں۔ اسی طرح عیسائیوں کے یہاں جب کرسمس کا دن آتا ہے تو وہ ہرطرح کے

معاصی اور منکرات میں مبتلا ہو کر اظہارِ مسرت کرتے ہیں۔ یہی دستور زمانۂ جاہلیت میں بھی رائج تھا۔

حضور اکرم ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ کے لوگ سال میں دو دن خوشی کے مناتے تھے۔ ان دونوں دنوں میں خوب کھیل کود ہوتا تھا اور گانے باجے کی مجلسیں جمتی تھیں۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے ان سب سلسلوں کو ختم فرما کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان دو دنوں کے بجائے دو خوشی کے دن (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) مقرر فرمائے (ابوداؤد شریف ۱۶۱/۱) اور ان دنوں میں اظہار مسرت کا مظاہرہ کھیل کود، لہو و لعب اور تفریحات کے ذریعہ نہیں کرایا گیا بلکہ اسلام کے ماننے والوں کو حکم ہوا کہ وہ مسرت کا اظہار اس انداز میں کریں کہ وہ خوشی ان کے ظاہر اور باطن سے نمایاں ہو سکے۔ دلوں کی گہرائیوں سے سرور کی خوشبوئیں اُٹھیں، ذہن و دماغ کے گوشوں سے عطر بیز ہوائیں پھیلیں اور بدن کا رگ و ریشہ اور رواں رواں اظہار مسرت میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوششیں کرنے لگے۔

ایسی لازوال خوشی کے حصول اور اس کے اظہار کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان جس ربِّ کائنات کا بندہ ہے۔ وہ اس بندہ نواز کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کر کے اس کی خوشنودی کا مستحق بن جائے۔ ظاہر ہے کہ جس بندہ کا آقا اس سے خوش ہو جائے اس بندہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے؟ اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا: ﴿وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ (اور اللہ کی طرف سے خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے) اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے خوشی کے دنوں میں اظہار بندگی کا حکم دے کر شکرانہ کے طور پر دوگانہ ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہی عید کی اصل روح ہے۔ بقیہ جو لوازمات ہیں (مثلاً نہانا دھونا، خوشبو لگانا، نئے کپڑے پہننا، بشاشت ظاہر کرنا وغیرہ) وہ سب ضمنی ہیں۔ آج کے دن کا اصل کام یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کر دے کہ وہ واقعی اپنے رب کا فرمانبردار اور اطاعت گذار ہے اور ایسے ہی بندہ کو درحقیقت آج خوشی منانے کا حق ہے۔

عیدین کی راتوں میں عبادت

عیدین کی راتیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں نہایت فضیلت رکھتی ہیں، ایک روایت میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيْدَيْنِ مُحْتَسِباً لِلّٰهِ تَعَالٰى لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ. (ابن ماجه شريف: ۱۷۸۲)

جو شخص اخلاص و احتساب کے ساتھ عیدین کی راتیں عبادت میں گذارے اس کا قلب اس دن زندہ رہے گا جب سب لوگوں کے دل مر جائیں گے۔

یعنی اس رات میں عبادت کرنے والے خوش نصیب حضرات میدانِ محشر کی سختیوں میں بے خوف اور مطمئن ہوں گے، اور بعض روایات میں ہے کہ عید کی رات آسمانوں میں ’’لیلۃ الجائزۃ‘‘ یعنی انعام کی رات کے عنوان سے جانی جاتی ہے؛ اس لئے ان راتوں کو فضول مٹر گشتی، تفریحات اور واہی تباہی مشاغل میں گذارنے کے بجائے عبادت و اطاعت میں گذارنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس خیر سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔

انعام کا دن

عید کا دن دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر رحم وکرم اور انعام کا دن ہے، اس دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ بندوں کی مغفرت کا اعلان فرماتے ہیں چناں چہ ایک ضعیف روایت میں وارد ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْفِطْرِ وَقَفَتِ الْمَلَآئِكَةُ عَلىٰ أَبْوَابِ الطُّرُقِ فَنَادَوْا اُغْدُوْا يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلىٰ رَبٍّ كَرِيْمٍ يَمُنُّ بِالْخَيْرِ ثُمَّ يُثِيْبُ عَلَيْهِ الْجَزِيْلَ لَقَدْ أُمِرْتُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَقُمْتُمْ وَأُمِرْتُمْ بِصِيَامِ النَّهَارِ فَصُمْتُمْ وَأَطَعْتُمْ رَبَّكُمْ فَاقْبِضُوْا جَوَائِزَكُمْ فَإِذَا صَلَّوْا نَادىٰ مُنَادٍ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ قَدْ غَفَرَلَكُمْ فَارْجِعُوْا رَاشِدِيْنَ إِلىٰ رِحَالِكُمْ فَهُوَ يَوْمُ الْجَائِزَةِ وَيُسَمّٰى ذٰلِكَ الْيَوْمَ فِى السَّمَاءِ يَوْمُ الْجَائِزَةِ.

(رواہ الطبرانی فی الکبیر ۱/۲۲٦، حدیث: ٦۱۷ الترغیب والترھیب حدیث: ۱٦۱۸)

جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستوں کے نکڑوں پر کھڑے ہوکر یہ آواز لگاتے ہیں کہ اے مسلمانوں کی جماعت! اس رب کریم کی طرف چلو جو خیر سے نوازتا ہے، پھر اس پر عظیم الشان بدلہ عطا کرتا ہے، تمہیں راتوں میں عبادت کا حکم ہوا چناں چہ تم نے عبادت کی، اور تمہیں دن کے روزوں کا حکم ہوا تو تم نے روزے رکھے اور اپنے پروردگار کا کہا مانا؛ لٰہذا اپنے انعامات لے لو، پھر وہ لوگ جب نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ خبردار ہوجاؤ! تمہارے رب نے تمہیں بخش دیا ہے؛ اس لئے رشد وہدایت کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹو، پس یہ انعام کا دن ہے اور آسمان میں اسے انعام ہی کے دن سے یاد کیا جاتا ہے۔

بہرحال اس مبارک دن میں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے استحضار اور اس کی یاد کی کوشش کرنی چاہئے۔

عید کے مسنون اعمال

(۱) غسل کرنا۔ (۲) مسواک کرنا۔ (۳) خوشبو لگانا۔ (۴) عید الفطر کی نماز سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھا کر جانا۔ (مشکوٰۃ ۱۲٦) (۵) اگر صدقۂ فطر واجب ہو تو عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا۔ (٦) بقرعید میں نماز کے بعد آ کر قربانی کا گوشت کھانا۔ (مشکوٰۃ ۱۲٦) (۷) عید کی نماز عیدگاہ (شہر کے باہر میدان) میں پڑھنا۔ (۸) عید کی نماز کے لئے پیدل جانا، بلاضرورت سواری پر نہ جانا۔ (۹) عید کے لئے ایک راستہ سے جانا دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ (۱۰) عید کے دن زیادہ سے زیادہ تکبیرات: ''اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد'' پڑھنا۔ (عید الفطر میں آہستہ آواز سے اور بقرعید میں بلند آواز سے) (ماخوذ: پیغام عید، اصلاحی مضامین ۱۸۰، مؤلفہ: مولانا کلیم اللہ قاسمی)

ذیل میں عیدین سے متعلق ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

عیدین کی شرائط

بڑے شہروں اور قصبات میں جہاں اقامت جمعہ کے شرائط پائے جاتے ہوں (مثلاً وہاں کی آبادی کم از کم تین ہزار ہو یا ضروریاتِ زندگی بآسانی مہیا ہوں وغیرہ) وہاں عیدین کی نماز پڑھنا واجب ہے؛ البتہ جہاں شرائط جمعہ نہ پائی جاتی ہوں وہاں عید پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **تجب صلاتهما على من تجب عليه الجمعة بشرائطها المتقدمة، وفي القنية صلاة العيد في القرى تكره تحريماً أي لأنهٗ اشتغال بما لايصح لأن المصر شرط الصحة.** (درمختار مع الشامی زكريا ۳/ ۴۵-۴۶، امداد المفتيين ۴۰۷)

عیدین کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

عیدین کی نماز کا وقت طلوعِ آفتاب کے تقریباً پندرہ منٹ کے بعد شروع ہوجاتا ہے؛ لیکن نماز کا ایسا وقت مقرر کیا جائے کہ لوگ تمام تیاریاں کر کے بسہولت عیدگاہ میں حاضر ہوسکیں۔ **وابتداء وقت صحة صلاة العيد من ارتفاع الشمس قدر رمح (أي هو إثنا عشر شبراً) أو رمحين حتى تبيض لأنه ﷺ كان يصلي العيد حين ترتفع الشمس قدر رمح أو رمحين.** (مراقی الفلاح مع طحطاوی ۲۹۰، حاشية الطحطاوي اشرفی ۵۳۲، شامی زكريا ۳/ ۵۲، فتاویٰ رحیمیہ ۵/ ۵۵)

نمازِ عید شہر سے باہر عیدگاہ میں پڑھنا

نمازِ عیدین شہر سے باہر نکل کر عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے۔ **ثم خروجه ماشياً إلى الجبانة والخروج إليها (أي الجبانة) لصلاة العيد سنةٌ وإن وسعهم المسجد الجامع.** (در مختار مع الشامی زكريا ۳/ ۴۹، دار العلوم ۵/ ۱۸۵)

شہر کی متعدد مساجد میں نمازِ عید

شہر کی متعدد مسجدوں میں نمازِ عید ادا کرنے کی اجازت ہے۔ **وتؤدى بمصر واحد**

بمواضع كثيرة اتفاقاً. (در مختار مع الشامی زکریا ۳/۵۹، دار العلوم ۵/۱۸۴)

نماز عیدگاہ سے پہلے شہر کی مساجد میں نماز کا حکم

عیدگاہ میں نماز ہونے سے پہلے شہر کی مسجدوں میں نماز عید بلا کراہت جائز ہے۔ **ولو ضحی بعد ما صلی أهل المسجد ولم يصل أهل الجبانة أجزأه استحساناً لأنها صلاةٌ معتبرةٌ.** (شامی زکریا ۹/۶۰، ہدایہ ۴/۴۳۰، ہدایہ اشرفی ۴/۴۶)

عید کی تیاری

عید کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا اور خوشبو وغیرہ لگانا مستحب ہے۔ **ويستحب يوم الفطر للرجل الاغتسال والسواك ولبس أحسن ثيابه الخ.**

(عالمگیری ۱/۱۴۹)

عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھانا پینا مستحب ہے

عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے طاق عدد چھوارے یا کھجور کھا کر جانا مستحب ہے، اگر یہ میسر نہ ہو تو کوئی بھی میٹھی چیز کھا لینا کافی ہے، اس موقع پر کسی خاص شیرینی کی تخصیص ثابت نہیں۔ **وندب يوم الفطر أن يطعم اقتداءاً بالنبي ﷺ ويستحب كون ذلك المطعوم حلواً وأما ما يفعله الناس في زماننا من جمع التمر مع اللبن والفطر عليه فليس له أصل في السنة.** (البحر الرائق کراچی ۲/۱۵۸، رحیمیہ ۱/۲۸۱)

عیدگاہ پیدل جانا مستحب ہے

عیدگاہ پیدل جانا سنت ہے اور وہاں سے واپسی میں سوار ہو کر آنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ **ثم خروجه ماشياً إلى الجبانة ولابأس بعوده راكباً.** (در مختار مع الشامی زکریا ۳/۴۹)

نمازِ عید سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا

نمازِ عید سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا جائز نہیں ہے، حتی کہ عورتیں بھی اس دن اشراق

اور چاشت کی نماز اس وقت تک نہ پڑھیں جب تک کہ عید کی نماز باجماعت نہ پڑھ لی جائے۔
ولا یتنفل قبلها مطلقاً أی سواء کان فی المصلی اتفاقاً أو فی البیت فی الأصح وسواءٌ کان ممن یصلی العید أو لا حتی أن المرأة إذا أرادت صلاة الضحی یوم العید تصلیها بعد ما یصلی الإمام فی الجبانة. (شامی زکریا ۳/ ۵۰، امداد المفتیین ۴۰۷)

تنبیہ: بعض لوگ عیدگاہ پہنچ کر نمازِ عید سے قبل نمازیں پڑھتے ہیں، اور پوچھنے پر کہتے ہیں کہ ہم فجر کی قضا نماز پڑھ رہے ہیں، تو اجتماعی طور پر عیدگاہ میں قضا پڑھنا طرح طرح کی چہ می گوئیوں اور انتشار کا سبب بنتا ہے؛ اس لئے اس طریقہ سے احتراز لازم ہے۔ اول تو مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ کوئی نماز قضا کرے اور اگر بالفرض قضا ہو جائے تو اسے بر سر عام پڑھنے کے بجائے گھر میں ادا کرے؛ تاکہ اپنی کوتاہی مخلوق کے سامنے نہ آسکے۔

نمازِ عید کی نیت

نمازِ عید شروع کرتے وقت مقتدی کے دل میں یہ استحضار رہے کہ میں قبلہ رو ہو کر اس امام کے پیچھے دو رکعت واجب نماز ادا کر رہا ہوں جس میں چھ زائد واجب تکبیریں ہیں۔ نیت کے لئے یہ استحضار کافی ہے زبان سے نیت کے کلمات ادا کرنا ضروری نہیں ہے باقی اگر کوئی ادا کرلے تو ناجائز بھی نہیں۔ **محلها (النیة) القلب فی کل موضع الخ.** (الاشباہ والنظائر ۸۴/۱)

ترکیب نمازِ عید

نمازِ عید کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کے بعد تکبیرِ تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں، ثنا پڑھیں، اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے معمولی فصل سے تین مرتبہ تکبیر کہیں، پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑتے رہیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں اس کے بعد فاتحہ اور سورة ملائیں، پھر رکوع سجدہ کر کے رکعت مکمل کرلیں۔ دوسری رکعت میں اولاً فاتحہ وسورة پڑھنے کے بعد رکوع میں نہ جائیں بلکہ تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں اور درمیان میں ہاتھ نہ باندھیں، اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور بقیہ نماز حسبِ معمول پوری کریں۔ (حلبی کبیر ۵۶۷)

عورتوں پر نمازِ عید نہیں ہے

عورتوں پر نمازِ جمعہ وعیدین واجب نہیں ہے، اور عام حالات میں انہیں عیدگاہوں اور مساجد میں جا کر نمازِ عید میں شریک ہونا بھی مکروہ اور سخت فتنہ کا سبب ہے؛ البتہ حرمین شریفین میں یا کسی ایسی جگہ جہاں فتنہ سے مکمل حفاظت ہو، اگر عورتیں عید کی جماعت میں شامل ہوجائیں تو جائز ہے۔ **تجب صلاة العيد على كل من تجب عليه صلاة الجمعة.** (هنديه ۱/۱۵۰، شامی زكريا ۳/۴۵) **ويكره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد.** (در مختار مع الشامی زكريا ۲/۳۰۷)

عیدین میں عورتوں کے احکام

مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی عید کے دن مستحب یہ ہے کہ وہ غسل کریں اور عمدہ لباس زیبِ تن کریں؛ کیوں کہ یہ خوشی اور زیب وزینت کا دن ہے اور اگر چاہیں تو عیدگاہ یا مساجد میں عید کی نماز ہوجانے کے بعد اپنے گھروں میں تنہا تنہا بطور شکرانہ نفل نماز پڑھ سکتی ہیں۔ **ثم يستحب لصلاة العيد ما يستحب للجمعة من الاغتسال والاستياك والتطيب ولبس أحسن الثياب.** (كبيری لاهور ۵٦٦، شامی زكريا ۳/۴۸)

عیدین کا خطبہ

عیدین کا خطبہ پڑھنا مسنون ہے جو عید کی نماز کے بعد پڑھا جائے گا۔ **ويشترط للعيد ما يشترط للجمعة إلا الخطبة كذا في الخلاصة فإنها سنة بعد الصلاة.** (عالمگيری ۱/۱۵۰)

عیدین کا خطبہ تکبیر سے شروع کرنا

عیدین کا خطبہ شروع کرنے سے قبل ۹/ مرتبہ لگا تار تکبیراتِ تشریق پڑھنا مستحب ہے، جب کہ دوسرے خطبہ کے شروع میں ۷/ تکبیرات پڑھنا مروی ہے۔ **ويستحب أن يستفتح الأولى بتسع تكبيراتٍ تترىٰ أي متتابعات والثانية بسبعٍ هو السنة.** (در مختار مع

الشامی زکریا ۵۸/۳، دارالعلوم ۱۹۱/۵، فتاویٰ محمودیہ جدید ۴۵۲/۸) **قال الشافعیؒ:**
أخبرني من أثق به من أهل العلم من أهل المدينة، قال: أخبرني من سمع عمر بن عبد العزيز وهو خليفة يوم فطر فظهر على المنبر فسلم ثم جلس ثم قال: إن شعائر هٰذا اليوم التكبير والتحميد ثم كبر مراراً اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر الحمد ثم تشهد للخطبة ثم فصل بين التشهد بتكبيرة. (اعلاء السنن کراچی ۱۳۲/۸)

نمازِ عید کی پہلی رکعت میں تکبیراتِ زوائد بھول جانے کا حکم

نمازِ عید کی پہلی رکعت میں امام تکبیراتِ زوائد بھول گیا اور سورۂ فاتحہ کا کچھ حصہ یا پوری سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد یاد آیا، تو تکبیرات کہہ کر سورۂ فاتحہ دوبارہ پڑھے، اور اگر سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد یاد آیا تو صرف تکبیرات کہے قرأت کا اعادہ نہیں ہوگا۔ **نسي التكبير في الأولى حتى قرأ بعض الفاتحة أو كلها ثم تذكر يكبر ويعيد الفاتحة وإذا تذكر بعد ما قرأ الفاتحة والسورة يكبر ولايعيد القراء ة لأنها تمت وصحت بالكتاب والسنة.**

(کبیری ۵۲۵، حلبی کبیر ۵۷۲، شامی زکریا ۵۵/۳، رحیمیه ۲۷/۱)

نمازِ عید کی دوسری رکعت میں تکبیراتِ زوائد بھول جانے کا حکم

اگر امام نمازِ عید کی دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیراتِ زوائد نہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے تو اس صورت میں رکوع ہی میں ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر کہہ لے، کھڑے ہوکر کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ **كما لو ركع الإمام قبل أن يكبر فإن الإمام يكبر في الركوع ولا يعود إلى القيام ليكبّر.** (درمختار مع الشامی زکریا ۵۷/۳)

شافعی امام کی اقتداء میں حنفی کی نمازِ عید

حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے نمازِ عید ادا کرے تو اسے تکبیراتِ عید میں بھی شافعی امام کی

اقتداء کرنی چاہئے، یعنی شافعی امام جتنی مرتبہ زائد تکبیریں کہے حنفی مقتدی بھی اس کی متابعت کرے۔ **ولو زاد تابعه إلی ستة عشر لأنه ماثور**. (درمختار مع الشامی زکریا ۵٤/۳)

عیدین اور جمعہ میں سجدۂ سہو کا حکم

عیدین اور جمعہ کی نماز میں اگر کوئی واجب ترک ہوجائے یا فرض مکرر ہوجائے یا کوئی اور موجبِ سجدۂ سہو صورت پیش آجائے تو کثیر مجمع میں فتنہ پھیلنے کے خوف سے جمعہ وعیدین میں سجدۂ سہو نہیں کیا جائے گا۔ **والسهو فی صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواءٌ والمختار عند المتأخرين عدمه فی الأولیین لدفع الفتنة**. (شامی زکریا ٥٦٠/۲، امداد المفتیین ٤٠٦)

عید کی نماز میں مسبوق کیا کرے؟

عید کی نماز میں مسبوق ہونے کی کئی صورتیں ممکن ہیں، ہر ایک کا حکم الگ الگ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

(۱) جس کی نماز عید میں پہلی رکعت چھوٹ گئی ہو وہ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد جب کھڑا ہو تو اولاً ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے، پھر زائد تکبیرات کہے، اس کے بعد رکوع سجدہ کرکے بقیہ نماز پوری کرے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳۷۸/۸، احسن الفتاویٰ ۱۴۳/۴) **ولو سبق برکعة يقرأ ثم يكبر لئلا يتوالی التكبير. (درمختار) أي لأنه إذا كبر قبل القراءة وقد كبر مع الإمام بعد القراءة لزم توالی التكبيرات في الركعتين. قال في البحر: ولم يقل به أحدٌ من الصحابة ولو بدأ بالقراءة يصير فعله موافقاً لقول عليؓ فكان أولیٰ، كذا في المحيط، وهو مخصص لقولهم: إن المسبوق يقضي أول صلاته في حق الأذكار**. (شامی زکریا ٥٦/۳، البحر الرائق کوئٹہ ١٦١/۲، بدائع الصنائع زکریا ٦٢٣/١، حلبی کبیر اشرفی ٥٧٢، طحطاوي علی المراقي ٥٣٤)

(۲) اور جو شخص امام کے ساتھ اس حال میں آ کر شریک ہوا کہ امام پہلی رکعت کی زائد تکبیرات کہہ کر قرأت شروع کر چکا تھا تو یہ مسبوق شخص تکبیر تحریمہ کہہ کر زائد تکبیرات کہے گا۔ **وإن أدركه بعد ما كبر الإمام الزوائد وشرع في القراءة فإنه يكبر تكبيرة الافتتاح ويأتي بالزائد برأي نفسه لا برأي الإمام؛ لأنه مسبوق.** (بدائع الصنائع زكريا ١/ ٦٢٢)

(۳) اور اگر امام کو رکوع میں پایا تو اگر امام کے ساتھ رکوع چھوٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو تو ایسی صورت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر کھڑے کھڑے زائد تکبیرات بھی کہے، پھر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے۔ **وإن أدرك الإمام في الركوع فإن لم يخف فوت الركوع مع الإمام يكبر للافتتاح قائماً ويأتي بالزوائد ثم يتابع الإمام في الركوع.** (بدائع الصنائع زكريا ١/ ٦٢٢)

(۴) اور اگر رکوع چھوٹ جانے کا خوف ہو تو تکبیر تحریمہ کہے اور رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، اور رکوع کی حالت میں ہی تکبیراتِ زوائد کہے اور رکوع میں اگر زائد تکبیرات اور رکوع کی تسبیحات دونوں ادا کر سکتا ہو تو دونوں کو جمع کرے، ورنہ تسبیحات کو چھوڑ کر صرف تکبیرات کہے گا۔ **وإن خاف إن كبر يرفع الإمام رأسه من الركوع كبر للافتتاح وكبر للركوع وركع؛ لأنه لو لم يركع يفوته الركوع فتفوته الركعة بفوته وتبين أن التكبيرات أيضاً فاتته فيصير بتحصيل التكبيرات مفوتاً لها ولغيرها من أركان الركعة. وهٰذا لا يجوز. ثم إذا ركع يكبر تكبيرات العيد في الركوع عند أبي حنيفةؒ ومحمدؒ ...... ثم إن أمكنه الجمع بين التكبيرات والتسبيحات جمع بينهما وإن لم يمكنه الجمع بينهما، يأتي بالتكبيرات دون التسبيحات؛ لأن التكبيرات واجبة والتسبيحات سنة والاشتغال بالواجب أولىٰ.** (بدائع الصنائع زكريا ١/ ٦٢٢)

(۵) اور اگر رکوع میں تکبیرات پوری ہونے سے پہلے امام نے سر اٹھا لیا تو جتنی تکبیرات باقی رہ گئی ہوں وہ ساقط ہو جائیں گی۔ **فإن رفع الإمام رأسه من الركوع قبل أن يتمها**

رفع رأسه؛ لأن متابعة الإمام واجبة وسقط عنه ما بقي من التكبيرات. (بدائع الصنائع زكريا ١/٦٢٢، حلبي كبير أشرفي ٥٧٢، شامي زكريا ٣/٥٦)

نمازِ عید کے بعد دعا

عیدین کی نماز کے بعد دعا کرنا جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، حدیث میں ہے کہ دور نبوت میں حائضہ ونفساء دعاؤں میں شرکت کے لئے عیدگاہ جایا کرتی تھیں۔ اور بہتر ہے کہ یہ دعا نماز کے فوراً بعد خطبہ سے قبل ہو؛ کیوں کہ خطبہ کے بعد کی دعا کی کہیں صراحت نہیں ہے۔ **عن أم عطية رضی اللّٰہ عنها قالت: أمرنا رسول اللّٰہ ﷺ أن نخرجهن في الفطر والأضحیٰ والعواتق والحيض وذوات الخدور، فأما الحُيَّضُ فيعتزلن الصلاة ويشهدن الخير ودعوة المسلمين. (الحديث)** (مسلم شریف مکتبه بلال دیوبند ١/٢٩٠، حدیث: ١٢)

بارش کی وجہ سے عید کی نماز مؤخر کرنا

اگر کسی عذر مثلاً بارش وغیرہ کی وجہ سے عید الفطر کی نماز ایک دن مؤخر کر کے دوسرے دن پڑھی جائے تو جائز ہے۔ **وتؤخر بعذر كمطر إلى الزوال من الغد فقط.** (در مختار مع الشامی زکریا ٣/٥٩، دارالعلوم ٥/١٨٤)

عید کے دن ایک دوسرے کو مبارک باد دینا

عید کے دن ایک دوسرے کو مبارک باد دینا جائز ہے۔ **والتهنئة بتقبل اللّٰہ منا ومنكم لا تنكر.** (در مختار مع الشامی زکریا ٣/٤٩)

عیدگاہ میں چندہ کرنا

عیدگاہ میں عیدین کی نماز سے پہلے یا خطبہ کے بعد چندہ کرنے میں مضائقہ نہیں؛ لیکن خطبہ کے دوران اس کی اجازت نہیں ہے۔ **يكره الاشتغال بما يفوت السماع وإن لم يكن كلاماً.** (شامی زکریا ٣/٣٥، رحیمیه ٥/٨٨)

عیدین کے بعد مصافحہ ومعانقہ

عید کی نماز کے بعد ملنا اور معانقہ یا مصافحہ کرنا امر مسنون نہیں ہے، ہاں اگر کسی سے اسی وقت ملاقات ہو یا نماز کے کچھ فصل کے بعد محض ملاقات کی نیت سے مصافحہ یا معانقہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ **وأما في غير حال الملاقاة مثل كونها عقيب صلاة الجمعة والعيدين كما هو العادة في زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى بلا دليل، وقد تقرر في موضعه إن ما لا دليل عليه فهو مردود.** (مجالس الأبرار ۲۹۸) **وموضع المصافحة في الشرع إنما هو عند لقاء المسلم لأخيه لا في أدبار الصلوات.** (شامي زكريا ۹/۵٤۷)

عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے

عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا پینا مستحب ہے۔ **ويندب تاخيرا كله عنها أي يندب الإمساك عما يفطر الصائم من صبحه إلىٰ أن يصلي وإن لم يضح في الأصح.** (شامي زكريا ۳/۶۰، فتاویٰ رحیمیه دار الاشاعت ۶/۱۷۶)

عیدالاضحیٰ کی نماز کب تک مؤخر ہوسکتی ہے؟

عیدالاضحیٰ کی نماز میں اتفاقیہ کوئی عذر پیش آجائے تو گیارہویں بارہویں تاریخ کو بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ **لكن هنا يجوز تاخيرها إلى اٰخر ثالث أيام النحر بلا عذر مع الكراهة وبه أي بالعذر بدونها.** (شامي زكريا ۳/۵۹، فتاویٰ دارالعلوم ۵/۲۱۲)

تکبیرِ تشریق

تکبیرِ تشریق فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

(شامی زکریا ۳/۶۲، هندیه ۱/۱۵۲، فتاویٰ دارالعلوم ۵/۲۰۳)

تکبیرِ تشریق کب سے کب تک ہے؟

تکبیرِ تشریق نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے فوراً بعد مردوں کے لئے بآواز بلند اور عورتوں کے لئے ایک مرتبہ آہستہ کہنا واجب ہے۔ **أولـه من فجر عرفة إلى عصر اليوم الخامس آخر أيام التشريق وعليه الاعتماد.**

(شامی زکریا ۶٤/۳، ایضاح المسائل ۳۷)

تکبیرِ تشریق کتنی مرتبہ پڑھی جائے؟

تکبیرِ تشریق اصلا ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے، تاہم کوئی شخص ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھ لے تو بھی حرج نہیں۔ **ويـجب تكبير التشريق في الأصح للأمر بهٖ مرةً وإن زاد عليها يكون فضلاً.** (درمختار زکریا ۶۱/۳ -۶۲، فتاویٰ دارالعلوم ۲۱۳/۵)

تکبیرِ تشریق کن لوگوں پر واجب ہے؟

تکبیرِ تشریق مقیم، مسافر، منفرد، جماعت، عورت، اہلِ شہر اور دیہات کے رہنے والوں پر واجب ہے۔ **ووجـوبـه على إمام مقيم بمصر وعلى مقتد مسافر أو قروی أو امرأة لكن المرأة تخافت ويجب على مقيم اقتدى بمسافر، وقالا بوجوبه فور كل فرض مـطـلقاً ولو منفرداً أو مسافراً أو امرأة لأنه تبع للمكتوبة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۶٤/۳، دار العلوم ۲۱۶/۵، ایضاح المسائل ۳۷)

تکبیرِ تشریق بھول جانا

تکبیرِ تشریق کہنا واجب ہے اگر کوئی مانع فعل صادر ہوجائے مثلاً مسجد سے باہر نکل گیا یا کوئی بات چیت کرلی یا عمداً وضو توڑ دیا، تو ان تمام صورتوں میں تکبیرِ تشریق ساقط ہوجائے گی؛ لیکن سہواً وضو ٹوٹ جائے تو تکبیر کہہ لے اور اگر قبلہ سے سینہ پھر گیا تو اس میں دو روایتیں ہیں؛ لہٰذا احتیاطاً تکبیر

کہہ لی جائے۔ **عقب كل فرض عينى بلا فصل يمنع البناء فلو خرج من المسجد أو تكلم عامداً أو ساهياً أو أحدث عامداً سقط عنه التكبير وفى استدبار القبلة روايتان ولو أحدث ناسياً بعد السلام الأصح أنه يكبر ولايخرج للطهارة.** (شامی زکریا ٦٣/٣، احسن الفتاویٰ ١٢٤/٤، فتاویٰ دارالعلوم ٢٠٦/٥)

مسبوق پر تکبیرِ تشریق

مسبوق پر بھی تکبیرِ تشریق واجب ہے وہ اپنی بقیہ رکعات پورے کرنے کے بعد پڑھے گا۔ **والمسبوق يكبر وجوباً كاللاحق.** (شامی زکریا ٦٥/٣، هندیه ١٥٢/١)

عورتوں پر تکبیرِ تشریق

عورتوں پر بھی تکبیرِ تشریق واجب ہے؛ لیکن وہ بالکل آہستہ آہستہ پڑھیں گی۔ **يجب على المرأة والمسافر، والمرأة تخافت بالتكبير.** (هندیه ١٥٢/١، شامی زکریا ٦٤/٣)

سنن ونوافل سے متعلق مسائل

سنن ونوافل کی ضرورت

فرائض وواجبات کے ساتھ نوافل وسنن کا اہتمام بھی ضروری ہے؛ اس لئے کہ بسا اوقات فرائض کی ادائیگی میں دانستہ یا نادانستہ طور پر کچھ کمی رہ جاتی ہے، تو اس کمی کی تلافی آخرت میں سنن ونوافل کے ذریعہ کی جائے گی۔ احادیث شریفہ میں اس کی صراحت موجود ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلٰوتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَنَجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: أُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَيُكْمِلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهِ كَذٰلِكَ. (ترمذی شريف: ۹۴/۱، باب ماجاء أن أول ما يحاسب به الخ، منتخب احاديث ۲۲۳، طحطاوي على مراقي الفلاح قديم ۲۱۲)

قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا، اگر نماز اچھی ہوئی تو وہ شخص کامیاب اور بامراد ہوگا، اور اگر نماز خراب نکلی تو وہ ناکام ونامراد ہوگا۔ پھر اگر فرض نماز میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے دیکھو! کیا میرے بندے کے پاس کچھ نفلیں بھی ہیں؟ (اگر نفلیں ہوں گی) تو اللہ تعالیٰ ان سے فرضوں کی کمی پورا فرمادیں گے۔ اس کے بعد پھر اسی طرح باقی اعمال کا حساب ہوگا (یعنی فرض روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کی کمی نفلی روزوں اور صدقات سے پوری کردی جائے گی۔

اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان محض فرائض کی انجام دہی پر اکتفاء نہ کرے بلکہ اپنے نامۂ اعمال میں نوافل کا ذخیرہ بھی زیادہ سے زیادہ جمع رکھے؛ تاکہ آخرت میں قربِ خداوندی اور درجات کی بلندی کی نعمت سے سرفراز ہوسکے۔

تطوع کی قسمیں

اصطلاح فقہ وحدیث میں فرض اور واجب کے علاوہ جتنی بھی نمازیں ہیں سب کو تطوع (نفل) کہا جاتا ہے، پھر اس تطوع کی بنیادی طور پر بالترتیب تین قسمیں ہیں:

(۱) **سنن مؤکدہ**: یہ کل بارہ رکعتیں ہیں۔ فجر سے قبل دو رکعت، ظہر اور جمعہ سے پہلے چار رکعت، ظہر کے بعد دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت۔ ان میں سے کسی بھی سنت کو بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے۔

(۲) **سننِ غیر مؤکدہ**: اس میں ظہر کے بعد دو رکعت، عصر سے قبل چار رکعت، عشاء سے قبل چار رکعت اور عشاء کے بعد دو یا چار رکعت شامل ہیں۔ ان کا بلا عذر چھوڑنا خلافِ اولیٰ ہے، یعنی بہتر نہیں ہے۔

(۳) **مندوبات**: جیسے: نماز اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد وغیرہ۔ ان نوافل کو پڑھنا موجبِ ثواب ہے اور ترک میں کوئی کراہت نہیں۔ **الحاصل أن السنة إن كانت مؤكدةً قويةً لايبعد كون تركها مكروهاً تحريماً، وإن كانت غير مؤكدةٍ فتركها مكروهٌ تنزيهاً، وأما المستحب أو المندوب فينبغي أن لايكره تركه أصلاً الخ. ثم قال الشامي بحثاً: والظاهر أن خلاف الأولى أعم فكل مكروهٍ تنزيهاً خلاف الأولىٰ ولا عكس لأن خلاف الأولىٰ قد لايكون مكروهاً حيثُ لا يكون دليلٌ خاصٌ كترك صلاة الضحىٰ الخ.** (شامی زکریا ۳۶۷/۲)

سننِ مؤکدہ کی عظیم فضیلت

سننِ مؤکدہ کی پابندی پر احادیثِ شریفہ میں بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص دن رات میں فرائض کے علاوہ ۱۲؍ رکعت سنن پڑھے گا اس کے لئے جنت میں محل تعمیر کیا جائے گا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعاً غَيْرَ فَرِيْضَةٍ إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. (رواه مسلم ۲۵۱/۱، المتجر الرابح في ثواب العمل الصالح ۹۰)

جو بھی مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر دن ۱۲؍ رکعت نفل (سنت) فرض کے علاوہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر تعمیر فرمائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

ذیل میں مذکورہ سنن ونوافل سے متعلق مسائل وجزئیات اور دلائل اختصار کے ساتھ پیش کئے جارہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

فجر کی دو سنتیں

نمازِ فجر سے پہلے دو رکعت پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے، نبی کریم ﷺ ان دو رکعتوں کا نہایت اہتمام فرماتے تھے۔ **والسنن آکدھا سنة الفجر اتفاقاً (درمختار) فی الصحیحین: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا: لَمْ یَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰی شَيْءٍ مِنَ النَّوافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُداً مِنْهُ عَلٰی رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.** (شامی زکریا ۴۵۳/۲، بخاری شریف ۱۵۶/۱ حدیث: ۱۱۶۹)

فجر کی سنت بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے

فجر کی سنتیں بلاعذر بیٹھ کر یا سواری پر پڑھنا درست نہیں ہے۔ **فلا تجوز صلاتها قاعداً و لا راکباً اتفاقاً بلا عذر علی الأصح.** (درمختار زکریا ۴۵۴/۲) **لما روی الحسن عن أبي حنیفةؒ لو صلیٰ سنة الفجر قاعداً بلا عذرٍ لا یجوز.** (شامی زکریا ۴۵۴/۲)

جماعت شروع ہوگئی تو فجر کی سنت کہاں پڑھیں؟

بہتر ہے کہ گھر یا کمرے میں فجر کی سنتیں پڑھ کر مسجد میں جائیں اگر گھر میں نہیں پڑھیں اور جب مسجد میں پہنچا تو نماز کھڑی ہوچکی تھی، تو ایسی صورت میں مسجد کے باہری حصہ میں یا ستون وغیرہ کے پیچھے سنت ادا کرے، جماعت کی صفوں کے ساتھ مل کر سنتیں پڑھنا سخت مکروہ ہے۔ **(قوله عند باب المسجد) أی خارج المسجد کما صرح به القهستانی فإن لم یکن فی باب المسجد موضع للصلاة یصلیها فی المسجد خلف ساریة من سواری المسجد وأشدها کراهة أن یصلیها مخالطاً للصف مخالفاً للجماعة والذی یلی ذٰلک خلف الصف من غیر حائلٍ.** (درمختار زکریا ۵۱۱/۲)

ایک رکعت بھی ملنے کی امید ہو تو فجر کی سنتوں کو ترک نہ کرے

اگر مسجد میں جماعت کھڑی ہوجائے اور وہاں جماعت خانہ سے ہٹ کر نماز پڑھنے کی جگہ موجود ہو، تو اگر سنت کے بعد ایک رکعت بھی ملنے کی امید ہو تو اولاً سنت پڑھے اس کے بعد جماعت

میں شریک ہو، اور اگر ایک رکعت بھی ملنے کی امید نہ ہو تو اس وقت سنت ترک کردے بعد میں سورج نکلنے کے بعد ادا کرے۔ **وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل، وإلا بان رجىٰ إدراك ركعة لايتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكاناً.** (در مختار مع الشامی زکریا ۲/ ۵۱۰)

فجر کی سنت کی قضا

اگر کسی وجہ سے فجر کی سنت چھوٹ جائے تو طلوعِ شمس سے پہلے تو ادا نہ کریں؛ البتہ اسی دن اشراق کے وقت سے زوال کے درمیان اسے بطور نفل ادا کر لینا بہتر ہے۔ **وأما إذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالإجماع، وأما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما، وقال محمدؒ: أحب إلي أن يقضيها إلى الزوال.** (شامی زکریا ۲/ ۵۱۲)

تہجد کی نیت سے دو رکعت پڑھیں پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو چکی تھی

اگر کسی شخص نے تہجد کی نیت سے دو رکعت نفل ادا کی پھر معلوم ہوا کہ اس نے صبح صادق کے بعد (یعنی فجر کا وقت شروع ہونے کے بعد) وہ دو رکعتیں پڑھی ہیں، تو یہ دو رکعتیں فجر کی سنت کے قائم مقام ہو جائیں گی اب وہ ازسرنو فجر کی سنت نہ پڑھے۔ **فيه أنه صحح في التجنيس فی المسئلة الأولى الأجزاء معللاً بأن السنة تطوع فتتأدىٰ بنية التطوع.** (شامی زکریا ۲/ ۴۵۵)

تہجد کی چار رکعتوں میں سے دو رکعت صبح صادق کے بعد پڑھی گئیں

اگر کسی شخص نے تہجد کی نیت سے ۴ رکعت کی نیت باندھی، بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے آخری دو رکعت صبح صادق کے بعد فجر کے وقت میں پڑھی ہیں، تو یہ دو رکعتیں فجر کی سنت سے کافی نہ ہوں گی؛ بلکہ فجر کی سنت الگ سے پڑھنی ہوگی۔ **أو صلى أربعاً فوقع ركعتان بعد طلوعه لا تجزيه عن ركعتيهما على الأصح "تجنيس" لأن السنة ما واظب عليه الرسول بتحريمة مبتدأة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۴۵۵)

ظہر سے قبل ۴؍ رکعت سنتِ مؤکدہ

ظہر کی نماز سے قبل ۴؍ رکعت ایک سلام سے پڑھنا مسنون ہے۔ **وأربع قبل الظهر، ورکعتان بعدها. لما روی عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ.** (رواه الترمذی وقال حديث حسن ۹٦/۱) **وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لا يَدَعُ أَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ.** (رواه البخاری ۱۵۷/۱ رقم: ۱۱۸۲، حلبی کبیر ۳۸۳) **وسن مؤكداً أربع قبل الظهر.** (درمختار بيروت ۳۹۲/۲، زکریا ۴۵۱/۲)

جمعہ سے پہلے کی سنتِ مؤکدہ

جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعت پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ **وروىٰ ابن ماجة بإسناده عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعاً لا يَفْصِلُ فِيْ شَيْءٍ مِنْهُنَّ.**

(شامی بیروت ۳۹۲/۲، زکریا ۴۵۱/۲، سنن ابن ماجہ: ۱۱۵۷)

چاروں رکعت ایک ہی سلام سے پڑھیں

جن نمازوں میں چار رکعات سنتِ مؤکدہ ہیں ان میں سنت اسی وقت ادا ہوگی جب کہ چار رکعات ایک ہی سلام سے پڑھے، اگر بلاعذر ۲-۲ رکعت الگ الگ پڑھی تو سنت ادا نہ ہوگی۔ **فلو بتسليمتين لم تنب عن السنة (درمختار) وفي الشامي: وَعَنْ أَبِي أَيُّوْبَ ؓ كَانَ يُصَلِّي النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ الزَّوَالِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ. فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ الصَّلاةُ الَّتِي تُدَاوِمُ عَلَيْهَا؟ فَقَالَ: هٰذِهِ سَاعَةٌ تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ فِيْهَا، فَأُحِبُّ أَنْ يُصْعَدَ لِي فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ، فَقُلْتُ: أَفِيْ كُلِّهِنَّ قِرَاءَةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ فَقُلْتُ: بِتَسْلِيْمَةٍ وَاحِدٍ أَوْ بِتَسْلِيْمَتَيْنِ؟ فَقَالَ: بِتَسْلِيْمَةٍ وَاحِدَةٍ.** (أبوداؤد شريف: ۱۲۷۰، ابن ماجة ۱۱۵۷، شمائل ترمذي قديم ۱۹-۲۰، شامی بیروت ۳۹۲/۲، زکریا ۴۵۱/۲)

سننِ مؤکدہ کے قعدۂ اولی میں درود شریف نہ ملائیں

چار رکعت والی سننِ مؤکدہ (جیسے ظہر سے قبل اور جمعہ سے پہلے اور بعد کی چار چار سنتیں) میں قعدۂ اولی میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائیں نہ ملائیں۔ اسی طرح تیسری رکعت میں کھڑے ہوکر ثنا نہ پڑھیں۔ **ولا یصلی علی النبی ﷺ فی القعدة الأولی فی الأربع قبل الظهر والجمعة وبعدها ولو صلی ناسیاً ففیه السهو وقیل لا، شمنی ولا یستفتح إذا قام إلی الثالثة منها لأنها لتاکدها اشبهت الفریضة.** (درمختار مع الشامی بیروت ۳۹۷/۲، زکریا ۴۵۶/۲)

سنت پڑھتے ہوئے ظہر کی جماعت یا خطبۂ جمعہ شروع ہوجائے

اگر جماعتِ ظہر یا خطبۂ جمعہ کا وقت قریب ہو تو سنت کی نیت نہیں باندھنی چاہئے؛ بلکہ اس کو مؤخر کردینا چاہئے؛ لیکن اگر سنت پڑھنی شروع کی اور درمیان ہی میں نماز یا خطبہ شروع ہوگیا تو کیا کرے؟ اس بارے میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) اگر قعدۂ اولی سے پہلے جماعت شروع ہوگئی تو قعدۂ اولی ہی پر سلام پھیر دے اور جماعت میں شامل ہوجائے اور نماز کے بعد وہ چار رکعت سنتِ مؤکدہ دوبارہ پڑھے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴۶۵/۱) **والشارع فی نفل لا یقطع مطلقاً ویتمه رکعتین وکذا سنة الظهر وسنة الجمعة إذا أقیمت أو خطب الإمام یتمها أربعاً علی القول الراجح الخ، خلافاً لما رجحه الکمال (درمختار) حیث قال، وقیل: یقطع علی رأس الرکعتین لأنه یتمکن من قضائها بعد الفرض ولا ابطال في التسلیم علی الرکعتین فلا یفوت فرض الاستماع والأداء علی الوجه الأکمل بلا سبب.** (شامی زکریا ۵۰۶/۲)

قال فی شرح المنیة: أما إذا شرع فی الأربع التی قبل الظهر وقبل الجمعة أو بعدها ثم قطع فی الشفع الأول أو الثانی یلزمه قضاء الأربع باتفاقٍ لأنها لم تشرع إلا بتسلیمةٍ واحدةٍ. (شامی بیروت ۴۱۶/۲)

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ جماعت اس وقت شروع ہوئی جب کہ سنت پڑھنے والا شخص سنت کی تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا تھا، تو اب اسے چاہئے کہ چوتھی رکعت پوری کر کے ہی سلام پھیرے۔ **أما إن قام إلیها و قیدها بسجدةٍ ففی روایة النوادر یضیف إلیها رابعة ویسلم.** (شامی زکریا ۲/۵۰۷)

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ قعدۂ اولی کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوا، مگر ابھی سجدہ نہیں کیا تھا کہ جماعت شروع ہوگئی یا امام نے خطبہ کا آغاز کردیا، تو اس بارے میں مشائخ حنفیہ کا اختلاف ہے، بعض مشائخ کی رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ قعدۂ اولی کی طرف لوٹ آئے اور دو رکعت ہی پر سلام پھیر دے (اور سجدۂ سہو بھی کرے) جب کہ دیگر مشائخ کا قول یہ ہے کہ اس صورت میں اس شخص کو مختصر قرأت کے ساتھ سنت کی ۴؍ رکعات پوری کرنی چاہئیں، دلیل کے اعتبار سے اسی قول کو مضبوط کہا گیا ہے۔ **وإن لم یقیدها بسجدةٍ، قال فی الخانیة: لم یذکر فی النوادر. واختلف المشائخ فیه، قیل: یتمها أربعاً ویخفف القراءة، وقیل: یعود إلی القعدة ویسلم، وهٰذا أشبه، قال فی شرح المنیة: والأوجه أن یتمها الخ.** (شامی زکریا ۲/۵۰۷)

صلوٰۃ التسبیح کے ساتھ سنتِ جمعہ کی نیت

چوں کہ سنت کی ادائیگی کے لئے مطلق نماز کی نیت کافی ہے؛ لہٰذا اگر صلوٰۃ التسبیح کے ساتھ سنت جمعہ کی نیت کر لی جائے تو سنت ادا ہو جائے گی۔ **کما إذا نویٰ برکعتي الفجر التحیة والسنة أجزأت عنهما.** (الأشباه والنظائر) **لأنه التحیة والسنة قربتان إحداهما وهي التحیة تحصل بلاقصد فلا یمنع حصولها قصد غیرها.** (شرح الحموي علی الأشباه زکریا ۱۴۷)

ظہر کے بعد کی سنتِ مؤکدہ

ظہر کی نماز کے بعد ۲؍ رکعت سنت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ **ورکعتان بعدهما لما**

رُوِیَ عَنْ عَلِيٍّ ﷛ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ. (رواه الترمذی وقال حديث حسن ۹٦/۱، حلبی کبير ۳۸۳، شامي زکريا ۴۵۲/۲)

ظہر کے بعد کی سنن غیر مؤکدہ

ظہر کی نماز کے بعد ۲/رکعت سنتِ مؤکدہ کے علاوہ مزید ۲/رکعت پڑھنا مستحب ہے، اور اس میں اختیار ہے چاہے تو ۲-۲/رکعت الگ پڑھیں یا ایک ہی سلام سے چار رکعت پڑھیں فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ **واستحب كثيرٌ من أصحابنا الأربع بعد الظهر، لما روى عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ رضي اللّٰه تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَافَظَ عَلٰى أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ.** (رواه الخمسة، حلبی کبير ۳۸٤، درمختار بيروت ۳۹۳/۲، أبوداؤد شريف: ۱۲٦۹، ترمذی شريف: ٤۲۷، نسائی شريف: ۱۸۱۳، ابن ماجه شريف: ۱۱٦۰) **ومنها ركعتان بعد الظهر ويندب أن يضم إليها ركعتين فتصير أربعاً. (مراقی الفلاح) وهو مخير إن شاء جعلها بسلام واحدٍ وإن شاء جعلها بسلامين.** (طحطاوی قديم ۲۱۲، شامی زکريا ۴۵۲/۲)

جمعہ کے بعد کی سنتیں

جمعہ کی نماز کے بعد ۴/رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں، اور اس کے بعد ۲/رکعت سنتِ غیر مؤکدہ ہیں۔ **وأربع قبل الجمعة وأربع بعدها بتسليمة (درمختار) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ أَنَّهُ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّياً بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعاً.** (رواه مسلم حديث: ۸۸۱، شامی بيروت ۳۹۲/۲، زکريا ۴۵۱/۲) **وعند أبی يوسفؒ السنة بعد الجمعة ست ركعات وهو مروی عن علی ﷛ والأفضل أن يصلی أربعاً ثم ركعتين للخروج عن الخلاف.** (غنية المتملی ۳۷۳، مجمع الأنهر ۱۳۰/۱، مكتبه فقيه الامة ۱۹٤/۱، احسن الفتاویٰ ۴۸٦/۳)

عصر سے قبل کی سنتِ غیر مؤکدہ

عصر کی نماز سے قبل ۴ رکعت پڑھنا سنتِ غیر مؤکدہ ہے، اگر ۴ رکعت کا موقع نہ ہوتو کم از کم دو پڑھ لیں۔ **ویستحب أربع قبل العصر.** (تنویر الأبصار بیروت ۳۹۳/۲، زکریا ۴۵۲/۲) **عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي اللّٰه عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم قَالَ : رَحِمَ اللّٰهُ امرءاً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعاً.** (ترمذی شریف ۹۸/۱ حدیث: ۴۳۰، أبوداؤد شریف: ۱۲۷۱، حاشیہ شامی بیروت ۳۹۳/۲) **وَعَنْ عَلِي رضي الله عنه قَالَ: كَانَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ.** (حلبی کبیر ۳۸۴)

مغرب کے بعد کی سنتِ مؤکدہ

مغرب کے بعد ۲ رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں۔ **ور کعتان بعد المغرب لما رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰه ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِيْ بَيْتِهٖ.** (رواہ الترمذی ۹۸/۱، حلبی کبیر ۳۸۴، شامی زکریا ۴۵۲/۲)

عشاء سے قبل سنتِ غیر مؤکدہ

عشاء کی نماز سے قبل ۴ رکعات سنتِ غیر مؤکدہ ہیں۔ **ویستحب أربع قبل العصر والعشاء.** (تنویر الأبصار مع الشامی بیروت ۳۹۳/۲، زکریا ۴۵۲/۲، حلبی کبیر ۳۸۵)

عشاء کے بعد سنتِ مؤکدہ

عشاء کے بعد ۲ رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں۔ **عن عبد اللّٰه بن سقيق قال: سألت عائشة رضي الله عنها عن صلوٰة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقالت: كان يصلي قبل الظهر ركعتين وبعدها ركعتين وبعد المغرب ثنتين وبعد العشاء ركعتين وقبل الفجر ثنتين.** (رواه الترمذي ۹۸/۱) **ور کعتان قبل الصبح وبعد الظهر والمغرب والعشاء.**

(تنویر الأبصار مع الشامي بیروت ۳۹۳/۲، زکریا ۴۵۲/۲)

عشاء کے بعد کی سنتِ غیر مؤکدہ

عشاء کے بعد ۴؍رکعات سنتِ غیر مؤکدہ ہیں۔ (تاہم اس میں اختلاف ہے کہ یہ چار رکعت سنتِ مؤکدہ دو رکعت کو ملاکر ہیں یا الگ ہیں؟ بعض حضرات کی رائے ہے کہ ان چار رکعتوں میں ۲؍مؤکدہ بھی شامل ہیں، اور بعض نے انہیں الگ رکھا ہے اور وہ کل چھ رکعات کے قائل ہیں، ۲؍مؤکدہ اور ۴؍غیر مؤکدہ) **وكذا الأربع بعد العشاء مستحبة والمؤكدة منها ركعتان وإذ قد تقرر أن المؤكد بعد الظهر ركعتان ويستحب الأربع وكذا بعد العشاء فاعلم أن الشيخ كمال الدين قال قد اختلف أهل هٰذا العصر هل تعتبر الأربع غير ركعتي المؤكدة أو بهما الخ.** (حلبی کبیر ۳۸۷) **(والأربع قبل العشاء وبعدها) أى بعد صلاة العشاء وهو أفضل وقيل أربع عنده وركعتين عندهما كما في النهاية، وفي المضمرات: الأحسن أن يصلي ستاً، أو أربعاً ثم ركعتين.** (مجمع الأنهر ۱/۱۳۱، مکتبہ فقیہ الامۃ ۱/۱۹۵، شامی زکریا ۲/۴۵۲)

ظہر سے پہلے کی چھوٹی ہوئی سنتیں فرض کے بعد کس ترتیب سے پڑھیں؟

اگر ظہر سے پہلے والی چار سنتیں فرض سے پہلے نہ پڑھ سکا تو فرض کے بعد اولاً دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھے اس کے بعد پہلے کی چھوٹی ہوئی سنتیں ادا کرے، یہی قول مختار اور اصح ہے۔ **ثم يأتي بها على أنها سنة في وقته أي الظهر قبل شفعه عند محمدؒ به يفتى (درمختار) أقول: وعليه المتون لكن رجح في الفتح تقديم الركعتين، قال في الإمداد وفي فتاوىٰ العتابي: أنه المختار، وفي مبسوط شيخ الإسلام: أنه الأصح.** (شامی زکریا ۲/۵۱۳-۵۱۴، احسن الفتاویٰ ۳/۴۸۵)

سنتوں کی نیت

سنن ونوافل میں مطلق نیت کافی ہوتی ہے، یعنی اگر محض یہ نیت کرلی کہ میں اتنی رکعت نماز

پڑھ رہا ہوں تو بھی وقتیہ سنتیں ادا ہوجائیں گی، با قاعدہ سنت کہنا یا وقت کا ذکر کرنا وغیرہ کچھ ضروری نہیں ہے، اور اگر کوئی ان تفصیلات کو ذکر کردے تو حرج بھی نہیں۔ (بعض جاہلوں میں یہ بات مشہور ہے کہ فرض نمازیں اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہیں اور سنت نمازیں رسول اللہ ﷺ کے لئے ادا کی جاتی ہیں، تو یہ بات محض جہالت پر مبنی ہے۔ نمازیں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے پڑھی جائیں گی، خواہ فرائض ہوں یا سنن ونوافل، اور سنت نمازوں کو صرف اس لئے سنت کہا جاتا ہے کہ ان کے پڑھنے کا ثبوت اور حکم نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ہے) **وکفی مطلق نیة الصلاة وإن لم یقل لله لنفل و سنة راتبة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۹۴، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۴/ ۲۰۶)

فرض نمازوں اور سنتوں کا درمیانی وقفہ

فرض نماز کی ادائیگی کے بعد کسی دیگر کام میں مشغول ہوئے بغیر جلد از جلد سنت ادا کر لینی چاہئے، اس میں بلا عذر تاخیر نہ کی جائے، اور نماز کے بعد کے اوراد اور تسبیحات سنتوں کے بعد پڑھیں؛ تاہم اگر کسی دینی ضرورت سے کبھی کبھار قدرے تاخیر ہوجائے تو اس کی گنجائش ہے۔ چناں چہ خود پیغمبر علیہ السلام سے نمازوں کے بعد دیگر اذکار واوراد بھی ثابت ہیں۔ **ویکره تاخیر السنة إلاَّ بقدر اللّٰهم أنت السلام.** (درمختار) **لما رواه مسلم والترمذی عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ یَقْعُدُ إلاَّ بِمِقْدَارِ مَا یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلاَمُ وَمِنْکَ السَّلاَمُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلاَلِ وَالإِکْرَامِ.** (ترمذي شریف ۱/ ۶۶) **وأما ما ورد من الأحادیث فی الأذکار عقیب الصلاة فلا دلالة فیه علی الاتیان بها قبل السنة، بل یحمل علی الا تیان بها بعدها.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۲۴۶، فتاویٰ دارالعلوم ۴/ ۲۰۷)

سنن ونوافل کہاں پڑھنا افضل ہے؟

بہتر ہے کہ پنج وقتہ نمازوں کی سننِ مؤکدہ اور نوافل اپنے گھر یا قیام گاہ پر پڑھی جائیں

(کیوں کہ نبی کریم ﷺ کا معمول یہی تھا) لیکن اگر اندیشہ ہو کہ گھر پر جاکر پڑھنے میں خشوع وخضوع کامل نہ ہوگا یا کسی مشغولی کی وجہ سے سنتیں چھوٹ جائیں گی، تو ایسی صورت میں مسجد میں ہی سنتوں کا ادا کرنا بہتر ہے (اور آج کل کے ماحول کے اعتبار سے یہی مناسب ہے کیوں کہ گھروں کا ماحول دینی اعتبار سے عام طور پر پرسکون نہیں ہے، اور طرح طرح کے مشاغل آدمی کے ساتھ لگے ہوئے ہیں)۔

والأفضل في النفل غير التراويح المنزل إلا لخوف شغل عنها والأصح أفضلية ما كان أخشع وأخلص (درمختار) شمل ما بعد الفريضة وما قبلها لحديث الصحيحين: ''عَلَيْكُمْ بِالصَّلاةِ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّ خَيْرَ صَلاةِ الْمَرْأِ فِيْ بَيْتِهٖ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ''. وأخرج أبو داؤد: ''صَلاةُ الْمَرْأِ فِيْ بَيْتِهٖ أَفْضَلُ مِنْ صَلاتِهٖ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ''. وتمامه في شرح المنية وحيث كان هٰذا أفضل يراعى ما لم يلزم منه خوف شغل عنها لو ذهب لبيته أو كان في بيته ما يشغل باله ويقلل خشوعه فيصليها حينئذٍ في المسجد لأن اعتبار الخشوع أرجح. (شامی زکریا ۲/ ٤٦٤)

نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہوجاتی ہے

سنت اور نفل نمازیں شروع کرنے سے واجب ہوجاتی ہیں؛ لہٰذا اگر کسی شخص نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے توڑ دی تو بعد میں اس کی قضاء واجب ہوگی۔ **ولزم نفل شرع فيه قصداً أي لزم المضي فيه حتى إذا أفسده لزم قضاؤه.** (شامی زکریا ۲/ ٤٧٤، فتاویٰ دارالعلوم ٤/ ٢٣٥)

مکروہ وقت میں شروع کی ہوئی نفل کا حکم

مکروہ اوقات میں (طلوع وغروب اور زوال) میں اگر نفل کی نیت باندھ لی تو یہ نفل اس کے ذمہ واجب ہوجائے گی۔ اب بہتر ہے کہ مکروہ وقت میں نفل کی نیت توڑ دے اور بعد میں اس کی قضا کرے، اگر اس وقت نماز نہیں توڑی تو گناہ تو ہوگا، مگر بعد میں قضاء کی ضرورت نہ ہوگی۔

الأفضل عندنا أن يقطعها وإن أتم فقد أساء ولا قضاء عليه لأنه أداها كما وجبت فإذا قطعها لزمه القضاء. (شامی زکریا ۲/ ٤٧٦، احسن الفتاویٰ ۳/ ٤٩٣)

چار رکعت نفل کی نیت تھی دو پر سلام پھیر دیا

اگر کسی شخص نے چار رکعت کی نیت سے نفل نماز شروع کردی پھر دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب آخری دو رکعت کی قضاء لازم نہ آئے گی۔ **والأصل أن كل شفعٍ صلاة أى فلا يلزمه بتحريمة النفل أكثر من ركعتين وإن نوىٰ أكثر منهما.** (شامی زکریا ۲/۴۷۸)

چار رکعت کی نیت سے نفل شروع کر کے توڑ دی

اگر کسی نے چار رکعت کی نیت سے نفل نماز پڑھنی شروع کی پھر دو رکعت سے پہلے توڑ دی تو اس پر صرف دو رکعت کی قضاء لازم ہوگی، پوری چار رکعت کی قضاء نہ کرے۔ **ولزم نفل شرع فيه قصداً أى لزم المضى فيه حتى إذا أفسده لزم قضاؤه هى قضاء ركعتين وإن نوى أكثر.** (شامی زکریا ۲/۴۷۴)

نوافل میں طویل قرأت

نوافل میں طویل قرأت کرنا تعداد رکعات کے مقابلہ میں زیادہ افضل ہے۔ **والحاصل أن المذهب المعتمد أن طول القيام أحب ومعناه كما فى شرح المنية أنه إذا أراد شغل حصة معينة من الزمان بصلاة فإطالة القيام مع تقليل عدد الركعات أفضل من عكسه.** (شامی زکریا ۲/۴۵۸، فتاویٰ دارالعلوم ۴/۲۳۴)

فرض نماز پڑھ کر سنن ونوافل کے لئے جگہ بدلنا

جس جگہ کھڑے ہوکر فرض نماز ادا کی ہے وہاں سے ہٹ کر کسی دوسری جگہ سنت ونوافل پڑھنا مستحب ہے؛ لیکن جہاں آگے پیچھے جگہ نہ ہوتو اسی جگہ پڑھ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ **ويكره للإمام التنفل فى مكانه لا للمؤتم (قوله لا للمؤتم) ومثله المنفرد لما فى المنية وشرحها أما المقتدى والمنفرد فإنهما إن لبثا أو قاما إلى التطوع فى**

مکانهما الذی صلیا فیه المکتوبة جاز والأحسن أن یتطوعا فی مکان آخر. (شامی زکریا ۲/۲۴۸، دارالعلوم ۴/۲۳۰)

نفل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟

نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور اگر کوئی عذر ہے تو انشاء اللہ پورا ثواب ملے گا؛ لیکن افضل یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے۔ **ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعداً لا مضطجعاً إلا بعذر ابتداء وکذا بناء بعد الشروع بلا کراهة فی الأصح کعکسه وفیه أجر غیر النبي ﷺ علی النصف إلا بعذر (قوله إلا بعذر) أما مع العذر فلا ینقص ثوابه عن ثوابه قائماً.** (شامی زکریا ۲/۴۸۴)

نماز اشراق کی فضیلت

حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! تو دن کے شروع حصہ میں خالص میرے واسطے چار رکعات نماز پڑھ لیا کر، میں دن کے آخر حصہ تک (شام تک) تیری (ضرورتوں کی) کفایت کرتا رہوں گا۔ **عن أبی الدرداء وأبی ذر رضی اللّٰه تعالی عنهما عن رسول اللّٰه ﷺ عن اللّٰه تبارک وتعالی أنه قال: یا ابن آدم! ارکع لی أربع رکعات من أول النهار أکفک آخرهٗ.** (ترمذی شریف ۱/۱۰۸)

نماز اشراق کا وقت

سورج طلوع ہونے کے بعد جب آفتاب میں اتنی تیزی آجائے کہ اس پر کچھ دیر نظر جمانا مشکل ہو یعنی طلوع شمس کے ۱۵-۲۰ منٹ کے بعد اشراق کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۴۶۷)

نماز چاشت کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص چاشت کی ۱۲؍ رکعت نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک سونے کا محل تیار

کرتے ہیں۔ عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: من صلی الضحیٰ ثنتی عشرۃ رکعۃ بنی اللّٰہ له قصراً فی الجنة من ذهب. (ترمذی شریف ۱/۱۰۸)

نماز چاشت کی رکعات

چاشت کی نماز دو رکعت سے لے کر بارہ رکعت تک ثابت ہے، اگر کوئی دو ہی رکعت پر اکتفاء کرے تب بھی اس کو نماز چاشت کا ثواب ملے گا، اور افضل یہ ہے کہ چار یا آٹھ رکعات پڑھی جائیں۔ وفی المنیة: أقلها رکعتان وأوسطها ثمان وهو أفضلها وأکثرها اثنتا عشرة کما فی الذخائر الأشرفیة. (درمختار زکریا ۲/٤٦٥)

نماز چاشت کا وقت

دس گیارہ بجے جب سورج خوب روشن اور چمک دار ہو جائے تو اس وقت نماز چاشت ادا کی جائے۔ وندب أربع الخ، من بعد الطلوع (من ارتفاع الشمس) إلی الزوال ووقتها المختار بعد ربع النهار. (درمختار زکریا ۲/٤٦٥)

نماز چاشت میں کونسی سورت پڑھنا مستحب ہے؟

اگر کسی کو سورۃ والشمس اور سورۃ الضحیٰ یاد ہو تو نماز چاشت میں ان دونوں سورتوں کو پڑھنا بہتر ہے ورنہ اختیار ہے جو بھی سورت یاد ہو پڑھ لیا کرے، انشاء اللہ ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ ویقرأ فیها سورتی الضحیٰ أی سورة الشمس وسورة الضحیٰ وظاهره الاقتصار علیهما ولو صلاها أکثر من رکعتین. (شامی زکریا ۲/٤٦٥)

نماز اوابین

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ: ''جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعات (اوابین کی نماز) پڑھے گا، اور ان کے درمیان کوئی غلط بات زبان سے نہ نکالے گا تو یہ چھ رکعات ثواب میں اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کے برابر قرار پائیں گی''۔ عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ

قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: من صلى بعد المغرب ست ركعات لم يتكلم فيما بينهن بسوء عدلن له بعبادة ثنتي عشرة سنة. (ترمذی شریف ۹۸/۱)

تحیۃ الوضو کی فضیلت

حدیث شریف میں وضو کرنے کے بعد تحیۃ الوضو پڑھنے کی بہت فضیلت آئی ہے، ایک حدیث شریف میں جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرنے کے بعد پورے خشوع وخضوع کے ساتھ دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لئے جنت کو واجب قرار دے دیتے ہیں''۔ **ما من مسلم يتوضأ فيحسن وضوءہ ويصلي ركعتين مقبل عليهما بقلبه ووجهه إلّا وجبت له الجنة الخ.** (مسلم شریف ۱۲۲/۱)

تحیۃ الوضو کا وقت

اعضاء وضو خشک ہونے سے پہلے پہلے تحیۃ الوضو کی نماز شروع کردی جائے؛ کیوں کہ اعضاء خشک ہوجانے کے بعد یہ نماز تحیۃ الوضو نہیں کہلائے گی۔ **وندب ركعتان بعد الوضوء يعني قبل الجفاف كما في الشرنبلالية.** (درمختار زکریا ۴۶۴/۲، احسن الفتاویٰ ۴۸۲/۳)

تحیۃ المسجد

مسجد میں داخل ہوتے ہی دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا مسنون ہے، حضور اکرم ﷺ نے تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو) **عن أبي قتادة** رضی اللہ عنہ **قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: إذا جاء أحدكم المسجد فليركع ركعتين قبل أن يجلس.** (ترمذی شریف ۷۱/۱، شامی زکریا ۴۵۸/۲، احسن الفتاویٰ ۴۸۱/۳ – ۴۸۳)

تحیۃ المسجد کے قائم مقام نمازیں

اگر کوئی شخص مسجد میں آتے ہی فوراً کوئی نماز مثلاً فرض، سنت یا نفل پڑھنے لگتا ہے تو اس کو اس نماز کے علاوہ تحیۃ المسجد کا بھی ثواب ملتا ہے، اور بہتر ہے کہ دل میں باقاعدہ تحیۃ المسجد کی نیت

بھی کرلے۔ قال في النهر: وينوب عنها كل صلاة صلاها عند الدخول فرضاً كانت أو سنة. (شامی زکریا ۲/ ٤٥٩، احسن الفتاویٰ ۳/ ٤٨١)

صبح صادق کے بعد تحیۃ الوضو وتحیۃ المسجد کا حکم

صبح صادق سے سورج نکلنے تک تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد یا کوئی دوسری نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اس وقت میں دو رکعت فجر کی سنتِ مؤکدہ کے علاوہ کوئی بھی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک بھی کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے۔ في القهستاني: وركعتان أو أربع وهي أفضل لتحية المسجد إلا إذا دخل فيه بعد الفجر أو العصر فإنه يسبح ويهلل، ويصلي على النبي ﷺ فإنه حينئذ يؤدي حق المسجد.

(شامی زکریا ۲/ ٤٥٨، احسن الفتاویٰ ۳/ ٤٨١)

تحیۃ المسجد بیٹھنے سے ساقط نہیں ہوتی

بیٹھنے سے پہلے پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہے مگر بیٹھنے کے بعد بھی پڑھنے سے انشاءاللہ ثواب کی امید ہے۔ ولا تسقط بالجلوس عندنا. (شامی زکریا ۲/ ٤٦٠، احسن الفتاوی ۳/ ٤٨٢)

نماز تہجد

احادیثِ شریفہ میں نماز تہجد کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے، ایک حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ: ”فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے“۔ (مسلم شریف ۱/ ۳٦٨ حدیث: ۱۱٦۳، ترمذی شریف ۱/ ۹۹، مشکوٰۃ شریف ۱۱۰) اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”تم رات میں عبادت کرنے کو لازم پکڑو؛ اس لئے کہ یہ تم سے پہلے گذرے ہوئے نیک لوگوں کی عادت ہے، تم کو تمہارے پروردگار سے قریب کرنے کا ذریعہ ہے، تمہارے گناہوں کی معافی اور تلافی کا سبب ہے اور گناہوں سے روکنے والی عبادت ہے“۔ (مشکوٰۃ شریف ۱۰۹) وندب صلاة الليل وفضلها لا يحصر قال رسول الله ﷺ: ”عليكم بصلاة الليل فإنه دأب الصالحين

قبلكم وقربة لكم إلى ربكم، ومكفرة للسيئات ومنهاة عن الإثم. (رواه الترمذي، مشكوٰة شريف ۱۰۹، مراقي الفلاح مع الطحطاوي ۲۱۷، شامي زكريا ۲/۴۶۷، فتاوىٰ شيخ الاسلام ۴۶)

نمازِ تہجد کا وقت

نمازِ تہجد کا افضل وقت سوکر اٹھنے کے بعد آدھی یا اخیر شب ہے، تاہم اس کے لئے سونا ضروری نہیں ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص سونے سے قبل تہجد کی نوافل پڑھ لے تو بعض علماء نے اسے بھی تہجد کی فضیلت حاصل کرنے والوں میں شامل فرمایا ہے، نیز اگر اخیر شب میں نوافل کا موقع نہ ملے تو کم از کم عشاء کے بعد چند رکعات اسی نیت سے پڑھ لینی چاہئیں۔ **وروى الطبراني مرفوعاً: "لا بد من صلاة بليل ولو حلب شاة وما كان بعد صلاة العشاء فهو من الليل". وهذا يفيد أن هذه السنة تحصل بالتنفّل بعد صلاة العشاء قبل النوم.** (شامي زكريا ۲/۴۶۷)

تہجد کی رکعات

تہجد میں کم از کم دو رکعات پڑھنا مندوب ہے اور زیادہ سے زیادہ کے بارے میں ۱۸ اور ۱۲/ رکعات تک کا ثبوت ہے۔ **أقول: فينبغي القول بأن أقل التهجد ركعتان وأوسطه أربع وأكثره ثمان.** (شامي زكريا ۲/۴۶۸) **وفي صحيح البخاري عن ابن عباس** رضي الله عنه **الحديث بطوله وفيه: ثم صلى ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم أوتر.** (بخاري شريف ۱/۳۰۱ حديث: ۳۷)

صلاۃ التسبیح

یہ ایک خاص نماز ہے جو نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا جان سیدنا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہت اہتمام سے سکھلائی تھی، اور فرمایا تھا کہ یہ نماز ہر طرح کے چھوٹے بڑے، دانستہ یا نادانستہ، پوشیدہ اور علانیہ گناہوں سے مغفرت اور مشکلات کے حل کا مؤثر ذریعہ ہے، نیز تاکید فرمائی تھی کہ اگر ممکن ہو تو روزانہ، ورنہ ہفتہ میں، ورنہ مہینہ میں، ورنہ سال میں، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو

عمر بھر میں ایک مرتبہ تو ضرور ہی پڑھ لینا۔ (ابوداؤد شریف حدیث: ۱۲۹۷، ابن ماجہ شریف حدیث: ۱۳۸۶، ترمذی شریف ۱/۱۰۹) **وأربع صلاۃ التسبیح بثلاث مائۃ تسبیحۃ وفضلھا عظیم**. (درمختار مع الشامی ۲/۴۷۱)

صلاۃ التسبیح کا طریقہ

صلاۃ التسبیح پڑھنے کے دو طریقے روایات میں منقول ہیں:

(۱) پہلی رکعت میں حسبِ معمول سورۂ فاتحہ اور ضم سورت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے ۱۵/ مرتبہ "**سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ**" پڑھیں۔ اس کے بعد رکوع میں مقررہ تسبیح (سبحان ربی العظیم) پڑھنے کے بعد مذکورہ کلمات ۱۰/ مرتبہ پڑھیں، پھر قومہ میں ۱۰/ مرتبہ، اس کے بعد پہلے سجدہ میں ۱۰/ مرتبہ، پھر جلسہ میں ۱۰/ مرتبہ، پھر دوسرے سجدہ میں ۱۰/ مرتبہ، پھر سجدہ سے اٹھ کر قیام میں جانے سے پہلے جلسۂ استراحت میں ۱۰/ مرتبہ مذکورہ کلمات پڑھیں۔ اس طرح ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ وہ کلمات پڑھے جائیں اور چار رکعت میں ۳۰۰ کا عدد پورا ہو جائے گا، یہ طریقہ مشہور روایات سے ثابت ہے۔

(۲) دوسرا طریقہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے مروی ہے اس کی ترتیب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں ثنا پڑھنے کے بعد سورۂ فاتحہ سے پہلے ۱۵/ مرتبہ مذکورہ کلمات کہے جائیں گے، اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورت ملائی جائے گی، اور بعد ازاں رکوع میں جانے سے قبل ۱۰/ مرتبہ وہی کلمات پڑھے جائیں گے، اس طرح قیام کی حالت میں تسبیحات کی مقدار ۲۵ ہو جائے گی، پھر وہی ترتیب رہے گی جو پہلے طریقہ میں گذری؛ البتہ دوسرے سجدہ سے اٹھ کر تسبیحات پڑھنے کی ضرورت نہ رہے گی؛ کیوں کہ اس کے بغیر بھی ایک رکعت میں ۷۵/ مرتبہ تسبیحات کی مقدار پوری ہو رہی ہے۔

(ترمذی شریف مع العرف الشذی ۱/۱۰۹، شامی زکریا ۲/۴۷۱)

اس دوسرے طریقہ میں چوں کہ جلسۂ استراحت (پہلی اور تیسری رکعت کے بعد قیام سے پہلے کچھ دیر بیٹھنے) کی ضرورت نہیں رہتی، اس لئے بعض فقہاء احناف نے اس طریقہ کو راجح قرار دینے کی کوشش فرمائی ہے؛ لیکن معتدل رائے یہ ہے کہ صلاۃ التسبیح ایک مخصوص نماز ہے اس لئے اس

کا ثبوت جس ترتیب پر ہے اسی پر اسے برقرار رکھنا چاہئے اور حسبِ موقع ترجیح دئے بغیر کبھی پہلے طریقہ اور کبھی دوسرے طریقہ کے مطابق اس نماز کو پڑھ لینا چاہئے۔

نوٹ: بعض روایات میں تیسرے کلمہ کے ساتھ **ولا حول ولا قوۃ إلا باللّٰہ العلی العظیم** کا بھی ذکر ہے اس لئے موقع ہو تو اسے بھی بڑھا لیا کریں تو اچھا ہے۔

قال العلامة الشامی بحثاً: قلت لعله اختارها فی القنیة لهٰذا لکن علمت أن ثبوت حدیثها یثبتها وإن کان فیها ذٰلک، فالذی ینبغی فعل هٰذه مرة وهٰذه مرة. (شامی زکریا ۲/ ٤٧١)

صلوٰۃ التسبیح دو دو رکعت کر کے پڑھنا

جس طرح صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعت ایک سلام سے ادا کرنا جائز ہے، اسی طرح دو سلاموں کے ساتھ اداء کرنا بھی جائز اور درست ہے؛ تاہم بہتر یہی ہے کہ ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں؛ تاکہ تسبیح کی مقررہ مقدار (۳۰۰) پوری ہوجائے، اور اگر دو دو رکعت کر کے پڑھیں پھر بھی مذکورہ مقدار پوری کرنے کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۴/۳۱۵) **وهي أربع بتسليمة أو تسليمتين.** (شامی زکریا ۲/ ٤٧١) **وقيل: يصلي في النهار بتسليمة، وفي الليل بتسليمتين، وقيل: الأولىٰ أن يصلي مرة بتسليمة وأخرىٰ بتسليمتين.** (بذل المجهود سهارن پور ۲/ ۲۷٦، بیروت ٥/ ٥٢٩) **فإن صلى ليلاً احب إلي أن يسلم في كل ركعتين وإن صلى نهاراً فإن شاء سلم، وإن شاء لم يسلم.** (معارف السنن اشرفیه ٤/ ٢٨٩)

صلاۃ التسبیح کا مستحب وقت

صلاۃ التسبیح کسی بھی غیر مکروہ وقت میں پڑھی جاسکتی ہے؛ البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زوال کے بعد اس کو پڑھنا چاہئے۔ **(وأربع صلاة التسبيح) يفعلها فی کل وقت لا کراهة فيه أو فی کل يوم أو ليلة مرة الخ. وقال المعلی: يصليها قبل الظهر.** (شامی زکریا ۲/ ٤٧١-٤٧٢) **وفی الحديث قال النبي ﷺ: ''إذا زال النهار فقم فصل**

أربع ركعات" الخ. وفيه قال: قلت فإن لم استطع أن أصليها تلك الساعة قال: "صلّها من الليل والنهار". (ابوداؤد شريف ١/١٨٤، حديث: ١٢٩٨، فضائل أعمال ١/١٧٠)

صلاۃ التسبیح میں کون سی سورتیں پڑھے؟

صلاۃ التسبیح میں کوئی خاص سورت پڑھنا متعین نہیں ہے؛ بلکہ حسبِ موقع اور حسبِ سہولت کوئی بھی سورت پڑھی جاسکتی ہے؛ البتہ بعض علماء نے تسبیح سے مناسبت کی وجہ سے ایسی سورتوں کا پڑھنا افضل قرار دیا ہے جن کی ابتداء میں تسبیح کا ذکر ہے۔ جیسے: سورۂ حدید، سورۂ حشر، سورۂ صف، سورۂ جمعہ اور سورۂ تغابن وغیرہ۔ تتمة: قيل لابن عباس رضي الله عنه هل تعلم لهٰذه الصلاة سورة؟ قال: التكاثر والعصر والكافرون والإخلاص. وقال بعضهم: الأفضل نحو الحديد والحشر والصف والتغابن للمناسبة فى الاسم. (شامی زکریا ٢/٤٧٢)

تسبیحات کی گنتی کیسے کرے؟

صلاۃ التسبیح کی گنتی کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ انگلیاں حسبِ معمول اپنی جگہ پر رکھی رہیں اور ہر تسبیح پر ایک ایک انگلی اسی جگہ دباتے رہیں، اور تسبیح ہاتھ میں لے کر یا انگلیاں باقاعدہ بند کر کے گننا اگرچہ مفسد صلاۃ نہیں؛ لیکن مکروہ ہے، اور اگر زبان سے گنتی کی تو نماز ہی فاسد ہوجائے گی۔ وفى القنية: لا يعد التسبيحات بالأصابع إن قدر أن يحفظ بالقلب وإلا يغمز الأصابع.

(شامی زکریا ٢/٤٧٢، فضائل اعمال ١/١٧٥)

کسی رکن میں تسبیح بھول جائے تو کیا کرے؟

اگر کسی رکن میں تسبیح بھول جائے تو اسے دوسرے رکن میں پورا کرلے؛ البتہ قومہ اور جلسہ اور جلسۂ استراحت میں سابقہ بھولی ہوئی تسبیحیں نہ پڑھے؛ بلکہ یہ تلافی قیام، رکوع، سجدہ اور قعدہ میں ہی کرے۔ وقيل لابن المبارك: لو سها فسجد هل يسبح عشراً عشراً؟ قال: لا، إنما هي ثلاث مائة تسبيحة، قال الملا على فى شرح المشكوٰة: مفهومه أنه

إن سها ونقص عدداً من محل معين يأتی به فی محل اٰخر تکملة للعدد المطلوب الخ، قلت: وکذا تسبیح السجدة الأولی یأتی به فی الثانیة لا فی الجلسة لأن تطویلها غیر مشروع عندنا. (شامی زکریا ۲/ ۴۷۲، فضائل اعمال ۱/ ۱۷۵)

صلوٰۃ التسبیح کے سجدۂ سہو میں تسبیحات نہ پڑھیں

اگر صلاۃ التسبیح میں سجدۂ سہو کی ضرورت پیش آجائے اور تسبیحات کی مقدار پوری ہوچکی ہوتو اس میں تسبیح کے کلمات نہیں پڑھے جائیں گے؛ البتہ اگر کسی سابقہ رکن میں تسبیح میں کمی رہ گئی ہوتو اسے سجدۂ سہو میں پورا کرسکتے ہیں۔ (فضائل اعمال ۱/ ۱۷۵)

سورج گرہن کی نماز

جب سورج گرہن ہوجائے تو کم از کم دو رکعت نماز باجماعت ادا کرنا مسنون ہے، (دو سے زیادہ رکعات بھی پڑھ سکتے ہیں اور اگر جماعت کا موقع نہ ہوتو اکیلے اکیلے بھی پڑھ سکتے ہیں) **یصلی بالناس من یملک إقامة الجمعة بیان للمستحب (درمختار) أی قوله یصلی بالناس بیان للمستحب وهو فعلها بالجماعة: أی إذا وجد إمام الجمعة وإلا فلا تستحب الجماعة بل تصلی فرادیٰ.** (شامی بیروت ۳/ ۶۲، درمختار مع الشامي زکریا ۳/ ۶۷)

نماز کسوف کا وقت

جس وقت سے سورج گرہن شروع ہوا اور جب تک گرہن کا اثر باقی رہے اس وقت تک نماز کسوف پڑھی جاسکتی ہے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔ **عند الکسوف فلو انجلت لم تصل بعده وإذا انجلیٰ بعضها جاز ابتداء الصلاۃ الخ.** (شامی بیروت ۳/ ۶۲) **في غیر وقت مکروہ.** (شامي زکریا ۳/ ۶۷)

مکروہ وقت میں سورج گرہن

اگر مکروہ وقت مثلاً زوال یا عصر کے بعد سورج گرہن ظاہر ہوتو ان اوقات میں نماز کسوف نہیں

پڑھی جائے گی؛ بلکہ لوگوں کو دعا واستغفار میں مشغول ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ **فی غیر وقت مکروہ لأن النوافل لا تصلیٰ فی الأوقات المنھی عن الصلاۃ فیھا وھٰذہ نافلۃ الخ، عن الملتقط إذا انکسفت بعد العصر أو نصف النھار دعوا ولم یصلو** (شامی بیروت ۶۲/۳، زکریا ۶۷/۳)

اگر سورج گرہن کے درمیان اُفق پر بادل چھاجائے تو کیا کریں؟

اگر سورج گرہن کے وقت اُفق پر بادل یا گرد وغبار آجائے جس سے سورج گرہن کا مشاہدہ نہ ہوسکے تب بھی نماز کسوف پڑھی جائے گی۔ **وإن سترھا سحاب أوحائل صلیٰ لأن الأصل بقاءہ.** (شامی بیروت ۶۲/۳، زکریا ۶۷/۳)

نماز کسوف میں اذان واقامت نہیں ہے

نماز کسوف کے لئے باقاعدہ اذان اور تکبیر نہیں کہی جائے گی؛ البتہ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اعلان کرایا جائے گا۔ **بلا أذان ولا إقامۃ الخ. وینادیٰ الصلاۃ جامعۃ لیجتمعوا.**

(درمختار بیروت ۶۲/۳-۶۳، زکریا ۶۷/۳-۶۸)

نماز کسوف میں قرأت جہری ہوگی یا سری؟

امام ابوحنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ نماز کسوف میں امام آہستہ قرأت کرے گا؛ لیکن امام ابو یوسفؒ جہری قرأت کے قائل ہیں، اس لئے اگر مقتدیوں کو اکتاہٹ سے بچانے کی غرض سے نماز کسوف میں جہری قرأت کی جائے تو اس میں حرج نہیں۔ **ولا جھر، وقال ابو یوسفؒ: یجھر وعن محمدؒ روایتان.** (شامی بیروت ۶۳/۳، زکریا ۶۷/۳)

نماز کسوف میں قرأت، رکوع اور سجدہ میں تطویل افضل ہے

نماز کسوف میں امام کو چاہئے کہ لمبی قرأت کرے، مثلاً سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھے، اسی مناسبت سے رکوع اور سجدہ وغیرہ بھی طویل کرے، جیسا کہ احادیث سے نبی اکرم ﷺ کا عمل ثابت

ہے۔ ویطیل فیها الرکوع والسجود والقراءة والأدعیة والأذکار. (درمختار) فیقرأ أي فی الرکعتین مثل البقرة وآل عمران کما فی التحفة، والإطلاق دال علی أنه یقرأ ما أحب فی سائر الصلاة کما فی المحیط. (شامی بیروت ۶۳/۳، زکریا ۶۸/۳)

جب تک گرہن باقی رہے نماز اور دعا میں مشغول رہنا مستحب ہے

بہتر ہے کہ اتنی لمبی نماز ہو کہ گرہن کا پورا وقت نماز ہی میں صرف ہوجائے؛ لیکن اگر یہ نہ ہوسکے تو نماز کے بعد دعاؤں میں مشغول رہنا مستحب ہے؛ تا آں کہ گرہن کا اثر بالکل ختم ہوجائے، اور اس وقت امام اگر چاہے تو لوگوں کی طرف رخ کر کے جہری دعا بھی کراسکتا ہے۔ ثم یدعو بعدها جالساً مستقبل القبلة أو قائماً مستقبل الناس والقوم یؤمنون حتی تنجلی الشمس کلها. (درمختار) والحق أن السنة التطویل والمندوب مجرد استیعاب الوقت أی بالصلاة والدعاء. (شامی بیروت ۶۴/۳، زکریا ۶۸/۳)

عورتیں نماز کسوف اکیلے پڑھیں گی

سورج گرہن ہونے کے وقت عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں نماز، دعا وعبادت میں مشغول رہیں جماعت میں نہ شریک ہوں۔ والنساء یصلینها فرادیٰ. (شامی بیروت ۶۴/۳، زکریا ۶۹/۳)

چاند گرہن کی نماز

اگر چاند گرہن کا واقعہ پیش آئے تو سب لوگ تنہا تنہا چاند گرہن کی نماز (نماز خسوف) پڑھیں گے، اس نماز کو باجماعت پڑھنا مسنون نہیں ہے۔ یصلون رکعتین فی خسوف القمر وحداناً، هکذا فی محیط السرخسی. (هندیه ۱۵۳/۱، شامی بیروت ۶۴/۳، زکریا ۶۹/۳)

سخت آندھی، گھبراہٹ اور زلزلہ کے وقت نماز

اگر تیز آندھی چلنے لگے یا دن میں خلاف معمول اندھیرا چھا جائے یا رات میں حیرت انگیز طور

پر روشنی نظر آنے لگے، یا زلزلہ وغیرہ کے دہشت زدہ واقعات پیش آجائیں یا وبائی امراض پھیل جائیں تو ایسے حالات میں بلا جماعت تنہا نفل نمازیں پڑھنا بہتر ہے۔ **والريح الشديدة والظلمة القوية نهاراً والضوء القوى ليلاً والفزع الغالب ونحو ذلك من الآيات المخوفة كالزلازل والصواعق والثلج والمطر الدائمين وعموم الأمراض** (درمختار ٦٤/٣، زكريا ٦٩/٣) **قال في البدائع: أنها حسنة لقوله عليه الصلاة والسلام إذا رأيتم من هٰذه الإفزاع شيئاً فافزعوا إلى الصلاة.** (البخاري حديث: ١٠٥٨، شامي بيروت ٦٥/٣، زكريا ٦٩/٣ - ٧٠)

نماز استسقاء

اگر کسی علاقہ میں بارش نہ ہونے اور آب رسانی کے اسباب مفقود ہونے کی وجہ سے قحط سالی کی نوبت آجائے تو وہاں کے لوگوں کے لئے باجماعت نماز استسقاء پڑھنا اور بارش کی دعا مانگنا مستحب ہے۔ **وشرعاً طلب إنزال المطر بكيفية مخصوصة عند شدة الحاجة بأن يحبس المطر ولم يكن لهم أودية وآبار وأنهار الخ.** (شامي زكريا ٧٠/٣) **بلا جماعة مسنونة بل هي جائزة (در مختار) وفي الشامي: قلت: والظاهر أن المراد به الندب والاستحباب الخ.** (شامي زكريا ٧١/٣)

نماز استسقاء کا طریقہ

اگرچہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک استسقاء کے لئے نماز ضروری نہیں ہے؛ بلکہ صرف دعا کافی ہے؛ لیکن صاحبین کے نزدیک استسقاء کے لئے نماز باجماعت مسنون ہے، اور اس کا طریقہ وہی ہے جو نماز عید کا ہے یعنی اذان واقامت کے بغیر جماعت قائم کی جائے گی، بس فرق یہ ہے کہ عید کی نماز میں زائد تکبیرات ہوتی ہیں، استسقاء میں نہیں ہوتیں۔ دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد امام زمین پر کھڑے ہوکر ہی عید کی طرح خطبہ دے گا، اس کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہوکر نہایت الحاح وزاری اور عاجزی کے ساتھ دعا کرے گا اور تمام نمازی بھی امام کی دعا پر آمین کہتے رہیں گے، یا خود پوری توجہ سے دعا مانگتے رہیں گے۔ **وقالا تفعل كالعيد (درمختار) بأن يصلي بهم ركعتين يجهر فيهما**

بـالقراء ة بلا أذان ولا إقامة، ثم يخطب بعدها قائماً على الأرض الخ. والمشهور من الرواية عنهما أنه لايكبر (أي الزوائد) (شامی زکریا ۳/ ۷۱، حلبی کبیر ۴۲۷)

امام کا چادر وغیرہ پلٹنا

استسقاء کے خطبہ کے دوران امام کے لئے اپنی چادر کو اُلٹنا پلٹنا سنت سے ثابت ہے، دراصل یہ حالت کے بدلنے کے لئے نیک فالی کے طور پر ہے، اور چادر بدلنے کی کیفیت یہ ہے کہ نیچے کا حصہ اوپر کی جانب، یا دائیں جانب کو بائیں جانب اور بائیں جانب کو دائیں جانب کرے، یا اندرونی حصہ باہر اور باہری حصہ اندر کرے، الغرض جس طرح بھی اُلٹنا پلٹنا ممکن ہو اس کو عمل میں لائے، حتی کہ اگر کوٹ وغیرہ پہنے ہو تو ظاہری حصہ اندر کی طرف اور استر کا حصہ باہر کر دے۔ **خلافاً لمحمد فإنه يقول يقلب الإمام ردائه إذا مضى صدر من خطبتهٖ فإن كان مربعاً جعل أعلاه أسفله وأسفله أعلاه وإن كان مدوراً جعل الأيمن على الأيسر والأيسر على الأيمن، وإن كان قباءً جعل البطانة خارجاً والظهارة داخلاً (حليه) وعن أبي يوسف روايتان: واختار القدوری قول محمد لأنه عليه الصلاة والسلام فعل ذلك (نهر) وعليه الفتوىٰ، كما في شرح درر البحار.** (شامی زکریا ۳/ ۷۱، حلبی کبیر ۴۲۹)

نماز استسقاء کتنے دن پڑھی جائے گی؟

بہتر یہ ہے کہ تین دن لگاتار نماز استسقاء کا اہتمام کیا جائے۔ **واتفقوا على أن السنة الخروج إلى الاستسقاء ثلاثة أيام متتابعات.** (حلبی کبیر ۴۲۷، درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۷۲)

نماز استسقاء کہاں پڑھی جائے؟

بہتر یہ ہے کہ نماز استسقاء کے لئے عیدگاہ یا کسی بڑے میدان میں جمع ہونے کا انتظام کیا جائے؛ البتہ مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس میں مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ میں

استسقاء کی نماز پڑھی جائے گی۔ **ویخرجون أی إلی الصحراء کما فی الینابیع وھٰذا فی غیر أھل المساجد الثلاثة.** (شامی زکریا ۳/۷۲)

نماز استسقاء کے چند مستحبات

نماز استسقاء میں درج ذیل امور کا اہتمام کرنا مستحب اور پسندیدہ ہے:

(۱) جب استسقاء کی ضرورت ناگزیر ہو تو امام نماز استسقاء سے پہلے لوگوں کو تین دن روزہ رکھنے اور توبہ واستغفار کرنے کا حکم دے، پھر چوتھے دن سے نماز استسقاء شروع کرے۔

(۲) نماز استسقاء کے لئے لوگ پیدل چل کر جائیں۔

(۳) اس دن نئے کپڑے کے بجائے دھلے ہوئے یا پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنیں۔

(۴) اللہ کے لئے تواضع اور خشوع وخضوع ظاہر کریں اور ندامت کے مارے سروں کو جھکائے رکھیں، فضول بات چیت اور ہنسی مذاق اور ٹھٹھول نہ کریں۔

(۵) ہر دن نماز کے لئے نکلنے سے پہلے کچھ صدقہ وخیرات کریں۔

(۶) ہر آدمی دل سے سچی توبہ کرے اور اگر اس پر کسی دوسرے آدمی کا حق ہو تو اسے ادا کرے۔

(۷) تمام مسلمانوں کے لئے مغفرت اور عفو وکرم کی دعا کریں۔

(۸) اپنے کمزور اور بوڑھے اور بچوں کو آگے رکھیں اور ان سے دعا کرائیں اور ان کے وسیلہ سے دعا مانگیں۔

(۹) چھوٹے بچوں کو اپنی ماؤں سے جدا کریں؛ تاکہ ان کے گریہ وبکا سے ماحول رقت آمیز ہو جائے۔

(۱۰) بہتر ہے کہ بے زبان جانوروں کو بھی اپنے ساتھ لائیں؛ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہونے کا ذریعہ بنیں۔ (اگر مسجد میں نماز استسقاء ہو رہی ہو تو جانوروں کو باہر باندھیں)

ویستحب للإمام أن یأمرھم بصیام ثلاثة أیام قبل الخروج وبالتوبة ثم یخرج بھم فی الرابع مشاةً فی ثیابٍ غسیلةٍ أو مرقعة متذللین متواضعین خاشعین للّٰہ ناکسین رؤوسھم ویقدمون الصدقة فی کل یوم قبل خروجھم ویجددون التوبة

ویستغفرون للمسلمین ویستسقون بالضعفة والشیوخ والعجائز والصبیان ویبعدون الأطفال عن أمهاتهم ویستحب إخراج الدواب. (درمختار مع الشامی زکریا ۷۲/۳، طحطاوی علی المراقی طبع کراچی ۳۰۰، طحطاوي علی المراقي أشرفي ۵۵۰)

نماز استسقاء اکیلے اکیلے پڑھنا

اگر نماز باجماعت کا موقع نہ ہوتو لوگوں کا جمع ہوکر انفرادی طور پر استسقاء کی نماز پڑھنا یا صرف اجتماعی دعا کرنا بھی درست ہے۔ **وإن صلوا فرادیٰ جاز فهي مشروع للمنفرد.**

(درمختار مع الشامی زکریا ۷۲/۳)

اگر نماز استسقاء سے پہلے ہی بارش ہوگئی

اگر نماز استسقاء کا اعلان کردیا گیا تھا؛ لیکن ابھی لوگ جمع نہیں ہو پائے تھے کہ بارش ہوگئی تو بھی مستحب یہ ہے کہ اللہ کا شکر بجالانے کے لئے حسبِ پروگرام لوگ جمع ہوکر نماز ودعا کا اہتمام کریں۔ **وإن سقوا قبل خروجهم ندب أن یخرجوا شکراً للّٰه تعالیٰ.** (درمختار مع الشامی زکریا ۷۳/۳)

دعا استسقاء میں ہاتھ کس طرح اٹھائیں؟

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دعا استسقاء کے وقت عام دعاؤں کے برخلاف ہتھیلیوں کا حصہ زمین کی طرف اور ہاتھ کا اوپری حصہ آسمان کی طرف کرکے (یعنی الٹے ہاتھ کرکے) دعا فرمائی، اسی وجہ سے فقہاء نے بھی دعا استسقاء میں اسی کیفیت کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ **عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ أن النبي ﷺ استسقیٰ فأشار بظهر کفیه إلی السماء.** (مسلم شریف ۲۹۳/۱) **قال النووی: قال جماعة من أصحابنا وغیرهم السنة في کل دعاء لرفع بلاء کالقحط ونحوه أن یرفع یدیه ویجعل ظهر کفیه إلی السماء وإذا دعا بسوال شئ وتحصیله جعل بطن کفیه إلی السماء واحتجوا**

بهذا الحديث. (نووی علی مسلم ۱/۲۹۳) **قال الطحطاوی: ثم السنة فی کل دعاء لسوال شئ وتحصیله أن یجعل بطون کفیه نحو السماء ولرفع بلاء کالقحط یجعل بطونهما إلی الأرض وذلک معنی قوله تعالیٰ: ﴿وَیَدْعُوْنَنَا رَغَباً وَّرَهَباً﴾**

(کذا فی شرح البدر العینی علی الصحیح، طحطاوی علی مراقی الفلاح طبع کراچی ۳۰۱، أشرفي ۵۵۱)

استسقاء کی خاص دعا

استسقاء کے موقع پر نبیٔ اکرم ﷺ سے دعا کے متعدد کلمات ثابت ہیں، جن میں سے درج ذیل کلمات یاد رکھنے کے قابل ہے: **اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَیْثاً مُغِیْثاً هَنِیْئاً مَرِیْئاً مُرِیْعاً طَبَقاً غَدَقاً عَاجِلاً غَیْرَ رَائِثٍ نَافِعاً غَیْرَ ضَارٍّ.** (حلبی کبیر ۴۲۸) اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب فرمایئے جو مصیبت دفع کرنے والی، اور ظاہری و باطنی طور پر سودمند ہو، اور سرسبزی وشادابی لانے کا ذریعہ ہو، اور خوب جل تھل کرنے والی ہو، اس کا نفع جلد ظاہر ہو تاخیر نہ ہو، اور جو ہر اعتبار سے نفع بخش ہو اس میں نقصان کا کوئی پہلو نہ ہو۔ (طحطاوی علی المراقی اشرفی ۵۵۲)

نماز استخارہ

جب کسی شخص کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہو اور وہ یہ طے نہ کر پار ہا ہو کہ اس کو اختیار کرنا بہتر رہے گا یا نہیں؟ تو اسے چاہئے کہ استخارہ کرے۔ استخارہ کے معنی خیر طلب کرنے کے آتے ہیں، یعنی اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی کی دعا کرے۔ اور اس کا طریقہ پیغمبر علیہ السلام نے یہ بتلایا ہے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھی جائے اس کے بعد پوری توجہ کے ساتھ یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ، فَإِنَّکَ تَقْدِرُ وَلاَ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلاَ

اے اللہ! میں آپ کے علم کے ذریعہ خیر کا طالب ہو، اور آپ کی قدرت سے طاقت حاصل کرنا چاہتا ہوں، اور آپ کے فضلِ عظیم کا سائل ہوں، بے شک آپ قادر ہیں اور میں قدرت نہیں

أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ، أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ. قَالَ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ. (شامی زکریا ۲/۴۷۰، بخاری شریف حدیث: ۱۱۶۶، ترمذی شریف ۴۰۸، ابوداؤد ۱۵۳۸ وغیرہ)

رکھتا، اور آپ کو علم ہے کہ میں لاعلم ہوں، اور آپ چھپی ہوئی باتوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اے اللہ! اگر آپ علم کے مطابق یہ کام (یہاں اس کام کا تصور کرے) میرے حق میں دینی، دنیوی اور اخروی اعتبار سے (یا فی الحال اور انجام کار کے اعتبار سے) بہتر ہے، تو اسے میرے لئے مقدر فرمایئے، اور اسے میرے حق میں آسانی کر کے اس میں مجھے برکت سے نوازے، اور اگر آپ کو علم ہے کہ یہ کام (یہاں کام کا تصور کرے) میرے حق میں دینی، دنیوی اور اخروی اعتبار سے (یا فی الحال اور انجام کے اعتبار سے) برا ہے تو اس کو مجھ سے اور مجھے اس سے ہٹا دے اور جس جانب خیر ہے وہی میرے لئے مقدر فرما دے، پھر مجھے اس عمل سے راضی کر دے۔

دعا پڑھتے ہوئے جب هٰذا الأمر پر پہنچے تو دونوں جگہ اس کام کا دل میں دھیان جمائے جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے یا دعا پوری پڑھنے کے بعد اس کام کو ذکر کرے۔ دعا کے شروع اور اخیر میں اللہ کی حمد وثناء اور درود شریف بھی ملالے، اور اگر عربی میں دعا نہ پڑھی جا سکے تو اردو یا اپنی مادری زبان میں اسی مفہوم کی دعا مانگے۔ **ویسمی حاجته قال ط: أي بدل قوله هٰذا الأمر قلت: أو يقول بعده وهو كذا وكذا.** (شامی زکریا ۲/۴۷۰)

نماز استخارہ میں کونسی سورتیں پڑھے؟

بہتر ہے کہ استخارہ کی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے، اور بعض سلف سے یہ منقول ہے کہ پہلی رکعت میں یہ آیتیں پڑھے: ﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا

يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالىٰ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ، وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ. القصص: ٦٩ ﴾ اور دوسری رکعت میں یہ آیت پڑھے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَمْراً أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً مُّبِيْناً. الاحزاب: ٣٦﴾

اگر نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو استخارہ کیسے کرے؟

اگر کسی وجہ سے نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو صرف دعا کے ذریعہ بھی استخارہ ہوسکتا ہے یعنی پوری توجہ کے ساتھ دعا استخارہ پڑھ لی جائے۔ **ولو تعذرت عليه الصلاة استخار بالدعاء.** (شامی زکریا ۲/ ۴۷۱)

استخارہ کتنی مرتبہ کیا جائے

بہتر ہے کہ استخارہ سات دن تک کیا جائے اور اگر سات دن میں بھی کسی ایک جانب رجحان نہ ہو تو مسلسل استخارہ کرتا رہے۔ **وينبغي أن يكررها سبعاً الخ.** (شامی زکریا ۲/ ۴۷۰، عمدة القاری ۴/ ۲۲۵، بیروت ۷/ ۲۲۵)

استخارہ کے بعد رجحان کا پتہ کیسے چلے؟

بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ استخارہ کی دعا پڑھ کر قبلہ رخ باوضو سو جائے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی نظر آئے تو سمجھ لے کہ اس کام میں خیر ہے اور اگر کالی یا سرخ چیز دکھائی دے تو سمجھ لے کہ یہ کام بہتر نہیں ہے اس سے بچنا چاہئے؛ لیکن یہ محض تخمینی چیز ہے اصل مدار دل کے رجحان پر ہے۔ استخارہ کے بعد آدمی اپنے دلی رجحان کو دیکھے جس جانب دل مائل ہو ان شاء اللہ اسی میں خیر ہوگی، خوابوں پر اصل مدار نہیں ہے؛ بلکہ خواب قلبی رجحان کے لئے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ چناں چہ ابن السنی نے روایت نقل کی ہے کہ: پیغمبر علیہ السلام نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: **يا أنس! إذا هممت بأمر فاستخر ربک فيه سبع مرات ثم انظر إلى الذى سبق إلى قلبک فإن**

الخیر فیه. (شامی زکریا ۲/ ۴۷۱) یعنی اے انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اپنے پروردگار سے سات مرتبہ استخارہ کیا کرو، پھر اس رجحان کو دیکھو جو تمہارے دل میں ہے؛ کیوں کہ اسی میں خیر ہے۔

کیا استخارہ کے بعد کسی ایک جانب عمل ضروری ہو جاتا ہے؟

استخارہ کرنے کے بعد جس جانب دلی رجحان ہو اس پر عمل بہتر اور خیر ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے اس کے خلاف پر عمل کر لے تو شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے، اس لئے کہ دلی رجحان کوئی شرعی دلیل نہیں ہے؛ البتہ بہر صورت اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب رہنا چاہئے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱/۵۹۹)

نماز حاجت

جب کسی شخص کو کوئی اہم ضرورت درپیش ہو تو اس کے لئے نماز حاجت پڑھنا مستحب ہے، اس سلسلہ میں متعدد احادیثِ شریفہ مروی ہیں، جن میں سے دو روایتیں ذیل میں ذکر کی جا رہی ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے کوئی ضرورت مانگنی ہو یا کسی آدمی سے اس کی کوئی ضرورت وابستہ ہو تو اس کو چاہئے کہ اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے، نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اور نبی اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود پڑھے، بعد ازاں یہ دعا مانگے“:

لا اِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰـهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، أَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلا

کوئی حاکم نہیں سوائے اللہ کے، جو نہایت حلم والا اور کریم ہے، میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو عرش عظیم کا مالک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنہار ہے۔ اے اللہ میں آپ سے آپ کی رحمت کے موجبات اور آپ کی مغفرت کے پختہ اسباب اور ہر نیکی میں سے حصہ اور ہر برائی سے سلامتی کا سوال کرتا

هَـمـاًّ إِلاَّ فَـرَّجْتَـهٗ وَلا حَاجَةً هِيَ لَکَ رِضـیً إِلاَّ قَـضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الـرَّاحِمِيْنَ. (ترمذي شريف حديث: ۴۷۹، شامی زکریا ۲/۴۷۳)

ہوں۔اے اللہ! میرے کسی گناہ کومعاف کئے بغیر نہ چھوڑ، اور میرے کسی غم کو ہٹائے بغیر نہ رکھ،اور میری کوئی بھی حاجت جس سے تو راضی ہو اسے پورا کئے بغیر نہ چھوڑ،اے مہربانوں کے مہربان!

(۲) علامہ شامیؒ نے ''تجنیس'' کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ نماز حاجت عشاء کے بعد چار رکعت ہیں، جس کی ترتیب ایک مرفوع حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور آیت الکرسی تین مرتبہ پڑھی جائے،اور مابقیہ تین رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۂ اخلاص اور معوذتین ایک ایک مرتبہ پڑھے۔مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی تو ہماری ضرورتیں پوری ہوگئیں۔ **وأما فی التجنیس وغیرہ فذکر أنها أربع رکعات بعد العشاء، وإن فی الحدیث المرفوع یقرأ فی الأولیٰ الفاتحة مرة وآیة الکرسی ثلاثاً وفي کل من الثلاثة الباقیة یقرأ الفاتحة والإخلاص والمعوذتین مرة مرة کن له مثلهن من لیلة القدر. قال مشائخنا: صلینا هذه الصلاة فقضیت حوائجنا الخ.** (شامی زکریا ۲/۴۷۳)

نماز توبہ

اگر کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے،تو مستحب یہ ہے کہ اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نفل توبہ کی نیت سے پڑھے، اور اس کے بعد اپنے گناہوں کی معافی چاہے، اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے،تو انشاءاللہ اس کی مغفرت ہوجائے گی۔ **ومنه أی المندوب صلاة الاستغفار لمعصیة وقعت منه لما عن علی عن أبي بکر الصدیق** رضی اللہ عنہ **أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ** ﷺ **قَالَ: ''مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْباً فَيَتَوَضَّأُ وَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِلَّا غَفَرَ لَهٗ''.** (طحطاوی علی المراقی ۲۱۹، أشرفي ۴۰۱)

سفر میں جانے سے پہلے نماز

جو شخص کسی سفر کا ارادہ کرے تو مستحب ہے کہ گھر سے نکلنے سے پہلے (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ

ہو) دورکعت نمازنفل پڑھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا ہے کہ: ”کوئی شخص اپنے گھروالوں کے پاس ان دورکعتوں سے بہتر توشہ نہیں چھوڑ جاتا جو وہ سفر کے ارادہ کے وقت گھروالوں کے پاس پڑھتا ہے“۔ **ومن المندوبات رکعتا السفر (درمختار) عن مقطم ابن المقدام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ”مَا خَلَفَ أَحَدٌ عِنْدَ أَهْلِهِ أَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يَرْكَعُهُمَا عِنْدَهُمْ حِيْنَ يُرِيْدُ سَفَراً“.** (رواه الطبراني، شامی زکریا ۴٦٦/۲)

سفر سے واپسی پر نماز

جب کوئی آدمی سفر سے واپس ہوتو اس کے لئے واپسی پر دورکعت نفل پڑھنا مستحب ہے، اور بہتر یہ ہے کہ یہ نفل قریبی مسجد میں ادا کرے (اور اگر اس کا موقع نہ ہوتو گھر ہی پڑھ لے) **وعن کعب بن مالک ﷜ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَقْدَمُ مِنَ السَّفَرِ إِلَّا نَهَاراً فِي الضُّحىٰ فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ وَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ.**

(مسلم شریف ۲٤٨/۱، شامی زکریا ٤٦٦/۲)

نماز منزل

دورانِ سفر جب کسی قیام گاہ پر اترنا ہوتو مستحب یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے دورکعت نفل پڑھ لے۔ **ینبغی للمسافر أن یصلی رکعتین فی کل منزل کما کان یفعل ﷺ نص علیه الإمام السرخسی فی شرح السیر الکبیر.** (شامی زکریا ٤٧٣/۲)

مسائلِ تراویح

تراویح! دورِ نبوت اور دورِ صحابہ میں

رمضان المبارک کی ایک امتیازی عبادت "نماز تراویح" ہے، جو اپنی الگ شان رکھتی ہے، اس نماز کے ذریعہ رمضان المبارک میں مسجدوں کی رونق بڑھ جاتی ہے، اور عبادات کے شوق میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے۔

صحیح احادیثِ شریفہ سے ثابت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے رمضان المبارک میں تین دن مسجدِ نبوی میں باجماعت نماز پڑھائی؛ لیکن جب مجمع زیادہ بڑھنے لگا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے غیر معمولی ذوق وشوق کو دیکھ کر آپ ﷺ کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ نماز امت پر فرض نہ کر دی جائے، تو آپ ﷺ نے یہ سلسلہ موقوف فرما دیا۔ (بخاری شریف ۱/۲۶۹) لیکن ساتھ میں آپ ﷺ رمضان المبارک کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادات انجام دینے کی ترغیب دیتے رہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "جو شخص رمضان المبارک کی راتوں کو ایمان اور اخلاص کے ساتھ عبادت میں گذارے گا اس کے سب پچھلے گناہ معاف کر دئے جائیں گے"۔ (بخاری شریف ۱/۲۶۹) آپ ﷺ کی اس ترغیب کی وجہ سے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم رمضان المبارک میں کثرتِ عبادت کا اہتمام کرتے تھے۔ جو لوگ قرآنِ کریم کے حافظ تھے وہ خود نوافل میں قرآن پڑھتے اور جو حافظ نہ تھے وہ کسی حافظ کی اقتداء میں قرآنِ کریم سننے کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ چناں چہ ثعلبہ ابن ابی مالک القرظیؒ (جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تابعی عالم ہیں) مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کی رات میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد کے ایک گوشہ میں کچھ لوگ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ تو کسی نے جواب میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ وہ حضرات ہیں جن کو قرآنِ کریم حفظ نہیں ہے، تو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نماز میں قرآنِ کریم پڑھ رہے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں، یہ سن کر نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: "انہوں نے بہت اچھا کیا" اور آپ ﷺ نے ان کے بارے میں کوئی ناگواری کی بات ارشاد نہیں فرمائی۔ (السنن الکبریٰ للبیهقي بیروت ۲/۴۹۵)

اس تفصیل سے اتنا یقیناً معلوم ہو گیا کہ دورِ نبوت میں رمضان کی وہ خصوصی نماز جسے بعد میں "تراویح" کا نام دیا گیا، یقیناً پڑھی جاتی رہی، اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اس نماز سے بخوبی واقف تھے، اور تنہا تنہا اور کبھی جماعت سے اسے پڑھا کرتے تھے۔

پھر دورِ صدیقی اور دورِ فاروقی کے ابتدائی زمانہ تک یہ سلسلہ یونہی جاری رہا، اس کے بعد سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہ لوگ مسجد میں تنہا یا چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنا کر نماز تراویح پڑھتے ہیں، آپ نے مناسب سمجھا کہ تراویح کی باقاعدہ جماعت قائم کردی جائے (کیوں کہ جس خطرۂ وجوب کی وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے جماعت تراویح کا سلسلہ موقوف فرمادیا تھا، اب آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ خطرہ باقی نہ رہا تھا) چناں چہ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سب سے بڑے قاری حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو تراویح کا امام مقرر فرمایا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھنے لگے۔ (دیکھئے: بخاری شریف ۱/۲۶۹) اب بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ۱۱/رکعات پڑھائیں (۸/رکعات تراویح اور ۳/وتر) (السنن الکبری للبیهقی بیروت ۲/۴۹۶) لیکن اکثر روایات اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ۲۰/رکعات تراویح کا پتہ چلتا ہے، چند روایات درج ذیل ہیں:

○ عبدالعزیز بن رفیعؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں ۲۰/رکعات تراویح لوگوں کو پڑھاتے تھے اس کے بعد ۳/رکعت وتر کی پڑھایا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۲۲۴/۵ رقم: ۷۷۶۶)

○ سائب بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ دورِ فاروقی میں حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم رمضان المبارک میں ۲۰/رکعات باجماعت پڑھا کرتے تھے، نیز یہ بھی فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ سو سے اوپر آیتوں والی سورتیں تراویح میں پڑھتے تھے اور لمبے قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی بیروت ۲/۴۹۶)

○ یزید بن رومانؒ فرماتے ہیں کہ لوگ رمضان المبارک میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تیئیس رکعت نماز تراویح پڑھتے تھے (۲۰/رکعات تراویح اور ۳/وتر) (السنن الکبریٰ للبیہقی بیروت ۲/۴۹۶)

○ ابوالخصیبؒ کہتے ہیں کہ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان میں ۵/ترویحوں سے ۲۰/رکعات پڑھایا کرتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی بروت ۲/۴۹۶)

○ ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قراء حضرات کو بلایا، پھر ان میں سے ایک صاحب کو منتخب کر کے حکم دیا کہ وہ لوگوں کو ۲۰/رکعات تراویح پڑھایا کریں، اور اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان لوگوں کو وتر کی نماز پڑھاتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی بروت ۲/۴۹۶)

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت (جس کے ایک راوی پر کچھ کلام کیا گیا ہے) سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا رمضان المبارک میں ۲۰/رکعات الگ سے پڑھنے کا معمول تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۲۲۵/۵، السنن الکبری للبیہقی بیروت ۲/۴۹۶)

انہیں روایات وآثار کی وجہ سے جمہور علماء امت اور حضراتِ ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ) کا متفقہ موقف یہ ہے کہ تراویح کی رکعات بیس سے کم نہیں ہیں، بیس سے زیادہ کے تو اقوال ملتے ہیں (جیسا کہ امام مالکؒ کا قول ہے) لیکن بیس کے عدد سے کم کا ائمہ اربعہ میں سے کوئی قائل نہیں ہے۔ اور تمام عالم میں شرقاً وغرباً صدیوں سے امت کا عمل یہی چلا آرہا ہے، حتیٰ کہ حرمین شریفین میں آج تک ۲۰؍ رکعات ہی پڑھی جاتی ہیں۔ اس لئے تراویح ۲۰؍ رکعات پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور اس میں کسی مسلمان کو کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتنی چاہئے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ تراویح کی رکعات کے بارے میں علماء کے ایک طبقہ کو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت سے اشتباہ ہوگیا ہے، جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رمضان اور غیر رمضان کی نوافل کو آٹھ کے عدد میں منحصر کیا ہے۔ (بخاری شریف ۱؍۱۵۴) اس روایت سے بہت سے لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ تراویح کی رکعات بھی صرف آٹھ ہیں اس سے زیادہ نہیں، حالاں کہ اس روایت کا تعلق تراویح سے نہیں؛ بلکہ تہجد سے ہے، اور تراویح کی رکعات پر اس روایت سے استدلال بالکل غیر معقول ہے، کیوں کہ (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ''غیرِ رمضان'' کو شامل کر کے جواب دینا یہ بتا رہا ہے کہ سوال ایسی نماز سے متعلق ہے جو غیر رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے اور ایسی نماز تہجد تو ہوسکتی ہے تراویح نہیں ہوسکتی، کیوں کہ اسے غیر رمضان میں پڑھنے کا کوئی قائل نہیں (۲) خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت تہجد کی ۸؍ رکعات سے کم وبیش کے بارے میں بھی وارد ہے۔ (بخاری شریف ۱؍۱۵۳) تو چوں کہ رکعتوں کی تعیین کے متعلق روایت میں اضطراب پایا جاتا ہے، لہٰذا استدلال تام نہیں (۳) تیسرے یہ کہ اسی روایت میں ایک سلام سے تین رکعت وتر پڑھنے کا ذکر ہے اور جو طبقہ تراویح کی ۸؍ رکعات کا قائل ہے وہ اس روایت کے برخلاف ایک سلام سے وتر کی تین رکعات کا منکر ہے۔ اس لئے جب وتر میں یہ روایت ان کے نزدیک حجت نہیں تو تراویح کی رکعات میں حجت کیسے مانی جاسکتی ہے؟

تراویح میں ختم قرآن

تراویح میں قرآنِ کریم کم از کم ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے۔ (درمختار مع الشامی بیروت ۲؍۴۳۳، زکریا ۲؍۴۹۷) اللہ تبارک وتعالیٰ پوری امت کی طرف سے سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بے حد جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے باجماعت تراویح اور قرأتِ قرآن کے اہتمام کا حکم دے کر قرآنِ کریم کی حفاظت کا ایک سبب مہیا فرمادیا۔

مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رمضان المبارک کی پہلی شب میں مسجدِ نبوی سے گذرے، تو وہاں قرآنِ کریم پڑھنے کی آواز آپ کو سنائی دی تو بے ساختہ ارشاد فرمایا: **نَوَّرَ اللّٰهُ قَبْرَ عُمَرَ كَمَا نَوَّرَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ بِالْقُرْاٰنِ.** (غنية الطالبين ٤٨٧) **یعنی اللہ تعالیٰ حضرت عمر** رضی اللہ عنہ کی قبر کو نور سے بھر دے جیسا کہ انہوں نے اللہ کی مسجدوں کو قرآنِ کریم کی تلاوت سے منور کر دیا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اسی طرح کا جملہ سیدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر اس انداز پر تراویح میں قرآنِ کریم سننے سنانے کا رواج نہ ہوتا، تو کتنے ہی حفاظ حفظ کرنے کے باوجود اپنے حفظ کو محفوظ نہ رکھ پاتے۔ تراویح میں سنانے یا سننے کی فکر کی وجہ سے سال میں کم از کم ایک مرتبہ اکثر حفاظِ کرام از سرِ نو یاد کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

اس لئے تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام کرنا چاہئے؛ لیکن ضروری ہے کہ پڑھنے والے اور سننے والے قرآنِ کریم کے آداب کا ضرور لحاظ رکھیں۔ افسوس ہے کہ آج کل اس بارے میں سخت کوتاہی برتی جاتی ہے، اور جلد از جلد ختم قرآن کے شوق میں شرعی ہدایات کو پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے، عام طور پر تین تین اور کہیں کہیں پانچ پانچ پارے تراویح میں پڑھنے کا رواج ہو چلا ہے۔ زیادہ سننا یا پڑھنا برا نہیں ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ اتنا تیز نہ پڑھا جائے کہ حروف کٹ جائیں یا غلطیاں رہ جائیں، ایسی جلد بازی قرآنِ کریم کے ساتھ سخت بے ادبی اور توہین ہے۔ بہتر ہے کہ روزانہ اتنی مقدار میں قرآنِ پاک سنا جائے کہ ستائیسویں یا انتیسویں شب میں ایک ختم ہو جائے۔ (شامی بروت ۲/۴۳۳، ۲/۴۹۷) تاکہ اس بہانے اخیر مہینہ تک تراویح کی پابندی اور ذوق وشوق برقرار رہے، اور رمضان کا آخری عشرہ سستی اور کاہلی کی نذر نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

تراویح میں ختم قرآن پر لین دین درست نہیں

قرآنِ پاک کی تلاوت اور اس کا ختم مستقل عبادت ہے اس کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرنا اور طے کر کے یا معروف طریقہ پر ختم قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ’’قرآن پڑھا کرو اور اس کو کھانے کمانے کا ذریعہ مت بناؤ اور نہ اس سے مال ودولت کی کثرت حاصل کرو اور نہ اس سے اعراض کرو اور نہ اس میں غلو سے کام لو‘‘۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۴۰ رقم: ۷۸۲۵) حضرت واقدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زاذانؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص قرآنِ کریم کو کھانے کمانے کا ذریعہ بنائے گا وہ قیامت میں اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر ہڈی ہی ہڈی ہوگی گوشت نہ ہوگا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۳۸ رقم: ۷۸۲۴)

اسی بنا پر حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلفِ صالحین نے تراویح میں قرأتِ قرآن پر اجرت قبول نہیں کی۔

ابواسحٰق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں لوگوں کو تراویح پڑھائی، جب عید کا دن آیا تو ان کی خدمت میں عبید اللہ بن زیاد نے ایک جوڑا اور پانچ سو درہم پیش کئے، تو آپ نے انہیں لوٹا دیا اور فرمایا کہ ہم قرآنِ کریم پڑھنے پر کوئی اجرت نہیں لیا کرتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۳۷ رقم: ۷۸۲۱) اسی طرح کا واقعہ حضرت عمرو بن نعمان بن مقرنؒ سے بھی منقول ہے کہ ان کی خدمت میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تراویح میں قرآن سنانے پر دو ہزار درہم پیش کئے؛ لیکن موصوف نے صاف جواب دے دیا کہ ہم قرآن کو دنیا کمانے کے لئے نہیں پڑھتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۳۷ رقم: ۷۸۲۰)

ان روایات کی روشنی میں موجودہ دور کے اکابر اہلِ فتویٰ نے یہ فتویٰ جاری فرمایا ہے کہ تراویح میں ختم قرآن پر طے کر کے یا بلا طے کئے ہوئے لین دین شرعاً جائز نہیں ہے، تمام ہی معتبر فتاویٰ میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ ۳۹۲، باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ جدید ۵۱۷، فتاویٰ مظاہر علوم ۱/۴۸، امداد الفتاویٰ ۱/۴۸۱، کفایت المفتی قدیم ۳/۳۶۳ - ۳۶۵، فتاویٰ دارالعلوم ۴/۲۴۶، جواہر الفقہ ۱/۳۸۲، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۷/۱۷۶ - ۱۷۲، احسن الفتاویٰ ۳/۵۱۴، فتاویٰ رحیمیہ ۱/۳۴۹، کراچی ۶/۲۳۵ - ۲۴۵)

واضح رہے کہ تراویح میں قرآن کی سماعت پر بھی اجرت مقرر کرنا درست نہیں ہے۔ اس بارے میں حضرت تھانویؒ نے پہلے جواز کا فتوی دیا تھا، بعد میں رجوع فرمالیا، اور عدم جواز کا فتویٰ دیا، جو التذکیر والتہذیب میں ۲/۳۸۳ پر درج ہے۔ (بحوالہ ایضاح المسائل ۲۷)

بعض حضرات امامت اور تعلیم پر قیاس کرتے ہوئے تراویح میں ختم قرآن کی اجرت کے جواز کے قائل ہیں؛ لیکن ان حضرات کا یہ استدلال قیاس مع الفارق ہے کیوں کہ امامت وتعلیم ایسی ضرورتیں ہیں کہ جن کا نظم نہ ہونے سے نظام شریعت میں خلل آ سکتا ہے، جب کہ تراویح میں ختم قرآن اس درجہ کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ اگر ختم قرآن نہ ہوا تو دین خطرہ میں آجائے گا لہٰذا ختم قرآن اور امامت وتعلیم کو ضرورت کے اعتبار سے ایک درجہ میں رکھنا خلاف معقول ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ ختم قرآن کا حکم محض تلاوتِ مجردہ جیسا ہے جس پر اجرت کے جواز کا کوئی قائل نہیں ہے۔

دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ ختم تراویح پر لین دین کے رواج نے حفاظ کی حیثیت عرفیہ کو مجروح کر کے رکھ دیا ہے، جن جگہوں پر حفاظ کو اجرت دینے کا رواج ہے وہاں دینے والوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر وقیمت نہیں رہتی، اور حفاظ کی بے وقعتی دراصل دین کی بے وقعتی ہے؛ اس لئے ضروری ہے کہ ہم تراویح میں لین دین کی وبا پر روک لگائیں اور اللہ تبارک وتعالی پر توکل کرتے ہوئے ناجائز ذرائع آمدنی کو چھوڑ کر حلال آمدنی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالی ہمیں طمع وحرص سے محفوظ رکھے، آمین۔

آئندہ صفحات میں تراویح سے متعلق بعض اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

تراویح کی شرعی حیثیت

رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح کی بیس رکعات دس سلاموں سے پڑھنا مرد وعورت سب کے لئے سنتِ مؤکدہ ہے۔ **التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء إجماعاً.** (درمختار بیروت ۴۲۹/۲، زکریا ۴۹۳/۲، طحطاوی علی المراقی قدیم ۴۱۱-۴۱۲)

تراویح کا وقت

تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ بہتر ہے کہ وتر تراویح کے بعد پڑھی جائے لیکن اگر وتر کے بعد بھی تراویح پڑھیں تو بھی شرعاً درست ہے۔ **ووقتها بعد صلاة العشاء إلى الفجر قبل الوتر وبعده في الأصح.** (در مختار بیروت ۴۳۰/۲، زکریا ۴۹۳/۲-۴۹۴)

تراویح کی جماعت

تراویح کی مسجد میں با جماعت ادائیگی سنتِ کفایہ ہے اگر محلّہ کی مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہو تو سارے اہلِ محلّہ گنہ گار رہوں گے۔ **والجماعة فيها سنة على الكفاية فى الأصح فلو تركها أهل مسجد أثموا.** (در مختار بیروت ۴۳۱/۲، زکریا ۴۹۵/۲، عالمگیری ۱۱۶/۱)

تراویح کی نیت

نمازِ تراویح اور تمام سنن ونوافل اگرچہ مطلق نماز کی نیت سے درست ہو جاتی ہیں، لیکن بہتر اور احوط یہ ہے کہ تراویح کا باقاعدہ دل میں ارادہ کر کے نماز شروع کی جائے۔ **وكفى مطلق نية الصلاة وإن لم يقل لله لنفل وسنة راتبة وتراويح على المعتمد إذ تعيينها بوقوعها وقت الشروع والتعيين أحوط.** (در مختار بیروت ۸۵/۲-۸۶، زکریا ۹۴/۲)

تراویح میں کتنی مرتبہ ختم قرآن کیا جائے؟

تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ ختم قرآن سنت ہے اس سے زائد مستحب ہے۔ **والختم مرةً**

سنةٌ ومرتين فضيلةٌ وثلاثاً أفضل. (در مختار بيروت ٢/ ٤٣٣، زكريا ٢/ ٤٩٧، عالمگيری ١/ ١١٧)

ایک مسجد میں تراویح کی دو جماعتیں

ایک مسجد میں بیک وقت (مثلاً پہلی اور دوسری منزل میں الگ الگ جماعت کرنا) یا پے درپے (یعنی ایک جماعت ہونے کے بعد دوسری جماعت قائم کرنا) تراویح کی جماعت کرنا مکروہ ہے۔ ولو صلی التراویح مرتين في مسجد واحد يكره. (خانيه على هامش الهندية ١/ ٢٣٤)

حافظہ عورت کا تراویح میں قرآن سنانا

اگر کوئی حافظہ عورت اپنا قرآن یاد رکھنے کی غرض سے صرف اپنے گھر کی عورتوں کو تراویح میں قرآن سنائے تو یہ اگرچہ مکروہ ہے؛ لیکن فی الجملہ اس کی گنجائش ہے (بشرطیکہ اورکوئی فتنہ مثلاً دیگر گھروں یا محلوں کی خواتین کا اجتماع وغیرہ نہ ہو) ایسی صورت میں وہ صف کے درمیان میں کھڑی ہوکر امامت کرے گی۔ چناں چہ روایت میں ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رمضان المبارک کے مہینہ میں صف کے درمیان کھڑے ہوکر عورتوں کی امامت فرمایا کرتی تھیں۔ عن عائشة أم المؤمنين رضی اللّٰه تعالیٰ عنها أنها كانت تؤم النساء في شهر رمضان فتقوم وسطاً. قال محمدؒ: لا يعجبنا أن تؤم المرأة فإن فعلت قامت في وسط الصف مع النساء كما فعلت عائشة رضی اللّٰه عنها، وهو قول أبي حنيفةؒ. (كتاب الآثار للإمام محمدؒ ١/ ٢٠٣-٢٠٦، رمضان کے شرعی احکام، مفتی مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی ۲۷۴) وفي المصنف لابن أبي شيبة: عن أم الحسن أنها رأت أم سلمة رضی اللّٰه عنها زوج النبي ﷺ تؤم النساء تقوم معهن في صفهن. (المصنف لابن أبی شيبة ١/ ٤٠٣، بيروت ٣/ ٥٦٩ رقم: ٤٩٨٩)

مرد امام کا عورتوں کو تراویح پڑھانا

اگر مرد تراویح کی امامت کرے اور اس کے پیچھے کچھ مرد ہوں اور بقیہ پردہ میں عورتیں ہوں اور یہ امام عورتوں کی امامت کی نیت کرے تو یہ نماز شرعاً درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں،

اور اگر امام تنہا ہو بقیہ سب عورتیں ہوں تو نیت امامت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مقتدی عورتوں میں اس امام کی کوئی محرم رشتہ دار یا بیوی بھی شامل ہو ورنہ تنہا تمام اجنبیات کی امامت کرنا مکروہ ہوگا۔ **ویکره حضورهن الجماعة مطلقاً على المذهب كما تكره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولامحرم منه أو زوجته.**

(شامی کراچی ۱/٥٦٦، شامی زکریا ۲/۳۰۷)

تراویح میں ایک سلام سے تین رکعتوں کا حکم

اگر تین رکعتیں پڑھیں مگر دوسری رکعت پر قعدہ کرلیا تو دو صحیح ہوگئیں اور تیسری باطل ہوگئی، تیسری رکعت میں جو حصہ قرآن پڑھا ہے اسے دہرائیں، اور اگر ایک سلام سے تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو تینوں رکعتیں باطل ہوگئیں، ان میں پڑھا گیا قرآن دہرایا جائے گا۔ **لو صلى التطوع ثلاثاً ولم يقعد على الركعتين فالأصح أنه يفسد.** (شامی بیروت ۲/٤۲۱، زکریا ۲/٤۸۳، امداد الفتاویٰ حاشیہ ٤۹۷ – ٤۹۸ ۔ محشی مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری)

تراویح میں ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھنا

اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں، اور دوسری رکعت پر قعدہ کیا تو چاروں صحیح ہوگئیں۔

اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں اور قعدہ اولیٰ نہیں کیا اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلیا تو صرف اخیر کی دو رکعتیں معتبر ہوں گی اور پہلی دو رکعتیں باطل ہوجائیں گی؛ لہٰذا ان دو رکعتوں میں جو قرآن پڑھا ہے اسے دہرایا جائے گا۔ **وإن صلى أربع ركعات بتسليمة واحدة والحال أنه لم يقعد على ركعتين منها قدر التشهد تجزئ الأربع عن تسليمة واحدة أي عن ركعتين عند أبي حنيفةؒ وأبي يوسفؒ وهو المختار، اختاره الفقيه أبو جعفر وأبو بكر محمد بن الفضل قال قاضي خان وهو الصحيح لأن القعدة على رأس الثانية فرض في التطوع فإذا تركها كان ينبغي أن تفسد صلاته أصلاً كما هو قول محمدؒ وزفرؒ وهو القياس، وإنما جاز على قول أبي حنيفةؒ وأبي يوسفؒ**

استحساناً فأخذنا بالقياس في فساد الشفع الأول وبالاستحسان في حق بقاء التحريمة، وإذا بقيت صح شروعه في الشفع الثاني وقد أتمه بالقعدة فجاز عن تسليمة واحدة وقال الفقيه أبو الليث تنوب عن تسليمتين والصحيح الأول ولو قعد على رأس الركعتين جازت عن تسليمتين بالاتفاق حلبی کبیر ۴۰۸،امداد الفتاویٰ حاشیہ ۴۹۷، ۴۹۸ ـ محشی مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری) **لكن صححوا في التراويح أنه لو صلاها كلها بقعدة واحدة وتسليمة أنها تجزئ عن ركعتين.** (شامی زکریا ۴۸۳/۲)

تراویح میں ہر چار رکعت پر کچھ دیر بیٹھنا

تراویح کی بیس رکعات دس سلاموں سے پڑھی جائیں گی اور ان میں ہر ترویحہ (چار رکعت) اور وتر کے درمیان کچھ دیر توقف کرنا پسندیدہ ہے۔ **يجلس ندباً بين كل أربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر.** (شامی زکریا ۴۹۶/۲)

ترویحہ میں کیا پڑھیں؟

ترویحہ کے لئے کوئی خاص عبادت متعین نہیں ہے؛ بلکہ اختیار ہے خواہ ذکر اذکار کریں، تلاوت کریں یا تنہا تنہا نفل پڑھیں۔ اور بعض فقہاء سے تین مرتبہ یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے؛ لہٰذا جس کا جی چاہئے اسے بھی پڑھ سکتا ہے: **سبحان ذي الملك والملكوت سبحان ذي العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملك الحي الذي لاينام ولايموت، سبوح قدوس رب الملائكة والروح لاإلٰه إلا الله نستغفر الله نسألك الجنة ونعوذ به من النار.** (شامی بیروت ۴۳/۲، زکریا ۴۹۷/۲)

تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ گئیں

اگر کسی شخص کی تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ جائیں تو وہ ترویحہ کے وقفہ میں رکعات پوری کرلے، اگر پھر بھی رہ جائیں اور امام وتر پڑھانے کے لئے کھڑا ہوجائے تو امام

کے ساتھ اولاً وتر ادا کرے اس کے بعد اپنی چھوٹی رکعات پڑھے۔ **فلو فاته بعضها وقام الإمام إلى الوتر أوتر معه ثم صلى ما فاته.** (درمختار بیروت ۲/ ۴۳۱، زکریا ۲/ ۴۹۴)

اگر مسجد میں عشاء کی جماعت نہ ہو تو تراویح باجماعت نہ پڑھیں

جس مسجد میں عشاء کی نماز باجماعت نہ پڑھی گئی ہو؛ بلکہ سب نمازیوں نے تنہا تنہا نماز ادا کی ہو، تو اب اگر وہ باجماعت تراویح پڑھنا چاہیں تو یہ ان کے لئے بہتر نہیں ہے۔ **ولو تركوا الجماعة فى الفرض لم يصلوا التراويح جماعة لأنها تبع.** (درمختار بیروت ۲/ ۴۳۶، زکریا ۲/ ۴۹۹)

تنہا عشاء پڑھنے والے شخص کا تراویح اور وتر باجماعت پڑھنا

جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی ہو وہ اپنی فرض نماز تنہا پڑھ کر تراویح اور وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے، اس میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے۔ **فمصليه وحده يصليها معه.** (درمختار) **وفى الشامى: أما لو صليت بجماعة الفرض وكان رجل قد صلى الفرض وحده فله أن يصليها مع ذلك الإمام.** (شامی بیروت ۲/ ۴۳۶، زکریا ۲/ ۴۹۹)

رمضان میں وتر باجماعت افضل ہے

رمضان المبارک میں تراویح کے ساتھ وتر کی نماز بھی باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔ **وفيه أى رمضان يصلى الوتر وقيامه بها.** (درمختار بیروت ۲/ ۴۳۷، زکریا ۲/ ۵۰۱)

تراویح کی قضا نہیں ہے

اگر کسی شخص کی تراویح کی مکمل نماز کسی وجہ سے چھوٹ جائے اور اس کا وقت نکل جائے تو اب اس کی قضا کا حکم نہیں ہے، اگر پڑھے گا تو وہ محض نفل قرار پائے گی۔ **ولا تقض إذا فاتت أصلاً ولا وحده فى الأصح فإن قضاها كانت نفلاً مستحباً وليس بتراويح.**

(درمختار بیروت ۲/ ۴۳۱، زکریا ۲/ ۴۹۵)

ایک جگہ تراویح پڑھ کر دوسری جگہ تراویح میں شریک ہونا

اگر کوئی شخص ایک جگہ تراویح پڑھ چکا ہو یا پڑھا چکا ہو پھر دوسری جگہ جا کر نفل کی نیت سے تراویح کی جماعت میں شامل ہوجائے تو اس میں شرعاً حرج نہیں ہے۔ **ولو أم رجل في التراويح ثم اقتدیٰ بآخر في تراويح تلك الليلة أيضاً لايكره له ذلك، كما لو صلى المكتوبة إماماً ثم اقتدیٰ فيها متنفلاً بإمام آخر.** (حلبی کبیر ۴۰۸)

تراویح میں مراہق کا لقمہ دینا

مراہق کا تراویح میں لقمہ دینا جائز ہے۔ (مستفاد: محمود الفتاویٰ ۱/۴۸۹) **وفتح المراهق كالبالغ.** (هندية ۱/۹۹) **كتب إلى الحسن بن علي إذا فتح الصبي المراهق على الإمام هل تبقى صلاة الإمام صحيحة، قال: نعم.** (تاتارخانية زكريا ۲/۲۲٦ رقم: ۲۲٤۰)

مراہق سامع کو پہلی صف میں امام کے پیچھے کھڑا کرنا

مراہق سامع کے علاوہ اگر کوئی سامع نہ ہو تو اس کو ضرورۃً پہلی صف میں کھڑا کرنا جائز ہے۔ (مستفاد: محمود الفتاویٰ ۱/۴۸۹) **ثم الصبيان ظاهره تعددهم فلو واحداً دخل الصف.** (درمختار على الشامي زكريا ۲/۳۱٤) **لو كان المقتدي رجلاً وصبياً يصفهما خلفه لحديث أنسؓ فصففت أنا واليتيم وراءه والعجوز من ورائنا.** (شامي زكريا ۲/۳۱٤)

تراویح میں نابالغ کی امامت

تراویح میں بھی نابالغ شخص کی امامت مفتی بہ قول کے مطابق جائز نہیں ہے۔ **وذكر في بعض كتب الفتاویٰ أنه لايجوز أن يؤم البالغين في التراويح أيضاً وهو المختار الخ.**

(حلبی کبیر ۴۰۸)

تراویح میں دیکھ کر قرآن کریم پڑھنا

تراویح (یا کسی بھی نماز) میں قرآنِ کریم ہاتھ میں لے کر دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد

ہوجائے گی؛اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ **وقراء ته من مصحف مطلقاً.** (شامی کراچی ۱/ ۶۲۳، زکریا ۲/ ۳۸۳)

سجدۂ تلاوت کے بعد دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھنا

بعض مرتبہ تراویح کے دوران بے خیالی میں یہ صورت پیش آتی ہے کہ امام آیتِ سجدہ پڑھ کر جب سجدۂ تلاوت کرکے کھڑا ہوتا ہے تو سورۂ فاتحہ پڑھ کر آگے قرأت شروع کرتا ہے، تو شرعاً اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ **قرأ في صلاة الجمعة سورة السجدة وسجد لها ثم قال وقرأ الفاتحة وقرأ: ﴿تَتَجَافىٰ جُنُوْبُهُمْ﴾ لا سهو عليه لأنه لم يقرأ الفاتحة مرتين على الولاء.** (شامی ۲/ ۳۲)

سجدۂ تلاوت

قرآنِ پاک کی چودہ آیتوں کی تلاوت سے سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے۔ **یجب بسبب تلاوة اٰیة من أربع عشرة اٰیةً**. (تنویر الابصار مع الشامی ۵۷۵/۲)

ان آیات کے مضامین پرغور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں فرشتوں کی مشابہت کے لئے، کہیں ساری خلق خدا کے اظہار عبدیت کو اجاگر کرنے کے لئے، کہیں اہل معرفت افراد کے دلوں کی کڑھن ظاہر کرنے کے لئے اور کہیں حکم دے کر سجدہ کی تاکید کی گئی ہے۔

ذیل میں آیاتِ سجدہ کی تفصیل اور کچھ مسائل درج کئے جاتے ہیں:

(۱) آیتِ سجدہ: سورۂ اعراف

اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لاَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیُسَبِّحُوْنَہٗ وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ. (الاعراف آیت: ۲۰۶)

بے شک جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی بندگی سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاک ذات کو یاد کرتے ہیں اور اُسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

(۲) آیتِ سجدہ: سورۂ رعد

وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِیْ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعاً وَّکَرْھاً وَّظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ. (الرعد آیت: ۱۵)

اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں خوشی سے اور زور سے، اور ان کی پرچھائیاں صبح اور شام۔

(۳) آیتِ سجدہ: سورۂ نحل

وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِیْ السَّمٰوٰتِ وَمَا

اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو آسمان میں ہے اور جو

فِیْ الاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَالْمَلٰٓئِکَةُ وَھُمْ لَایَسْتَکْبِرُوْنَ. یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ. (النحل آیت: ۴۹-۵۰)

زمین میں ہے جانوروں میں سے اور فرشتے، اور وہ تکبر نہیں کرتے، ڈر رکھتے ہیں اپنے رب کا اپنے اوپر سے اور جو حکم پاتے ہیں کرتے ہیں۔

(۴) آیتِ سجدہ: سورۂ بنی اسرائیل

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّداً. وَیَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلاً. وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعاً.

(بنی اسرائیل آیت: ۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹)

جن کو علم ملا ہے اس کے پہلے سے جب ان کے پاس اس کو پڑھیں ٹھوڑیوں پر سجدہ میں گرتے ہیں، اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا، اور ٹھوڑیوں پر گرتے ہیں روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے ان کو عاجزی۔

(۵) آیتِ سجدہ: سورۂ مریم

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ، وَمِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْرَآءِیْلَ وَمِمَّنْ ھَدَیْنَا وَاجْتَبَیْنَا، اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّداً وَّبُکِیًّا. (مریم آیت: ۵۸)

یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا اللہ نے پیغمبروں میں آدم کی اولاد میں اور ان میں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کر لیا، اور ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد میں، اور ان میں جن کو ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا، جب ان کو رحمٰن کی آیتیں سنائے گرتے ہیں سجدہ میں اور روتے ہوئے۔

(۶) آیتِ سجدہ: سورۂ حج

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِیْ السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِیْ الْاَرْضِ

تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ، وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ، اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ. (الحج آیت: ۱۸)

اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی، اور بہت ہیں کہ ان پر عذاب ٹھہر چکا، اور جس کو اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں، اللہ جو چاہے کرتا ہے۔

(۷) آیتِ سجدہ: سورۂ فرقان

وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْراً. (الفرقان آیت: ۶۰)

اور جب ان سے کہیں رحمٰن کو سجدہ کرو، کہیں رحمٰن کیا ہے، کیا ہم سجدہ کرنے لگیں جس کو تو فرمائے؟ اور ان کا بدکنا بڑھ جاتا ہے۔

(۸) آیتِ سجدہ: سورۂ نمل

أَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ. أَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. (النمل آیت: ۲۵-۲۶)

کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں؟ اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو۔ اللہ ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں سوائے پرودگار تخت بڑے کا۔

(۹) آیتِ سجدہ: سورۂ سجدہ

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّداً وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ. (سجدہ آیت: ۱۵)

ہماری باتوں کو وہی مانتے ہیں کہ جب ان کو سمجھائے اس سے گر پڑیں سجدہ کرکر اور اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ پاک ذات کو یاد کریں اور وہ بڑائی نہیں کرتے۔

(۱۰) آیتِ سجدہ: سورۂ ص

وَظَنَّ دَاؤُدُ أَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعاً وَّاَنَابَ. فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ. (ص آیت: ۲۴-۲۵)

اور داؤد (علیہ السلام) کے خیال میں آیا کہ ہم نے اس کو جانچا پھر اپنے رب سے گناہ بخشوانے لگا اور جھک کر گر پڑا اور رجوع ہوا پھر ہم نے معاف کر دیا اس کو وہ کام، اور اس کے لئے ہمارے پاس مرتبہ اور اچھا ٹھکانا ہے۔

(۱۱) آیتِ سجدہ: حم سجدہ

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ، لاَ تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلاَ لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ. فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لاَ يَسْئَمُوْنَ. (حم سجده آیت: ۳۷-۳۸)

اور رات اور دن اور سورج اور چاند اس کی قدرت کے نمونے ہیں، سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو بنایا اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔ پھر اگر غرور کریں تو جو لوگ تیرے رب کے پاس پاکی بولتے رہتے ہیں اس کی رات اور دن اور وہ تھکتے نہیں۔

(۱۲) آیتِ سجدہ: سورۂ نجم

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ. وَتَضْحَكُوْنَ وَلاَ تَبْكُوْنَ. وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ. فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا.

(النجم آیت: ۵۹-۶۰-۶۱-۶۲)

کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوتا ہے۔ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو۔ سو سجدہ اور بندگی کرو اللہ کے آگے۔

(۱۳) آیتِ سجدہ: سورۂ انشقاق

فَمَا لَهُمْ لاَيُؤْمِنُوْنَ. وَاِذَا قُرِئَ

پھر کیا ہوا ہے ان کو جو یقین نہیں لاتے۔ اور جب

عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَايَسْجُدُوْنَ. پڑھئے ان کے پاس قرآن وہ سجدہ نہیں کرتے۔

(الانشقاق آیت: ۲۰-۲۱)

(۱۴) آیتِ سجدہ: سورۂ اقراء

كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ. کوئی نہیں مت مان اس کا کہا اور سجدہ کر اور نزدیک ہو۔ (اقرأ آیت: ۱۹)

پریشانیوں کے دفعیہ کے لئے ایک مجرب عمل

بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جو شخص ایک مجلس میں مذکورہ ۱۴؍ آیاتِ سجدہ پڑھ کر سجدے کرے اور پھر اپنے مقاصد کے لئے دعاء کرے، تو انشاء اللہ اس کی دعا رد نہیں کی جائے گی اور اس کی ضرورتیں پوری ہو جائیں گی۔ سب آیات اکٹھی پڑھ کر بعد میں سب کے سجدے ایک ساتھ بھی کر سکتا ہے؛ لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ ایک آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدہ کرے پھر دوسری آیت پڑھے اور سجدہ کرے، اسی طرح ۱۴؍ آیاتِ سجدہ پر الگ الگ سجدے کرے اور اخیر میں دعاء مانگے۔ **فائدة مهمة لدفع كل نازلة مهمة ينبغي الاهتمام بتعلمها وتعليمها. قال الشيخ الإمام النسفي في الكافي: من قرأ آي السجدة كلها في مجلس واحد وسجد بتلاوته لكل اٰية منها سجدة كفاه اللّٰه تعالٰى ما أهمه من أمر دنياه واٰخرته.** (مراقی الفلاح علی نور الایضاح) **قال في الدر: ظاهره أنه يقرؤها أولاً ثم يسجد ويحتمل أن يسجد لكل بعد قراءتها. قلت: والثاني أولٰى لما تقدم أن تاخيرها مكروه تنزيهاً.** (طحطاوی علی المراقی ۵۰۱)

سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے اسباب

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے فی الجملہ تین اسباب ہیں:

(۱) خود آیتِ سجدہ کی تلاوت کرنا۔

(۲) کسی اہلیت رکھنے والے کی تلاوت کوسننا۔

(۳) نماز باجماعت میں امام کی اقتداء میں مقتدی پر سجدہ کا وجوب جب کہ اسے امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کا موقع ملے (خواہ مقتدی نے سجدہ کی آیت کو امام سے سنا ہو یا نہ سنا ہو) **وذكر في المجتبىٰ أن الموجب للسجدة أحد ثلاثةٍ: التلاوة والسماع والإتمام الخ، فإنه لايشترط سماع المؤتم بل ولا حضوره عند تلاوة الإمام.** (شامی زکریا ۵۷۷/۲)

سجدۂ تلاوت کے اہلیت کے شرائط

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لئے وہی اہلیت شرط ہے جو نماز کے فرض ہونے کے لئے شرط ہے۔ مثلاً مسلمان ہونا، عاقل وبالغ ہونا اور حیض ونفاس سے پاک ہونا۔ **علی من كان متعلق بيجب أهلاً لوجوب الصلاة لأنها من أجزائها الخ (در مختار) وفي الشامي: قال في البحر وغيره فيشترط لوجوبها أهلية لوجوب الصلاة من الإسلام والعقل والبلوغ والطهارة من الحيض والنفاس.** (شامی زکریا ۵۸۱/۲، زکریا ۵۸۰/۲-۵۸۱)

سجدۂ تلاوت کے شرائط

سجدۂ تلاوت صحیح ہونے کے لئے وہ تمام شرائط ہیں جو نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہیں، مثلاً بدن اور جگہ کی پاکی وغیرہ؛ البتہ سجدۂ تلاوت میں الگ سے تکبیرِ تحریمہ اور متعین آیتِ سجدہ کی نیت کرنا لازم نہیں ہے۔ **بشروط الصلاة المتقدمة خلا التحريمة ونية التعيين.**

(درمختار زکریا ۵۷۹/۲)

کتنی آیت پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؟

کیا سجدۂ تلاوت کے وجوب کے لئے پوری آیتِ سجدہ پڑھنا شرط ہے؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ راجح اور صحیح قول یہ ہے کہ وجوبِ سجدہ کے لئے پوری آیتِ سجدہ پڑھنی ضروری ہے؛ لیکن اگر پوری آیت پڑھی اور سجدہ والا حرف نہ پڑھا تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

قال الشامي: والأحسن والظاهر أن هذا الاختلاف مبنى على أن السبب تلاوة اٰية تامة كما هو ظاهر إطلاق المتون الخ، ولو قرأ اٰية السجدة كلها إلا الحرف الذى اٰخرها لايجب عليه السجود الخ إلا الحرف الخ الكلمة التى فيها مادة السجود. (شامی زکریا ۲/۵۷۵-۵۷٦)

سجدہ کی آیت لکھنے سے سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا

اگر کوئی شخص قلم یا کمپیوٹر یا ٹائپ رائٹر وغیرہ سے سجدہ کی آیت تحریر کرے؛ لیکن زبان سے نہ پڑھے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔ **بسبب تلاوةٍ احترز عما لو كتبها أو تهجاها فلا سجود عليه.** (شامی زکریا ۲/۵۷۵)

آیتِ سجدہ کو ہجے کر کے پڑھنا

اگر سجدہ کی آیت کے الگ الگ حروف ہجے کر کے پڑھے تو اس کے پڑھنے یا سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ **ولا بالتهجى لأنه لايقال قرأ القراٰن وإنما قرأ الهجاء.**

(شامی زکریا ۲/۵۸۳)

سجدۂ تلاوت کے افعال

سجدۂ تلاوت کا اصل رکن سجدہ (یا اس کے قائم مقام مثلاً: نمازی کا سجدۂ تلاوت کی جگہ رکوع کرنا یا مریض اور مسافر کا اشارہ کرنا) ہے، اور سجدہ سے پہلے اور بعد میں دو تکبیریں کہنا مسنون ہے، اور بہتر یہ ہے کہ سجدہ سے پہلے کھڑے ہوکر سجدہ میں جائے اور سجدہ کے بعد بھی سیدھا کھڑا ہو (لیکن یہ لازم نہیں اگر بیٹھے بیٹھے بھی سجدہ کرلے گا تو بھی کوئی حرج نہیں) اور سجدۂ تلاوت میں تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے اور نہ سجدہ کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھا جائے گا اور نہ ہی سلام پھیرا جائے گا۔ **وركنها السجود أو بدله كركوع مصلٍ وإيماء مريض وراكبٍ وهي سجدةٌ بين تكبيرتين مسنونتين جهراً وبين قيامين مستحبين بلا رفع يدٍ وتشهدٍ وسلامٍ.** (شامی زکریا ۲/۵۸۰)

سجدۂ تلاوت کے دوران کیا پڑھے؟

اگر فرض نماز میں سجدۂ تلاوت کی نوبت آئے تو سجدہ میں نماز والی تسبیح: "سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلیٰ"، پڑھے، اور اگر نفل نماز ہو تو تسبیح کے ساتھ دیگر دعائیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر نماز سے باہر سجدۂ تلاوت ادا کر رہا ہو تو سجدہ میں ماثور دعائیں بھی پڑھنا مناسب ہے۔ **فإن كانت السجدة في الصلاة فإن كانت فريضةً قال: "سبحان ربي الأعلى" أو نفلاً قال ما شاء مما ورد الخ، وإن كان خارج الصلاة قال كلما أثر من ذلك وأقرّه في الحلية والبحر والنهر وغيرها.** (شامی زکریا ۲/ ۵۸۰- ۵۸۱)

مقتدی اگر امام کے پیچھے آیتِ سجدہ پڑھے تو اس پر سجدہ واجب نہ ہوگا

اگر کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو اور وہ اپنے طور پر آیتِ سجدہ کی تلاوت کر لے تو اس پر سجدہ واجب نہ ہوگا، نہ نماز کے دوران اور نہ اس کے بعد۔ **ولو تلاها المؤتم لم يسجد المصلي أصلاً لا في الصلاة ولا بعدها.** (درمختار زکریا ۲/ ۵۷۸)

نمازی کا رکوع اور سجدہ میں آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے رکوع یا سجدہ یا تشہد کی حالت میں آیتِ سجدہ تلاوت کرے تو اس پر سجدہ واجب نہ ہوگا۔ **ومن تلا في ركوعهٖ أو سجودهٖ أو تشهدهٖ فإنه لاسجود عليه بتلاوتهم لحجرهم عنها.** (شامی زکریا ۲/ ۵۷۷)

کیا آیتِ سجدہ کا ترجمہ سننے سے سجدہ واجب ہے؟

اگر آیتِ سجدہ کا ترجمہ کسی نے پڑھا یا سنا، اور وہ یہ جانتا ہے کہ یہ آیتِ سجدہ ہی کا ترجمہ ہے تو اس پر احتیاطاً سجدۂ تلاوت واجب ہے، اور اگر اسے یہ پتہ نہ ہو کہ یہ آیتِ سجدہ کا ترجمہ ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم نہیں ہے۔ **ولو بالفارسية إذا أخبر (درمختار) وعندهما إن علم السامع أنه يقرأ القراٰن لزمته وإلا فلا. (بحر) وفي الفيض: وبهٖ يفتيٰ. وفي النهر:**

عن السراج أن الإمام رجع إلى قولهما وعليه الاعتماد الخ. (شامی زکریا ۲/ ۵۷۷، تقریرات رافعی ۱/ ۱۰۵)

وقتِ مکروہ میں سجدۂ تلاوت کا حکم

اگر وقتِ مکروہ میں کسی شخص پر سجدۂ تلاوت واجب ہوا اور اسی وقت اس نے ادا کر لیا تو ادا ہوجائے گا؛ لیکن اگر غیر مکروہ وقت میں سجدۂ تلاوت واجب ہوا تھا تو اب مکروہ وقت میں اس کی ادائیگی درست نہ ہوگی۔ وكذا يشترط لها الوقت حتى لو تلاها أو سمعها في وقت غير مكروهٍ فأداها في مكروه لا تجزيه، لأنها وجبت كاملةً إلا إذا تلاها في مكروهٍ وسجدها فيه أو في مكروهٍ آخر جاز لأنه أداها كما وجبت. (شامی زکریا ۲/ ۵۷۹)

سجدۂ تلاوت کو فاسد کرنے والی چیزیں

سجدۂ تلاوت کے دوران اگر حدث لاحق ہوجائے یا گفتگو کر لے یا قہقہہ پیش آجائے تو سجدۂ تلاوت فاسد ہوجائے گا اور اسے دوبارہ سجدہ کرنا ہوگا؛ البتہ قہقہہ کی وجہ سے اس پر وضو لازم نہیں۔ (ويفسدها ما يفسدها) أي ما يفسد الصلاة من الحدث العمد والكلام والقهقهة وعليه إعادتها الخ إلا أنه لاوضوء عليه في القهقهة. (شامی زکریا ۲/ ۵۷۹)

عورت کی محاذات میں سجدۂ تلاوت ادا کرنا

اگر عورت کی محاذات یا اس کے قریب رہتے ہوئے سجدۂ تلاوت ادا کیا تو بھی وہ درست ہوجائے گا، فاسد نہ ہوگا۔ وكذا محاذاة المرأة لا تفسدها كصلاة الجنازة.

(شامی زکریا ۲/ ۵۷۹)

جنبی کا حالتِ جنابت میں آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص حالتِ جنابت میں سجدہ کی آیت پڑھے تو اس پر بھی پاک ہونے کے بعد سجدۂ تلاوت ادا کرنا لازم ہے۔ أو قضاءً كالجنب. (شامی زکریا ۲/ ۵۸۱)

نشہ کی حالت میں آیتِ سجدہ پڑھنا

اگرکسی شخص نے شراب وغیرہ ناجائز اشیاء استعمال کیں جس سے اس پرنشہ چڑھ گیا اور اسی حالت میں اس نے آیت سجدہ کی تلاوت کی، تو اس پر بعد میں سجدۂ تلاوت ادا کرنا لازم ہے؛ لیکن اگرکسی جائز چیز کے استعمال سے اتفاقاً نشہ کی کیفیت پیدا ہوجائے، یا مجبوری اور اضطراری حالت میں نشہ کی چیز کے استعمال سے مدہوشی طاری ہوگئی، تو اس حالت میں آیتِ سجدہ پڑھنے سے اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا، بشرطیکہ اسے نشہ سے افاقہ کے بعد آیتِ سجدہ پڑھنا یاد نہ ہو۔ **والسكران لأنه اعتبر عقله قائماً حكماً زجراً له ولهٰذا تلزمه العبادات كما في المحيط، ومفاده أنه لو سكر من مباحٍ كما لو أساغ به لقمة أو أكره عليه لم تجب عليه إذا تلاها أو سمعها إذا كان بحال لايميز ما يقول وما يسمع حتى أنه لايتذكره بعد الصحو.** (شامی زکریا ۲/ ۵۸۱)

سوتے ہوئے آیتِ سجدہ پڑھنا

اگرکوئی شخص سجدہ کی آیت پڑھے اور جاگنے کے بعد اسے بتایا جائے کہ اس نے سجدہ کی آیت پڑھی ہے تو اس پرسجدۂ تلاوت واجب ہے یانہیں؟ اس بارے میں فقہ میں دو روایتیں ہیں: ایک روایت کے اعتبار سے واجب ہے، اور دوسری روایت کے اعتبار سے واجب نہیں ہے۔ (اس لئے احتیاط یہی ہے کہ سجدہ کرلیا جائے) **والنائم أي إذا أخبر أنه قرأها في حالة النوم تجب عليه وهو الأصح . (تاتارخانيه) وفي الدراية: لاتلزمه هو الصحيح (امداد) ففيه اختلاف التصحيح.** (شامی زکریا ۲/ ۵۸۱)

سوتے ہوئے شخص سے آیتِ سجدہ سننا

اگرکسی سونے والے شخص نے سوتے ہوئے آیتِ سجدہ پڑھی، تو سننے والے پرسجدۂ تلاوت واجب ہوگا یانہیں؟ اس بارے میں دوقول ہیں، راجح یہ ہے کہ واجب نہ ہوگا۔ **ولو سمعها من**

نائم أو مغمى عليه أو مجنون ففيه روايتان أصحهما لايجب. (شامی زکریا ۵۸۲/۲)

کافر کا آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص حالتِ کفر میں آیتِ سجدہ پڑھے تو اگر چہ خود اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں، لیکن اگر کوئی مسلمان اس کو آیتِ سجدہ پڑھتے ہوئے سن لے تو اس مسلمان پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ **کل من لا تجب عليه الصلاة ولا قضاء ها كالحائض والنفساء والكافر والصبي والمجنون ليس عليهم بالتلاوة والسماع سجود ويجب على السامع منهم إذا كان أهلاً.** (تقریرات رافعی ۱۰۵ مع الشامی ۲)

بچہ کا آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر بچہ آیتِ سجدہ پڑھے اور وہ تمیز دار ہو تو اگر چہ بچہ پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں؛ لیکن اس سے آیتِ سجدہ سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ **وهذا التعليل يفيد التفصيل في الصبي فليكن هو المعتبر إن كان مميزاً وجب بالسماع منه وإلا فلا، واستحسنه في الحلية.** (شامی زکریا ۵۸۱/۲)

مجنون شخص کا آیتِ سجدہ پڑھنا

مجنون کے تین درجات ہیں: (۱) جنون کا سلسلہ ایک دن رات کے اندر اندر رہنا، ایسی صورت میں آیتِ سجدہ پڑھنے سے خود پڑھنے والے اور اس سے سننے والے دونوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔

(۲) اگر جنون کا سلسلہ ایک دن رات سے زیادہ ہے؛ لیکن بعد میں افاقہ بھی ہو جاتا ہے تو پڑھنے والے پر تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں؛ لیکن اس سے سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہے۔

(۳) اور اگر جنون کا سلسلہ اس طرح مسلسل ہے کہ کبھی افاقہ ہی نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں نہ تو پڑھنے والے پر سجدہ واجب ہوگا اور نہ اس کے سننے والے پر۔ (والتفصیل فی الشامی زکریا ۵۸۲/۲)

آیتِ سجدہ کی بازگشت

اگر کوئی شخص آیتِ سجدہ کی صدائے بازگشت (پہاڑ یا بڑی عمارتوں سے ٹکرا کر آنے والی آواز) کو سنے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔ **لاتجب بسماعه من الصدیٰ (درمختار) هو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاریٰ ونحوهما کما فی الصحاح.** (شامی زکریا ۵۸۳/۲)

ریڈیو پر آیتِ سجدہ کی تلاوت

اگر ریڈیو پر آیتِ سجدہ پڑھی جائے تو سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے، کیوں کہ ریڈیو کے اکثر پروگرام پہلے سے ٹیپ کر کے نشر کئے جاتے ہیں؛ البتہ اگر براہ راست ٹیلی کاسٹ ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں آیتِ سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہونا چاہئے، کیوں کہ اسے لاؤڈاسپیکر کے درجہ میں رکھا جاسکتا ہے۔ **لا تجب بسماعه من الصدیٰ (درمختار) هو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاریٰ ونحوهما کما فی الصحاح.**

(شامی زکریا ۵۸۳/۲)

ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سننے کا حکم

ٹیپ ریکارڈ میں بھری جانے والی آواز بھی بظاہر صدائے بازگشت کے مشابہ ہے، اس لئے اکثر مفتیان ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سننے کو موجبِ سجدۂ تلاوت قرار نہیں دیتے؛ لیکن بعض محقق علماء کی رائے یہ ہے کہ ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت واجب ہونا چاہئے؛ کیوں کہ جب وہ آواز آلۂ غیر مختار سے نکل رہی ہے تو اس کا انتساب آلہ کی طرف نہ ہو کر تلاوت کرنے والے ہی کی طرف ہوگا، جس کی اہلیت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ بریں بناء احتیاط یہ ہے کہ ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سن کر سجدۂ تلاوت کرلیا جائے۔ (مستفاد: فتویٰ نویسی کے رہنما اصول جدید ایڈیشن ۱۲۶-۱۲۷)

پرندہ سے آیتِ سجدہ سننا

اگر کسی مینا یا طوطا وغیرہ کو سجدہ کی کوئی آیت رٹا دی جائے تو اسے سننے والے پر سجدہ واجب

نہ ہوگا۔ **لا تجب بسماعه من الصدى والطير هو الأصح، زيلعي وغيره. وقيل تجب. وفي الحجة: هو الصحيح، تتارخانيه. قلت: والأكثر على تصحيح الأول، وبه جزم في نور الإيضاح.** (شامی زکریا ۲/۵۸۳)

مقتدی کا جہراً آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص کسی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو اور اسی دوران آیتِ سجدہ پڑھ دے تو خود اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا اور اگر اس نے اتنی زور سے آیتِ سجدہ پڑھی کہ دوسروں نے سن لی تو اس میں قدرے تفصیل ہے:

(۱) اگر سننے والا اسی مقتدی کی نماز کے ساتھ شامل ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

(۲) اگر سننے والا اپنی نماز الگ پڑھ رہا ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم ہو جائے گا؛ لیکن وہ نماز سے فارغ ہو کر اسے ادا کرے گا۔

(۳) اسی طرح اگر مقتدی سے آیتِ سجدہ سننے والا نماز نہ پڑھ رہا ہو تو بھی اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ **ولا من المؤتم لو كان السامع في صلاته أي صلاة المؤتم بخلاف الخارج (در مختار) أي عن صلاة المؤتم التالي إماماً كان أو مؤتماً أو منفرداً أو غير مصلٍ أصلاً.** (شامی زکریا ۲/۵۸۳) **ولو سمع المصلي من غيره لم يسجد فيها بل بعدها.** (شامی زکریا ۲/۵۷۸)

سجدۂ تلاوت میں تاخیر مکروہ تنزیہی ہے

بہتر ہے کہ سجدۂ تلاوت جلد از جلد ادا کرلے اگر بلا وجہ تاخیر کرے گا تو کراہتِ تنزیہی لازم آئے گی۔ **ويكره تاخيرها تنزيهاً.** (شامی زکریا ۲/۵۸۳)

اگر سجدۂ تلاوت کا سر دست موقع نہ ہو؟

اگر کسی شخص پر تلاوت یا آیتِ سجدہ سننے کی بناء پر سجدۂ تلاوت واجب ہوا؛ لیکن کسی وجہ سے

وہ اس وقت فوراً سجدہ نہیں کرسکتا، تو مستحب یہ ہے کہ اس وقت یہ آیت پڑھ لے: ﴿سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَإِلَیْکَ الْمَصِیْرُ. البقرة: ٢٨٥﴾ اور پھر بعد میں جب موقع ملے سجدۂ تلاوت ادا کرلے۔ **یستحب للتالی أو السامع إذا لم یمکنه السجود أن یقول: ﴿سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا، غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَإِلَیْکَ الْمَصِیْرُ﴾.** (شامی زکریا ٥٨٣/٢)

سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کے لئے آیتِ سجدہ کی تعیین ضروری نہیں

اگر کسی شخص نے متعدد آیاتِ سجدہ پڑھیں اور وہ ان کے سجدۂ تلاوت بیک وقت ادا کرنا چاہتا ہے تو ہر ہر آیت کی تعیین کے ساتھ سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ بلا تعیین واجب شدہ سجدوں کو گن کر سجدہ کرلینے سے بھی واجب ادا ہوجائے۔ **ویکفیه أن یسجد عدد ما علیه بلا تعیینٍ ویکون مؤدیاً.** (الدر مع الشامی زکریا ٥٨٣/٢)

نماز میں آیتِ سجدہ کی تلاوت

اگر (امام یا منفرد) نماز کے دوران آیتِ سجدہ پڑھے تو فوراً سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے۔ **إن لم تکن صلویةً فعلی الفور لصیرورتها منها ویأثم بتاخیرها.** (درمختار زکریا ٥٨٤/٢)

نماز کے دوران سجدہ میں کتنی تاخیر کی گنجائش ہے؟

نماز میں آیتِ سجدہ پڑھنے کے بعد تین آیتوں کے بقدر تلاوت سے پہلے پہلے سجدۂ تلاوت یا رکوع کرلینا چاہئے ورنہ بالقصد ایسا کرنے میں تاخیر کا گناہ ہوگا۔ **ویأثم بتاخیرها (درمختار) ثم تفسیر الفور عدم طول المدة بین التلاوة والسجدة بقراءة أکثر من اٰیتین أو ثلاث.** (شامی زکریا ٥٨٤/٢) **وتؤدی برکوع صلاة إذا کان الرکوع علی الفور من قراءة اٰیة أو اٰیتین وکذا الثلاث علی الظاهر.** (درمختار زکریا ٥٨٦/٢)

نماز میں جان بوجھ کر سجدۂ تلاوت چھوڑ دینا

اگر نماز میں آیتِ سجدہ پڑھی اور قصداً سجدۂ تلاوت چھوڑ دیا تو اگرچہ وہ گنہ گار رہوگا اور اس پر

توبہ لازم ہوگی؛ لیکن نماز درست ہوجائے گی، اوراس سجدہ کی بعد میں قضالازم نہ ہوگی۔ **ولو تلاها في الصلاة سجدها فيها لا خارجها لما مر. وفي البدائع: وإذا لم يسجد أثم فتلزمه التوبة (درمختار) وهو مقيد أيضاً بما إذا تركها عمداً حتى سلم وخرج من حرمة الصلاة.** (شامی زکریا ۲/۵۸۵)

نماز میں سجدۂ تلاوت بھول گیا

اگرنماز میں آیتِ سجدہ پڑھی مگرسجدۂ تلاوت فوراً کرنا بھول گیا، تو منافیٔ نماز عمل کرنے سے پہلے جب بھی یاد آجائے تو سجدۂ تلاوت ادا کرلے اس کے بعد سجدۂ سہو کرکے نماز مکمل کرے۔ **أما لو سهواً وتذكرها ولو بعد السلام قبل أن يفعل منافياً يأتي بها ويسجد للسهو.**

(شامی زکریا ۲/۵۸۵)

امام کا خطبۂ جمعہ میں آیتِ سجدہ پڑھنا

اگرامام خطبۂ جمعہ وعیدین میں کوئی آیتِ سجدہ پڑھے تو امام پر اور جن لوگوں نے آیتِ سجدہ سنی ہے ان پرسجدۂ تلاوت کرنا واجب ہوگا۔ (جن لوگوں نے آیتِ سجدہ نہیں سنی ان پرسجدہ واجب نہیں) **ولو تلا على المنبر سجد وسجد السامعون (درمختار) أى لاغير هم بخلاف الصلاة.** (شامی زکریا ۲/۵۹۸)

آیتِ سجدہ کے مختلف کلمات الگ الگ افراد سے سننا

سجدۂ تلاوت کے وجوب کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ لفظ سجدہ کے ساتھ اکثر آیت کا پڑھنے والا ایک ہی شخص ہو، لہٰذا اگرایک آیتِ سجدہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے الگ الگ افراد نے پڑھی تو سننے والے پرسجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ **ولو سمع اٰية سجدة من قوم من كل واحد منهم حرفاً لم يسجد لأنه لم يسمعها من تالٍ (خانيه) فقد أفاد أن اتحاد التالي شرط.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۵۹۶)

آیتِ سجدہ آہستہ پڑھنا افضل ہے

اگر کوئی شخص جہراً تلاوت کررہا ہو اور وہاں ایسے لوگ بھی موجود ہوں جو اپنے کاموں میں مشغولی کی وجہ سے سجدہ کے لئے تیار نہ ہوں تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ جب آیتِ سجدہ آئے تو آہستہ پڑھے؛ تاکہ سننے والوں پر سجدہ ہی نہ ہو۔ **واستحسن إخفائها عن سامع غير متهيئ للسجود (درمختار) لأنه لو جهر بها لصار موجباً عليهم شيئاً ربما يتكاسلون عن أدائه فيقعون في المعصية.** (شامی زکریا ۲/۵۹۶)

ایک مجلس میں متعدد بار ایک آیتِ سجدہ پڑھنا یا سننا

اگر ایک مجلس میں ایک ہی آیتِ سجدہ بار بار پڑھی یا ایک ہی مجلس میں رہتے ہوئے اسے بار بار سنا تو ایک ہی مرتبہ سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ **وفي مجلس واحد لا تتكرر بل كفته واحدة.** (درمختار زکریا ۲/۵۹۰-۵۹۱)

تکرار وجوب سجدۂ تلاوت کی صورتیں

آیاتِ سجدہ کے متعدد بار واجب ہونے کے لئے تین میں سے ایک بات کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) **آیاتِ سجدہ کا الگ الگ ہونا**: یعنی اگر ایک مجلس میں بیٹھ کر متعدد آیاتِ سجدہ پڑھیں تو ہر ایک پر الگ سجدہ واجب ہوگا، یہ نہیں کہا جائے گا کہ مجلس ایک ہے لہٰذا ایک ہی سجدہ واجب ہو کیوں کہ ہر آیت مستقل طور پر وجوبِ سجدہ کا سبب ہے۔

(۲) **سننے والے کا ایک مجلس میں متعدد آیاتِ سجدہ سننا**: یعنی اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں بیٹھے بیٹھے دوسرے شخص یا اشخاص سے الگ الگ آیاتِ سجدہ سنیں تو ہر آیت سجدہ پر مستقل سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔

(۳) **پڑھنے والے یا سننے والے کی مجلس بدل جانا**: یعنی ایک آیتِ

سجدہ ایک مجلس میں پڑھی یا سنی پھر مجلس بدل گئی تو بعد میں اگر چہ وہی آیت دہرائی گئی تو دوبارہ سجدہ واجب ہوگا، اور مجلس کی تبدیلی کی دو شکلیں ہیں:

الف: حقیقی: مثلاً ایک جگہ سے اٹھ کر دو چار قدم اِدھر اُدھر چلے جانا یا مسجد یا کمرہ سے باہر نکل جانا۔

ب: حکمی: مثلاً ایک مجلس میں بیٹھے بیٹھے کسی ایسے کام میں مشغول ہو جانا جو عرف میں الگ سمجھا جاتا ہے جیسے پڑھتے پڑھتے درمیان میں دستر خوان بچھا کر کھانے لگنا وغیرہ، تو ان اعمال کے بعد اگر وہی آیت دوبارہ پڑھے گا پھر بھی مکرر طور پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ **ولو كررها في مجلسين تكررت** (درمختار) **الأصل أنه لايتكرر الوجوب إلا بأحد أمور ثلاثة: اختلاف التلاوة أو السماع أو المجلس، أما الأولان: فالمراد بهما اختلاف المتلو والمسموع، حتى لو تلا سجدات القرآن كلها أو سمعها في مجلس أو مجالس وجبت كلها. وأما الأخير فهو قسمان: حقيقي بالانتقال منه إلى اٰخر بأكثر من خطوتين الخ. وحكمي، وذٰلك بمباشرة عمل يعد في العرف قطعاً لما قبله، كما لو تلا ثم أكل كثيراً أو نام الخ.** (شامی زکریا ۲/۵۹۰-۵۹۱)

ایک آیتِ سجدہ متعدد لوگوں سے سننا

اگر ایک آیتِ سجدہ ایک مجلس میں کئی لوگوں سے سنی اور خود بھی پڑھ لی تو بھی ایک ہی سجدہ کافی ہو جائے گا۔ **وفي البزازية: سمعها من آخر ومن اٰخر أيضاً وقرأها كفت سجدة واحدة في الأصح لاتحاد الآية والمكان.** (شامی زکریا ۲/۵۹۱)

چلتی سواری پر آیتِ سجدہ کا تکرار

اگر چلتی سواری مثلاً ٹرین، ہوائی جہاز، کشتی اور بس وغیرہ میں ایک ہی آیتِ سجدہ متعدد بار پڑھی تو بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا؛ البتہ اگر کسی جانور گھوڑے یا اونٹ وغیرہ پر سواری کر رہا ہے تو ہر مرتبہ کے لئے الگ سجدہ کرنا ہوگا۔ **بخلاف زوايا مسجد وبيت وسفينة سائرة الخ.** (درمختار زکریا ۲/۵۹۳) **وإذا قرأها مراراً على الدابة والدابة تسير فإن كان في**

الصلاة تكفيه سجدة واحدة، وإن كان خارج الصلوٰة يلزمه لكل مرة سجدة وإذا قرأها في السفينة والسفينة تجري يكفيه سجدة واحدة. (تاتارخانية زكريا ۲/۱/۲ ۴۷)

نوٹ: بظاہر کار اور موٹر سائیکل کا حکم جانور کی سواری کے مانند معلوم ہوتا ہے کہ اس میں خارج نماز تکرارِ آیت سے تکرارِ سجدہ لازم ہوگا۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۴/۶۷)

آیتِ سجدہ پڑھ کر وہی آیت نماز میں دہرانا

اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں آیتِ سجدہ پڑھی پھر مجلس بدلے بغیر وہ نماز میں مشغول ہوگیا اور نماز میں اس نے وہی آیتِ سجدہ دوبارہ پڑھی تو نماز میں کیا جانے والا سجدۂ تلاوت نماز سے خارج پڑھی گئی آیتِ سجدہ کی طرف سے بھی کافی ہوجائے گا، حتی کہ اگر اس نے نماز میں سجدۂ تلاوت نہیں کیا تو اس سے دونوں آیتوں کے سجدے ساقط ہوجائیں گے اور وہ ترک سجدہ پر گنہ گار ہوگا۔ ولو لم يسجد أولاً كفته واحدة لأن الصلاتية أقوىٰ من غيرها فتستتبع غيرها وإن اختلف المجلس، ولو لم يسجد في الصلاة سقطتا في الأصح وأثم. (درمختار) وشرط في البحر اتحاده الخ. وينبغي ترجيح ما في البحر الخ. (شامی زكريا ۲/۵۹۰)

نماز کے رکوع سے سجدۂ تلاوت کی ادائیگی

اگر نماز میں آیتِ سجدہ پڑھی اور اس کے فوراً بعد (دو یا تین آیتوں کے بعد) رکوع کرلیا اور رکوع میں سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کرلی تو اسی رکوع سے سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے گا، اور اگر تین آیتوں سے تاخیر ہوگئی تو اب رکوع کافی نہ ہوگا؛ بلکہ الگ سے سجدہ کرنا ہوگا۔ وتؤدى بركوع صلاة إذا كان الركوع على الفور من قراءة اٰية أو اٰيتين، وكذا الثلاث على الظاهر كما في البحر إن نواه أي كون الركوع لسجود التلاوة على الراجح. (درمختار زكريا ۲/۵۸۶-۵۸۷)

بہتر ہے کہ امام رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرے

اگر چہ نیت کرنے سے رکوع کے ساتھ سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے؛ تاہم امام کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ رکوع کے ساتھ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرے؛ بلکہ یا تو مستقل سجدہ کرے یا آیتِ سجدہ پڑھنے کے فوراً بعد جب نماز کا سجدہ آئے تو اسی کے ساتھ سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کرلے، پس ایسی صورت میں بالاتفاق امام ومقتدی سب کا سجدہ ادا ہوجائے گا، چاہے سجدۂ تلاوت کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ **والظاهر أن المقصود بهٰذا الاستدراک التنبيه على أنه ينبغي للإمام أن لا ينويها في الركوع؛ لأنه إذا لم ينوها فيه ونواها في السجود أو لم ينوها أصلاً لا شيء على المؤتم؛ لأن السجود هو الأصل فيها.** (شامی زکریا ۲/۵۸۸)

مقتدی کا امام کے ساتھ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرنا

اگر مقتدی نے امام کے ساتھ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی ہے، تو اس کی نماز بلاشبہ درست ہوجائے گی۔ **فإذا ركع إمامه فوراً يلزمه أن ينويها فيه احتياطاً لاحتمال أن الإمام نواها فيه.** (شامی زکریا ۲/۵۸۸)

آیتِ سجدہ کا علم نہ ہونے کی وجہ سے امام کے ساتھ مقتدی نے سجدہ کی نیت نہیں کی؟

جس مقتدی کو امام کے آیتِ سجدہ پڑھنے کا علم ہی نہیں ہوا، وہ اس بارے میں شرعاً معذور ہے، پس امام کا رکوع میں سجدہ کی نیت کرنا اس کی طرف سے یقیناً کافی ہوجائے گا، جیسا کہ خود فقہاء نے لکھا ہے کہ سری نمازوں میں اگر امام رکوع میں سجدہ کی نیت کرلے تو مقتدیوں کی طرف سے بھی سجدہ خود بخود ادا ہوجاتا ہے۔ **وينبغي حمله على الجهرية، البحث لصاحب النهر ولعل وجهه أنه ذكر في التاتارخانية أنه لو تلاها في السريّة فالأولىٰ أن يركع بها؛**

لأن لا يلتبس الأمر على القوم، ولو في الجهرية فالسجود أولىٰ الخ، فإنه يفيد أن نية الإمام كافية لعدم علمهم بما قرأه الإمام سراً الخ، أما في السرية فهو معذور وتكفيه نية إمامه إذ لا علم له بتلاوة إمامه. (شامی زکریا ۵۸۷/۲-۵۸۸)

آیتِ سجدہ کا علم ہونے کے باوجود مقتدی کا رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرنا؟

اگر مقتدی نے آیتِ سجدہ کا علم ہونے کے باوجود امام کے ساتھ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہیں کی ہے، تو اس کے لئے احوط یہ ہے کہ وہ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے الگ سے سجدۂ تلاوت ادا کرلے؛ لیکن اگر اس نے سجدۂ تلاوت ادا نہیں کیا تو اس کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں اگرچہ بعض جزئیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مقتدی کی نماز فاسد ہوجائے گی؛ لیکن تحقیقی قول یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوگی، اس کی دو وجوہات ہیں:

اول یہ کہ کافی میں لکھا ہے کہ امام کا رکوع میں سجدہ کی نیت کرنا مقتدیوں کی طرف سے بھی کافی ہے اور اسی قول کو علامہ شامیؒ نے اصح کہا ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر امام کی نیت کو کافی نہ مانا جائے پھر بھی زیادہ سے زیادہ یہ لازم آتا ہے کہ مقتدی کا سجدۂ تلاوت ترک ہوجائے اور نماز میں سجدۂ تلاوت کا ترک موجبِ فساد نہیں؛ لہٰذا خلاصہ یہ نکلا کہ مسئولہ صورت میں مذکورہ مقتدیوں کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔

ويسجد إذا سلم الإمام ويعيد القعدة ولو تركها فسدت صلاته كما في القنية. (شامی زکریا ۵۸۷/۲) وينبغي حمله على الجهرية. (الدر المختار ۵۸۷/۲) وقال الرافعي: هل إعادتها بعد السلام شرط حتى لا يسوغ تقديمها أو هو لبيان غاية تاخيرها حتى لو قدّمها صح؛ لأنه بمنزلة اللاحق يراجع الخ، الظاهر الثاني. (تقریراتِ رافعی ۱۰۶/۲) وفي الشامي: هٰذا وفي القهستاني واختلفوا في أن نية الإمام كافية كما

في الكافي، فلو لم ينو المقتدي لا ينوب على رأي الخ. ثم قال بحثاً: والأولىٰ أنه يحمل على القول بأن نية الإمام لا تنوب عن نية المؤتم، والمتبادر من كلام القهستاني السابق أنه خلاف الأصح، حيث قال على رأي فتأمل. (شامی زکریا ۲/۵۸۷-۵۸۸، فتاویٰ عثمانی ۲/۴۹۷)

آیتِ سجدہ کے فوراً بعد سجدہ کرنے میں نیت شرط نہیں

اگر آیتِ سجدہ پڑھی اور اس کے بعد فوراً (یعنی تین آیتوں سے زائد فصل کئے بغیر) رکوع اور سجدہ کرلیا اور رکوع میں سجدہ کی نیت نہیں کی تو امام اور مقتدی سب کا سجدۂ تلاوت نماز کے سجدہ کے ساتھ ادا ہوجائے گا۔ وتؤدی بسجودها كذلك أي على الفور وإن لم ينو بالإجماع. (درمختار زکریا ۲/۵۸۷)

امام سجدہ میں گیا مقتدیوں نے رکوع سمجھا

امام سجدۂ تلاوت کے لئے تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلا گیا اور مقتدی سمجھے کہ امام رکوع میں ہے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ اپنا رکوع چھوڑ کر سجدہ ادا کرلیں خواہ امام کے سجدہ کے بعد ہی ہو۔ ولو سجد لها فظن القوم أنه ركع، فمن ركع رفضه وسجد لها. (درمختار زکریا ۲/۵۸۸)

نمازی کا غیر نمازی سے آیتِ سجدہ سننا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اسی دوران اس نے کسی دوسرے شخص سے آیتِ سجدہ سنی تو وہ نماز میں سجدۂ تلاوت ادا نہیں کرے گا؛ بلکہ نماز سے فارغ ہوکر سجدہ کرے گا، حتی کہ اگر نماز میں سجدہ کرلیا تو بھی کافی نہ ہوگا، اسے بعد میں دہرانا پڑے گا۔ ولو سمع المصلي السجدة من غيره لم يسجد فيها لأنها غير صلاتية بل يسجد بعدها لسماعها من غير محجور ولو سجد فيها لم تجزه لأنها ناقصة للنهي فلا يتأدىٰ بها الكامل وأعاده أي السجود لما مر الخ، دونها أي الصلاة الخ. (درمختار زکریا ۲/۵۸۹)

سجدۂ تلاوت کے بعد اسی آیت کو دہرانا

اگر کسی شخص نے کوئی آیتِ سجدہ پڑھی پھر سجدہ کرلیا، اس کے بعد پھر مجلس میں رہتے ہوئے اسی آیت کا تکرار کرتا رہا تو اس پر کوئی مزید سجدہ واجب نہ ہوگا؛ بلکہ پہلا ہی سجدہ کافی ہوجائے گا۔

فتنوب الواحدة فی تداخل السبب عما قبلها وعما بعدها. (درمختار زکریا ۵۹۲/۲)

امام کے لئے ایک اہم تنبیہ

سری نمازوں میں اور جمعہ وعیدین (یا بڑے اجتماعات میں) امام کو چاہئے کہ وہ آیتِ سجدہ کی تلاوت نہ کرے، کیوں کہ ان نمازوں میں مقتدیوں میں انتشار کا اندیشہ ہے؛ البتہ اگر آیتِ سجدہ قرأت کے اخیر میں پڑ رہی ہو کہ نماز کے سجدہ کے ضمن میں سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے تو حرج نہیں۔

ویکره للإمام أن یقرأها فی مخافتة ونحو جمعة وعید إلا أن تکون بحیث تؤدیٰ برکوع الصلاة أو سجودها (درمختار) لأنه إن ترک السجود لها فقد ترک واجباً وان سجد یشتبه علی المقتدیین الخ. (درمختار زکریا ۵۹۸/۲)

نمازمسافر

سفر؛ موجبِ تخفیف

اسلام نے جن چیزوں کوتخفیف اور سہولت کا سبب قرار دیا ہے ان میں ایک ''سفر'' بھی ہے،سفر کی وجہ سے آدمی کوطرح طرح کی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اب اگر سفر میں بھی وہی سب احکامات جاری رہیں جومقیم ہونے کی حالت میں جاری رہتے ہیں ،تواس سے یقیناً تنگی پیش آئے گی؛ اس لئے لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے شریعت نے مسافرین کومختلف سہولتیں دی ہیں؛ تاکہ آسانی کے ساتھ وہ حقوق اللہ ادا کرسکیں، انہیں سہولیات میں سے ایک سہولت نماز میں تخفیف بھی ہے۔ سفر کے دوران چار رکعت والی نماز کوصرف دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے،قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلاَةِ. (النساء: ۱۰۱)

اور جب تم زمین میں سفر کروتو تم پر کوئی حرج نہیں ہے اس بات میں کہ نمازمیں قصر کرو۔

حنفیہ کے نزدیک یہ قصر کرنا صرف مباح ہی نہیں؛ بلکہ واجب ہے،حتی کہ اگر کوئی مسافر دو کے بجائے چارفرض ادا کرلے تو وہ گنہگار ہوگا،اور بعض صورتوں میں اس کی نماز بھی واجب الاعادہ ہوگی۔(جس کی تفصیل انشاءاللہ آگے آئے گی)

اس باب میں مسافر کی نماز سے متعلق اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں۔ اسی مناسبت سے سفر کے متفرق آداب جواحادیثِ شریفہ سے ثابت ہیں،ان کوبھی ذیل میں درج کیاجاتا ہے :

آدابِ سفر

(۱) جمعرات کے دن سفر کی ابتداءپسندیدہ ہے۔(بخاری شریف ۱؍۴۱۴)

(۲) صبح سویرے سفر کرنامبارک ہے ۔(مشکوٰۃ شریف ۳۳۹)

(۳) ظہر کے بعد سفر کرنا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے سفر کی ابتداء ظہر کے بعد فرمائی۔ (بخاری شریف ۱؍۲۱۴)

(۴) بہتر ہے کہ سفر سے پہلے کوئی بہتر رفیق سفر تلاش کرلیا جائے؛ تا کہ وہ ضرورت کے وقت معین اور سامان کا محافظ ہو۔

(۵) جب سفر میں کئی ساتھی ہوں تو بہتر ہے کہ ان میں جو شخص سب سے زیادہ معاملہ فہم ہو اسے امیر بنالیا جائے۔

(۶) سفر کے لئے گھر سے نکلنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا مسنون ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''گھر سے نکلنے کے وقت ۲؍رکعت نماز پڑھو، تو سفر کی تمام ناپسندیدہ باتوں سے محفوظ رہو گے''۔ (بخاری شریف ۲؍۴۸۷)

(۷) جب کوئی شخص سفر کے لئے گھر سے نکلے تو اس کے متعلقین اس سے یہ دعائیہ کلمات کہیں: اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ. (اذکار النووی ۲۰۲) (میں تمہارا دین تمہاری امانت اور تمہارے آخری اعمال اللہ کے حوالہ کرتا ہوں) ظاہر ہے کہ جب کوئی چیز اللہ کے حوالہ کردی جائے گی، تو وہ یقیناً محفوظ رہے گی، اسی طرح ''فِيْ حِفْظِ اللّٰهِ'' اور ''بِاسْمِ اللّٰهِ'' کہنا بھی ثابت ہے۔

(۸) سفر میں جانے والے سے دعا کی درخواست بھی ثابت ہے، اس لئے کہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۹) اگر کوئی دشواری اور عذر نہ ہو تو سفر میں بیوی کو ساتھ لے جانا مسنون ہے، اس میں سہولت کے ساتھ نفس کی بھی حفاظت رہتی ہے۔

(۱۰) جب کام پورا ہو جائے تو جلد از جلد سفر سے واپس ہو جانا چاہئے۔ (بخاری شریف ۲؍۲۴۲)

(۱۱) سفر سے واپسی پر گھر والوں کے لئے کچھ تحفہ اور ہدیہ لانا مسنون ہے۔ (دارقطنی ۲؍۲۰۰)

(۱۲) واپس ہو کر اولاً مسجد میں جاکر (یا اپنے گھر میں) ۲؍رکعت نماز پڑھنا مسنون ہے۔

(۱۳) سفر سے واپسی پر معانقہ بھی مسنون ہے۔

(۱۴) سفر کی حالت میں ذکر واذکار، تلاوت اور دینی مشغلہ میں وقت گذارنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سفر میں ذکر میں لگا رہتا ہے تو فرشتے اس کے ہم سفر ہو جاتے ہیں، اور اگر شعر وشاعری (یا لغو مشغلہ) میں مشغول ہوتا ہے تو شیطان اس کا رفیق سفر بن جاتا ہے۔ (کنز العمال ۳؍۳۸، تلخیص از: شمائل کبریٰ، مؤلفہ: مفتی محمد ارشاد صاحب)

اب آگے سفر کے متعلق اہم اور ضروری مسائل ملاحظہ فرمائیں:

سفرشرعی کی تعریف

پیدل آدمی یا اونٹ کی رفتار سے جملہ حوائجِ بشریہ (کھانا پینا، آرام وغیرہ) وضروریاتِ شرعیہ (نماز وغیرہ) کا لحاظ رکھتے ہوئے تین دن اور تین رات میں جتنی مسافت بآسانی طے کی جاسکے، اس پر سفرشرعی کا اطلاق ہوتا ہے، اور یومیہ پیدل سفر مذکورہ امور کا خیال کرتے ہوئے چھ سات گھنٹہ سے زیادہ کا نہیں ہوتا، (بریں بنا تین دن رات میں سفر کی مقدار کا اندازہ ۱۸ر گھنٹوں سے ۲۱ر گھنٹوں تک کا لگایا جائے گا)۔ **قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها من أقصر أيام السنة ولا يشترط سفر كل يوم إلى الليل بل إلى الزوال ولا اعتبار بالفراسخ على المذهب بالسير الوسط مع الاستراحات المعتادة. (درمختار) أى سير الإبل ومشى الأقدام ويعتبر فى الجبل بما يناسبه من السير.** (شامي زكريا ٢/ ٦٠٠-٦٠٢، بيروت ٢/ ٥٢٥، هنديه ١/ ١٣٨)

مسافتِ سفر

فقہ میں مسافتِ سفر کا اندازہ میلوں یا کلومیٹر پر نہیں؛ بلکہ تین دن رات کی معمول بہا مسافت پر ہے، اب یہ مسافت کس قدر ہوسکتی ہے؟ اس بارے میں اکابر علماء ہند ومفتیان کرام کی رائے ۴۸ر میل انگریزی کی ہے جس کی مقدار کلومیٹر کے اعتبار سے تقریباً سوا ستتر کلومیٹر بنتی ہے۔ تاہم بعض محققین نے ۴۵ر میل شرعی والے فقہی قول پر فتویٰ دیا ہے، جس کی مقدار کلومیٹر کے اعتبار سے ۸۲ر کلومیٹر ۲۹۶ر میٹر بیٹھتی ہے۔ (راقم الحروف کے نزدیک ۴۵ر میل شرعی والے قول میں احتیاط زیادہ ہے، اگرچہ ۴۸ر میل انگریزی والا قول بھی اصول کے خلاف نہیں ہے) **ولا اعتبار بالفراسخ على المذهب (درمختار) لأن المذكور فى ظاهر الرواية اعتبار ثلاثة أيام كما فى الحلية، وقال فى الهداية: هو الصحيح احترازا عن قول عامة المشائخ من تقديرها بالفراسخ.** (شامي زكريا ٢/ ٦٠٢، بيروت ٢/ ٥٢٦) (تفصیل دیکھئے: احسن الفتاویٰ ۴/ ۹۱، ایضاح المسائل ۷۰، جواہر الفقہ ۱/ ۴۳۷، جدید ۳/ ۴۷، فتاویٰ شیخ الاسلام ۴۹، احکام السفر ۳۴)

لمبی مسافت جلدی قطع کرلینا

اگر تیز رفتار سواری سے سفرشرعی کی مسافت چند گھنٹوں میں قطع کرلی پھر بھی قصر کا حکم جاری

ہوگا۔ **حتی لو أسرع فوصل في یومین قصر.** (درمختار زکریا ۶۰۳/۲، بیروت ۵۲۶/۲)

گناہ کے ارادہ سے سفر بھی موجب تخفیف ہے

سفر کرنا ہر مسافر کے لئے موجب تخفیف ہے، حتی کہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کے ارادہ سے سفر کرے اس پر بھی نمازیں قصر کرنے کا حکم ہوگا۔ **ولو کان عاصیاً بسفرہ لأن القبح المجاور لا یعدم المشروعیة.** (درمختار زکریا ۶۰۴/۲، بیروت ۵۲۷/۲، ہندیہ ۱۳۹/۱)

مسافر شرعی پر قصر واجب ہے

جو شخص مسافر شرعی بن جائے اس پر شرعاً لازم ہے کہ وہ ۴/ رکعت والی نمازیں دو رکعت ہی پڑھے۔ (جب کہ وہ تنہا یا امام بن کر نماز پڑھے) **صلی الفرض الرباعي رکعتین وجوباً لقول ابن عباس ﷺ إن اللّٰہ فرض علی لسان نبیکم صلاۃ المقیم أربعاً والمسافر رکعتین الخ.** (درمختار زکریا ۶۰۳/۲، بیروت ۵۲۶/۲)

سفر میں سنن مؤکدہ پڑھنے کا حکم

مسافر اگر کسی جگہ اطمینان کے ساتھ مقیم ہو، اور اسے سفر کی جلدی نہ ہو، تو بہتر یہی ہے کہ فرائض کے ساتھ سنن مؤکدہ بھی اداء کرے، اور اگر اطمینان کی کیفیت نہ ہو اور سفر کی جلدی ہو، تو ایسی صورت میں سنن مؤکدہ ترک کردینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمود یہ ڈابھیل ۵۱۵/۷، فتاویٰ دارالعلوم ۴۴۵/۴) **ویأتي المسافر بالسنن إن کان في حال أمن وقرار وإلا بأن کان في خوف وفرار لا یأتي بہا ہو المختار لأنہ ترک لعذر.** (شامي مع الدر زکریا ۶۱۳/۲، ہندیۃ ۱۳۹/۱) **واختلفوا في ترک السنن في السفر، فقیل: الأفضل ہو الترک ترخیصاً، وقیل: الفعل تقرباً، وقال الہندواني: الفعل حال النزول، والترک حال السیر.** (البحر الرائق کوئٹہ ۱۳۰/۲، تاتارخانیۃ زکریا ۴۸۹/۲ رقم: ۳۰۸۳، کبیري أشرفیۃ ۵۴۵، مجمع الأنہر دیوبند ۲۳۹/۱) **أن الرواتب لا تبقی مؤکدۃ في السفر کالحضر، فینبغي مراعاۃ حال الرفقۃ في إتیانہا، فإن أثقل علیہم ترکہا أو أخرہا حتی یأتي بہا علی**

ظهر الراحلة. (إعلاء السنن كراچی ۷/ ۲۹۰، طحطاوي على المراقي دار الكتاب ۴۲۲)

مسافتِ سفر کا اعتبار کہاں سے ہوگا؟

جب مسافر سفر کی نیت سے اپنی جائے قیام کی آبادی اور اس کے ملحقات سے آگے بڑھے گا تو اس پر قصر کے احکامات شروع ہوں گے، محض گھر یا محلّہ سے نکلنے سے وہ مسافر نہ سمجھا جائے گا۔ **وأشار إلى أنه يشترط مفارقة ما كان من توابع موضع الإقامة كربض المصر وهو ما حول المدينة من بيوت ومساكين فإنه في حكم المصر.** (شامی زکریا ۲/ ۵۹۹، بیروت ۲/ ۵۲۳)

بڑے شہروں سے سفر شروع کرنے والا کہاں سے مسافر بنے گا؟

بڑے شہروں (جن کی آبادیاں میلوں تک پھیلی ہوئی ہیں) سے جو شخص سفر شروع کرے تو وہ اس وقت سے مسافر شمار ہوگا، جب کہ اس شہر کی عرفی وحکومتی حدود سے باہر نکل آئے، اگرچہ آبادی کا اتصال ختم نہ ہو۔ مثلاً دلی سے غازی آباد کی طرف سفر کرنے والا جب ضلع غازی آباد کی حدود میں داخل ہوگا اسی وقت سے مسافر سمجھا جائے گا، حالاں کہ دلی اور غازی آباد کی آبادیاں متصل ہوچکی ہیں، یہی حال دوسری جانب لونی، نوئیڈا اور فرید آباد وغیرہ کا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۶/ ۲۶۳، احسن الفتاویٰ ۴/ ۷۳) **والقرية المتصلة بالفناء دون الربض لا تعتبر مجاوزتها على الصحيح كما في شرح المنية.** (شامی زکریا ۲/ ۶۰۰، بیروت ۲/ ۵۲۳، ہندیہ ۱/ ۱۳۹)

اسٹیشن، ائیر پورٹ اور بندرگاہ وغیرہ پر قصر کا حکم

آبادی سے ملحق اسٹیشن، بس اسٹینڈ، ائیر پورٹ اور بندرگاہ سب شہر ہی کے حکم میں ہیں؛ لہٰذا وہاں سے سفر شروع کرنے والا یا واپس آنے والا ان جگہوں پر قصر نہیں کرے گا؛ لیکن اگر یہ جگہیں آبادی سے فاصلہ پر ہوں جیسا کہ آج کل بعض شہروں کے ایئرپورٹ آبادی سے کافی دوری پر واقع ہوتے ہیں، تو پھر آدمی حدودِ شہر سے نکلتے ہی مسافر ہوجائے گا اور ایئرپورٹ وغیرہ پر قصر کرے گا۔ **يشترط مفارقة ما كان من توابع موضع الإقامة.** (شامی زکریا ۲/ ۵۹۹، بیروت ۲/ ۵۲۳)

مسافر بننے کے لئے سفر کے ساتھ نیتِ سفر بھی لازم ہے

شرعی طور پر مسافر وہی شخص قرار دیا جائے گا جو سفر شرعی کی نیت سے سفر کا آغاز کرے، بلانیت سفر کرنے والے پر مسافر شرعی کا اطلاق نہ ہوگا۔ **قاصداً ولو كافراً ومن طاف الدنيا بلا قصد لم يقصر (درمختار) أشار به مع قوله خرج إلى أنه لو خرج ولم يقصد أو قصد ولم يخرج لا يكون مسافراً.** (شامی زکریا ۲/ ۶۰۰، بیروت ۲/ ۵۲۴، هنديه ۱/ ۱۳۹)

جس راستہ سے سفر کرے اسی کی مسافت کا اعتبار ہے

اگر کسی جگہ کی مسافت راستوں کے اعتبار سے الگ الگ ہے، مثلاً ٹرین کے راستہ سے مسافت سفر زیادہ ہے، اور سڑک کے راستہ سے کم ہے تو مسافر جس راستہ کو اختیار کرے گا اسی کا اعتبار ہوگا۔ اگر مسافت سفر والے راستہ سے سفر کیا ہے تو مسافر ہوجائے گا اور اگر دوسرے راستہ سے سفر کیا ہے تو مسافر نہ ہوگا۔ **ولو لموضع طريقان أحدهما مدة السفر والآخر أقل قصر في الأول لا الثاني.** (درمختار زکریا ۲/ ۶۰۳، بیروت ۲/ ۵۲۶، هنديه ۱/ ۱۳۸)

سفر شرعی کے ارادہ سے نکلا پھر کچھ دور جاکر واپس آگیا

اگر کوئی شخص سفر شرعی کے ارادہ سے اپنے شہر سے روانہ ہوا؛ لیکن ابھی شرعی مسافت طے نہیں کی تھی کہ اس کا آگے جانے کا ارادہ ملتوی ہوگیا، تو ایسا شخص جاتے ہوئے تو مسافر شمار ہوگا، اور جس جگہ سے اس نے واپسی کا ارادہ کیا ہے وہیں سے مقیم سمجھا جائے گا۔ **وإلا فيتم بمجرد نية العود لعدم استحكام السفر (درمختار) أقول ويظهر لي في الجواب أن العلة في الحقيقة هي المشقة وأقيم السفر مقامها ولكن لا تثبت عليتها إلا بشرط ابتداءٍ وشرط بقاءٍ الخ.** (شامی زکریا ۲/ ۶۰۴-۶۰۵، بیروت ۲/ ۵۲۸، هنديه ۱/ ۱۳۹، قاضی خان ۱/ ۱۶۵)

واپسی پر مسافر کا سفر کب ختم ہوگا؟

اگر کوئی مسافر اپنے وطن لوٹ کر آئے تو اسی جگہ پہنچنے پر وہ مقیم قرار پائے گا جہاں سے آگے بڑھنے پر اسے مسافر قرار دیا گیا تھا، یعنی اس شہر سے ملحق متصل آبادی تک پہنچ جائے۔ حتـــــــی

یدخل موضع مقامه أی الذی فارق بیوته الخ ودخل فی موضع المقام ما ألحق بہٖ کالربض کما أفاده القهستانی. (شامی زکریا ۲/ ۶۰۴، بیروت ۲/ ۵۲۷-۵۲۸)

وطن کی قسمیں

کتبِ فقہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر وطن کی درج ذیل قسمیں ہیں:

(۱) وطنِ اصلی، وطنِ تأہل، وطنِ توطن یعنی وطنِ اقامت مستقل بھی وطن اصلی کے حکم میں ہیں (۲) وطنِ اقامت عارضی (۳) وطنِ سکنی۔ **عبارة عامة المشائخ الأوطان ثلاثة: وطن أصلی الخ، ووطن السفر وقد سمی وطن إقامة الخ، ووطن سکنیٰ.** (هندیة ۱/ ۱۴۲) **والوطن الأصلی هو موطن ولادته أو تأهله أو توطنهٖ.** (درمختار زکریا ۲/ ۶۱۴) **وطن الإقامة یسمیٰ أیضاً الوطن المستعار والحادث.** (شامی زکریا ۲/ ۶۱۴، هندیه ۱/ ۱۴۲، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۸۰، تاتارخانیه زکریا ۲/ ۵۱۰- ۵۱۱، حلبی کبیر ۵۴۴)

وطنِ اصلی کی تعریف

وطنِ اصلی اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں انسان کی پیدائش ہوئی ہو یا اس نے کسی جگہ کو مستقل سکونت کی جگہ بنالیا ہو اور تا زندگی وہیں رہنے کا عزم ہو۔ **والوطن الأصلی هو موطن ولادته أو تأهله أو توطنهٖ.** (درمختار زکریا ۲/ ۶۱۴، بیروت ۲/ ۵۳۵، هندیه ۱/ ۱۴۲، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۸۰، البحر الرائق زکریا ۲/ ۲۳۹، تاتارخانیه زکریا ۲/ ۵۱۰ رقم: ۴۴۳۱، حلبی کبیر ۵۴۴، مجمع الانهر ۱/ ۱۶۴)

وطنِ اصلی میں سکونت ضروری نہیں

اگر کوئی شخص اپنے آبائی وطن میں سکونت نہیں رکھتا؛ بلکہ کبھی سال دو سال میں ایک دو روز کے لئے وہاں آجاتا ہے، پھر بھی وہ وطنِ اصلی ہی کے درجہ میں ہوگا۔ **وفی المبسوط: هو الذی نشأ فیه أو توطن فیه أو تأهل. وقوله: أو توطن فیه یتناول ما عزم القرار فیه وعدم الارتحال وإن لم یتأهل.** (حلبی کبیر ۵۴۴، هندیه ۱/ ۱۴۲، شامی بیروت ۲/ ۵۳۶، زکریا ۲/ ۶۱۴)

وطنِ اصلی متعدد ہو سکتے ہیں

جس طرح وطن اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں آدمی پیدا ہوا ہو اور وہ اس کا آبائی وطن ہو، اسی

طرح اگر کوئی شخص کسی دوسری جگہ کو مستقل رہائش کے لئے مقرر کرلے اور بیوی بچوں کے ساتھ وہیں مقیم ہوجائے تو یہ جگہ بھی وطنِ اصلی کے درجہ میں آجاتی ہے، اس سے معلوم ہوگیا کہ وطنِ اصلی متعدد ہوسکتے ہیں۔ **ولو انتقل بأهله ومتاعه إلى بلد وبقي له دور و عقار في الأول، قيل بقي الأول وطناً له، وإليه أشار محمد رحمه الله تعالىٰ في الكتاب.** (عالمگیری ۱۴۲/۱) **الوطن الأصلي يجوز أن يكون واحداً أو أكثر من ذٰلک.** (بدائع زکریا ۲۸۰/۱)

وطنِ اصلی کب ختم ہوتا ہے؟

اگر کوئی شخص اپنے وطنِ اصلی سے بالکلیہ کوچ کر جائے اور وہاں مستقل رہنے کا ارادہ ختم کرلے، تو یہ وطنِ اصلی باقی نہیں رہے گا؛ البتہ محض سفر کرنے یا کسی دوسری جگہ مقیم ہونے سے وطنِ اصلی باطل نہیں ہوتا۔ **الوطن الأصلي ...... يبطل بمثله إذا لم يبق له بالأول أهل فلو بقي لم يبطل بل يتم فيهما لا غير.** (درمختار زکریا ۶۱۴/۲، بیروت ۵۳۶/۲) **ويبطل الوطن الأصلي بالوطن الأصلي – إلى قوله – ولا يبطل الوطن الأصلي بإنشاء السفر وبوطن الإقامة.** (عالمگیری ۱۴۲/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۸۰/۱، البحر الرائق زکریا ۲۳۹/۲، تاتارخانیة زکریا ۵۱۱/۲ رقم: ۳۱۴۷، حلبی کبیر ۵۴۴، مجمع الانهر ۱۶۴/۱، هدایه ۱۶۷/۱)

وطنِ تأہل

اگر کوئی شخص کسی شہر میں کسی عورت سے نکاح کر کے بیوی کو مستقل اسی شہر میں رکھنے کا ارادہ کرے تو یہ وطنِ تأہل کہلاتا ہے، اس کا حکم بھی وطنِ اصلی کے مانند ہے، یعنی شوہر جب بھی اس شہر میں آئے گا تو پوری نماز پڑھے گا اور جب تک بیوی کو وہاں رکھنے کا ارادہ ہے یہ وطن باقی رہے گا۔ **أو موضع تأهل به.** (فتح القدیر ۴۱/۲، شامی زکریا ۶۱۴/۲، بدائع الصنائع زکریا ۲۸۰/۱، البحر الرائق زکریا ۲۳۲/۲، حلبی کبیر ۵۴۴)

سسرال کا حکم

شوہر نے اگر شادی کر کے اپنی بیوی کو اس کے میکہ ہی میں مستقل چھوڑ رکھا ہے تو اس شوہر

کے لئے وہ مقام وطن تأہل کے درجہ میں ہوگا، اور وہاں اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی جائے گا تو نماز پوری پڑھے گا (جیسا کہ اوپر گذرا) اسی طرح بیوی جب رخصت ہوکر سسرال چلی جائے اور وہیں رہنے سہنے لگے تو اس کا میکہ اس کا وطنِ اصلی نہیں رہتا؛ بلکہ سسرال ہی وطن بن جاتا ہے، اس کے برخلاف وہ بیوی جو اپنے میکہ ہی میں رہ رہی ہے اور رخصت ہوکر شوہر کے گھر (سسرال) جاکر مستقل مقیم نہیں ہوئی ہے وہ اگر کسی وقت کچھ وقت کے لئے اپنی سسرال جائے گی تو جب تک پندرہ دن قیام کی نیت نہ ہو تو وہ قصر کرے گی؛ کیوں کہ مستقل میکہ میں قیام کی وجہ سے سسرال اس کے لئے وطنِ اصلی کے درجہ میں نہیں بنا ہے۔ **ومن حكم الوطن الأصلي أن ينتقض بالوطن الأصلي لأنه مثله وشيء ينتقض بما هو مثله.** (تاتارخانية زكريا ٥١٠/٢ رقم: ٣١٤٥، بشتي زيور ٥٠/٢)

وطنِ اقامت مستقل

جس شہر میں آدمی کاروبار یا مستقل ملازمت کے سلسلہ میں مقیم ہو اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ بلا کسی خاص عارض کے یہاں سے نہیں جائے گا، تو یہ وطنِ توطن یا وطنِ اقامت مستقل کہلائے جانے کے لائق ہے، اور اس کا حکم بھی وطنِ اصلی کے مانند ہے۔ **أو توطن فيه يتناول ما عزم القرار فيه وعدم الارتحال وإن لم يتأهل.** (حلبي كبير ٥٤٤، شامي بيروت ٥٣٦/٢، زكريا ٦١٤/٢)

جائے ملازمت وغیرہ کا حکم

عصر حاضر کے بعض محقق علماء ومفتیان کے نزدیک موجودہ دور میں جو حضرات مستقل کسی ادارہ کے ملازم ہوں، یا کسی شہر میں کاروباری سلسلہ میں مستقل مقیم ہوں اور ان کا ارادہ یہ ہو کہ یہاں سے کسی خاص سبب کے بغیر کہیں اور منتقل نہ ہوں گے، تو یہ جگہ بھی ان کے لئے وطنِ اصلی کے درجہ میں ہے، اور یہاں بہرحال اتمام کے احکام جاری ہوں گے۔ **والوطن الأصلي هو وطن الإنسان في بلدته أو بلدة أخرىٰ اتخذها داراً وتوطن بها مع أهله وولده وليس من قصده الارتحال عنها بل التعيش بها وهٰذا الوطن يبطل بمثله لا غير وهو أن يتوطن في بلدة أخرىٰ وينقل الأهل إليها فيخرج الأول من أن يكون وطناً أصلياً**

الـخ. وهٰـذا جـواب واقـعةٍ ابتـلينا بها وكثير من المسلمين المتوطنين في البلاد ولهـم دور وعـقار في القرىٰ البعيدة منها يصيفون بها بأهلهم ومتاعهم فلا بد من حفظها أنهما وطنان له لايبطل أحدهما بالاٰخر. (البحر الرائق زكريا ۱۳۹/۲)

تـنبيه: اس مسئلہ کے بارے میں اکابر علماء کا اختلاف رہا ہے، بعض کتابوں میں جائے ملازمت کو وطنِ اقامت عارضی کے درجہ میں رکھا گیا ہے؛ لیکن ہمارے نزدیک دلائل فقہیہ سے اسی بات کی تائید ہوتی ہے کہ جائے ملازمت اور جائے معاش وطنِ اصلی ہی کے حکم میں ہیں اور احتیاط بھی اسی قول میں ہے۔ تفصیل کے لئے درج ذیل کتابیں دیکھی جائیں: امدادالاحکام، احسن الفتاویٰ، احکام السفر وغیرہ۔

وطنِ اقامت عارضی

جس قابلِ رہائش جگہ کوئی شخص پندرہ راتیں ٹھہرنے کی نیت کرے (جب کہ وہ جگہ اس کے لئے وطن اصلی کے درجہ میں نہ ہو) تو اس کو وطنِ اقامت کہا جاتا ہے۔ **ووطـن الإقـامة مـا يـنوى فيه الإقامة خمسة عشر يوما فصاعداً ولم يكن مولده له لا له به أهل.** (حلبی کبیر ۵٤٤، هندیه ۱٤۲/۱، بدائع الصنائع زكريا ۲۸۰/۱، البحر الرائق زكريا ۲۳۹/۲، مجمع الانهر ۲٤۳/۱، تاتارخانية زكريا ۵۱۰/۲ رقم: ۳۱٤٤)

اقامت کی نیت معتبر ہونے کے شرائط

مسافر کی طرف سے نیت اقامت معتبر ہونے کی پانچ شرائط ہیں: (۱) سلسلۂ سفر موقوف کردینا، یعنی سواری پر چلتے چلتے اقامت کی نیت کا اعتبار نہیں (۲) جس جگہ اقامت کی نیت کی جارہی ہے وہاں قیام کی صلاحیت ہونا؛ لہٰذا اگر جنگل بیابان یا ویران جزیرہ میں اقامت کی نیت کی تو اس کا اعتبار نہیں (۳) جس جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے اس کا ایک ہونا؛ لہٰذا اگر دو الگ الگ مقامات پر پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو وہ معتبر نہ ہوگا (۴) کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرنا (۵) نیت کرنے والے کا اپنی نیت میں مستقل ہونا، یعنی نیت کرنے والا کسی اور کا تابع نہ ہو۔ **ونية الإقـامة إنـما تؤثر بخمس شرائط: ترك السير حتى لو نوىٰ الإقامة وهو يسير لم يصح وصـلاحية الموضع حتى لو نوىٰ الإقامة في بر أو بحر أو جزيرة لم يصح واتحاد**

الـموضع والمدة والاستقلال بالرائی هٰکذا فی معراج الدراية. (عالمگیری ۱/۱۳۹، بدائع الصنائع زكريا ۱/۲۶۸، البحر الرائق زكريا ۲/۲۳۲)

خانہ بدوشوں کی نیت اقامت

خانہ بدوش لوگ جن کے قیام کی مستقل کوئی جگہ نہیں ہوتی اور وہ پوری زندگی جابجا خیمے لگاکر گزار دیتے ہیں، یہ لوگ اگر کسی غیرآباد جگہ میں خیمے لگاکر پندرہ دن سے زیادہ یا مستقل اقامت کی نیت کرلیں، تو یہ نیت ان کے حق میں معتبر ہوجائے گی۔ **اختلف الـمتـأخرون فی الـذيـن يسـكـنـون فی الخيام والأخبية فی المفازات من الأعراب والتراكمة هل صـاروا مقيمين بالنية. عن أبی يوسف فيه روايتان: فی إحداهما لا، وفی الأخرىٰ قال يصيرون مقيمين وعليه الفتوىٰ كذا فی الغياثية.** (عالمگیری ۱/۱۳۹، بدائع الصنائع زكريا ۱/۲۷۱، البحر الرائق زكريا ۲/۲۳۵، مجمع الانهر ۱/۲۴۲، حلبی كبير ۵۴۰، هدايه ۱/۱۶۶)

وطنِ اقامت کب باطل ہوتا ہے؟

وطنِ اقامت سفر کرنے سے یا دوسری جگہ کو وطن بنالینے سے یا وطنِ اصلی کی طرف لوٹ جانے سے باطل ہوجاتا ہے۔ **ويبطل وطن الإقامة بمثله وبالوطن الأصلی وبانشاء السفر.** (درمختار ۲/۶۱۴، بيروت ۲/۵۳۶، هنديه ۱/۱۴۲، بدائع الصنائع زكريا ۱/۲۸۰، البحر الرائق زكريا ۲/۲۳۹، مجمع الانهر ۱/۲۴۳، تاتارخانية زكريا ۲/۵۱۱ رقم: ۳۱۵۱، حلبی كبير ۵۴۴، هدايه ۱/۱۶۷)

بلانیت طویل قیام کا حکم

اگر کوئی شخص کسی جگہ جاکر ابتداءً پندرہ دن سے کم قیام کی نیت کرے اور پھر یہ قیام وقتی عوارض کی وجہ سے بڑھتا چلا جائے اور کسی بھی مرحلہ میں پندرہ دن مسلسل قیام کی نیت نہ ہوسکے، تو ایسا شخص مسافر ہی رہے گا اور قصر کرے گا، خواہ کتنی مدت ہوجائے۔ **وإن نوی الإقـامة أقـل من خمسة عشر يوماً قصر، هٰكذا فی الهداية. ولو بقی فی المصر سنين علی عزم أنه إذا قضی**

حـاجته يخرج ولم ينو الإقامة خمسة عشر يوماً قصر، كذا في التهذيب. (عالمگیری ۱/۱۳۹، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲٦۸، تاتارخانية زکریا ۲/۵۲۵ رقم: ۳۲۰٦، حلبی کبیر ۵۳۹، هدایه ۱/۱٦٦)

اقامت کی نیت کرلی پھر سفر کا ارادہ ہوگیا

اگر کسی شخص نے کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلی اور نماز میں اتمام شروع کردیا؛ لیکن پھر اس کا پروگرام پندرہ دن سے پہلے ہی سفر کا بن گیا، تو جب تک وہ سفر شروع نہیں کرے گا اس وقت تک مقیم ہی رہے گا۔ **ولا يكـون مسـافـراً بالنية كما يكون مقيماً بالنية؛ لأنه لايكـون مسافراً حتى يسير والإقامة تكون بالنية لأن الإقامة ليس بعمل.** (مبسوط سرخسی ۱/۲۷۰) **قـال الشامي بحثاً: فثبت أن انشاء السفر لايبطل وطن الإقامة إلا إذا أنْشَأَ السفر منه، الخ.** (شامی زکریا ۲/٦١٦، بیروت ۲/۵۳۷)

دو جگہ اقامت کی نیت

اگر کسی شخص نے یہ نیت کی کہ پندرہ دن میں مجموعی طور پر دو مقامات پر رہوں گا، کبھی یہاں کبھی وہاں، تو اگر یہ دو مقامات الگ الگ آبادیوں کی حیثیت میں ہوں مثلاً میرٹھ اور مظفرنگر، تو ایسا شخص مقیم نہیں ہوگا؛ بلکہ دونوں جگہ قصر کرے گا؛ البتہ اگر ان دو مقامات میں اتصال ہو مثلاً بڑے شہروں کی دو الگ الگ کالونیوں میں یا ملحق آبادیوں میں مجموعی طور پر پندرہ دن گزارنے کی نیت ہو، جیسا کہ بعض جماعتیں بڑے شہروں میں جاتی ہیں اور طویل مدت تک الگ الگ مساجد اور محلوں میں کام کرتی ہیں، تو ان پر مقیم کے احکام جاری ہوں گے اور اتمام ضروری ہوگا۔ **ولـو نـوى الإقامة خـمسة عشـر يـومـاً فـي مـوضـعـين فإن كـان كـل منهما أصلاً بنفسهٖ نحو مكة ومنىٰ والكوفة والحيرة لايصير مـقيـمـاً. وإن كـان إحـداهـمـا تبعاً للآخر حتى تجب الجمعة على سكانه يصير مقيماً.**

(عالمگیری ۱/۱٤۰، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲۷۰، البحر الرائق زکریا ۲/۲۳۲، مجمع الانهر ۱/۲٤۰، هدایه ۱/۱٦۷)

تـنبيه: اس عبارت میں منیٰ اور مکہ کو الگ الگ جگہ قرار دیا گیا ہے یہ قدیم زمانہ کے اعتبار سے ہے، آج کل مکہ کی آبادی منیٰ سے متصل ہو چکی ہے اور اس کی حیثیت مکہ معظّمہ کے ایک محلّہ یا فنائے شہر کی

طرح ہوگئی ہے، اس لئے اس پر وہ حکم جاری ہوگا جو مذکورہ عبارت کے آخری جزو میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جو حجاجِ کرام مکہ معظّمہ پہنچنے اور وہاں سے حج کے بعد واپسی تک مجموعی طور پر پندرہ دن یا اس سے زیادہ مقیم ہوں ان پر اتمام لازم ہے۔ (اس کی تفصیل انشاء اللہ کتاب الحج میں آئے گی) (مرتب)

رات کے قیام کا اعتبار ہے

اگر کسی شخص نے یہ نیت کی کہ میں یہاں پر پندرہ راتیں گزاروں گا اور اس کی نیت یہ ہے کہ دن میں آس پاس (مسافت سفر سے کم) علاقہ میں بھی آیا جایا کروں گا تو ایسا شخص شرعاً مقیم کہلائے گا اس لئے کہ نیت اقامت میں رات کے قیام کا اعتبار ہے۔ **ولو نوی الإقامة خمسة عشر يوماً بقريتين النهار في إحداهما والليل في الأخرىٰ يصير مقيماً إذا دخل التي نوى البيتوتة فيها، هكذا في محيط السرخسي.** (عالمگیری ۱/ ۱۴۰، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۷۰، البحر الرائق زکریا ۲/ ۲۳۲، مجمع الانهر ۱/ ۱۶۲، هدایه ۱/ ۱۶۷، حلبی کبیر ۵۳۹)

وطنِ اقامت عارضی متعدد نہیں ہو سکتے

وطنِ اقامت چوں کہ سفر سے اور دوسری جگہ کو وطن اقامت بنالینے سے یا وطن اصلی کی طرف لوٹ آنے سے باطل ہوجاتا ہے؛ اس لئے بیک وقت دو وطن اقامت نہیں ہو سکتے۔ **لأن الإقامة لاتكون في مكانين إذ لو جازت في مكانين لجازت في أماكن فيؤدي إلى أن السفر لا يتحقق.** (البحر الرائق ۲/ ۱۳۲، مستفاد: در مختار زکریا ۲/ ۶۱۴، بیروت ۲/ ۵۳۶، هندیه ۱/ ۱۴۲، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۸۰، البحر الرائق ۲/ ۲۳۹)

وطنِ اقامت سے قریبی آبادی کی طرف سفر

اگر کوئی شخص کسی جگہ کو وطنِ اقامت بنالے پھر اسے آس پاس یعنی مسافت سفر سے کم دوری پر واقع کسی آبادی میں جانا پڑے اور لوٹ کر پھر وطنِ اقامت آنے کا ارادہ ہو، تو اس قریبی سفر سے اس کا وطن اقامت باطل نہیں ہوگا؛ اور وہ دونوں جگہ پوری نماز پڑھے گا۔ **رجل خرج من مصره إلى قرية لحاجةٍ ولم يقصد السفر ونوى أن يقيم فيها أقل من خمسة عشر**

يوماً فإنه يتم فيها لأنه مقيم. (شامی زكريا٢/ ٦١٥، بيروت ٢/ ٥٣٧)

دورانِ سفر وطنِ اقامت سے گزرنا

اگر کوئی شخص وطنِ اقامت میں مقیم تھا پھر وہاں سے قریب کی کسی آبادی میں چلا گیا اور وہاں دو چار روز ٹھہر کر پھر سفر کے ارادہ سے چلا اور جس جگہ اسے جانا ہے وہ وہاں سے مسافت سفر پر ہے؛ لیکن اس کا راستہ وطن اقامت سے ہوکر گزرتا ہے (اور وطنِ اقامت سے مطلوبہ مقام، سفر کی مسافت سے کم پر واقع ہے) تو ایسا شخص مسافر نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ اس کا وطنِ اقامت باطل نہیں ہوا؛ البتہ اگر مطلوبہ جگہ کے راستہ میں وطنِ اقامت نہیں پڑتا، یا وہ واپسی میں ایسا راستہ اختیار کرے کہ وطنِ اقامت تک مسافت سفر کی مقدار ہوجائے تو ایسا شخص مسافر ہوجائے گا۔ **والحاصل أن انشأ السفر يبطل وطن الإقامة إذا كان منه، أما لو أنشأه من غيره فإن لم يكن فيه مرورٌ على وطن الإقامة أوكان ولكن بعد سير ثلاثة أيام فكذلك، ولو قبله لم يبطل الوطن بل يبطل السفر؛ لأن قيام الوطن مانع من صحته، والله أعلم.** (شامی زكريا٢/ ٦١٥، بيروت ٢/ ٥٣٧، منحة الخالق على البحر الرائق زكريا ٢/ ٢٤٠)

دورانِ سفر وطنِ اصلی سے گزرنا

اگر کوئی شخص سفر کے دوران اپنے وطنِ اصلی سے گزرے تو وہ شہر میں داخل ہوتے ہی مقیم ہوجائے گا، خواہ وہاں رکنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو، اور جس جگہ جارہا ہے اگر وہ وطنِ اصلی سے مسافت سفر سے کم پر واقع ہے تو وہ وہاں پہنچنے تک مقیم ہی رہے گا، اور اگر وہ جگہ وطنِ اصلی سے مسافت سفر پر واقع ہے تو وطنِ اصلی کی آبادی سے نکلنے کے بعد وہ پھر مسافر ہوجائے گا۔ **إذا دخل المسافر مصره أتم الصلاة وإن لم ينو الإقامة فيه سواء دخله بنية الاجتياز أو دخله لقضاء الحاجة، كذا في الجوهرة النيرة.** (عالمگیری ١/ ١٤٢، تاتارخانیہ ٢/ ٣٣)

تابع کی نیت کا اعتبار نہیں

جو شخص اپنے ارادہ کا خود مختار نہ ہو مثلاً بیوی، غلام، خادم وغیرہ، وہ اگر اپنے طور پر کسی جگہ

پندرہ دن قیام کی نیت کرے، تو ان کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں؛ بلکہ وہ جس کے تابع ہیں اسی کی نیت معتبر ہے۔ **وکل من کان تبعاً لغیرہٖ یلزمہ طاعتہ یصیر مقیماً بإقامتہٖ ومسافراً بنیتہٖ وخروجہ إلی السفر، کذا فی محیط السرخسی – إلی قولہ – الأصل أن من یمکنہ الإقامۃ باختیارہ یصیر مقیماً بنیۃ نفسہٖ، ومن لا یمکنہ الإقامۃ باختیارہ لا یصیر مقیماً بنیۃ نفسہٖ حتی أن المرأۃ إذا کانت مع زوجھا فی السفر والرقیق مع مولاہ والتلمیذ مع أستاذہٖ – إلی قولہ – فھؤلاء لایصیرون مقیمین بنیۃ أنفسھم فی ظاھر الروایۃ.** (عالمگیری ۱/ ۱٤۱، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲٦۹، خانیہ علی الھندیہ ۱/ ۱٦٦، البحر الرائق زکریا ۲/ ۲٤۳، مجمع الانہر ۱/ ۱٦٤، تاتارخانیہ ۲/ ۱۰۲، حلبی کبیر ۵٤۱)

تابع کو متبوع کی نیت کا علم نہ ہوسکا

اگر کسی جگہ متبوع نے اقامت کی نیت کرلی؛ لیکن تابع حالت سفر سمجھ کر قصر کرتا رہا بعد میں اسے متبوع کی نیت کا علم ہوا تو اس نے جو نمازیں قصر پڑھی ہیں انہیں دہرانے کا حکم نہیں دیا جائے گا، یعنی لاعلمی کی حالت میں اسے مقیم قرار نہیں دیں گے۔ **إن لم یعلم التبع بإقامۃ الأصل قیل یصیر مقیماً وقیل لا یصیر مقیماً وھو الأصح لأن فی لزوم الحکم قبل العلم بہ حرجاً وضرراً وھو مدفوع شرعاً.** (عالمگیری ۱/ ۱٤۱، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۷٦، درمختار زکریا ۲/ ٦۱۸، بیروت ۲/ ۵۳۹)

نماز کے دوران اقامت کی نیت

اگر کوئی مسافر دورانِ نماز کسی جگہ اقامت کی نیت کرلے تو اس کی نیت معتبر ہے اور وہ اب بجائے دو رکعت کے چار رکعت پوری کرے؛ البتہ اگر وہ لاحق تھا اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس نے اقامت کی نیت کی ہے تو اب اس نیت کا اعتبار نہیں اس کی نماز قصر ادا ہوگی، اور اگر امام کے فارغ ہونے سے پہلے اقامت کی نیت کرلی ہے تو اب نماز پوری پڑھے گا۔ **ولو نویٰ المسافر الإقامۃ فی الصلاۃ فی الوقت أتمھا، منفرداً کان أو مقتدیاً مسبوقاً کان أو مدرکاً**

فإن كان لاحقاً فنوىٰ الإقامة بعد فراغ إمامه لم يتمهما بخلاف ما لو نوىٰ الإقامة قبل فراغ الإمام. (عالمگیری ۱/ ۱٤۱، بدائع الصنائع زكريا ۱/ ۲۷۲، تاتارخانيه ۲/ ۲۲)

وطنِ سکنیٰ

جس جگہ آدمی پندرہ دن سے کم مقیم ہو (بشرطیکہ وہ وطنِ اصلی کے حکم میں نہ ہو) اسے وطنِ سکنیٰ کہا جاتا ہے، اس کی وجہ سے نہ تو مسافر مقیم بنتا ہے اور نہ مقیم مسافر ہوتا ہے (یعنی اگر کوئی شخص کسی جگہ پندرہ دن کے لئے مقیم ہو پھر وہ کسی قریبی جگہ جاکر دو چار روز کے لئے ٹھہر جائے تو اس سے وطنِ اقامت ختم نہیں ہوتا) ولم يذكر وطن السكنىٰ وهو ما نوىٰ فيه أقل من نصف شهر لعدم فائدته. (درمختار زكريا ۲/ ٦۱٥، بيروت ۲/ ٥۳۷، عالمگيرى ۱/ ۱٤۲، بدائع الصنائع زكريا ۱/ ۲۸۰) وقال الشامي بحثاً: أقول ويمكن أن يوفق بين القولين بأن وطن السكنىٰ إن كان اتخذه بعد تحقق السفر لم يعتبر اتفاقاً وإلا اعتبر اتفاقاً، فإذا دخل المسافر بلدة ونوى أن يقيم بها يوماً مثلاً ثم خرج منها ثم رجع إليها قصر فيها كما كان يقصر قبل خروجه. (شامي زكريا ۲/ ٦۱٦، بيروت ۲/ ٥۳۷، هنديه ۱/ ۱٤۲، البحر الرائق زكريا ۲/ ۲٤۱، تاتارخانية ۲/ ۱۹) ويسمىٰ وطن السفر. (حلبى كبير ٥٤٤)

مقیمین کی رعایت میں نیتِ اقامت معتبر نہیں

اگر کوئی مسافر مقیم مقتدیوں کی امامت کرے اور ان کی رعایت میں فرضی طور پر پندرہ دن اقامت کی نیت کر لے، تو اس نیت کا شرعاً اعتبار نہیں، نیت وہی معتبر ہے جو واقعہ کے مطابق ہو۔ مسافر أمَّ قوماً مقيمين فلما صلىٰ ركعتين نوى الإقامة لا لتحقيق الإقامة بل ليتم صلاة المقيمين لايصير مقيماً ولا ينقلب فرضه أربعاً. (البحر الرائق زكريا ۲/ ۲۳۸، خانيه ۱/ ۱٦۹، تاتارخانيه ۲/ ۳۲)

مسافر کا چار رکعت پڑھنا

اگر کوئی مسافر بھولے سے چار رکعت پڑھ لے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر پہلے قعدہ پر بقدر تشہد بیٹھا ہے تو اس کی نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی، اور اگر پہلے قعدہ میں نہیں بیٹھا تو اس مسافر کی نماز درست نہ ہوگی۔ ولو أتم مسافرٌ إن قعد في القعدة الأولىٰ تم فرضه

ولكنه أساء. قوله: إن قعد لأن القعدة على رأس الركعتين فرض على المسافر لأنها اٰخر صلاته. (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۶۰۹) **فإن صلىٰ أربعاً وقعد فی الثانية قدر التشهد أجزأته والأخريان نافلةٌ ويصير مسيئاً لتاخير السلام، وإن لم يقعد فی الثانية قدرها بطلت، كذا فی الهداية.** (هندية ۱/ ۱۳۹)

مسافر امام نے مقیم مقتدیوں کو پوری نماز پڑھادی

اگر مسافر امام چار رکعت نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے مقیم مقتدیوں کی نماز فرض ادا نہ ہوگی؛ البتہ امام نے اگر قعدۂ اولیٰ کرلیا ہے تو خود اس کی اور مسافر مقتدیوں کی نماز اخیر میں سجدۂ سہو کرنے سے درست ہوجائے گی، اور اگر سجدۂ سہو کئے بغیر سلام پھیر دیا ہے تو نماز واجب الاعادہ ہوگی اور وقت کے اندر اندر اعادہ کی زیادہ تاکید ہے اور وقت نکلنے کے بعد اتنی تاکید نہیں۔ **فإن صلى أربعاً وقعد في الثانية قدر التشهد أجزأته والأخريان نافلة ويصير مسيئاً لتاخير السلام، وإن لم يقعد في الثانية قدرها بطلت، كذا في الهداية.** (هندية ۱/ ۱۳۹، شامی زکریا ۲/ ۶۰۹، البحر الرائق ۲/ ۱۳۰، کتاب المسائل ۱/ ۵۲۶) **فلم أتم المقيمون صلاتهم معه فسدت لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل.** (شامی زکریا ۲/ ۶۱۲)

وقت نکلنے کے بعد اقامت کی نیت کا حکم

اگر کوئی مسافر شخص وقتیہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران وقت ختم ہوگیا، تو اب اگر وہ اقامت کی نیت کرے تو اس کی وجہ سے مذکورہ نماز کے قصر کے حکم میں تبدیلی نہ ہوگی؛ اس لئے کہ اس نماز کے آخری وقت تک وہ شخص مسافر ہی کے حکم میں تھا۔ **ولو خرج الوقت وهو فی الصلاة فنوى الإقامة فإنه لا يتحوّل فرضه إلى الأربع فی حق تلك الصلاة.** (هندیه ۱/ ۱۴۱، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۷۳، حلبی کبیر ۵۴۲، تاتارخانیه ۲/ ۳۲) **فإن الفرض بعد خروج وقته لا يتغير عما وجب.** (شامی بیروت ۲/ ۵۳۹، زکریا ۲/ ۶۱۸)

حائضہ عورت دورانِ سفر پاک ہوئی

اگر کسی عورت نے حیض کی حالت میں سفر شروع کیا پھر دورانِ سفر وہ پاک ہوگئی، تو جس جگہ

پاک ہوئی ہے وہاں سے مطلوبہ جگہ تک اگر سفر کی مسافت ہوتو وہ عورت قصر کرے گی، اور اگر سفر کی مسافت نہ ہوتو اتمام کرے گی، گویا کہ اس کے لئے قصر واتمام کا حکم پاک ہونے کی جگہ سے لگایا جائے گا۔ **طهرت الحائض وبقي لمقصدها يومان تتم في الصحيح. (درمختار) وفي الشامي: منعها من الصلاة ما ليس بصنعها فلغت نيتها من الأول.** (درمختار وشامي بيروت ۲/ ۵۴۰، زکریا ۲/ ۶۱۸، حلبی کبیر ۵۴۲، تاتارخانیه ۲/ ۱۹)

نابالغ بچہ دورانِ سفر بالغ ہوگیا

اگر نابالغ بچہ سفر کے دوران بالغ ہوجائے تو جس جگہ بالغ ہوا ہے وہاں سے منزل مقصود کی مسافت دیکھی جائے گی، اگر وہ مسافت سفر کے بقدر ہے تو وہ بچہ مسافر ہوگا اور اگر اس جگہ کا فاصلہ مسافت سفر سے کم ہے تو وہ بچہ مسافر نہ ہوگا۔ **صبي بلغ أي في أثناء الطريق وقد بقي لمقصده أقل من ثلاثة أيام فإنه يتم ولا يعتبر ما مضى لعدم تكليفه فيه.** (البحر الرائق ۲/ ۱۳۰، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۷۹، بزازیه علی الهندیه ۴/ ۷۲، خانیه علی الهندیة ۱/ ۱۶۷، حلبی کبیر ۵۴۲، تاتارخانیه ۲/ ۴۱، شامی بیروت ۲/ ۵۴۰)

ریل میں بھیڑ کی وجہ سے سجدہ کا موقع نہ ہوتو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص ٹرین میں سخت بھیڑ کی وجہ سے سجدہ پر قادر نہ ہوتو اسے چاہئے کہ اگر وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہوتو اشارہ سے نماز پڑھ لے اور پھر بعد میں اسے دہرائے۔ **راكب سفينةٍ إذا لم يجد موضعاً للسجود للزحمة الخ، يصلي بالإيماء إذا خاف فوت الوقت.**
(شامی زکریا ۲/ ۴۹۰)

مقیم کا مسافر کی اقتداء کرنا

مقیم شخص ہر نماز میں مسافر کی اقتداء کرسکتا ہے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی دو رکعت پوری کرے، اور ان دو رکعتوں میں قرأت کا حکم نہیں ہے؛ بلکہ صرف اتنے دیر کھڑے ہوکر خاموش رہے جس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاسکتی ہو۔ **وصح اقتداء المقيم بالمسافر في الوقت وبعدهٗ.** (تنویر الابصار مع الدرالمختار زکریا ۲/ ۶۱۰)

❍❖❍

نماز مریض

کس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جو شخص کھڑے ہونے سے حقیقۃً عاجز ہو کہ کھڑے ہوتے ہی گر جائے یا ضعف اور کمزوری کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے، یا حکماً اس کے لئے قیام موجب مشقت ہو، یعنی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے مرض کے بڑھ جانے یا دیر سے ٹھیک ہونے کا اندیشہ ہو یا سر چکراتا ہو یا شدید تکلیف ہوتی ہو تو ایسے شخص کے لئے بیٹھ کر فرض اور واجب نمازیں پڑھنا جائز ہے اور قیام کا فریضہ اس سے ساقط ہے۔ **من تعذر عليه القيام أى كله لمرض حقيقي وحده أن يلحقه بالقيام ضررٌ وبه يفتىٰ الخ، أو حكميٌ بأن خاف زيادته أو بطء برئه بقيامه أو دوران رأسه أو وجد لقيامه ألماً شديداً – إلى قوله – صلىٰ قاعداً.** (در مختار زكريا ٢/ ٥٦٤-٥٦٦، بيروت ٢/ ٤٩٣-٤٩٤، البحر الرائق كراچی ٢/ ١١٢، عالمگيری ١/ ١٣٦، حاشية الطحطاوی ٤٣٠ – ٤٣١، حلبی كبير لاهور ٢٦١، شرح وقايه ١/ ١٨٩، بدائع الصنائع زكريا ١/ ٢٨٤، خانيه ١/ ١٧١، فتح القدير زكريا ٢/ ٣، هدايه ١/ ١٦١)

جو شخص سجدہ پر قادر نہ ہو اس سے قیام ساقط ہے

جو شخص کسی وجہ سے سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو اس سے بھی نماز میں قیام کا فریضہ ساقط ہے، اس کے لئے بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا افضل ہے، اگر کھڑے کھڑے اشارہ سے نماز پڑھے گا تو خلاف اولیٰ ہوگا۔ (البتہ اگر وہ زمین پر نہ بیٹھ سکے تو اس کے لئے کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنے کی بھی گنجائش ہے) **وإن تعذرا ليس تعذرهما شرطاً بل تعذر السجود كاف لا القيام**

أومأ قاعداً وهو أفضل من الإيماء قائماً لقربه من الأرض. (درمختار) وفي الشامي: بل كلهم متفقون على التعليل بأن القيام سقط لأنه وسيلة إلى السجود بل صرح في الحلية بأن هٰذه المسئلة من المسائل التي سقط فيها وجوب القيام مع انتفاء العجز الحقيقي والحكمي. (شامي زكريا ٥٦٧/٢، بيروت ٤٩٥/٢-٤٩٦، البحر الرائق كراچی ١١٢/٢، عالمگیری ١٣٦/١، حاشية الطحطاوی ٤٣١، حلبی کبیر ٢٦٦، شرح وقايه ١٨٩/١، بدائع الصنائع زكريا ٢٨٤/١، خانيه ١٧١/١، هدايه ١٦١/١)

سلس البول والے مریض کا حکم

اگر مسلسل پیشاب کے قطرات جاری رہنے والے مریض کو کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں یہ عارضہ لاحق ہوتا ہو اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں اس سے حفاظت رہتی ہو تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا لازم ہے۔ لو صلى قائماً سلسل بوله أو تعذر عليه الصوم كما مر صلى قاعداً. (درمختار) وفي الشامي: وقد يتحتم القعود كمن يسيل جرحه إذا قام أو يسلس بوله. (شامی زکریا ٥٦٥/٢، بیروت ٤٩٤/٢، البحر الرائق کراچی ١١٢/٢، عالمگیری ١٣٨/١، حاشية الطحطاوی ٤٣١، حلبی کبیر ٢٦٧)

کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں روزہ میں ضعف کا خطرہ

اگر کوئی شخص رمضان کے روزے کی حالت میں یہ محسوس کرے کہ اگر کھڑے ہوکر نماز پڑھے گا تو اس کے لئے روزہ پورا کرنا بھاری پڑ جائے گا تو ایسے شخص کے لئے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز بلکہ ضروری ہے، یعنی روزہ کی وجہ سے نماز نہیں چھوڑے گا۔ أو تعذر عليه الصوم كما مر صلى قاعداً. (درمختار زکریا ٥٦٥/٢، بیروت ٤٩٤/٢، البحر الرائق کراچی ١١٢/٢، عالمگیری ١٣٨/١، حاشية الطحطاوی ٤٣١، عالمگیری ١٣٨/١)

کھڑے ہونے میں قرأت سے عاجزی

اگر کسی شخص کو مثلاً سانس پھولنے کا مرض ہے اور حالت یہ ہے کہ اگر وہ کھڑا ہوتا ہے، تو

قرأت کا فریضہ نہیں ادا کرسکتا، جب کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں یہ کیفیت نہیں ہوتی ،تو ایسے شخص کے لئے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا لازم ہے۔ **وقد يتحتم القعود – إلى قوله – أو يضعف عن القراء ة أصلاً.** (شامي زكريا ٢/٥٦٥، بيروت ٢/٤٩٤، عالمگيری ١/١٣٨، حاشية الطحطاوی ٤٣١، حلبی کبیر ٢٦٧، خانیه ١/١٧٢، فتح القدير زكريا ٢/٧)

مسجد میں جا کر نماز پڑھنے میں قیام سے عاجزی

اگر کسی شخص کی حالت یہ ہے کہ پیدل چل کر مسجد جائے تو وہاں جماعت کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا جب کہ گھر میں قیام پر قادر ہے،تو ایسے شخص کے لئے مسجد جانے کے بجائے گھر میں کھڑے ہو کر تنہا نماز پڑھنا ضروری ہے۔ **ولو أضعفه عن القيام الخروج لجماعة صلى في بيته منفرداً به يفتىٰ.** (شامي زكريا ٢/٥٦٥، البحر الرائق كراچی ٢/١١٢، عالمگيری ١/١٣٦، حاشية الطحطاوی ٤٣٥، حلبی کبیر ٢٦٧، عالمگيری ١/١٣٦)

سلس البول والا کسی بھی حالت میں مرض سے محفوظ نہ ہو

اگر کوئی شخص مسلسل پیشاب کے قطرات آنے میں مبتلا ہے اور کھڑے بیٹھے کسی بھی حالت میں مرض کا انقطاع نہیں ہوتا تو ایسے مریض سے قیام ساقط نہیں ہے، وہ کھڑے ہو کر رکوع اور سجدہ کے ساتھ نماز ادا کرے گا اور حسب ضابطہ معذورین کے حکم میں ہوگا۔ **أقول وقدمنا هناك أنه لو لم يقدر على الإيماء قاعداً كما لو كان بحال لو صلىٰ قاعداً يسيل بوله أو جرحه ولو مستلقياً لا، صلىٰ قائماً بركوع وسجود؛ لأن الاستلقاء لا يجوز بلا عذر، كالصلاة مع الحدث فيترجح ما فيه الإتيان بالأركان كما في المنية وشرحها.** (شامي زكريا ٢/٥٦٥، بيروت ٢/٤٩٤، البحر الرائق كراچی ٢/١١٢، حلبی کبیر ٢٦٦)

کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں دشمن کا خطرہ ہو

اگر کوئی شخص ایسی جگہ گھر جائے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں دشمن کے دیکھ لینے اور پھر

نقصان پہنچانے کا خطرہ ہوتو اس کے لئے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ **ومن العجز الحکمی أیضاً ...... ما لو خاف العدو لو صلی قائماً.** (شامی زکریا ۵٦۵/۲، بیروت ٤۹٤/۲، بدائع الصنائع زکریا ۲۸٦/۱عالمگیری ۱۳۸/۱)

بارش یا کیچڑ کی وجہ سے تنگ خیمہ میں بیٹھ کر نماز پڑھنا

اگر بارش شدید ہو یا کیچڑ کی وجہ سے باہر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو اور خیمہ اتنا تنگ ہو کہ اس میں کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھی جاسکے اور اس کے علاوہ نماز کے لئے کوئی جگہ مہیا نہ ہو، تو ایسی صورت میں خیمہ میں بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔ **ومن العجز الحکمی أیضاً – إلی قولہٖ – أو کان فی خباء لایستطیع أن یقیم صلبه وإن خرج لا یستطیع الصلاة لطین أو مطر.** (شامی زکریا ۵٦۵/۲–۵٦٦، بیروت ٤۹٤/۲، عالمگیری ۱۳۸/۱)

مریض کا سواری پر نماز پڑھنا

اگر مریض سواری پر سوار ہو اور وہ خود نہ اتر سکتا ہو اور کوئی اسے اتارنے والا بھی نہ ہو تو ایسے مریض کے لئے سواری پر بیٹھے بیٹھے فریضہ ادا کرنا درست ہے۔ **وکذا المریض الراکب إلا إذا وجد من ینزله.** (شامی زکریا ۵٦٦/۲، بیروت ٤۹٤/۲، بدائع الصنائع زکریا ۲۸۹/۱)

مریض کس طرح بیٹھ کر نماز پڑھے؟

مریض جس طرح سہولت ہو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے؛ لیکن اولیٰ یہ ہے کہ اگر زیادہ کلفت نہ ہو تو تشہد کی ہیئت کی طرح بیٹھ کر نماز ادا کرے۔ **صلیٰ قاعداً – إلی قوله – کیف شاء علیٰ المذهب لأن المرض أسقط عنه الأرکان فالهیئات أولیٰ. وقال زفر: کالمتشهد قیل وبه یفتیٰ. (درمختار) وفی الشامی أقول: ینبغی أن یقال: إن کان جلوسه کما یجلس للتشهد أیسر علیه من غیره أو مساویاً لغیره کان أولیٰ، وإلا اختار الأیسر فی جمیع الحالات، ولعل ذلک محمل القولین. واللّٰه تعالیٰ أعلم.** (شامی زکریا

۲/٥٦٦–٥٦٧، بيروت ٤٩٥/٢، بدائع الصنائع زكريا ٢٨٦/١، عالمگيری ١٣٦/١، خانيه ١٧٢/١البحر الرائق زكريا ١٩٩/٢)

جو شخص کچھ دیر کھڑے ہونے پر قادر ہو وہ کیا کرے؟

جس شخص کی حالت یہ ہے کہ وہ کچھ وقت کے لئے کھڑے ہونے اور قرأت کرنے پر قادر ہے؛ لیکن دیر تک نہیں کھڑا رہ سکتا، تو ایسے شخص پر لازم ہے کہ جتنی دیر تک کھڑا رہ سکے کھڑا ہو اور جب کھڑا ہونا مشکل ہو تو بیٹھ جائے، ایسا شخص اگر بالکل کھڑا نہ ہو تو اس کی نماز صحیح نہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

وإن قدر علیٰ بعض القيام – إلی قوله – قام لزوماً بقدر ما يقدر ولو قدر اٰية أو تكبيرة علی المذهب. (درمختار) **وفي الشامي: وهو المذهب الصحيح لا يروی خلافه عن أصحابه، ولو ترك هٰذا خفت أن لا تجوز صلاته.** (شامی زکریا ٥٦٧/٢، بيروت ٤٩٥/٢، عالمگيری ١٣٦/١، خانيه ١٧٢/١، فتح القدير زكريا ٣/٢)

جو ٹیک لگا کر کھڑے ہونے پر قادر ہو

اگر کوئی شخص بلا سہارے کھڑے ہونے پر تو قدرت نہ رکھے؛ لیکن سہارے کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو، مثلاً دیوار، لاٹھی یا کسی خادم کے سہارے کھڑا ہو سکتا ہو تو ایسے شخص کے لئے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا لازم ہے، اس کی نماز بیٹھ کر ادا نہ ہوگی۔ **وكذلك لو قدر أن يعتمد علی عصاً أو كان له خادم لو اتكأ عليه قدر علی القيام.** (شامی زکریا ٥٦٧/٢، بيروت ٤٩٥/٢، عالمگيری ١٣٦/١، خانيه ١٧٢/١، فتح القدير زكريا ٣/٢)

اشارہ سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے کیسے کرے؟

بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنے والا سر جھکا کر رکوع اور سجدہ کرے گا اور سجدہ میں رکوع کی حالت سے زیادہ سر کو جھکائے گا، اس حالت میں سجدہ کی صحت کے لئے سرین کا اٹھانا لازم نہیں ہے۔

ويجعل سجوده أخفض من ركوعه لزوماً (درمختار) **أشار إلیٰ أنه يكفيه أدنیٰ**

الإنحناء عن الركوع وأنه لا يلزمه تقريب جبهته من الأرض بأقصىٰ ما يمكنه كما بسطه في البحر عن الزاهدی. (شامی زکریا ۵٦٨/۲، بیروت ۴۹٦/۲، شرح وقایہ ۱۸۹/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۸۴/۱، عالمگیری ۱۳٦/۱، خانیہ ۱۷۱/۱، ھدایہ ۱٦۱/۱، البحر الرائق زکریا ۲۰۰/۲)

مریض کا زمین پر رکھی ہوئی کسی چیز پر سجدہ کرنا

جو شخص سپاٹ زمین پر سجدہ کرنے پر کسی وجہ سے قادر نہ ہو اور وہ کوئی اونچی چیز رکھ کر اس پر سجدہ کرے، تو اگر وہ چیز سخت اور ٹھوس ہے اور اس کی اونچائی دو اینٹ سے زیادہ نہیں ہے، تو اس کو حقیقۃً سجدہ کرنے والا سمجھا جائے گا اور اسے سجدہ کرنے سے معذور قرار نہیں دیں گے، اور اسی طرح سجدہ کرنا اس پر لازم ہوگا۔ اور اگر جو چیز رکھی گئی ہے وہ ٹھوس نہیں ہے مثلاً نرم تکیہ یا گدا وغیرہ ہے تو اس پر سجدہ کرنا حقیقی سجدہ نہیں ہے؛ بلکہ سجدہ کا اشارہ ہے گویا اس نرم چیز تک پیشانی لے جانے کی وجہ سے ہی اس کو سجدہ کا اشارہ کرنے والا قرار دیا جائے گا، خواہ پیشانی اس چیز پر ٹکے یا نہ ٹکے، اور وہ سجدہ کرنے سے معذورین کے حکم میں ہوگا، جب کہ وہ ٹھوس چیز پر سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو۔ **فإن فعل وهو يخفض برأسه لسجوده أكثر من ركوعه صح على أنه إيماء لا سجود إلا أن يجد قوة الأرض (درمختار) وفي الشامي: فحينئذ ينظر إن كان الموضوع مما يصح السجود عليه كحجر مثلاً ولم يزد ارتفاعه علىٰ قدر لبنة أو لبنتين فهو سجود حقيقي فيكون راكعاً ساجداً لا مؤمياً – إلى قوله – وإن لم يكن الموضوع كذلك يكون مؤمياً – إلى قولہٖ – بل يظهر لي أنه لو كان قادراً علىٰ وضع شيءٍ على الأرض مما يصح السجود عليه أنه يلزمه ذلك، لأنه قادر على الركوع والسجود حقيقة ولا يصح الإيماء بهما مع القدرة عليهما.** (شامی زکریا ۵٦۹/۲، بیروت ۴۹۷/۲، عالمگیری ۱۳٦/۱، البحر الرائق زکریا ۲۰۱/۲)

بیٹھنے سے معذور شخص نماز کیسے پڑھے؟

جو شخص کسی طرح بھی بیٹھنے پر قادر نہ رہے یعنی تکیہ وغیرہ کے سہارے سے بھی بیٹھ نہ سکے تو ایسا

شخص لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے گا، اوراس کے لئے درج ذیل دوطرح کی ہیئت اپنانا درست ہے:

(۱) افضل یہ ہے کہ پیر قبلہ کی طرف کر کے گھٹنے کھڑے کرلے اور سر کے نیچے تکیہ لگا دیا جائے؛ تاکہ چہرہ قبلہ کی طرف ہوجائے اور پھر گردن کے اشارہ سے نماز ادا کرے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ مریض کو کروٹ پر لٹا کر اس کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے اور دائیں کروٹ پر لٹانا افضل ہے۔ **وإن تعذر القعود ولو حكماً أومأ مستلقياً علىٰ ظهره ورجلاه نحو القبلة غير أنه ينصب ركبتيه لكراهة مد الرجل إلى القبلة ويرفع رأسه يسيراً ليصير وجهه اليها، أو علىٰ جنبه الأيمن أو الأيسر ووجهه إليها والأول أفضل على المعتمد (درمختار) وفي الشامي: والأيمن أفضل وبه ورد الأثر.** (شامی زکریا ۵٦۹/۲، بیروت ۴۹۷/۲، بدائع الصنائع زکریا ۲۸۴/۱، فتح القدير زكريا ۴/۲-۵، شرح وقايه ۱۹۰/۱، عالمگیری ۱۳٦/۱، هدایه ۱٦۱/۱، البحر الرائق ۲۰۱/۲)

مریض اشارہ سے نماز پڑھنے سے بھی عاجز ہوجائے

اگر کوئی شخص سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے پر بھی قادر نہ رہے تو اس کی درج ذیل صورتیں ممکن ہیں:

(۱) یہ کیفیت چوبیس گھنٹے سے کم رہے (خواہ ہوش وحواس ہوں یا نہ ہوں) اور بعد میں وہ ان نمازوں کو ادا کرنے پر قادر ہوجائے تو اس پر قضا لازم ہے، اور اگر اس نے قضا نہ کی تو فدیہ کی وصیت لازم ہے۔

(۲) اگر یہ کیفیت چوبیس گھنٹے سے کم رہی اور اس کے ہوش وحواس بھی بجا رہے؛ لیکن نماز پر قدرت ہونے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہوگیا تو ایسی صورت میں نہ قضا لازم ہے اور نہ فدیہ۔

(۳) اگر کوئی مریض اشارہ سے نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اور اس حالت پر چوبیس گھنٹے سے زیادہ گزر جائیں تو خواہ ہوش وحواس بجا ہوں یا نہ ہوں اس سے مذکورہ اوقات کی نماز پڑھنا ساقط ہوجائے گا۔

وإن تعذر الإيماء برأسه وكثرت الفوائت بأن زادت على يوم وليلة سقط

القضاء عنه وإن كان يفهم فی ظاهر الرواية وعليه الفتویٰ كما فی الظهيرية، لأن مجرد العقل لا يكفی لتوجه الخطاب. (درمختار) وفی الشامی: أما لو كانت يوماً وليلة أو أقل وهو يعقل فلا تسقط، بل تقضی اتفاقاً وهٰذا إذا صح، فلو مات ولم يقدر علی الصلاة لم يلزمه القضاء حتی لا يلزمه الإيصاء بها – إلی قوله – أما إن قدر عليه بعد عجزه فإنه يلزمه القضاء وإن كان موسعاً لتظهر فائدته فی الإيصاء بالإطعام عنه. (شامی زکریا ۲/۵۷۰، بیروت ۲/۴۹۷-۴۹۸)

زندگی میں نماز کا فدیہ معتبر نہیں

اگر کوئی شخص نماز پڑھنے سے عاجز ہو جائے اور اس کے ذمہ بہت سی نمازیں قضا ہوں تو جب تک بھی وہ زندہ ہے اس کی طرف سے نمازوں کا فدیہ ادا کرنا معتبر نہیں ہے؛ بلکہ اگر قدرت حاصل ہو جائے تو قضا کرے اور اگر مرنے سے پہلے تک قضا کا موقع نہ ملے تو فدیہ کی وصیت کرے۔ **ولا فدية فی الصلوات حالة الحياة بخلاف الصوم.** (شامی زکریا ۲/۵۷۰، بیروت ۲/۴۹۸) **ولو فدی عن صلاته فی مرضه لا يصح بخلاف الصوم.** (درمختار بیروت ۲/۴۶۷، باب قضاء الفوائت عالمگیری ۱/۱۲۵)

مریض شرائط نماز پوری کرنے سے عاجز ہو جائے

جو شخص قبلہ رخ ہونے یا سترعورت کرنے یا ناپاکی سے پاک ہونے سے کسی وجہ سے عاجز ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ جس حالت میں بھی نماز پڑھ سکے نماز ادا کر لے؛ البتہ وقت نماز اور طہارتِ حدث (یعنی وضو یا تیمّم) کرنا لازم ہے، اور بعد میں اگر وہ شخص صحت مند ہو جائے تو مرض کے زمانہ میں پڑھی ہوئی نمازوں کا دہرانا اس پر لازم نہیں ہے۔ **وأفاد بسقوط الأركان سقوط الشرائط عند العجز بالأولیٰ ولا يعيد فی ظاهر الرواية. (درمختار) وفی الشامی: كالاستقبال وستر العورة والطهارة من الخبث بخلاف الوقت وكذا**

الطهارة من الحدث – إلى قوله – لأن العجز عن تحصيل الشرائط ليس فوق العجز عن تحصيل الأركان. فلو لم يقدر المريض على التحول إلى القبلة بنفسه ولا بغيره صلى كذلک ولا إعادة عليه بعد البرء في ظاهر الجواب كما لو عجز عن الأركان. (شامی زکریا ۲/ ۵۷۱، بیروت ۲/ ۴۹۸)

مریض نماز کے رکوع اور سجدوں کی تعداد ضبط کرنے پر قادر نہ رہے

اگر کوئی شخص اس حالت میں پہنچ جائے کہ اسے رکعتوں اور سجدوں کی تعداد یاد ہی نہ رہ پاتی ہو اور غشی کی سی کیفیت طاری رہے تو اس پر نماز کی ادائیگی لازم نہیں؛ تاہم اگر کوئی دوسرا شخص اسے نماز پڑھوا دے تو امید ہے کہ اس کی نماز درست ہوجائے گی۔ **ولو اشتبه على مريض أعداد الركعات والسجدات لنعاس يلحقه لا يلزمه الأداء ولو أداها بتلقين غيره ينبغي أن يجزيه كذا في القنية. (درمختار) وفي الشامي: أي بأن وصل إلى حال لايمكنه ضبط ذٰلک وليس المراد مجرد الشک والاشتباه لأن ذٰلک يحصل للصحيح.** (شامی زکریا ۲/۱ ۵۷، بیروت ۳/۸ ۴۹)

آنکھ اور بھوؤں کے اشارہ سے نماز پڑھنے کا اعتبار نہیں

اگر کوئی شخص سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے سے عاجز ہوجائے تو اسے آنکھ یا بھوؤں کے اشارہ سے نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا جائے گا؛ کیوں کہ ان کے اشارہ سے پڑھی گئی نمازیں غیر معتبر ہیں۔ **ولم يؤم بعينه وقلبه وحاجبه خلافاً لزفر.** (درمختار زکریا ۲/۱ ۵۷، بیروت ۲/۹ ۴۹)

صحت مند شخص دورانِ نماز مریض ہوگیا

اگر کوئی صحت مند شخص کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہا تھا درمیان میں اس کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ وہ کھڑے رہنے یا رکوع سجدہ کرنے حتیٰ کہ بیٹھنے پر بھی قادر نہ رہا تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ جس طرح بھی بیٹھ کر یا اشارہ سے نماز پوری کرنا ممکن ہو، نماز مکمل کرلے۔ **ولو عرض له مرض في**

صلاتـه يتم بما قدر على المعتمد. (درمختار) **وفي الشامي: ولو قاعداً مؤمياً أو مستلقياً.** (شامی زکریا ۲/ ۵۷۱، بیروت ۲/ ۴۹۹)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص دورانِ نماز صحت مند ہو گیا

اگر کوئی شخص قیام سے عاجز ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا؛ لیکن دورانِ نماز اس کا مرض جاتا رہا اور وہ کھڑے ہونے پر قادر ہو گیا تو اب کھڑے ہو کر نماز پوری کرنا اس پر لازم ہے۔ **ولـو صـلـىٰ قـاعداً بركوع وسجود فصح بنىٰ.** (درمختار) **أي على ما صلىٰ فيتم صلاته قائماً عندهما.** (شامی زکریا ۲/ ۵۷۱، بیروت ۲/ ۴۹۹)

اشارہ سے نماز پڑھنے والا تندرست ہو گیا

اگر کوئی شخص اشارہ سے نماز پڑھ رہا تھا اسی دوران وہ رکوع سجدہ پر قادر ہو گیا تو اگر رکوع اور سجدہ کا اشارہ کرنے سے پہلے یہ صورت پیش آئی ہے تو رکوع سجدہ سے نماز پوری کر لے گا، اور اگر رکوع سجدہ کے اشارہ کے بعد قدرت ہوئی تو اب اس کی نماز باطل ہو گئی از سرِ نو رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پڑھنی ہوگی۔ یہ تفصیل اس وقت ہے جب کہ کھڑے یا بیٹھے ہونے کی حالت میں اشارہ کر رہا ہو، اس کے برخلاف اگر لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھ رہا تھا اسی درمیان بیٹھنے پر قادر ہو گیا تو اب اس کی نماز بہر حال فاسد ہو جائے گی اور اسے از سرِ نو پڑھنی ہوگی؛ الا یہ کہ تکبیر تحریمہ کہتے ہی قادر ہو جائے تو اب رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ **ولـو كان يصلي بالإيماء فصح لا يبني إلا إذا صـح قبـل أن يـؤمـي بـالركوع والسجود، كما لو كان يؤمي مضطجعاً ثم قـدر عـلـى القعود ولم يقدر على الركوع والسجود فإنه يستأنف على المختار؛ لأن حـالة الـقـعـود أقوىٰ فلم يجز بناؤه على الضعيف.** (درمختار) **وفي الشامي: وهٰـذا ظـاهـر فيما إذا افتتح قائماً أو قاعداً بقصد الإيماء ثم قدر قبل الإيماء على الـركوع والسجود قائماً أو قاعداً، أما إذا افتتح مستلقياً أو مضطجعاً ثم قدر قبل الإيـمـاء عـلى الركوع والسجود قائماً أو قاعداً فإنه يستأنف كما يؤ خذ من قول**

الشـارح لأن حالة القعود أقویٰ. (شـامی زکریا ۵۷۱/۲، بیروت ۴۹۹/۲) **وفی تقریرات الـرافعی: أما لو أتی بالتحریمة فقط ثم قدر لا یستأنف لأنه لم یؤد رکناً به والذی وجد منه مجرد التحریمة.** (تقریرات رافعی ۷۷/۲، ملحق بـ شامي زکریا ۱۰۴/۲ حاشیة: ۳)

نفل نماز ٹیک لگا کر پڑھنا

اگر تھکاوٹ کی وجہ سے کوئی شخص دیوار یا لاٹھی وغیرہ پر ٹیک لگا کر نفل نماز ادا کرے تو بلا کراہت درست ہے، اور اگر بلا عذر ایسا کیا تو مکروہ تنزیہی ہوگا۔ **وللمتطوع الإتکاء علی شيءٍ کعصاً وجدارٍ مع الإعیاء أی التعب بلا کراھة وبدونه یکرہ. (درمختار) وظاھرہ أنه لیس فیه نھی خاص فتکون الکراھة تنزیھیةً.** (شامی زکریا ۵۷۲/۲، بیروت ۴۹۹/۲)

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا

نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں؛ البتہ اگر بلا عذر بیٹھ کر نفل ادا کی تو کھڑے ہوکر پڑھنے کے مقابلہ میں ثواب آدھا ملے گا، اور سننِ مؤکدہ کو بہر حال کھڑے ہوکر ہی پڑھنا چاہئے۔ **وله القعود بلاکراھة مطلقاً ھو الأصح.** (درمختار زکریا ۵۷۲/۲، بیروت ۴۹۹/۲)

پاگل پن میں نماز کا حکم

اگر کوئی شخص مجنون ہوجائے اور یہ جنون کی حالت پانچ نمازوں کے وقت کے اندر اندر رہے تو چھوٹی ہوئی نمازیں قضا کرے گا اور اگر یہ حالت چھٹی نماز کے وقت تک ممتد ہو جائے تو اب گذری ہوئی نمازوں کی قضا اس پر لازم نہیں۔ **ومن جن ...... یوماً ولیلة قضیٰ الخمس وإن زاد وقت صلاة سادسة لا للحرج.** (درمختار زکریا ۵۷۳/۲، بیروت ۵۰۱/۲)

بے ہوش کا حکم

اگر کوئی شخص مسلسل چوبیس گھنٹہ سے زیادہ بے ہوش رہے تو اس پر بے ہوشی کے زمانہ کی نمازوں کی قضا لازم نہیں ہے؛ البتہ اگر بے ہوشی ایک دن رات کے اندر اندر ہو پھر افاقہ ہوجائے تو

گزری ہوئی نمازوں کی قضا لازم ہے۔ **ومن جن أو أغمی عليه يوماً وليلةً قضی الخمس وإن زاد وقت صلاة سادسة لا للحرج.** (درمختار زکریا ۵۷۳/۲، بیروت ۵۰۱/۲)

نشہ میں مدہوش کا حکم

جو شخص شراب، بھنگ یا کسی دوا وغیرہ کے اثر سے مدہوش ہو جائے تو خواہ یہ مدہوشی کتنی ہی لمبی ہو افاقہ کے بعد اسے سب چھوٹی ہوئی نمازیں قضا کرنی پڑیں گی، یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص لمبی مدت تک سوتا رہے تو بیدار ہونے کے بعد اسے سب نمازیں پڑھنی لازم ہے۔ **زال عقله ببنج أو خمر أو دواءٍ لزمه القضاء وإن طالت لأنه بصنع العباد كالنوم.**

(درمختار زکریا ۵۷٤/۲، بیروت ۵۰۱/۲)

ہاتھ پیر کٹا ہوا شخص کیسے نماز پڑھے؟

جس شخص کے ہاتھ کہنیوں سے اور پیر ٹخنوں سے اوپر کٹے ہوئے ہوں اور اس کا چہرہ بھی زخمی ہو تو وہ بغیر وضو اور تیمّم کے اسی حالت میں نماز پڑھے گا۔ **ولو قطعت يداه ورجلاه من المرفق والكعب وبوجهه جراحة صلی بغير طهارة ولا تيمم ولا يعيد هو الأصح.** (تنویر الابصار علی الدر المختار زکریا ۵۷٤/۲، بیروت ۵۰۱/۲)

آنکھ بنوانے والے مریض کا لیٹ کر نماز پڑھنا

اگر آنکھ بنوانے والے مریض کو ماہر مسلمان ڈاکٹر چت لیٹنے کا حکم دے تو ایسا مریض لیٹے لیٹے اشارہ سے نماز پڑھے گا۔ **أمره الطبيب باستلقاء لبزغ الماء من عينه صلی بالإيماء لأن حرمة الأعضاء كحرمة النفس.** (درمختا زکریا ۵۷٤/۲، بیروت ۵۰۲/۲)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت

جو شخص مرض یا ضعف کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو، یا کھڑے ہونے میں اس کے مرض کے بڑھ جانے یا طویل ہونے کا خطرہ ہو، یا کھڑے ہونے سے سخت تکلیف ہوتی ہو، یا کھڑے ہونے سے پیشاب کے قطرات خود بخود نکل جانے کا خطرہ ہے یا (کپڑا وغیرہ مختصر ہونے

کی وجہ سے) کھڑے ہونے کی صورت میں ستر کھل جانے کا اندیشہ ہو، تو اس طرح کے اعذار کی بنا پر بیٹھ کر نماز فرض پڑھنا جائز ہے۔ **وإن عجز المريض عن القيام عجزاً حقيقياً أو حكمياً كما إذا قدر حقيقةً لٰكن يخاف بسببه زيادة مرض أو بطؤ برءٍ؟ أو يجد ألماً شديداً يصلي قاعداً يركع ويسجد.** (حلبی کبیر ۲٦١) **لو كان بحيث لو قام سلس بوله أو لو قام ينكشف من العورة ما يمنع الصلاة أو يعجز عن القراءة حال القيام وفي القعود لايحصل شيءٌ من ذٰلک يجب القعود.** (طحطاوی ۱۲۲)

اگر قیام پر قادر ہو مگر رکوع اور سجدہ نہ کر سکے تو کیسے نماز پڑھے؟

اگر کوئی شخص کھڑا تو ہوسکتا ہو مگر اپنی بیماری یا ضعف کی وجہ سے رکوع اور سجدہ نہ کرسکتا ہو تو اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا لازم نہیں؛ بلکہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ کے لئے اشارہ کرے، یہی افضل ہے۔ **وإن قدر المريض على القيام دون الركوع والسجود أي كان بحيث لو قام لا يقدر أن يركع ويسجد لم يلزمه القيام عندنا بل يجوز أن يومئَ قاعداً وهو أفضل.** (حلبی کبیر ٢٦٦، طحطاوی۱۲۲، بدائع الصنائع ١/٢٨٤، الجوهرة النيرة ١/١١٤)

کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر نماز پڑھنا

جو شخص سجدہ پر قادر نہ ہو اور پاؤں وغیرہ میں تکلیف کی وجہ سے زمین پر کسی طرح بیٹھنا بھی اس کے لئے مشکل ہو تو وہ کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے؛ لیکن جو شخص کسی بھی طرح زمین پر بیٹھ سکتا ہو اس کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا سخت مکروہ ہوگا، اسے زمین پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز ادا کرنی چاہئے۔ **فإن عجز عن الركوع والسجود وقدر على القعود فإنه يصلي قاعداً بإيماء.** (تاتارخانية ۲/۱۲۰)

تنبیہ: آج کل اس معاملہ میں بہت کوتاہی ہوتی ہے، معمولی بہانے سے لوگ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے لگتے ہیں، انہیں مذکورہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے۔

دورانِ نماز عذر پیش آجائے

اگر کسی شخص نے کھڑے ہوکر نماز شروع کی مگر درمیان میں ایسا عذر پیش آ گیا کہ اس کے لئے کھڑا ہونا مشکل ہوگیا تو حکم یہ ہے کہ وہ بیٹھ کر رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پوری کرلے۔ **وإن صلى الصحيح بعض صلوته قائماً فحدث به في أثنائها مرض يبيح له القعود أو عذر من عدوٍ أو غيره أتمَّها قاعداً يركع ويسجد.** (حلبی کبیر ۲۶۹، شامی زکریا ۲/۵۷۱)

دورانِ نماز عذر ختم ہوجائے

اگر مریض نے بیٹھ کر نماز شروع کی تھی مگر درمیانِ نماز اس کا مرض ٹھیک ہوگیا اور وہ کھڑے ہونے پر قادر ہوگیا، تو اب کھڑے ہوکر نماز پوری کرلے۔ **وإن كان المصلي قد صلى أول صلاته قاعداً يركع ويسجد لمرضٍ ثم صح من ذٰلك المرض في أثنائها وقدر على القيام بنى على صلاته وأتمها قائماً.** (حلبی کبیر ۲۶۹، الجوهرة النيرة ۱/۱۱٤، شامی زکریا ۲/۵۷۱)

بیٹھ کر تکیہ یا میز پر سجدہ کرنا

جو شخص رکوع سجدہ پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے بیٹھنے کے بعد تکیہ، میز یا تپائی پر سجدہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے؛ تاہم اگر ان چیزوں پر سجدہ کرلیا تو اصل میں سجدہ کی ادائیگی سر جھکانے سے ہوجائے گی۔ **ولو كانت الوسادةُ على الأرض فسجد عليها جاز أيضاً ولكن إن كان يجد قوة الأرض تكون صلاته بالركوع والسجود وإلا فهي بالإيماء أيضاً.**

(حلبی کبیر۲۶۲، شامی زکریا ۲/۵٦۸)

ماٰخذ ومراجع

(اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔مرتب)

۱	القرآن الکریم	ترجمہ: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (م ۱۳۳۹ھ)	مدینہ منورہ
۲	القرآن الکریم	ترجمہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)	فرید بک ڈپو دہلی
۳	تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م ۱۲۷۰ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۴	تفسیر ابن کثیر	علامہ ابن کثیرؒ (م: ۷۷۴ھ)	دارالسلام ریاض
۵	الجامع لاحکام القرآن	الامام ابوعبداللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبیؒ (م ۶۶۸ھ)	دارالفکر بیروت
۶	صحیح البخاری	الامام ابومحمد بن اسمٰعیل بن بردزبۃ البخاریؒ (م ۲۲۶ھ)	مکتبہ الاصلاح لالباغ مرادآباد
۷	عمدۃ القاری	علامہ بدرالدین عینیؒ (م: ۸۵۵ھ)	دارالفکر بیروت
۸	فیض الباری	علامہ انور شاہ کشمیریؒ (م: ۱۳۵۲ھ)	مجلس علمیہ ڈابھیل گجرات
۹	صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م ۲۶۱ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت
۱۰	نووی علی مسلم	شیخ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النوویؒ (م: ۶۷۶ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند
۱۱	فتح الملہم	حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (م: ۱۳۶۹ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۱۲	جامع الترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت
۱۳	معارف السنن	العلامۃ محمد یوسف بنوریؒ (م ۱۳۹۷ھ)	بنگلہ اسلامک اکیڈمی دیوبند
۱۴	تحفۃ الألمعی	افادات حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری	مکتبہ حجاز دیوبند
۱۵	سنن ابی داؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ)	اشرفی بکڈپو دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۱۶	سنن ابن ماجہ	الامام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی (م۲۷۵ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند دارالفکر بیروت
۱۷	مشکوۃ المصابیح	الامام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ (م۷۴۱ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۱۸	مرقاۃ المفاتیح	العلامۃ علی بن السلطان محمد القاری (م۱۰۱۴ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۱۹	مسند امام احمد بن حنبل (تحقیق: احمد محمد شاکر)	الامام احمد بن محمد بن حنبلؒ (م۲۴۱ھ)	دارالحدیث القاہرہ
۲۰	السنن الکبریٰ للبیہقی	الامام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (۴۵۸ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۱	شعب الایمان	الامام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م۴۵۸ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۲	الترغیب والترہیب	الحافظ ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذریؒ (م۶۵۶ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۳	مصنف ابن ابی شیبہ	ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفیؒ (م۲۳۵)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۴	المعجم الطبرانی الاوسط	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م۳۶۰ھ)	مکتبۃ المعارف ریاض
۲۵	المعجم الطبرانی الکبیر	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م۳۶۰ھ)	داراحیاء التراث العربی بیروت
۲۶	سنن الدارالقطنی	الامام حافظ علی بن عمر الدارقطنیؒ (م۳۸۵ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۷	کنزالعمال	علی ابن حسام الدین المتقیؒ (م:۹۷۵ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۸	مجمع الزوائد	علامہ ابوبکر الہیثمیؒ (م:۸۰۷ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۹	اعلاء السنن	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ)	دارالکتب العلمیہ
۳۰	نصب الرایہ	علامہ جمال الدین عبداللہ بن یوسف الزیلعیؒ (م:۷۶۲ھ)	المجلس العلمی
۳۱	اوجز المسالک	حضرت شیخ زکریا مہاجر مدنیؒ (م:۱۴۰۲ھ)	دارالقلم دمشق
۳۲	موسوعۃ آثار الصحابہ	ابوعبداللہ سید بن کروی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۳	کتاب الدعاء للطبرانیؒ	ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانیؒ (۳۶۰ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۴	المتجر الرابح	حافظ شرف الدین عبدالمؤمن دمیاطیؒ (م:۷۰۵ھ)	دارالفکر بیروت
۳۵	اذکار نووی	شیخ محی الدین زکریا نوویؒ (م:۶۷۶ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت

نمبر	کتاب	مصنف	مطبع
۳۶	مختصر بیان العلم وفضلہ	شیخ احمد بن عمر المحمصانیؒ (م:۱۳۴۹ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۷	کشف الخفاء	علامہ اسماعیل بن محمد العجلوانیؒ (م:۱۱۶۲ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۸	البدایہ والنہایہ	علامہ ابن کثیر دمشقیؒ (م:۷۷۴ھ)	دارالفکر بیروت
۳۹	غنیۃ الطالبین	شیخ المشائخ عبدالقادر بن موسیٰ جیلانیؒ (م ۵۶۱ھ)	مطبع اسلامی لاہور
۴۰	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد الغزالیؒ (م ۵۰۵)	نول کشور لکھنؤ
۴۱	کتاب الآثار للامام محمدؒ	تشریح: علامہ ابوالوفاء افغانیؒ	مجلس علمی ڈابھیل
۴۲	المستطرف	شہاب الدین محمد بن احمد ابی الفتح الاشیہی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۴۳	زادالمعاد	ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر الدمشقیؒ "ابن قیم الجوزیہ" (م ۷۵۱ھ)	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
۴۴	مظاہر حق	حضرت مولانا محمد قطب الدین صاحب دہلویؒ	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
۴۵	فضائل اعمال	حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ (م:۱۴۰۲ھ)	ادارہ اشاعت دینیات دہلی
۴۶	عالمگیری	علامہ نظام الدین وجماعۃ من العلماء	داراحیاء التراث العربی بیروت
۴۷	البحرالرائق	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م ۹۷۰)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۸	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخرالدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاںؒ (م ۵۹۲ھ)	داراحیاء التراث العربی
۴۹	ہدایہ	شیخ الاسلام برہان الدین المرغینانیؒ (م ۵۹۳ھ)	ادارۃ المعارف دیوبند
۵۰	المختار الفتوی	العلامہ ابوالفضل مجدالدین عبداللہ بن محمود الحنفیؒ (م ۶۸۳ھ)	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ معظمہ
۵۱	تنویر الابصار مع الدرالمختار	محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمرتاشیؒ (م ۱۰۰۴ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۲	درمختار	شیخ علاء الدین الحصکفیؒ (م ۱۰۸۸ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۳	ردالمحتار (فتاویٰ شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م ۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، (زکریا بک ڈپو دیوبند) احیاء التراث العربی بیروت
۵۴	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ ابن عابدین شامیؒ (م ۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۵	بدائع الصنائع	العلامۃ علاء الدین ابوبکر بن سعود الکاسانی الحنفیؒ (م ۵۸۷ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند

نمبر	کتاب	مصنف	مطبع
۵۶	نورالایضاح	حسن بن عمار بن علی الشرنبلالیؒ (م:۱۰۶۹ھ)	یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند
۵۷	مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفیؒ (م ۱۰۶۹ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۸	طحطاوی علی المراقی	علامہ سید احمد الطحطاوی الحنفیؒ (م ۱۲۳۱ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۹	عمدۃ الرعایۃ شرح الوقایہ	العلامۃ محمد عبدالحیٔ اللکھنویؒ (م ۱۳۰۴ھ)	مرکز ادب دیوبند
۶۰	مجمع الانہر	شیخ عبدالرحمٰن محمد بن سلیمانؒ (شیخ زادہ) (م ۱۰۷۸ھ)	داراحیاء التراث العربی
۶۱	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلویؒ (۷۸۶ھ) (تحقیق: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی)	ادارۃ القرآن کراچی زکریا بک ڈپو دیوبند
۶۲	غنیۃ المتملی (حلبی کبیر)	الشیخ ابراہیم الحلبی الحنفیؒ (م ۹۵۶ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۶۳	الفتاویٰ الحدیثیہ	العلامہ احمد بن محمد بن علی ابن حجر الہیثمیؒ (م ۹۷۴ھ)	داراحیاء التراث
۶۴	المحیط البرہانی	علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ البخاریؒ (م:۶۱۶ھ)	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
۶۵	فتح القدیر	علامہ برہان الدین مرغینانیؒ (م:۵۹۳ھ)	دارالفکر بیروت
۶۶	المبسوط	شمس الائمہ شمس الدین ابوبکر محمد السرخسیؒ (م:۴۹۰ھ)	دارالفکر بیروت
۶۷	بزازیہ علی ہامش الہندیہ	علامہ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن بزاز (م:۸۲۷ھ)	کتب خانہ زکریا دیوبند
۶۸	کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ	علامہ عبدالرحمٰن جزیریؒ (م: ھ)	المکتبۃ العصریہ بیروت
۶۹	شرح وقایہ	صدرالشریعہ عبیداللہ بن مسعود بن محمود (م:۷۴۷ھ)	فیصل پبلی کیشنز دیوبند
۷۰	سعایہ	حضرت علامہ عبدالحیٔ فرنگی محلیؒ (م:۱۳۰۴ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۷۱	تقریراتِ رافعی	علامہ عبدالقادر الرافعیؒ (م:۱۳۲۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۲	الجوہرۃ النیرۃ	ابوبکر بن علی بن محمد (م:۸۰۰ھ)	مکتبہ تھانوی دیوبند
۷۳	النتف فی الفتاویٰ	شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن حسین بن محمد سغدیؒ (م:۴۶۱ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۷۴	صغیری	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبیؒ (م:۹۵۶ھ)	مجتبائی دہلی

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۷۵	غنیۃ الناسک	حضرت مولانا شیخ محمد حسن شاہ مہاجر مکیؒ (م:۱۳۴۶ھ)	ادارۃ القرآن کراچی
۷۶	منہل الواردین	علامہ ابن عابدین الشامیؒ (م:۱۲۵۲ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۷۷	الموسوعۃ الفقہیہ	مجموعۃ من العلماء	وزارۃ الشؤن الدینیہ کویت
۷۸	نفع المفتی والسائل	حضرت علامہ عبدالحئی فرنگی محلیؒ (م:۱۳۰۴ھ)	دیوبند
۷۹	الاشباہ والنظائر	علامہ بن نجیم مصریؒ (م:۹۷۰ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۸۰	شرح منظومہ ابن وہبان	علامہ عبدالوہاب بن احمد المعروف بابن وہبانؒ (م:۷۶۸ھ)	الوقف الخیری المدنی دیوبند
۸۱	قواعد الفقہ	علامہ عمیم الاحسان المجددی	زکریا بک ڈپو دیوبند
۸۲	غمز عیون البصائر	سید احمد بن محمد الحمویؒ	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۸۳	امداد الاحکام	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ) حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلوی (۱۳۶۸ھ)	مکتبہ تھانوی دیوبند
۸۴	فتاویٰ عثمانی	حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۸۵	بہشتی گوہر	زیرنگرانی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ)(ملحق بہ بہشتی زیور حصہ ۱۱)	مکتبہ نذیریہ اردو بازار دہلی
۸۶	علم الفقہ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی (م:۱۹۶۲ء)	مکتبہ فاروقیہ لکھنؤ
۸۷	آپ کے مسائل اور ان کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (م:۱۴۲۱ھ)	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۸۸	فتاوی رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ (م۱۳۲۳ھ)	گلستاں کتاب گھر
۸۹	فتاوی مظاہر علوم	حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ (م۱۳۴۶ھ)	جامعہ مظاہر علوم سہارنپور
۹۰	فتاویٰ شیخ الاسلام	شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ (م۱۳۷۷ھ)	مکتبہ دینیہ دیوبند
۹۱	کفایۃ المفتی	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ (م۱۳۷۲ھ)	مکتبہ امدادیہ پاکستان
۹۲	فتاوی دارالعلوم	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ (م۱۳۴۷ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۹۳	امداد الفتاوی	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م۱۳۶۲ھ)	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند

۹۴	بہشتی زیور	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)	مکتبہ اختری سہارن پور
۹۵	جواہر الفقہ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م ۱۳۹۵ھ)	مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند
۹۶	امداد المفتیین	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م ۱۳۹۵ھ)	دار العلوم کراچی
۹۷	فتاوی محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (م ۱۴۱۷ھ)	زکریا بکڈپو دیوبند
۹۸	فتاوی رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوریؒ (م ۱۴۲۲ھ)	مکتبہ رحیمیہ سورت گجرات
۹۹	احسن الفتاوی	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ (م ۱۴۲۲ھ)	دار الاشاعت دہلی
۱۰۰	احکام السفر	مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب	مفتاح العلوم سرگودھا پاکستان
۱۰۱	مجالس ابرار	افادات: حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ (م: ۲۰۰۵ء)	
۱۰۲	انوار رحمت	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۳	ایضاح المسائل	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۴	ایضاح المناسک	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۵	الاوزان المحمودہ	مولانا مفتی ابو الکلام صاحب قاسمی المظاہری	دار الکتاب دیوبند
۱۰۶	اصلاحی مضامین	مولانا کلیم اللہ قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۷	مسائل بہشتی زیور	مرتبہ: ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب	جامعہ مدنیہ لاہور

مرتب کی علمی کاوشیں

❑ اللہ سے شرم کیجئے:

اس کتاب میں اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کے متعلق ایک جامع ارشاد نبوی ا کی تفصیلی شرح کے ضمن میں نہایت مفید اصلاحی مضامین (آیات قرآنیہ احادیث طیبہ اور احوال واقوال سلف) خوبصورتی کے ساتھ جمع کردئے گئے ہیں، یہ کتاب مردہ ضمیر کو جھنجوڑنے، اور غفلت کے پردے ہٹانے میں تریاق کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو شخص بھی صدق دل سے اور عمل کی نیت سے اس کا مطالعہ کرے گا اسے انشاء اللہ یقیناً نفع ہوگا، کتاب کی زبان سادہ اور عام فہم ہے۔ ہر بات حوالہ جات سے مزین ہے۔عوام وخواص کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔اب تک ہندو پاک کے مختلف کتب خانوں سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، اور مسلسل اس کی اشاعت جاری ہے۔ ہندی زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے، فالحمد للہ۔ صفحات: ۴۳۲، عام قیمت: ۱۰۸/روپئے

❑ اللہ والوں کی مقبولیت کا راز:

یہ کتاب پہلے ۹۶/صفحات پر شائع ہوئی تھی اب اضافہ ہوکر ۱۹۲/صفحات میں خوب صورت کمپیوٹر کتابت پر شائع کی گئی ہے، جس میں اکابر واسلاف کی مقبول صفات مثلاً: تواضع، زہدوتقویٰ، عفوودرگذر، حلم وبردباری، جودوسخا اور خوف وخشیت سے متعلق پُر اثر اور حیرت انگیز حالات وواقعات بیان کرکے ان کی روشنی میں اپنے کردار کا مؤثر انداز میں جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کتاب علماء، طلباء اور اپنی اصلاح کے خواہش مند حضرات کے لئے اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ زبان بہت آسان اور عام فہم ہے، آج ہی طلب کرکے اپنی روحانی تشفی کا سامان کریں۔ یہ کتاب بھی ہندو پاک کے متعدد کتب خانوں سے شائع ہورہی ہے، الحمد للہ۔ صفحات :۱۹۲، قیمت: ۶۰/روپئے۔

❑ تذکرۂ فدائے ملت رحؒ:

یہ امیر الہند، فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ صدر جمعیۃ علماء

ہندکی یادمیں منعقدہ فدائے ملت سیمینار (منعقدہ۲۰۰۸ء) میں پیش کردہ مقالات کا بہترین مجموعہ ہے، جس میں نہ صرف حضرت فدائے ملتؒ کے حالات اور قابل تقلید روشن کارنامے جمع ہوگئے ہیں؛ بلکہ ملت اسلامیہ ہند کی گذشتہ نصف صدی کی تاریخ کے اہم پہلو بھی اس مجموعہ مضامین میں جابجا بکھرے ہوئے ہیں۔ اکابر کی سوانح سے دل چسپی رکھنے والوں کے لئے یہ ایک قیمتی سوغات ہے، جسے جمعیۃ علماء ہند نے بہت اہتمام سے شائع کیا ہے، اور مختصر مدت میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ صفحات: ۱۲۰۰۔

❑ خطباتِ سیرت طیبہ:

سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے مختلف گوشوں پر دس خطبات کا یہ مجموعہ خاص طور پر نوجوانوں اور عام مسلمانوں کے لئے شائع کیا گیا ہے، یہ خطبات مرادآباد کی ''مسجد ابراہیمی'' محلّہ کسرول میں بالترتیب دس روز تک جاری رہے، بعد میں انہیں کتابی شکل دے دی گئی۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ گھروں میں اس کی تعلیم ہو؛ تاکہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے متعلق اہم معلومات مسلم معاشرہ کو حاصل ہوں۔ الحمد للہ یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے، اور اس کو ہندی رسم الخط میں بھی تیار کرلیا گیا ہے؛ تاکہ ہندی داں لوگوں کے لئے سہولت ہو۔ صفحات : ۲۴۰

❑ ذکر رفتگاں:

یہ ماہ نامہ ''ندائے شاہی'' مرادآباد میں ۱۹۸۹ء تا ۲۰۰۴ء وفات پانے والی امت کی اہم اور مؤقر شخصیات پر شائع شدہ تعزیتی مضامین کا بیش قیمت مجموعہ ہے، جس میں تقریباً ڈیڑھ سو حضرات کے مختصر سوانحی خاکے اور تأثرات جمع ہوگئے ہیں، تذکرۂ اکابر کے شائقین کے لئے یہ بیش بہا تحفہ اور سیر وسوانح کے باب میں قیمتی معلومات کا ذخیرہ ہے، جس کا مطالعہ انشاء اللہ ذہن میں تازگی اور روح میں بالیدگی کا سبب ہوگا۔

صفحات : ۵۶۸، عام قیمت : ۱۶۰/روپئے

❑ دعوت فکر و عمل:

یہ کتاب مختلف دینی، اصلاحی، سماجی اور معاشرتی موضوعات پر مبنی ۹۷ر قیمتی مضامین کا مجموعہ ہے، جن میں پوری قوت کے ساتھ فکری اصلاح پر زور دیا گیا ہے۔ ان مضامین کے مطالعہ سے اصابت رائے اور اعتدال کے جذبات پروان چڑھتے ہیں، موجودہ دور میں دینی خدمات میں مشغول حضرات کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت کارآمد ہے، اکابر علماء کی تقریظات سے کتاب مزین ہے اور باذوق قارئین کی نظر میں یہ دور حاضر کا ایک گراں قدر تحفہ ہے، متعدد کتب خانوں سے اس کی اشاعت ہورہی ہے۔ صفحات: ۵۴۰، قیمت: ۱۵۰ر روپئے

❑ لمحاتِ فکریہ:

اس کتاب میں ندائے شاہی مارچ ۲۰۰۳ء سے لے کر مئی ۲۰۰۵ء تک کے ادارتی مضامین اور دو رسالوں ''اسلامی کی انسانیت نوازی'' اور ''اسلامی معاشرت'' کو یکجا کر کے شائع کیا گیا ہے۔ اس مجموعۂ مضامین میں قرآن وسنت اور آثارِ صحابہ سے نہایت قیمتی ہدایات نقل کی گئی ہیں۔ ۳۲۰ر صفحات پر یہ کتاب اسلامی تعلیمات کے تعارف، اصلاح امت اور باطل افکار وخیالات کی مدلل تردید پر مبنی مضامین کو شامل ہے، اور عوام وخواص کے لئے یکساں مفید ہے۔ صفحات: ۳۲۰، قیمت: ۱۰۰ روپئے

❑ دینی مسائل اور ان کا حل:

دورِ حاضر کے اہم پیش آمدہ مسائل کے ۶۵۰ر مختصر اور جامع جوابات پر مشتمل یہ قیمتی مجموعہ ہر گھر کی ضرورت اور قدم قدم پر رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ یہ مسائل کئی سال سے رسالہ تحفۂ خواتین مرادآباد میں سوال وجواب کی صورت میں شائع ہورہے تھے، اب انہیں عربی عبارات اور حوالوں کے ساتھ جمع کر کے شائع کیا گیا ہے، جو عوام کے علاوہ اہل علم اور ارباب افتاء کے لئے بھی مفید ہے۔ صفحات: ۴۱۶، قیمت: ۲۰۰ روپئے

❑ فتاوی شیخ الاسلامؒ:

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی علمی اور فقہی آراء اور مکتوبات کا یہ مرتب مجموعہ بالخصوص فقہ و فتاوی کے شائقین کے لئے گراں قدر تحفہ ہے۔ ہر مسئلہ حوالہ جات سے مزین ہے اور نادر علمی نکات، فقہی تحقیقات اور قیمتی افادات کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے یہ کتاب ہندوستان کے علاوہ پاکستان میں بھی شائع ہوچکی ہے۔

صفحات: ۲۵۱، قیمت : ۸۰روپئے، ناشر: مکتبہ دینیہ دیوبند

❑ فتوی نویسی کے رہنما اصول:

یہ فقیہ العصر علامہ ابن عابد بن شامیؒ کی معروف کتاب ''شرح عقود رسم المفتی'' کی روشنی میں اصول افتاء پر ایک انوکھی کتاب ہے، جس میں ۳۴ر اصول متعین کرکے ہر اصول کے اجراء اور تمرین کے لئے رہنمائی کی گئی ہے۔ جو طلبۂ افتاء نظر میں گہرائی اور مطالعہ میں گیرائی کے مشتاق ہیں ان کے لئے یہ کتاب قدم قدم پر معاون بن رہی ہے۔ نیز بفضلہٖ تعالیٰ تجربہ سے یہ طرز اجراء بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ صفحات:۴۳۲، قیمت: ۱۵۰روپے، ناشر: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

❑ دیگر کتب ورسائل:

❑ **الفهرس الحاوي علی حاشية الطحطاوي** (افادات: فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ) ❑ ردمرزائیت کے زریں اصول (افادات: سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ) :صفحات :۲۱۶، قیمت : ۴۰ روپے۔❑ قادیانی مغالطے:صفحات:۱۲۴، قیمت:۲۰ روپے ❑ تحریک آزادیٔ ہند میں مسلم عوام اور علماء کا کردار :صفحات:۲۲۸، قیمت :۸۰ روپے ❑ پیکر عزم و ہمت، استاذ اور شاگرد :صفحات:۸۰، قیمت:۴۰روپے ❑ نورِنبوت : صفحات:۷۲ قیمت:۳۰ روپے۔

❍❖❍